B9ED201CCT

تعلیم کی سماجیاتی بنیادیں

(Sociological Foundations of Education)

بیچلر آف ایجوکیشن (بی۔ایڈ۔)

(دوسرا سمسٹر)

Bachelor of Education (B. Ed.)

(Second Semester)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ-انڈیا

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN : 978-81-979258-9-4
Course : Sociological Foundations of Education
First Edition : August 2024
Copies : 1000
Price : 210/-

Programme Coordinator (B. Ed.)

Prof. Sayyad Aman Ubed, Professor (Education), CDOE, MANUU

Editorial Board/Editors

Prof. Mushtaq Ahmed I. Patel (Chairperson)
Professor, CDOE, MANUU

Prof. Sayyad Aman Ubed (Member)
Programme Coordinator, B.Ed. (ODL)

Prof. Shaikh Shaheen Altaf (Member)
HOD, Dept. of Edu &Training, MANUU

Dr. Shaikh Wasim (Member Convener)
Associate Professor, CDOE, MANUU

Prof. Siddiqui Mohd Mahmood (Member)
Senior Professor, Dept. of Edu &Training, MANUU
(Content Editor)

Dr. Sameena Basu (Member)
Associate Professor, CDOE, MANUU

(Late) Prof. Najmus Saher (Member)
Professor, CDOE, MANUU

Dr. Badarul Islam
Assistant Professor, MANUU, CTE, Aurangabad
(Language Editor)

Production

Prof. Nikhath Jahan, Professor (Urdu), CDOE, MANUU

Mr. P Habibulla, Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU

Mohd Abdul Naseer, Section Officer, CDOE, MANUU

Shaik Ismail, UDC, CDOE, MANUU

Faheemuddin, LDC, Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
*Director:*dir.dde@manuu.edu.in *Publication:*ddepublication@manuu.edu.in
Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by: Dr. Mohd Adil, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU
Title Page: Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (C), CDOE, MANUU

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad

فہرست

پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام	ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف	پروگرام کو آرڈینیٹر (بی۔ایڈ)	7

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
بلاک I: سماجیات اور تعلیم (Sociology and Education)			
1۔	سماجیات: معنی، نوعیت اور دائرہ کار (Sociology: Meaning, Nature and Scope)	ڈاکٹر راحت حیات اسسٹنٹ پروفیسر مانو، سی ٹی ای، آسنسول Dr. Rahat Hayat Assistant Professor MANUU CTE, Nuh	9
2۔	سماجیات اور تعلیم کے مابین تعلق (Relationship between Sociology and Education)		25
3۔	سماجی کاری کے ادارے۔خاندان، ہم عمر گروہ، اسکول، ذرائع ابلاغ، مذہب (Agencies of Socialization-Family, Peer Group, School, Media, Religion)		43
4۔	سماج کاری میں معلم کا کردار، اور تعلیم پر سماج کاری کا اثر (Role of Teacher in Socialization process and Impact of Socialization on Education)		61
بلاک II: ثقافت اور تعلیم (Culture and Education)			
5۔	ثقافت کا مفہوم (Meaning of Culture)	ڈاکٹر روبینہ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تعلیم و تربیت، مانو Dr. Rubeena Assistant Professor Dept. of Edu. & Training, MANUU	78
6۔	ثقافت کی جہتیں، ثقافتی تعطل، ثقافتی تکثیریت (Dimensions of Culture, Cultural Lag and Cultural Pluralism)		99
7۔	ثقافت کا تعلیم پر اثر (Impact of Culture on Education)		118

135		ثقافت میں تعلیم کا کردار (Role of Education in Culture)	8۔
		بلاک III: سماجی تبدیلی اور تعلیم (Social Change and Education)	
155	ڈاکٹر مظفر الاسلام اسسٹنٹ پروفیسر مانو، سی ٹی ای، دربھنگہ Dr. Muzaffar Islam Assistant Professor MANUU CTE, Darbhanga	سماجی تبدیلی کا مفہوم، سماجی تبدیلی کے ذمہ دار عوامل، سماجی تبدیلی میں تعلیم کا کردار (Meaning and Factors Responsible for Social Change, Role of Education in Social Change)	9۔
171		جدت پسندی کا تصور اور خصوصیات (Concept and Attributes of Modernization)	10۔
189		سماجی طبقہ بندی، تغیر پذیری اور تعلیم (Social Stratification, Mobility and Education)	11۔
208		سماجی رابطہ کاری اور سماجی اتصال اور تعلیم پر اس کے اثرات (Social Networking and its Implications on Social Cohesion and Education)	12۔
		بلاک IV: جمہوریت، قومی یکجہتی، اور تعلیم (Democracy, National Integration, and Education)	
219	ڈاکٹر روبینہ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تعلیم وتربیت، مانو Dr. Rubeena Assistant Professor Dept. of Edu. & Training, MANUU	جمہوریت اور تعلیم (Democracy and Education)	13۔
245		سوشلزم اور سیکولرازم (Socialism and Secularism)	14۔
268		تعلیم اور قومی یکجہتی (Education and National Integration)	15۔
290		تعلیم امن اور سماجی بحران (Peace Education and Social Crises)	16۔
310		**نمونہ امتحانی پرچہ**	

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ +A حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری /گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصولِ معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہوگا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اُردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو / ہندی / انگریزی / عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔اے، بی۔ایس سی اور بی۔کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقۂ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقۂ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامتِ فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقۂ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس بیسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جاچکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نو ریجنل سنٹرز (بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جارہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کی جانب سے فاصلاتی نظام کے طلبہ کے لیے تیار کردہ یہ درسی کتاب بی۔ایڈ (دوسرا سمسٹر) کے کور کورس **"تعلیم کی سماجیاتی بنیادیں"** پر مشتمل ہے۔ جو تعلیم اور سماج کے باہمی تعلق کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کورس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ متعلم سماجی اصولوں، اقدار، اور اداروں کے کردار کو تعلیم کے تناظر میں سمجھے اور اس بات کا ادراک حاصل کرے کہ تعلیم کس طرح فرد اور سماج کے درمیان تعلق کو استوار کرتی ہے۔ اس میں سماجیات کے بنیادی تصورات، ثقافت، سماجی تبدیلی، اور جمہوری اقدار کے اثرات کو تعلیم کے ساتھ مربوط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کورس چار بلاک پر مشتمل ہے، اور ہر بلاک میں چار اکائیاں شامل ہیں جو سماجی، ثقافتی، سیاسی اور تعلیمی پہلوؤں کو منظم انداز میں پیش کرتی ہیں۔

بلاک I: سماجیات اور تعلیم: پہلی اکائی میں سماجیات کے معنی، نوعیت اور دائرۂ کار بیان کیا گیا ہے، جب کہ دوسری اکائی میں سماجیات اور تعلیم کے مابین تعلق واضح کیا گیا ہے۔ تیسری اکائی میں سماجی کاری کے ادارے جیسے خاندان، ہم عمر گروہ، اسکول، ذرائع ابلاغ اور مذہب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ چوتھی اکائی میں سماج کاری میں معلم کا کردار اور تعلیم پر سماجی کاری کے اثرات پر گفتگو کی گئی ہے۔

بلاک II: ثقافت اور تعلیم: یہ بلاک ثقافت کے مختلف پہلوؤں اور اس کے تعلیم پر اثرات کو واضح کرتا ہے۔ پہلی اکائی میں ثقافت کے مفہوم اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، جب کہ دوسری اکائی میں ثقافت کی جہتیں، ثقافتی تعطل اور ثقافتی تکثیریت جیسے اہم تصورات پیش کیے گئے ہیں۔ تیسری اکائی میں ثقافت کا تعلیم پر اثر بیان کیا گیا ہے، اور چوتھی اکائی میں تعلیم کا ثقافت کی ترویج و ترقی میں کردار واضح کیا گیا ہے۔

بلاک III: سماجی تبدیلی اور تعلیم: اس بلاک میں سماجی تبدیلی کا مفہوم، اس کے عوامل اور سماجی تبدیلی میں تعلیم کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جدت پسندی کے تصور اور خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ سماجی طبقہ بندی، تغیر پذیری اور ان کے تعلیم سے تعلق پر بحث کی گئی ہے۔ آخر میں سماجی رابطہ کاری اور سماجی اتصال کے تعلیم پر اثرات کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

بلاک IV: جمہوریت، قومی یکجہتی اور تعلیم: اس بلاک میں تعلیم کے سیاسی و اخلاقی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جمہوریت اور تعلیم کے مابین رشتے اور تعلیم کی جمہوری معاشرے کی تشکیل میں اہمیت بیان کی گئی ہے۔ سوشلزم اور سیکولرزم کے تصورات اور ان کے تعلیمی اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بلاک کی تیسری اکائی میں قومی یکجہتی کے فروغ میں تعلیم کے کردار کو نمایاں کیا گیا ہے، جب کہ آخری اکائی میں تعلیم برائے امن اور سماجی بحرانوں کے حل میں اس کے کردار پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

یہ کورس طلبہ کو یہ فہم عطا کرتا ہے کہ تعلیم محض تدریسی سرگرمی نہیں بلکہ سماجی تبدیلی، ثقافتی استحکام، جمہوری شعور اور انسانی اقدار کے فروغ کا ایک مؤثر آلہ ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں کوشش کی گئی ہے کہ تمام موضوعات کو آسان، واضح اور مفہوم خیز انداز میں پیش کیا جائے۔ ہر اکائی کے آخر میں معروضی اور غیر معروضی سوالات دیے گئے ہیں، جن کے ذریعے طلبہ اپنی فہم اور مطالعے کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب فاصلاتی نظامِ تعلیم سے وابستہ طلبہ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی اور انہیں تعلیم کے سماجی تناظر کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دے گی۔

پروفیسر سید امان عبید

پروگرام کوآرڈینیٹر

اکائی 1۔ سماجیات: معنی، نوعیت اور دائرہ کار

(Sociology: Meaning, Nature and Scope)*

اکائی کے اجزاء

1.0 تمہید(Introduction)

1.1 مقاصد(Objectives)

1.2 سماجیات: معنیٰ و مفہوم(Sociology: Meaning and Concept)

1.2.1 سماجیات کا تصور(Concept of Sociology)

1.2.2 سماجیات کی مختلف تعریفیں(Different Definitions of Sociology)

1.2.3 سماجیات کا ارتقا(Development of Sociology)

1.2.4 ماہرینِ سماجیات(Pioneers of Sociology / Sociologists)

1.3 سماجیات کی نوعیت(Nature of Sociology)

1.4 سماجیات کا دائرہ کار(Scope of Sociology)

1.5 خلاصہ(Summary)

1.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

1.7 فرہنگ(Glossary)

1.8 نمونہ امتحانی سوالات(Sample Examination Questions)

1.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

* Dr. Rahat Hayat, Assistant Professor, MANUU CTE, Nuh

1.0 تمہید (Introduction)

سماج کی تشکیل افراد کے ذریعے ہوتی ہے۔ انسان سماج میں رہ کر اپنی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو انسان اپنی زندگی میں خود سے کم اور دوسروں سے زیادہ سیکھتا ہے۔ اس لیے سماج میں دوسرے افراد کی موجودگی نہایت ہی لازمی اور ضروری ہو جاتی ہے تاکہ ہم ایک دوسرے سے سیکھ سکیں۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ تعلیمی عمل سماج میں کیا جاتا ہے اور تعلیم ہی سے افراد کی شخصیت کی تشکیل ہوتی ہے۔ سماج فرد کے اکتسابی عمل میں بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے تعلیم حاصل کرنے کا عمل ہمیشہ ایک سماجی عمل اور سماجی فعل قرار دیا گیا ہے۔ تعلیم متعدد سماجی مسائل کو حل کرنے اور سماجی ترقی کا ایک اہم آلہ ہے۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ

- سماجیات کے معنٰی، مفہوم ،تصور و تعارف کو سمجھ جائیں گے۔
- سماجیات کے ارتقا اور اس کے اہم مفکرین کو جان جائیں گے۔
- سماجیات کی نوعیت کی وضاحت کر پائیں گے۔
- سماجیات کے دائرہ کار سے واقف ہو سکیں گے۔

1.2 سماجیات ۔ معنٰی و مفہوم (Meaning of Sociology)

سوشیالوجی کا لفظ لاطینی لفظ 'سوشیو' اور یونانی لفظ 'لوگس' سے مل کر بنا ہے۔ 'سوشیو' کا معنٰی 'لوگ'، ساتھی اور لوگس کا مطلب 'مطالعہ' ہے۔ جس کا مطلب ہے 'ساتھی ،لوگ' اور مطالعہ۔ 'socius' اور لاطینی لفظ 'logus' یہ یونانی لفظ یعنی سوشیالوجی لفظ کے معنی ہوئے 'لوگوں کا مطالعہ'۔ لغوی طور پر، سماجیات کا مطلب انسانی سماج کا مطالعہ یا سائنس ہوتا ہے۔ سوشیالوجی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب لوگوں کے سماجی تعلقات کا مطالعہ کرنا ہے ۔ یہ انسانی سماج کی ابتدا، ترقی و فروغ ، سماجی تنظیموں اور ان کے کام کا سائنسی مطالعہ ہے۔ سماجی رویے، تعلقات، اداروں وغیرہ کے بنیادی قوانین اس کی سائنس ہے۔ سماجیات کو سب سے پہلے سماجی علوم میں تسلیم کیا گیا ہے۔ انیسویں صدی کے اوائل میں سماجیات کے نظم و ضبط کی تخلیق کے ذریعے سماج کے مطالعہ کو اداراتی شکل دی گئی۔ اس دور میں فرانسیسی فلسفی اور سوشلسٹ آگسٹ کومٹے نے 'سوشیالوجی' کی اصطلاح تیار کی۔ سماجیات سماجی سائنس کی ایک نئی شاخ کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو بنیادی طور پر سماج اور سماجی رویوں پر مرکوز ہوتی ہے ۔ سوشیالوجی کی تعریف اس کے رسمی مطالعہ کے حوالے سے بھی کی جاتی ہے۔

انسان گروہوں میں رہتا ہے اور اپنی ضرورتوں کے مطابق رویہ اختیار یا تبدیل کرتا ہے۔ سماجیات اس بات پر توجہ مرکوز کرتی ہے کہ انسانی گروہ کس طرح شکل اختیار کرتے ہیں، وہ کیسے منظم ہوتے ہیں۔ اور ان کا ایک دوسرے سے کیا

تعلق ہوتا ہے۔ یہ انسانی سماج اور انسانی رویے کا سائنسی مطالعہ پیش کرتا ہے جو ایک سماج بناتے ہیں۔سماجیات میں سماجی مظاہر، سماجی زندگی، گروہوں، اداروں ، انجمنوں اورسماج کا مطالعہ شامل ہوتا ہے۔ اس میں سائنسی نقطہ نظر سے سماج پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔سماجیات کا دائرہ کار بہت ہی وسیع ہے۔ اس کا دائرہ انفرادی سے لے کر گروہی سماجی نظام تک پھیلا ہواہے ۔ سماجیات کے اصول انسانوں کے رویے اور ان کے باہمی تعامل کے حوالے سے ان کے وجود کی وضاحت کرتے ہیں۔

1.2.1 سماجیات کا تصور(Concept of Sociology)

سوشیالوجی سماج، انسانی رویے، سماجی نمونوں اور ڈھانچے کا سائنسی مطالعہ کرتاہے جو سماجی تعاملات کو تشکیل دیتے ہیں۔ یہ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ کس طرح افراد اور گروہ سماجی ڈھانچے کے اندر تعامل کرتے ہیں۔ سماج کیسے منظم ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے ہیں۔ کس طرح سماجی عوامل انسانی رویے اور نتائج کو متاثر کرتے ہیں اور یہ ڈھانچے ہماری زندگیوں کو کیسے تشکیل دیتے ہیں۔ سماجیات ان سماجی قوتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے جو ہمارے عقائد اور رویوں پر اثر انداز ہوتی ہیں ۔ یہ ان طریقوں کا بھی مطالعہ کرتی ہے جن میں سماج منظم اور تشکیل پاتا ہے۔ سماجیات کا شعبہ19 ویں صدی میں صنعت کاری کے ذریعے رونما ہونے والی سماجی تبدیلیوں کے ردعمل کے طور پر سامنے آیا۔ اس میں ماہرین سماجیات بہت سارے موضوعات کا مطالعہ کرتے ہیں جیسے سماجی عدم مساوات، سماجی ادارے ،سماجی اصول و اقدار، سماجی تحریکیں ، سماجی تبدیلی، تہذیب و ثقافت، انحراف، اور سماجی بدلاؤ وغیرہ شامل ہیں۔ سماجیات کے کلیدی تصورات میں سے ایک سماجی تخیل ہےجو افراد کو اپنے ذاتی تجربات اور ان کے درمیان تعلق کو دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ ہماری سماجی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے۔ ۔ یہ افراد اور بڑے سماجی نظاموں کے درمیان تعلقات کو بھی دریافت کرتا ہے۔ اس میں یہ بھی جاننے کی کوشش ہوتی ہے کہ سماجی نظام کس طرح سماجی ڈھانچے اور عمل سے تشکیل پاتے ہیں ۔ مجموعی طور پر سماجیات کا مقصد سماجی دنیا میں بصیرت فراہم کرنا اور سماج کی تفہیم اور بہتری میں تعاون کرنا ہے۔

1.2.2 سماجیات کی مختلف تعریفیں(Different Definitions of Sociology)

سماجیات سماج کی سائنس ہے۔ آگسٹ کومٹے نے سب سے پہلے اس کی تعریف' سماج کا سائنسی مطالعہ 'کے طور پر پیش کی تھی۔ اب اس کی کئی تعریفیں دستیاب ہیں جیسے'یہ مضمون انسانی تعلقات کے جال کا مطالعہ کرتا ہے'۔ 'یہ سماج میں انسان کا مطالعہ کرتا ہے'۔'یہ سماجی عمل 'کا مطالعہ کرتا ہے'۔ 'یہ سماجی عمل وغیرہ کی شکلوں، اسباب اور اثرات کا مطالعہ کرتا ہے'۔ یہاں آپ کے لیے یہ جان لینا نہایت ہی ضروری ہے کہ سماج سے متعلق تمام چیزیں، واقعات، چیزیں، افکار، رسم و رواج، ادارے، واقعات، اعمال، تبدیلیاں وغیرہ سماجیات کے موضوع کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔

سماجیات کی واضح اور جامع تعریف کرنا آسان نہیں ہے کیونکہ یہ انسانی تعلقات کی وسیع اقسام کا احاطہ کرتا ہے۔ مختلف ماہرین عمرانیات نے سماجیات کی کچھ تعریفیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے کچھ اہم تعارف ذیل ہیں۔

- "سماجیات سماجی مظاہر کی سائنس ہے' قدرتی اور ناقابل تغیر قوانین کے تابع، جس کی دریافت تحقیق کا مقصد ہے"۔ اگسٹ کومٹے
- "سوشیالوجی ایک سائنس ہے جو سماجی عمل کی تشریحی تفہیم کی کوشش کرتی ہے تاکہ اس کے کورس اور اثرات کی وجہ کی وضاحت تک پہنچ سکے۔ - ‟میکس ویبر
- "وسیع تر معنوں میں، سماجیات انسانی تعاملات اور باہمی تعلقات، ان کے حالات اور نتائج کا مطالعہ ہے"۔ مورس گینسبرگ
- "سوشیالوجی ایک سائنسی مطالعہ ہے یا سماج یا سماجی کی سائنس ہے۔ " ایل ایف وارڈ
- "سوشیالوجی انسان اور اس کے انسانی ماحول کا ایک دوسرے سے تعلقات کا مطالعہ ہے"۔ہنری فیئر چائلڈ
- "یہ انسان اور انسانی ماحول کے درمیان تعلق کا مطالعہ ہے"۔ ایچ پی فیئر چائلڈ

1.2.3 سماجیات کا ارتقا(Development of Sociology)

سماجیات خاص طور پر18 ویں اور19 ویں صدی کے فلسفے سے پید ا ہوئی ۔اس وقت اسے سماجی رجحان کے لیے کلاسیکی فلسفے کے غیر سائنسی طریقوں کے خلاف ردعمل کے طور پر دیکھا گیا۔ یہ ترقی کے کئی مراحل سے گزری ہے۔قدیم اور قرون وسطی کے سماج کے مختلف فلسفیوں اور مذہبی حکام نے انسانی رویوں کے بارے میں بے شمار مشاہدات کیے۔تاہم، وہ ان مشاہدات کی سائنسی طور پر جانچ یا تصدیق نہیں کرسکے، حالانکہ یہ مشاہدات اکثر اس وقت کے اخلاقی ضابطوں کی بنیاد بن گئے تھے۔سماجیات سماج کے بارے میں سوچنے کے ایک مخصوص انداز کے طور پر دیکھا گیا۔جدیدیت کے عروج کے ساتھ ساتھ جزوی طور پر سوچنے کے سائنسی انداز میں اضافہ ہوا۔ .جدیدیت کا خیال یورپ میں قرون وسطی کے سماج کے زوال کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اداروں، نظریات اور طرز عمل کے طور پرپیدا ہوا۔

سماجیات صنعتی انقلاب اور فرانسیسی انقلاب کے نتیجے میں آنے والی سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کے ردعمل کے طور پر ابھرا۔ ایک فرانسیسی فلسفی آگسٹ کومٹے کو اکثر سماجیات کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے 1838 میں" سوشیالوجی "کی اصطلاح تیار کی اور مثبتیت کا تصور تیار کیا، جس نے سماج کا مطالعہ کرنے کے لیے سائنسی طریقوں کے استعمال پر زور دیا۔ کومٹے کا خیال تھا کہ سماجیات سماج کی سائنسی تفہیم فراہم کر سکتی ہے اور سماجی ترقی میں حصہ دار بن سکتی ہے۔سماجیات کی ترقی میں ایک اور بااثر شخصیت کارل مارکس نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس نے سماجی طبقے کے مطالعہ اور((بورژوازی) سرمایہ دار

طبقےاور (پرولتاریہ) محنت کش طبقےکے درمیان تعلق پر توجہ دی۔ مارکس کے اصولوں نے مختلف سماجی طبقاتی نظام کی بنیاد رکھی۔

سماجیات بطور سائنس اور خاص طور پر مطالعہ کے ایک الگ شعبے کے طور پر حال ہی میں وجود میں آیا ہے۔ یہ سماجی علوم میں سب سے کم عمر ہے۔ سماجیات کے بانی اگست کومٹے نے لفظ' سوشیالوجی 'کا تصور 1839 میں کیا تھا۔ اس نے اس نئی سائنس کو 'سماجی طبیعیات ' نام دینے کا ارادہ کیا تھا، لیکن اس نے اس اصطلاح کو اس وقت مسترد کر دیا جب بیلجیئم کے ایک اسکالر 'ایڈولف کویٹیلٹ' نے سماجی تعلقات کا وہ نیٹ ورک جسے ہم سماج کہتے ہیں کا شماریاتی مطالعہ پیش کر دیا ۔جس طرح سائنس کو علم کے جسم کے طور پر بیان کیا گیا ہے اسی طرح سماجیات کو بھی سماج کی سائنس کے طور پر سماج کے بارے میں علم کا ایک جسم مانا گیا۔ یہاں جسم سے مراد ہے، جس کا تجرباتی طور پر اندازہ کیا گیا ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ سماجیات گروپوں کا مطالعہ ہے۔ اس لئے بہت سے ماہرین عمرانیات کے مطابق، سماجیات انسان کو گروپ کے ایک رکن اور ثقافت میں ایک شریک کے طور پر دیکھتی ہے۔ انسان کبھی بھی تنہائی کا فرد نہیں ہوسکتا۔ سماجیات انسانوں کو ان کے گروہی تعلقات اور گروہ بندیوں کے لحاظ سے انسانی رویے کا مطالعہ کرتی ہے۔

کسی بھی موضوع کو سمجھنے کے لیے اس کی پیدائش اورنشو و نما کے سماجی و ثقافتی پس منظر کو دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔یہ ایک سچائی ہے کہ معاشرتی زندگی اور اس کے مسائل کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود انسان۔سماجیات کی ابتدا انسان کے ارتقاء سے وابستہ ہے۔ تاہم سماجیات کی تفہیم کی جڑیں قدیم یونانی اور رومی ادب میں واپس جاتی ہیں۔ ارسطو کی" اخلاقیات اور سیاست322-348(قبل مسیح) میں قانون، ریاست اور سماج کے حوالے سےمغرب میں سماج کے مطالعہ کاظہور ہوا ۔ اس کے علاوہ، ہمیں افلاطون کی" جمہوریہ" فلسفہ، قانون، سیاست اور سماجیات میں بصیرت کا خزانہ ملتی ہے۔

سولہویں صدی تک ریاست اور سماج میں کوئی واضح فرق نہیں کیا گیا تھا۔ میکیاولی نے اپنی مشہور تصنیف" دی پرنس "میں ریاست اور کرافٹ پر ایک معروضی بحث کی۔اس دور کا ایک اور قابل ذکر مصنف 'سر تھامس' تھا۔ مور (1535-1477)جس نے 1515 میں شائع ہونے والی اپنی کتاب" یوٹوپیا "میں روز مرہ کے سماجی مسائل سے نمٹاتھا۔ ' تھامس کیمپنیلا' جیسے علماء نے اپنے" سورج کا شہر "میں 'سر فرانسس بیکن 'نے اپنی"نیو اٹلانٹس (1628-1561)"میں اور ' جیمز ہیرنگٹن 'نے اپنی تصنیف" دی کامن ویلتھ آف نیشنز "میں اس بات پر بحث کی کہ حقیقی زندگی کیا ہونی چاہیے۔ہم سماجیات کی ترقی کو ایک نظم و ضبط کے طور پر دیکھتے ہیں جو مغربی فکری گفتگو کی پیداوار ہے۔سماج کے بارے میں تحریروں کا پتہ قدیم ہندوستانی افسانوی، مذہبی اور روحانی متون جیسے وید، اپنشد، پران، سمریت، کوٹیلیہ اور شکراچاریہ کی تحریروں میں مل پاتا ہے۔ یہ سب اس وقت کے رسومات، قوانین، رسوم و رواج، معیشت، سیاست، ثقافت کے بارے میں بات کرتی ہیں ۔یہ تمام تحریریں معاشرتی نظام اور استحکام، نقل و حرکت، انسانی باہمی تعلق اور سماجی نظم و نسق کے بارے میں بصیرت سے بھری پڑی ہیں۔ مثال کے طور پر'کوٹیلیہ' کا "آرتھ شاستر" سیاسی معیشت پر ایک یادگار مقالہ ہے۔' شکراچاریہ 'کا "نیتی شاستر

"اخلاقیات، سماجی رسم و رواج، جمالیات ، لوک ویز وغیرہ پر وسیع حکمت پیش کرتا ہے ۔ہندوستان میں ایک پیشے کے طور پر سماجیات کا ظہور 20 ویں صدی کے پہلے نصف میں مختلف یونیورسٹیوں میں ایک الگ تعلیمی شعبے کے طور پر ابھرتی ہے۔ابتدا میں اس کا تعلق بشریات سے تھا۔تاہم، عمرانیات اور بشریات کی ترقی تین مراحل سے گزری۔

پہلا مرحلہ1900-1773

دوسرا مرحلہ1950-1901

تیسرا مرحلہ 1950 - سے اب تک

سماجیات کی تعلیم کا آغاز پہلی بار کلکتہ یونیورسٹی میں 1907 ء میں شروع ہوا ۔لیکن س یہاں بھیسماجیات کا کوئی الگ شعبہ نہیں قائم کیا گیا۔ سوشیالوجی کا پہلا شعبہ بمبئ یونیورسٹی میں 1919 میں شروع ہوا۔اس کے بعد 1920 میں لکھنؤ یونیورسٹی۔عثمانیہ یونیورسٹی نے 1928 میں بی اے کی سطح پر سماجیات کو ایک آپشن کے طور پر پیش کیا اور 1946 میں آزاد ایم اے پروگرام کے طور پر پیش کیا۔اس کے بعد، دیگر ہندوستانی یونیورسٹیوں نے آزادی کے بعد سماجیات کو یو جی اور پی جی پروگرام کے طور پر شامل کیا۔

1.2.4 سماجیات کے اہم مفکرین(Pioneers of Sociology / Sociologists)

آگسٹ کومٹے(1857-1798)

ممتاز فرانسیسی فلسفی آگٹ کومٹے نے سوشیالوجی کی اصطلاح تیار کی اور نظم و ضبط کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے اہم کاموں میں مثبت فلسفہ، سیاست کے نظام اور انسانیت کا مذہب شامل ہیں۔ان کے اہم سماجی موضوعات میں تین مراحل کا قانون، سائنس کیدرجہ بندی، مثبتیت، سماجی اعداد و شمار اور سماجی حرکیات شامل ہیں ۔اس کا بڑا مقصد سماج کی سائنس بنانا تھا۔کومٹے نے رائے دی کہ سماجیات کو نیچرل سائنسز کے طریقہ کار پر عمل کرنا چاہیے۔وہ ارتقاء کے یکساں نظریہ پر یقین رکھتا ہے ۔اور یہ رائے رکھتا ہے کہ انسانی علم اور سماج مخصوص ترقی پسند ارتقائی مراحل سے گزرتا ہے۔ آگسٹ کومٹے مثبتیت کے پیروکار تھے۔

ایمیل ڈرکھیم(1858-1917)

ایک اور فرانسیسی ماہر عمرانیات ایمیل ڈرکھیم نے سماجیات کی حیثیت کو ایک آزاد اور علیحدہ سائنس کے طور پر منظمکرنے کی کوشش کی۔وہ کومٹے کی روایت کا پیروکار تھا اور اس کا مقصد سائنسی سماجیات کو فروغ دینا تھا۔انہیں سماجیات کا معمار سمجھا جاتا ہے۔ان کی اہم شراکتوں میں سماج میں محنت کی تقسیم، مذہبی زندگی کی ابتدائی شکلیں، لی سوسائیڈ، سماجی طریقہ کار کے اصول وغیرہ شامل ہیں۔

وہ پہلا جدید مفکر تھا جس نے سماج کی حقیقت پر زور دیا۔اس کے نظریہ میں حتمی سماجی حقیقت گروہ ہے۔ وہ مطالعہ کے معروضی، حقائق پر مبنی اور تجرباتی طریقہ کار کی وکالت کرتا ہے۔اس کے نزدیک سماجیات سماجی حقائق کا مطالعہ ہے۔سماجی زندگی کا سماجی حقائق کے تناظر میں تجزیہ کرنا ہوگا۔وہ سماجی حقائق کو فرد سے خارجی سمجھتا ہے۔ یہ سماجی تعلیم کے بانی مانے جاتے ہیں۔ انہوں نے سماجیات کے کئی تصور دیئے جن میں سوشل فیکٹ، سماجی یکجہتی، سماج میں محنت کش کی تقسیم وغرہ شامل ہیں۔ انہوں نے کئی مشہور کتابیں لکھیں جن میں سماج اور تعلیم، اقداری تعلیم، سماج اور فلسفہ وغیرہ ہیں۔

ہربرٹ اسپینسر (1820-1903)

ایک برطانوی اسکالر ہربرٹ اسپینسر نے19 ویں صدی میں سماجی علوم میں فکری تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔اس کی سماجیات بنیادی طور پر ارتقائی ہے۔اس کی بنیادی توجہ سماجی ڈھانچے کی ارتقائی ترقی پر تھی۔ اس کے لیے ارتقاء مادے کی غیر نامیاتی دنیا سے شروع ہوتا ہے۔یہ پودوں اورجانوروں کی نامیاتی یا زندہ دنیا سے ہوتا ہے اور انسانوں کی انسانی اور سماجی دنیا میں ختم ہوتا ہے۔اس کا خیال تھا کہ تمام مظاہر نامیاتی ،غیر نامیاتی اور انتہائی نامیاتی ارتقاء کے ایک ہی قدرتی قانون کی پیروی کرتے ہیں۔ان کے اہم کام سماجی اعدادوشمار، سماجیات کا مطالعہ، سماجیات کے اصول اور اس کا دائرہ کار وغیرہ ہیں۔

(1864-1920)میکس ویبر

ایک جرمن فلسفی اور سماجیات کے ماہر میکس ویبر نے ایک سائنسی نظم کے طور پر سماجیات کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔اس کے نزدیک فرد سماج کی بنیادی اکائی ہے۔میکس ویبر کا خیال ہے کہ انسانی محرکات، اعمال اور تعلقات کا سائنسی تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

تشریحی تفہیم وہ طریقہ ہے جو سماج اور ثقافت کی حرکیات کو سمجھنے میں زیادہ کارآمد ہے جسے محض قابل مشاہدہ اشیاء تک کم نہیں کیا جاسکتا۔سماجی سائنسدان کے سامنے کام سماجی رجحان کے اندرونی معنی کا مشاہدہ کرنا ہے۔سماج اور ثقافت ایسے عناصر نہیں ہیں جن کی مقدار فطرت میں موجود اشیاء کے مطابق کی جائے بلکہ ان کی تشریح کی جائے۔سماجی عمل اور انسانی رشتے فطرت کے اعتبار سے معیاری ہیں۔ اس لیے سماجی رجحان کی جامع تفہیم کے لیے معروضیت کی خاصیت کے ساتھ ہمدردی کا استعمال بھی ضروری ہے۔مثالی قسم اس مقصد کے لیے مناسب طریقہ کار کے طور پر کام کر سکتی ہے۔اس کے لیے سماجیات سماجی عمل کی تشریحی تفہیم ہے۔ ان کے اہم کام پروٹسٹنٹ اخلاقیات اور سرمایہ داری کی روح، معاشیات اور سماج، سماجی علوم کا طریقہ کار ہیں۔

کارل مارکس(1818-1883)

کارل مارکس، ایک ہمہ گیر مفکر، ایک قابل ادیب اور تنقید نگار جرمن آئیڈیلزم کی پیداوار تھا۔ان کی تحریروں پر ہیگل، کانٹ، فینیورباخ اور ایڈم سمتھ کے خیالات کے گہرے نقوش ہیں۔تاہم ان کی تصنیفات انتہائی معاشی اور سیاسی ہیں اور ان علماء کے ساتھ مکمل مطابقت نہیں رکھتیں۔اگرچہ وہ ایک ماہر عمرانیات ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن مارکس کی

تحریریں اپنے دور کے سلگتے ہوئے سماجی مسائل سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔اس نے طبقے، طبقاتی تشکیل، جدوجہد، استحصال، غربت، بیگانگی اور سماجی تبدیلی پر وسیع پیمانے پر لکھا ہے۔طبقاتی اور طبقاتی جدوجہد کا مسئلہ مارکس کی فکر میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ان کے الفاظ میں اب تک کے تمام موجودہ سماج کی تاریخ ہے۔طبقاتی جدوجہد کی تاریخ ان کے اہم کام اقتصادی اور فلسفیانہ مخطوطات، سرمایہ، مقدس خاندان، فلسفہ کی غربت، کمیونسٹ مینی فیسٹو)کارل مارکس(، جرمن آئیڈیالوجی وغیرہ ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماج کی تشکیل میں افراد کا کیا کردار ہے؟ 2۔ تعلیم کو ایک سماجی عمل کیوں قرار دیا گیا ہے؟ 3۔ سماج فرد کے اکتسابی عمل میں کس طرح مددگار ثابت ہوتا ہے؟

1.3 سماجیات کی نوعیت(Nature of Sociology)

سماجیات اپنے نوعیت میں ایک سائنس ہے،آرٹس نہیں ہے۔ یہ ایک سماجی سائنس ہے۔ یہ سائنسی طریقوں کا استعمال کرتے ہوئے سماجی حقائق کو مربوط کرتا ہے۔ یہ ان کا تجزیہ کرتا ہے اور انہیں غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس میں حقائق پر مبنی مواد کو منطقی اور منظم انداز میں استعمال کیا جاتاہے۔ چونکہ اس کے مطالعہ کا مقصد انسان ہے۔ انسان جاندار اور غیر متوقع ہوتا ہے۔ انسانی سماج پتھروں اور دھاتوں وغیرہ کی دنیا سے مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔اس لیے اسے ریاضی یا سائنس کی طرح سینٹی میٹر، انچ، ڈگری وغیرہ میں نہیں ناپا جا سکتا۔ اس کی تشخیص یا امتحان طبیعیات کے امتحان کی طرح مکمل، قطعی اور درست نہیں ہو سکتی ۔ اس میں فزکس جیسی لیبارٹریز نہیں ہیں کیونکہ اسے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک ماہر عمرانیات کو اپنی پڑھائی کے لیے کیلیپر، تھرمامیٹر، ٹیسٹ ٹیوب، تیزاب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسے صرف کیمرہ، کمپیوٹر ، انٹرنیٹ، کئی طرح کے سوالنامے، تحقیقی آلات وغیرہ کی ضرورت ہے۔ سماج خود اس کی تجربہ گاہ ہے۔ جس مسئلے کا اسے مطالعہ کرنا ہوتا ہے اس کی ضرورت کے مطابق وہ لوگوں سے بالواسطہ یا بلاواسطہ رابطہ قائم کرتا ہے اور ان سے معلومات اکٹھا کرتا ہے۔ بہت سے طبیعیات دان اور دوسرے لوگ تنقید کرتے ہیں کہ سماجیات کے نتائج یا اصول طبعی علوم کے ساتھ کیسے مکمل ہو سکتے ہیں جب کہ وہ ہر جگہ درست نہیں ہیں؟ ان کی یہ تنقید بھی متضاد ہے کیونکہ نہ تو قدرتی علوم کے تمام اصول عالمی طور پر درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ ہی سماجی علوم کے تمام اصول بے معنی ہیں۔ درحقیقت کسی بھی سماجی مطالعہ کے نتائج اس علاقے کے لیے درست ہوتے ہیں جس علاقے میں یہ کیا جاتا ہے۔ سماجی

سائنس کے زیادہ تر اصول حقیقی فیلڈ ورک کی بنیاد پر بنائے جاتے ہیں اور ان کی تشکیل میں مختلف حقائق جیسے ملک، وقت، ماحول وغیرہ کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے نتائج میں کافی صداقت ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ مختلف سماج اور مختلف ادوار میں حالات اور ماحول مختلف ہوتے ہیں، اس لیے جو احکام ایک جگہ درست ثابت ہوتے ہیں وہ دوسری جگہوں پر بھی بالکل درست ثابت ہو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

سماجیات علم کی ایک شاخ ہے اور اس کے اپنے مقاصد اور خصوصیات ہیں ۔سماجیات کا مقصد باہمی اور گروہی تعلقات کی وضاحت کرنا ہے۔ یہ پیشہ ورانہ، مذہبی یا سماجی گروہوں، قوم یا ریاست کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ انسانی زندگی میں رونما ہو رہی مختلف سماجی تبدیلیوں کا مطالعہ کرتا ہے اور مسابقت، تنازعہ، تعاون، رہائش اور انضمام کے تعامل کے عمل کا تجزیہ کرتا ہے ۔ یہ سماجی تبدیلی کا جائزہ لیتا ہے اور سماجی کنٹرول تہذیب و ثقافت کے تصورات کا بھی تجزیہ کرتا ہے ۔ یہ جرائم ، غربت اور دیگر سماجی برائیوں جیسے سماجی مسائل سے مقابلہ کرتا ہے اورساتھ ہی ان کے حل کے لیے موضوع کی نوعیت بھی تلاش کر مدد فراہم کرتا ہے جواس کی داخلی خصوصیات ہے۔ سماجیات سماج میں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔ یہ بعض معاملات میں دوسرے علوم سے مختلف ہے۔ سماجیات کی اہم خصوصیات کو رابرٹ بیئرسٹیڈ نے اپنی کتاب" دی سوشل آرڈر " میں درج کیا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

سوشیالوجی ایک آزاد سائنس ہے:سوشیالوجی ایک آزاد سائنس کے طور پر ابھری ہے۔اسے فلسفہ، سیاسی فلسفہ، یا تاریخ کی طرح کسی دوسرے سائنس کی شاخ کے طور پر نہ سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ایک آزاد سائنس کے طور پر اس کا اپنا مطالعہ، حد اور طریقہ ہے۔ سماجیات ایک خود مختار مضمون ہے ۔ ایک آزاد سائنس کے طور پر اس کا اپنا مطالعہ کا شعبہ ہے۔

سوشیالوجی ایک سماجی سائنس ہے جسمانی سائنس نہیں:سوشیالوجی کا تعلق سماجی علوم کے خاندان سے ہے نہ کہ جسمانی سائنس کے خاندان سے۔ایک سماجی سائنس کے طور پر یہ انسان، اس کے سماجی رویے، سماجی سرگرمیوں، اور سماجی زندگی پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے۔سماجی علوم کے خاندان کے ایک رکن کے طور پر ہے۔ یہ دوسرے سماجی علوم جیسے تاریخ، سیاسیات، معاشیات، فلسفہ، بشریات وغیرہ سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ سماجیات سماجی کائنات سے متعلق ہے اسے فلکیات، طبیعیات، کیمسٹری، ارضیات، ریاضی، اور دیگر طبیعی علوم سے ممتاز کرتی ہے۔

سماجیات ایک خالص سائنس ہے نہ کہ اطلاقی سائنس:خالص سائنس اور اپلائیڈ سائنسز کے درمیان اکثر فرق کیا جاتا ہے ۔اپلائیڈ یا اطلاقی سائنس کا مقصد حاصل شدہ علم کو زندگی میں نافذ کرنا اور اسے استعمال میں لانا ہے۔ لیکن خالص علوم ،علم کا حصول ہے اور اس میں اس بات کی پرواہ نہیں کی جاتی کہ یہ علم مفید ہے یا اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ سماجیات ایک خالص سائنس ہے، کیونکہ اس کا مقصد انسانی سماج کے بارے میں علم کا حصول ہے، علم سے استفادہ کرنا نہیں۔ ۔ ہر خالص سائنس کا اپنا اطلاق شدہ فیلڈ ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، طبیعیات ایک خالص سائنس ہے، اور

انجینئرنگ اس کا اطلاق شدہ شعبہ ہے۔ ایک خالص سائنس کے طور پر، سماجیات میں اس کے اطلاقی شعبے ہیں، جیسے کہ ایڈمنسٹریشن ڈپلومیسی، سماجی کام وغیرہ۔ ہر خالص سائنس میں ایک سے زیادہ اطلاقات ہوسکتے ہیں۔ عمرانیات ایک خالص سائنس ہے کیونکہ عمرانیات کا فوری مقصد انسانی سماج کے بارے میں علم کا حصول ہے، اس علم کا استعمال نہیں۔

سماجیات ایک عام مضمون ہے نہ کہ خاص: سماجیات خود کو اس بات کے بارے میں محدود کرتی ہے کہ کیا نہیں ہونا چاہیے یا کیا ہونا چاہیے ۔ ایک سائنس کے طور پر، سماجیات ضروری طور پر قدر کے سوال کے بارے میں خاموش ہے۔ یہ کوئی قدر و قیمت کا فیصلہ نہیں کرتا۔ اس کا نقطہ نظر نہ اخلاقی ہے اور نہ ہی غیر اخلاقی ہے۔ یہ اخلاقی طور پر غیر جانبدار ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے سماجیات کا علم بیکار ہے اور اس کا کوئی مقصد نہیں ہے ۔اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ سماجیات بطور مضمون اچھے اور برے، صحیح اور غلط، اور اخلاقی یا غیر اخلاقی مسائل کا مطالعہ کرتی ہے۔

سوشیالوجی ایک نسبتاً تجریدی سائنس ہے، کوئی ٹھوس سائنس نہیں: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عمرانیات ایک آرٹس ہے سائنس نہیں ۔ اور نہ ہی اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غیر ضروری طور پر پیچیدہ اور غیر ضروری طور پر مشکل ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ سماجیات انسانی واقعات کے ٹھوس مظاہر میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ اس کا زیادہ تعلق انسانی واقعات کی شکل اور ان کے نمونوں سے ہے۔ مثال کے طور پر، سماجیات کا تعلق خاص جنگوں اور انقلابات سے نہیں ہے بلکہ جنگ اور انقلابات سے عمومی طور پر، سماجی مظاہر کے طور پر ،سماجی تنازعات کی اقسام کے طور پر ہے۔ اسی طرح سماجیات خود کو سماج، ، سماجی تنظیم، شادی، مذہب، یا گروہ وغیرہ کے مطالعہ تک صرف محدود نہیں رکھتی۔ سادہ معنی میں عمرانیات ایک خلاصہ ہے، کوئی ٹھوس سائنس نہیں۔

سوشیالوجی ایک عمومی سائنس ہے نہ کہ خصوصی سماجی سائنس: عمرانیات کی تحقیقات کا شعبہ عمومی ہے نہ کہ خصوصی۔ اس کا تعلق عام طور پر انسانی تعامل اور انسانی زندگی سے ہے دوسرے سماجی علوم جیسے سیاسیات، تاریخ، معاشیات ، ثقافت اور انسانی تعامل کا بھی مطالعہ کرتا ہے۔ وہ انسانی تعامل اور سرگرمیوں کے بعض پہلوؤں پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ اس کے مطابق، اقتصادیات، معاشی، ثقافتی سرگرمیوں کے مطالعہ میں مہارت رکھتی ہے۔ سماجیات، بلاشبہ، معاشی، مذہبی، سیاسی، قانونی، اخلاقی، انسانی زندگی اور اس طرح کی سرگرمیوں کے سلسلے میں کسی دوسرے خاص قسم کے رجحان کی تحقیق کرتی ہے۔ یہ صرف ایک عمومی انداز میں انسانی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتا ہے۔

بنیادی طور پر، سماجیات ایک عقلی اور تجرباتی سائنس دونوں ہے: سائنسی علم تک پہنچنے کے دو وسیع طریقے ہیں۔ تجرباتیت اور عقلیت پسندی ۔ پہلا، جسے تجرباتیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ وہ نقطہ نظر ہے جس کا تجربہ ماہرین تجربہ کرتے ہیں۔ اس میں حقائق مشاہدے اور تجربہ کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔ دوسرا، جسے عقلیت پسندی کے نام سے جانا جاتا ہے، استدلال اور ان نظریات پر زور دیتا ہے جو منطقی قیاس کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔ تجربہ کار حقائق جمع کرتے ہیں۔ عقلیت پسند ان کو مربوط اور

ترتیب دیتا ہے۔ علم کی تعمیر میں نظریات اور حقائق کی ضرورت ہوتی ہے۔ سماجی تحقیقات میں، دونوں اہم ہیں .جیسا کہ امینیوئل کانٹ نے کہا۔

"حقائق کے بغیر نظریات خالی ہیں، اور نظریات کے بغیر حقائق اندھے ہیں"۔

اس لیے تمام جدید علوم تجرباتی اور عقلی دونوں علوم سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سماجیات اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس طرح، سماجیات ایک عقلی اور تجرباتی دونوں ہے۔

1.4 سماجیات کا دائرہ کار(Scope of Sociology)

سماجیات کے دائرہ کار کے حوالے سے ماہر عمرانیات کے درمیان اتفاق رائے نہیں ملتی ہے۔ یہ طے کرنا بہت مشکل ہے کہ اس کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں اور کہاں پر ختم ہوتی ہیں ۔ سماجیات کہاں سماجی نفسیات ، کہاں معاشی نظریہ اور کہاں سماجی نظریہ کہاں حیاتیاتی نظریہ بن جاتیہے ۔تاہم، سماجیات کے دائرہ کار کے حوالے سے دو اہم مکاتب فکر ہیں۔خصوصی یا رسمی اسکول اور مصنوعی اسکول۔

خصوصی یا رسمی اسکول۔ اس مکتبہ فکر کی قیادت جرمن ماہر عمرانیات جارج سمل کر رہے ہیں ۔اس اسکول کے دیگر اہم ماہرین میں میکسو بیبر، ایسمال، ٹونائز وغیرہ شامل ہیں۔ سمل اور دیگر کی رائے ہے کہ سماجیات ایک خالص اور ایک آزاد سائنس ہے۔ ایک خالص سائنس کے طور پر، اس کی ایک محدود گنجائش ہے۔ سماجیات کو صرف انسانی تعلقات کے بعض پہلوؤں کے مطالعہ تک ہی محدود رہنا چاہیے۔ اسے صرف سماجی تعلقات کی شکلوں کا مطالعہ کرنا چاہیے لیکن ان کے مواد کا نہیں۔ سماجی تعلقات جیسے مسابقت، محنت کی تقسیم وغیرہ کا اظہار سماجی زندگی کے مختلف شعبوں جیسے معاشی، مذہبی، سیاسی وغیرہ میں کیا جاتا ہے۔ سماجیات کو سماجی تعلقات کی شکلوں کو منقطع کرنا چاہیے اور ان کا تجریدی مطالعہ کرنا چاہیے۔ سماجیات ایک مخصوص سماجی سائنس کے طور پر سماجی تعلقات کی شکلوں کی وضاحت، درجہ بندی اور تجزیہ کرتی ہے۔

مصنوعی اسکول۔ مصنوعی مکتبہ فکر عمرانیات کو سماجی علوم کی ترکیب کے طور پر تصور کرتا ہے نہ کہ خالص یا خصوصی سماجی سائنس۔ اس اسکول کے جو اہم کردار رہے ہیں ان میں ڈرکھیم، گینزربرگ،سورکین وغیرہ ہیں۔ کے خیالات اس مکتبہ فکر کے سٹالورٹس میں سے ایک ہے، کا کہنا ہے کہ عمرانیات کی تین اہم تحقیقات کے شعبے ہیں ۔ سماجی مورفولوجی، سماجی فزیالوجی اور عمومی سماجیات۔ اس مکتب کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ سماجی زندگی کے تمام حصے ایک دوسرے سے گہرے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ایک پہلو کا مطالعہ پورے واقعے کو سمجھنے کے لیے کافی نہیں ہے۔

سماجیات مجموعی طور پر سماجی زندگی کا مطالعہ کرتا ہے۔ ان دو مکاتب فکر سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ سماجیات کاسماجی تعلق خاص موضوع ہے۔ لیکن سماجیات کا تعلق تمام سماجی علوم سے ہے جیسے معاشیات ،تاریخ ، سیاست ، تہذیب وغیرہ پہلوؤں پر غور کرتا ہے۔

سماجیات کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔ اس میں انسانی سماج کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ شامل ہیں۔ اس میں سماجی رویے، سماجی تعامل، سماجی ادارے، سماجی تبدیلی، اور سماجی مسائل اور تہذیب و ثقافت شامل ہیں۔ سماجیات یہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہے کہ افراد اور گروہ کس طرح سماجی ڈھانچے، ثقافتی اصولوں اور سماجی قوتوں سے متاثر ہوتے ہیں۔

انتھونی گیڈینس نے لکھا ہے کہ "سماجی مطالعہ کا دائرہ انتہائی وسیع ہے، جس میں گلیوں میں لوگوں کے درمیان ہونے والے تصادم کے تجزیہ سے لے کر عالمی سماجی عمل کی تحقیقات تک شامل ہیں۔"

سماجیات کا مضمون انسانی سماج کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرتا ہے۔، اس میں تمام مستحکم اور غیر مستحکم یا تبدیل نہ ہونے والے اداروں اور عناصر کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو آسمان اور سمندر کی تہہ کے درمیان ہوتے رہے ہیں ۔ نئی ایجادات، دریافتیں اور تبدیلیاں کے اثر سے سماج میں نئی چیزیں، ادارے، نظریات، اقدار اور اصول ابھرتے رہتے ہیں۔ ایک ماہر عمرانیات سماج کے ان ایجادات میں گہرا دلچسپی رکھتا ہے۔ سماج کے تمام موضوعات سماجیات کے موضوع کے تحت آتے ہیں۔ چاہے وہ کتنے ہی خفیہ، حساس اور پیچیدہ کیوں نہ ہوں۔ وہ چیزیں جو کبھی خاندان میں ذاتی معاملات یا ذاتی اور خفیہ معاملات سمجھی جاتی تھیں۔ اب خاندان سے نکل کر معاشرتی مسائل کی شکل اختیار کر چکی ہیں، مثلاً پہلے خاندانوں میں خواتین کو مارا پیٹا جاتا تھا، ان کا بہت استحصال کیا جاتا تھا اور لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا تھا۔میاں بیوی کے درمیان تعلقات کو خفیہ رکھا جاتا تھا وغیرہ، یہ تمام چیزیں اب سماج کے سامنے کھلی ہوئی ہیں ۔اور سماج کو درپیش سنگین سماجی مسائل بن چکے ہیں۔ سماج کے تمام ذاتی معاملات اب عوامی مسائل بن چکے ہیں ۔اس لیے ماہر عمرانیات اب ان سب کا مطالعہ کرتے ہیں۔

امریکہ میں شائع ہونے والی ایک بہت ہی اہم کتاب' سوشیالوجی اینڈ سوشل لائف'ایڈیٹر زیوا ایل لنڈسے اور اسٹیفن بیچ، پرینٹیس ہال پبلشر، (2000 اور ایک اور اہم کتاب' سوشیالوجی اسٹوڈنٹس کمپینئن 'کے مطابق آج کل ماہرینِ عمرانیات کی دلچسپی کا دائرہ بہت ہی وسیع ہو گیا ہے۔ اب یہ سماج کے تمام اہم مسائل پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ ان میں کچھ موضوع حسب ذیل ہیں۔

- سماجی کاری
- سماجی ادارے
- سماجی عدم مساوات اور تنوع
- سماجی تبدیلی و سماجی تغیرات
- عالمگیریت
- خواتین کی تحریک/خواتین کے مسائل/ان کو بااختیار بنانا
- جنسی رویے میں تبدیلی، ہم جنس پرست تعلقات، لیو ان ریلیشن شپ، شادی علیحدگی وغیرہ

- تعلیم اور تہذیب و ثقافت
- بڑے پیمانے پر نشریات کے ذرائع اور جرم وغیرہ

وقتاً فوقتاً انسانی سماج میں نت نئے مسائل، نظریات اور واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں، اس لیے انہیں سماجیات میں شامل کرنا پڑتا ہے اور ان پر سوچ، تدریس، تحقیق اور تحریر کا کام ہوتا ہے۔ اس لیے سماجیات کے مضمون کی حدود مستقل نہیں بلکہ لچکدار اور قابل تغیر ہیں۔

برطانوی ماہر عمرانیات مورس گنزبرگ کے مطابق سماجیات کے دائرہ کار میں انسانی تعاملات، ان کے حالات اور نتائج کا وسیع مطالعہ شامل ہے۔ سماجیات میں انسانی سماج کا منظم اور معروضی مطالعہ شامل ہے۔ماہرین سماجیات افراد کے سماجی اعمال کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سماجی تعلقات، شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات، استاد اور طالب علم ، خریدار اور بیچنے والے وغیرہ۔سماجی ڈھانچے جیسے خاندان، کلاس اور ریاست وغیرہ کو جنم دینا سماجی سوالات کے لیے اصولوں اور اقدار سے اخذ کردہ وضاحتیں سماجی اداروں کی تشکیل کا باعث بنتی ہیں۔ اس طرح سماجیات کو سماجی زندگی کے مطالعہ کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے ۔ سماجیات مختلف قسم کے خدشات اور دلچسپیوں پر مشتمل ہے۔اس کا مقصد سماج، اداروں اور انجمنوں کے اندر رشتوں کی درجہ بند شکلیں فراہم کرنا ہے۔اس کا تعلق معاشی، سیاسی، اخلاقی، مذہبی سے ہیں۔ انسانی زندگی کے سماجی پہلو اگرچہ ابھی تک سماجیات کے جوہر پر کوئی اجتماعی معاہدہ نہیں کر سکا ہے۔ اس لیے ابھی تک یہ قائم ہے کہ سماجیات تعامل کے نظام کے مطالعہ سے متعلق ہے، جو سماجی اداروں ریاست اور غیر مقامی ترتیب کو تشکیل دیتے ہیں۔ لہٰذا سماجیات میں ہم سماجی تنظیم، سماجی ڈھانچہ، اداروں اور ثقافت کے بارے میں مطالعہ کرتے ہیں۔

اپنی پیشرفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماجیات کو جسمانی سائنس سے مختلف کیوں سمجھا جاتا ہے؟ 2۔ خالص سائنس اور اطلاقی سائنس میں کیا فرق ہے؟ سماجیات کس زُمرے میں آتی ہے؟ 3۔ ماہرینِ عمرانیات کے مطابق سماجیات کے دائرہ کار میں کون سے اہم پہلو شامل ہیں؟

1.5 خلاصہ(Summary)

سماجیات سماج، سماجی رویے،اور ان نمونوں اور ڈھانچے کا سائنسی مطالعہ ہے جو انسانی تعلقات کو تشکیل دیتا ہے۔ یہ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ کس طرح افراد اور گروہ سماجی قوتوں، جیسے ثقافت، سماجی کاری، سماجی ادارے، اور سماجی عدم مساوات سے متاثر ہوتے ہیں۔ سماجیات سماجی مظاہر کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتی ہے، بشمول سماجی تبدیلی، سماجی سطح

بندی، سماجی حرکات، اور افراد اور سماج پر سماجی عوامل کے اثرات ہے ۔ عمرانیات کا تصور اس خیال پر مبنی ہے کہ انسانی رویے کا تعین انفرادی خصوصیات سے نہیں ہوتا بلکہ سماجی عوامل اور ڈھانچے سے تشکیل پاتا ہے۔ یہ اس بات کی کھوج کرتا ہے کہ کس طرح سماجی اصول، اقدار اور عقائد لوگوں کے اعمال اور تعاملات پر اثر انداز ہوتے ہیں اور سماجی قوتیں کیسے تخلیق اور برقرار رہتی ہیں۔ سماجیات ان طریقوں کا بھی جائزہ لیتی ہے جن میں سماجی ڈھانچے اور ادارے سماج میں وسیع تر پہلوؤں میں فرد کی سماجی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔

1.6 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد اب آپ اس قابل ہو گئے ہونگے کہ

- سماجیات کے معنٰی، مفہوم ،تصور و تعارف کو بیان کر سکیں ۔
- سماجیات کے ارتقا اور اس کے اہم مفکرین کے بارے میں بتا سکیں۔
- سماجیات کے نوعیتکو سمجھا پائنگے۔
- سماجیات کے دائرہ کار کے واقف ہو گئے ہو ئنگے۔

1.7 فرہنگ(Glossary)

- Latin word *socius* (companion)
- Greek word *logus* (study of)
- سماجیات۔ یہ معروضی تحقیقات کا ایک طریقہ ہے جس میں ثبوت کے خلاف عقائد کی جانچ شامل ہے۔
- مثبتیت۔سائنسی نقطہ نظر کے ساتھ فلسفہ اورمعروضی تجزیہ
- پروٹسٹنٹ۔ عیسائی فرقہ
- نشریات۔ریڈیو یا ٹیلی وژن کے ذریعے جو نشر ہوتا ہے۔
- مستحکم۔ مضبوط،

1.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ "سوشیالوجی ایک سائنسی مطالعہ ہے یاسماج یاسماجی کی سائنس ہے"—یہ کس نے کہا؟

a) ایل ایف وارڈ　b) البین　c) ویبر　d) مارکس

2۔ کس ممتاز فرانسیسی فلسفی نے "سوشیالوجی" کی اصطلاح وضع کی؟

a) ایمیل ڈرکھیم b) کومٹے c) ویبر d) مارکس

3۔ ماہرِ سماجیات میکس ویبر کس ملک سے تعلق رکھتا تھا؟

a) جرمنی b) انگلینڈ c) فرانس d) اٹلی

4۔ آگسٹ کومٹے کی پیدائش کس سال میں ہوئی؟

a) 1772 b) 1782 c) 1756 d) 1798

5۔ سوشیالوجی کی نوعیت کیا ہے؟

a) سائنس b) آرٹس c) کامرس d) فائن آرٹس

6۔ "کمیونسٹ مینی فیسٹو" کس کی تصنیف ہے؟

a) کومٹے b) میکس ویبر c) کارل مارکس d) ڈرکھیم

7۔ سماجی تعلیم کے بانی کس ماہرِ سماجیات کو مانا جاتا ہے؟

a) ڈرکھیم b) میکس ویبر c) البین d) مارکس

8۔ ہربرٹ اسپینسر کس ملک کے ماہرِ سماجیات تھے؟

a) فرانس b) جرمنی c) چین d) برطانیہ

9۔ میکیاولی کی مشہور تصنیف کون سی ہے؟

a) دی پرنس b) اسٹیٹ c) سماجی اصول d) سماج و تعلیم

10۔ طبقاتی جدوجہد کا مسئلہ کس مفکر کی فکر میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے؟

a) ڈرکھیم b) میکس ویبر c) کارل مارکس d) کومٹے

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Question)

1۔ سماجیات کے مفہوم کو لکھیں؟

2۔ سماجیات کے تصور کو بیان کریں؟

3۔ سماجیات کے ارتقا پر مختصر روشنی ڈالیں؟

4۔ میکس ویبر کے بارے میں لکھیں؟

5۔ ایمیل ڈرکھیم پر مختصر نوٹ لکھیں؟

6۔ سماجیات کے مختلف تعارف کو لکھیں؟

7۔ کارل مارکس کے سماجیاتی خیالات پر مختصر روشنی ڈالیں؟
8۔ سماجیات ایک عمومی سائنس ہے نہ کہ خصوصی سماجی سائنس۔ کیسے؟ لکھیں
9۔ سماجیات ایک خالص سائنس ہے نہ کہ اطلاقی سائنس۔ کیسے؟ لکھیں
10۔ آگسٹ کومٹے کے بارے میں لکھیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ سماجیات کے معنٰی ، مفہوم اور تصور کو فصیل سے لکھیں؟
2۔ سماجیات کے چار مفکرین پر نوٹ لکھیں؟
3۔ سماجیات کے ارتقائی مراحل پر روشنی دالیں؟
4۔ سماجیات کے نویت پر مفصل نوٹ لکھیں؟
5۔ سماجیات کے دائرہ کار کو تفصیل سے بتائے؟

1.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

1۔ Philosophical and sociological foundation of Education- R.B. Lal & S Aroar, R. Lall.
2۔ Philosophical and sociological foundation of Education- S.P, Ruhela, 2012, A. Publication, Agra
3۔ Philosophical and sociological perspective of Education in contemporary India – B. Shukla-2016, A. Publication, Agra
4۔ Shikhcha ke amanya sidhant- P.D. Pathak & Tyagi- 2007, vinod pustak, Agra
5۔ Education and Society- M. Kothari, 2010, Agra.
6۔ Introduction to Sociology, BA (Sociology), Rajiv Gandhi University,
7۔ Psychological, Philosophical and Sociological foundation of Education- JC Agrwal.
8۔ Historical and Sociological foundation of Education. R. Lall.. 2019
9۔ Philosophical & Sociological foundation of Education. Dr SP Choube. 2020, Vinod pustak
10۔ Philosophical & Sociological foundation of Education- NRS Saxena-2021.-Visionias
11۔ Sociological foundation of Education- S Bhattacharya- Atlantic Publication
12۔ Sociological foundation of Education- S Mantry.
13۔ www.google.co.in

اکائی 2۔ سماجیات اور تعلیم کے مابین تعلق

(Relationship between Sociology and Education)*

اکائی کے اجزاء

2.0 تمہید (Introduction)

2.1 مقاصد (Objectives)

2.2 سماجیات: مفہوم (Meaning of Sociology)

2.3 تعلیم: مفہوم (Meaning of Education)

2.4 سماجیاتی تعلیم (Sociological Education)

2.5 تعلیمی سماجیات (Educational Sociology)

2.6 سماجیاتی تعلیم اور تعلیمی سماجیات کے درمیان فرق (Difference Between Sociological Education and Educational Sociology)

2.7 تعلیم اور سماجیات کے درمیان تعلقات (Relationship Between Education and Sociology)

2.7.1 تعلیم کے سماجیات پر اثرات (Impact of Education on Sociology)

2.7.2 سماجیات کے تعلیم پر اثرات (Impact of Sociology on Education)

2.7.3 سماجیات کا تعلیم سے رشتہ (Relation of Sociology with Education)

2.7.4 سماجیات کے دیگر تعلیمی افعال (Other Educational Functions of Sociology)

2.8 خلاصہ (Summary)

2.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

2.10 فرہنگ (Glossary)

2.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

2.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

* Dr. Rahat Hayat, Assistant Professor, MANUU CTE, Nuh

2.0 تمہید(Introduction)

سماج اور تعلیم کے درمیان بہت ہی گہرے تعلقات ہیں۔سماج اور تعلیم ایک دوسرے پر منحصر ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم سماج اور تعلیم کے اس باہمی تعلق کے بارے میں سوچیں، ضروری ہے کہ ہم تعلیم کے تناظر میں سماج کے حقیقی مفہوم سے واقف ہوں۔ سماجی زبان میں سماج ایک تجریدی تصور ہے لیکن عام استعمال میں سماجی تعلقات سے تشکیل پانے والا ایک خاص سماج سماج کہلاتا ہے۔ ۔ آج دنیا کی تقریباً تمام اقوام میں تعلیم کا بندوبست کرنا سماج کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے ۔ آج جب ہم سماج اور تعلیم کے درمیان تعلق کی بات کرتے ہیں تو ہماری مراد سبھی سماجی تعلقات اور اس کے اجزاء کا مطالعہ سے ہیں ۔ در حقیقت یہ کہاجا تا ہے کہ جیسا سماج ہوتاہے ویسا ہی اس کی تعلیم ہوتی ہے اور جیسے سماج کی تعلیم ہوتی ہےویسا ہی سماج بنتا ہے۔

2.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کو پڑھ کر آپ ۔

- سماج اور تعلیم کے مفہوم کو سمجھنے کے قابل ہوجائیں گے۔
- سماج کی تعلیم اور تعلیمی سماج کے تصور کو بیان کر پائیں گے۔
- سماج کی تعلیم اور تعلیمی سماج کے درمیان فرق کو سمجھ جائیں گے۔
- سماج اور تعلیم کے درمیان تعلقات سے واقف ہو جائیں گے۔
- سماج پر تعلیم کے اثرات اور تعلیم کا سماج پر اثرات کو سمجھ جائیں گے۔

2.2 سماجیات: مفہوم(Sociology: Meaning)

سماجیات ایک شعبہ ہے۔ اپنے لغوی معنوں میں سماجیات کا مطلب سماج کا علم ہے۔ اس کے لیے انگریزی میں لفظ 'سوشیالوجی 'کا استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب' بالترتیب سماج اور سائنس 'ہے۔ اس طرح لفظ سوشیالوجی کا مطلب سماج کی سائنس بھی ہے۔ لیکن سماجیات کے ماہرین سماج کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں، اس لیے انہوں نے سماجیات کی تعریف بھی مختلف طریقوں سے کی ہے۔

زمانہ قدیم سے سماج کا لفظ انسانوں کے مخصوص گروہوں کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔ قدیم ہندوستانی میں سماج برہمن ، **کشتریہ**، ویشیا اور شدر ،ورنا میں تقسیم تھا۔ شدر کو چھوڑ باقی سبھی ورنا کو تعلیم حاصل کرنے کا حق تھا۔اسی طرح زمانہ ہڑپا میں سماج امیر اور غریب طبقہ میں بٹا ہوا تھا۔ اس طرح سماج مختلف پہلوؤں سے مختلف طبقوں میں بٹا ہوا تھا۔ سماج کے اس عملی پہلو کا مطالعہ تہذیب کی ترقی سے شروع ہوتا ہے۔ ہمارے قدیم ویدوں میں انسان کی سماجی زندگی پر کافی

روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان میں شوہر کا بیوی کے لئے، بیوی کا شوہر کے لیے، والدین کا اولاد کے لیے، اولاد کا اپنے والدین کے لیے، گروکا شاگرد کے لیے، شاگرد کا گرو کے لیے، ایک فرد کا سماج کے دوسرے فرد کے لیے اور بادشاہ کے کا رعایا کے لیے فرائض اور ذمہ داریاں متعین کئے گئے تھے ۔' منو 'کی لکھی ہوئی کتاب' منواسمریتی' میں کرما یعنی عملی کردار پر مبنی ذات پات کے نظام اور اس کی اہمیت کو تفصیل سے اجاگر کیا گیا ہے۔ فرد اور فرد، فرد اور سماج اور فرد اور ریاست کے ایک دوسرے کے لیے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا ہے۔ اس نے ہندوستانی سماج کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسے ہندوستانی سماجیات کا اصل متن سمجھا جا سکتا ہے۔

سماجیات بنیادی طور پر سماجی تعلقات کے مطالعہ سے متعلق ہے۔ عمومی طور سے سماجی تعلقات کے جال کو سماج کہتے ہیں۔ سماجیات کی واحد فکر، سماج ہوتا ہے۔اگرچہ، سماجی سائنس کے دوسرے پہلو بھی ہیں جو سماج کے توجہ کو مرکوز کرتے ہیں ۔ سماجیات کی مرکزی تشویش بنی نوع انسان کے سماجی تعلقات سے ہیں۔ سماجیات اپنے سماجی مطالعے میں سائنسی طریقہ کار استعمال کرتی ہے۔ سائنس ایک منظم اور قبول شدہ علم اور عمل کا ایک ذخیرہ ہے ،جو موجودہ علم کو بہتر بنانے اور اس پر استوار کرنے کے لیے عمومیات اور نظریات کی دریافت کے لیے وقف ہے۔ سماجیات گروہوں میں انسانی رویے کا ایک سائنسی مطالعہ ہے۔ اس کا مقصد رویے میں باقاعدگی اور ترتیب کی دریافت کرنا ہے اور ان دریافتوں کو نظریاتی تجویز یا عمومیت کے طور پر ظاہر کرنا ہے ۔یہ طرز عمل کے مختلف نمونوں کو بیان کرتے ہیں۔ایک گروپ کے ممبران انفرادی سطح پر ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں۔سماجیات کو گروہوں کی تشکیل اور تبدیلی اور گروہوں کے تعلقات کے مطالعہ کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے۔

2.3 تعلیم۔ مفہوم(Education: Meaning)

ماہر عمرانیات کے نزدیک تعلیم سماج میں ایک سماجی عمل ہے۔ یہ مجموعی طور پر سماج ہے اور ہر ایک مخصوص سماجی ماحول اس کے آئیڈیل کا تعین کرتا ہے جسے تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ سماج صرف اسی صورت میں زندہ رہ سکتا ہے جب اس کے ارکان میں کافی حد تک یکسانیت موجود ہو۔تعلیم اس یکسانیت کو نہ صرف قائم کرتی ہے بلکہ اسے برقرار بھی رکھتی ہے۔ تعلیم اس یکسانیت کو شروع سے ہی بچوں میں قائم کرتی ہےجو ضروری مماثلتیں اجتماعی زندگی کا تقاضا کرتی ہیں۔ لیکن دوسری طرف مخصوص تنوع کے بغیر تمام تعاون ناممکن ہوگا۔ تعلیم اپنے آپ کو متنوع اور خصوصی ہونے کے ساتھ اس ضروری تنوع کی برقراری کو قبول کرتی ہے۔

ڈرکھم تعلیم کو انفرادی اور سماجی نظم و ضبط، مستحکم اور بامعنی اتحاد میں منظم کرنے کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔اقدار اور نظم و ضبط کا ہونا سماج میں بچوں کو تعلیمی آغاز کی نمائندگی کرتا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ معاشرتی نقطہ نظر کو استعمال کرتے ہوئے تعلیم کا مطالعہ اور تجزیہ کرنا بہت اہم ہے۔ تعلیم کو اکثر ایک بنیادی طور پر پرامید انسانی کوشش کے طور پر دیکھا جاتا

ہے جس کی خصوصیت ترقی اور بہتری کی خواہشات ہوتی ہے۔بہت سے لوگ اسے مساوات ،دولت اور سماجی حیثیت کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ تعلیم کوزیادہ سے زیادہ سماجی مساوات کے حصول کے بہترین ذرائع میں سے ایک کے طور پر بھی سمجھا جاتا ہے ۔تعلیم کو ایک ایسا آلہ ہے جیسے حاصل کر بچے اپنی منفرد ضروریات اور صلاحیت کے مطابق خود کو ترقی کر سکتے ہیں۔ تعلیم کا مقصد ہر فرد کو اس کی مکمل صلاحیتوں کے مطابق ترقی دینا اور انہیں زندگی میں اتنا کچھ حاصل کرنے کا موقع دینا ، جتنا ان کی فطری صلاحیتیں اجازت دیتی ہیں۔ کوئی بھی سماجی تعلیمی نظام اس مقصد کو مکمل طور پر پورا کرنے میں مدد کرتا ہے۔

تعلیم ایک سماجی فعل ہے۔۔ایک بہتر سماج بنانے کے لیے ہمیں سب سے پہلے سماج کا تجزیہ کرنا ہوتا ہے تاکہ اس کی خوبیوں اور کمزوریوں کو پتہ لگایا جا سکے۔ پھر اس نتائج کے بنیاد پران کے لیے تعلیمی پروگراموں کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ کسی بھی ملک کا تعلیمی نظام اس کےسماج کے فلسفہ کی عکاسی کرتی ہے۔ اسے صحیح طریقے سے نافذ کرنے اور مزید تقویت بخشنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ سماج کی ضروریات، تقاضوں اور خواہشات پر مبنی ہو۔ تعلیم کا تعلق ثقافتی فروغ، صنعتی ترقی، شہری کاری کی شرح، سیاسی تنظیمیں، مذہبی آب و ہوا، خاندانی ڈھانچے اور سطح بندی سے ہونا چاہیے۔اسے نہ صرف فرد اور سماج کے موجودہ ضرورتوں کو پورا کرنا ہوتا ہے بلکہ ان کی مستقبل کی خواہشات کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے
۔

2.4 تعلیم کی سماجیات(Sociology of Education)

تعلیم کی سماجیات سماجیات کی ایک اہم شاخ ہے جو تعلیم کے سماجی پہلوؤں اور اس کے اثرات کا گہرا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ علم اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ تعلیم کا نظام کس طرح سماجی ساخت(Social Structure) ،اقدار(Values) ، ثقافت(Culture) ،اور سماجی اداروں (Social Institutions) سے منسلک ہے۔ تعلیم محض علم کی منتقلی کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک سماجی عمل (Social Process) ہے جس کے ذریعے افراد کو سماج کے فعال رکن کے طور پر تیار کیا جاتا ہے۔

تعلیم کی سماجیات یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ سماجی طبقات، جنس، ذات، مذہب، اور معاشی حیثیت جیسے عوامل تعلیم تک رسائی، معیار، اور نتائج کو کس طرح متاثر کرتے ہیں۔ یہ علم اس بات پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ اسکول، خاندان، میڈیا، اور مذہبی ادارے تعلیم کے عمل میں کس طرح شریک ہوتے ہیں۔

مزید برآں، تعلیم کی سماجیات تعلیم کو سماجی تبدیلی (Social Change) اور سماجی استحکام (Social Stability) دونوں کے ایک اہم آلے کے طور پر دیکھتی ہے۔ یہ اس سوال کا جواب تلاش کرتی ہے کہ تعلیم کس طرح سماجی ناانصافیوں کو کم یا زیادہ کر سکتی ہے، اور کس طرح تعلیمی پالیسیوں کے ذریعے ایک منصفانہ اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

مختصراً، تعلیم کی سماجیات فرد اور سماج کے درمیان اس باہمی تعلق کو سمجھنے کی کوشش ہے جس کے ذریعے تعلیم نہ صرف افراد کی شخصیت بلکہ پورے معاشرتی نظام کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔

2.5 تعلیمی سماجیات(Educational Sociology)

تعلیم اور سماج کے باہمی تعلقات کے مطالعہ سے بیسویں صدی میں ایک نیا شعبہ تیار ہوا جسے سماجیات کی تعلیم کہا جاتا ہے۔

امریکہ کے جارج پیان کو اس کا موجد سمجھا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب' سوشیالوجی "The Principles of EducationalSociology میں شائع کی اور اس کے ذریعے انھوں نے سماجی زندگی پر تعلیم کے اثرات اور تعلیمی زندگی پر سماج کے اثرات کی وضاحت کی۔ مسٹر پیان کے بعد جان ڈیوی، سنیڈن، پیٹرز، بولٹن، امریکہ کے کک اور تبا، فرانس کے ڈرکھیم، جرمنی کے میکس ویبر اور انگلینڈ کے اوٹاوے نے اس میدان میں خصوصی کام کیا۔ ہربرٹ اسپینسر نے سماجیات پر دو اہم کتابیں" سماجیات کے اصول" اور" سماج کا مطالعہ "بہت ہی اہم کتابیں ہیں جو سماجیات پر گہری روشنی ڈالتی ہیں۔ ڈرکھیم نے کئی نامی کتابیں لکھ کر ملک اور بیرون ملک اپنے خیالات کو پھیلایا ۔ ان کی کتاب " سماجیات اور تعلیم "(1922)، "اقداری تعلیم" (1925) ،" سماج اور فلسفہ "وغیرہ بہت ہی اہم ہیں۔ڈیوی کے مطابق۔

"تعلیم ایک سماجی عمل ہے جو فرد کے ذریعے ذاتی وسماجی فکر میں حصہ لینے سے ترقی کرتا ہے "۔

اس نقطہ نظر سے مناسب تعلیم فراہم کرنے کے لیے سماجی علوم کا انعقاد ضروری ہے۔ تعلیمی سماجیات میں فرد، سماج، سماجی اداروں، شعور کے حصوں، گروہوں اور سماجی طبقات وغیرہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ ان کی نشوونما پر ان کا کیا اثر پڑتا ہے اور پھر اسی بنیاد پر تعلیم کی شکل طے کی جاتی ہے۔ تعلیمی سماجیات کی کچھ تعریفیں ذیل ہیں۔ اس کے بانی جناب' ای جارج پیان 'کے الفاظ میں

"سماجی گروہ اور سماجی عمل، یعنی وہ سماجی تعلقات جن میں یا جن کے ذریعے افراد اپنے تجربات بانٹتے ہیں۔"

'اوٹاوے' نے کہا کہ

"تعلیم کی عمرانیات کو مختصراً تعلیم اور سماج کے درمیان تعلقات کے مطالعہ کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔"

'مسٹر براؤن ' کے مطابق۔

"تعلیمی سماجیات سماجی اصولوں کو تعلیم کے پورے عمل پر نافذ کرتی ہے۔"

2.6 تعلیم کی سماجیات اور تعلیمی سماجیات کے درمیان فرق

(Difference Between Sociology of Education and Educational Sociology)

تعلیم کی سماجیات اور تعلیمی سماجیات بظاہر ایک جیسے اصطلاحات معلوم ہوتی ہیں، لیکن مفہوم اور دائرہ کار کے لحاظ سے دونوں میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔

تعلیم کی سماجیات (Sociology of Education) دراصل سماجیات کی ایک ذیلی شاخ ہے جو سماجی نظریات اور اصولوں کی روشنی میں تعلیمی نظام، اس کے مقاصد، ڈھانچے، اور اثرات کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ اس بات کو سمجھنے پر زور دیتی ہے کہ سماج تعلیم پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے، اور تعلیم سماجی تنظیم، ثقافتی اقدار، سماجی درجہ بندی، اور سماجی تبدیلی میں کس طرح کردار ادا کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، تعلیم کی سماجیات سماجی اصولوں کو تعلیمی مظاہر پر لاگو کرتی ہے۔

تعلیمی سماجیات (Educational Sociology) دوسری طرف، تعلیم کے میدان میں سماجی اصولوں کے عملی اطلاق پر زور دیتی ہے۔ یہ علم اس بات کا مطالعہ کرتا ہے کہ تعلیمی اداروں، نصاب، اور تدریسی طریقوں کو سماجی ضروریات، رویّوں، اور اقدار کے مطابق کس طرح ترتیب دیا جا سکتا ہے تاکہ تعلیم زیادہ مؤثر اور معاشرتی طور پر موزوں بن سکے۔

مختصراً، تعلیم کی سماجیات ایک نظریاتی (Theoretical) علم ہے جو سماج اور تعلیم کے باہمی تعلق کو واضح کرتی ہے، جبکہ تعلیمی سماجیات ایک عملی (Applied) علم ہے جو تعلیمی مسائل کے سماجی تناظر میں حل پیش کرتی ہے۔

2.7 تعلیم اور سماجیات کے درمیان تعلقات

(Relationship Between Education and Sociology)

تعلیم اور سماجیات ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ سماجی سائنس کے مختلف نظریات اور اعداد و شمار نے تعلیم کے مختلف عناصر پر خاص اثر ڈالا ہے ۔ جدید تعلیمی نظام اور مجموعی تعلیمی نظام پر نمایاں اثرات مرتب کیے ہیں۔ درحقیقت سماجی زندگی کی تبدیلی اور موثر موافقت کے عمل میں تعلیم کے بغیر افراد اور سماج دونوں کی ترقی ناممکن ہے۔ ہر سماج میں نئی نسل کو سماجی بنانے اور اپنی تہذیب و ثقافت کو منتقل کا عمل کرتا ہے اور یہ عمل تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ تعلیم کے ذریعے ایک سادہ سماج خود کو ایک صنعتی اور جدید سماج میں تبدیل کرتا ہے۔ سماج کے دیگر شعبوں کے ساتھ مل کر اپنے نوجوانوں کو تعلیم و تربیت دیتا ہے ۔ سماج اس طرح تعلیمی ضرورتیں ایک رسمی تعلیمی نظام کے قیام سے پوری کرتاہے۔ یہ رسمی تعلیمی نظام نوجوانوں کو بہتر نشو و نما اور ترقی دیتا ہے۔ یہ رسمی ادارے بچوں کو خاندان کے محدود ماحول سے ہٹ کر وسیع اور بہتر ماحول فراہم کرتے ہیں ۔

سماجی علوم کے زبان میں، سماج ایک تجریدی تصور ہے۔ لیکن عام استعمال میں افراد کے درمیان باہمی تعلقات سے تشکیل پانے والے ایک خاص ماحول کو سماج کہا جاتا ہے ۔ آج دنیا کی تقریباً تمام اقوام میں تعلیم کا بندوبست کرنا ریاست

کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے ۔ اس نقطہ نظر سے کسی خاص ریاست کے تمام لوگ اس ریاست کا سماج ہوتے ہیں۔جب ہم تعلیم کے تناظر میں سماج کی بات کرتے ہیں تو ہماری مراد کسی خاص ریاست کی پوری آبادی ہوتی ہے۔ جب ہم اس طرح کے سماج کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم صرف سماجی تعلقات یا اس کے اجزاء کے سماجی تعاملات کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ انفرادی و انفرادی یا انفرادی و گروہی اور گروہی و گروہی کے تعلقات کا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسا سماج ہےویسا ہی اس کی تعلیم ہے اور جیسے سماج کی تعلیم ہے ویسا ہی سماج بنتا ہے۔

تعلیم کے بارے میں سماجی نقطہ نظر، تعلیم کے طریقہ کار اور تعلیم اور سماج کے مختلف شعبوں کے درمیان باہمی تعلق دونوں پر منحصر ہے۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ تعلیم کس طرح سماجی عمل کو جوڑتی ہے اور ان سے متاثر ہوتی ہے۔ ایمائل ڈرکھم نے تعلیم کے مطالعہ کے لیے سماجی نقطہ نظر کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ سماجی طور پر تعلیم کی وہ جہتیں جو سماج میں ایک خاص اثر رکھتی ہیں ان میں ایک پہلو سماجی نظم و ضبط کے تحفظ اور بحالی کے لیے تعلیم کا کردار ہے ۔ ایک طرف تعلیم کے ذریعے روایت کی پاسداری اور سماجی کنٹرول اور دوسری طرف سماجی تبدیلی کو متاثر کرنے میں تعلیم کا تعاون۔ ان میں سے ایک بڑا حصہ اسکول کی تعلیم سے طے ہوتا ہے جس میں اساتذہ اور طلباء کے درمیان تعلقات کا نمونہ، نوعیت اور مواد، سیکھنے کی حد اور دیگر پہلو شامل ہوتے ہیں۔ دوسرا پہلو اسکول کمیونٹی میٹرکس ہے۔تعلیم پر سماجی نقطہ نظر تعلیم کے سماجی اور ثقافتی ڈھانچے کی اہمیت کو قائم کرتا ہے۔ جبکہ ڈرکھم سماج اور ثقافت کے تحفظ میں تعلیم کے کردار پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ جو خاندان، رشتہ داری، گروہ اور اسکول کے ذریعے ثقافت ، اقدار، علم، عقائد اور مہارتوں کی منتقلی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ڈیوی ایک مخصوص سماج کے اہداف کے مطابق فرد کی ترقی اور فرد کی فطری نشوونما کے درمیان فرق کرتا ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اہداف، اقدار اور مہارتیں جن کی شناخت سماجی نظام کے ذریعے اہم قرار دی جاتی ہے وہ تعلیم کے عمل کے ذریعے منتقل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ سماجیات میں سماج اور سماجی گروہوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس مطالعہ میں ایک مشترکہ سماج کے جاندار اجزاء اور اس کے نتائج کے درمیان تعامل کا مطالعہ شامل ہے۔ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایک شخص کسی خاص گروہ کو کیسے متاثر کرتا ہے اور ایک مخصوص گروہ فرد پر کیسے اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر سماجی نظام جو انسان کے رویے، سماج کی تہذیب و تمدن وغیرہ کا تعین کرتی ہے ان کا مطالعہ کرتی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تعلیم ایک سماجی عمل ہے جس کے ذریعے انسانی رویے میں تبدیلی آتی ہے۔ اس لیے تعلیم سماجیات کے مطالعہ کے شعبے میں آتا ہے۔ سماج اور تعلیم دونوں کا تعلق انسانی ضرورت سے ہے، اس لیے ان دونوں کے درمیان باہمی گہرا تعلق دکھائی دیتاہے۔ انسانی رویے میں کیا تبدیلیاں لانی ہیں اس کا دارومدار کسی بھی سماج کے فلسفہ حیات، اس کی ساخت، تعلیم، تہذیب و ثقافت اور مذہبی، سیاسی اور معاشی حالات پر منحصر کرتا ہے اور ان سب کا جامع مطالعہ سماجیات کے تحت کیا جاتا ہے۔ اس طرح سماجیات تعلیم کی شکل کا تعین کرنے کی بنیاد ہے۔ دوسری طرف تعلیم انسانی ترقی کا سنگ

بنیاد ہے۔ علم و سائنس کے میدان میں سماج صحیح تعلیم کی فراہمی سے ہی ترقی کرتا ہے۔ تعلیم کی عدم موجودگی میں سماج کا سائنسی مطالعہ ممکن نہیں اور اس صورت میں سماجیات کی ترقی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح علم کی کسی بھی شاخ یعنی نظم و ضبط کی ترقی کی بنیاد تعلیم ہے۔ سماجیات اور تعلیم مشترکہ طور پر باہم منسلک اور ایک دوسرے پر منحصر مضامین ہیں۔ وہ آپس میں اتنے قریب اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں کہ ان کا موضوع اور مطالعہ کا طریقہ اکثر ایک جیسا ہوتا ہے۔ تعلیم اور سماجیات کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لئے ہم دونوں کے کردار ، عمل اور ان کے درمیان ایک دوسرے پر ہونے والے اثرات کو سمجھنا ہوگا ۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ تعلیم اور سماج کے درمیان تعلق کی وضاحت کریں۔ 2۔ تعلیم کی سماجیات اور تعلیمی سماجیات میں کیا فرق ہے؟ 3۔ ڈرکھم اور ڈیوی کے نقطہ نظر کے مطابق تعلیم سماج پر کس طرح اثر ڈالتی ہے؟

2.7.1 تعلیم کے سماجیات پر اثرات(Impact of Education on Sociology)

تعلیم اور سماج کی جغرافیائی صورت: ایک دور تھا جب انسان کو جغرافیائی حالات کا غلام کہا جاتا تھا لیکن آج انسان تعلیم کے ذریعے اپنے جغرافیائی حالات کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ وہ دن گئے جب دریا اور پہاڑ ہماری راہ میں رکاوٹ بنتے تھے۔ آج ہم ان کے بیچ راستہ بنانے میں ان کو ضرورت کے مطابق استعمال کرنے میں کامیاب ہیں۔ہوائی جہازوں سے ہم سفر طے کر رہے ہیں۔ یہ سب تعلیم سے ہی ممکن ہوئی ہے ۔ تعلیم کے ذریعے ہم ہر جغرافیائی صورتحال پر قابو پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

تعلیم اور سماج کی نوعیت: تعلیم کے ذریعے ہی انسان اپنے، اپنے سماج، دنیا اور پوری کائنات کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔ اس علم کی بنیاد پر وہ اپنی زندگی کے مقاصد طے کرتا ہے اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے وہ مختلف لائحہ عمل بناتا ہے۔ ایک تعلیم یافتہ انسان سماج میں مذہب ، ذات، نسل وغیرہ کے بنیاد پر فرق نہیں کرتا۔ وہ ہر چیز کو قدرت کی عنایت سمجھتا ہے۔ لیکن جو شخص خدا سے بیزار ہے وہ ہر چیز کو صرف مادی پیمانے پر محدود رکھتا ہے اور انسانوں کے درمیان کئی قسم کی تفریق کرتا ہے۔ اس طرح مختلف نظریات کے لوگوں کے سماج کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ ایک طرف تعلیم سماج کی شکل کی حفاظت کرتی ہے اور دوسری طرف اس میں ضروری تبدیلیاں لاتی ہے۔

تعلیم اور ثقافت: ہر سماج صرف تعلیم کے ذریعے ہی اپنی ثقافت کو ترقی ، تحفظ اور ترسیل کرتا ہے۔ اس طرح تعلیم سماج کی ثقافت کو محفوظ رکھتی ہے۔ انسان جب تعلیم یافتہ ہوتا ہے تو اپنے تجربات کی بنیاد پر اپنی ثقافت کو بدلتا ہے۔ اس طرح تعلیم سے سماج کی ثقافت پروان چڑھتی ہے۔ تعلیم کی عدم موجودگی میں ثقافت کی ترقی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

تعلیم اور مذہب: تعلیم ہمیں مذہب کے مقاصد ، اسکے نوعیت اور اس کے اغراض و مقاصد سے آشنا کراتی ہے۔ سماج کی مذہبی صورت حال ہم دیکھ رہے ہیں ۔ کچھ سماج اپنی تعلیم میں کسی ایک مذہب کی تعلیم کے لیے انتظامات کرتے ہیں۔ تو کچھ اس میدان میں لبرل انداز اپناتے ہیں ۔ دنیا کے کئی سماج اپنی تعلیم میں مذاہب کو جگہ دیتے ہیں تو کئی ایسے بھی سماج ہیں جو اپنی تعلیم میں مذہب کو کوئی جگہ نہیں دیتے۔ نتیجتاً پہلی قسم کے سماج میں مذہبی شناخت پرزور پایاجاتا ہے، دوسری قسم کے سماج میں مذہبی لبرل ازم پایا جاتا ہے ۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے کئی لوگ مذہب کی اصل نوعیت کو نہیں سمجھ پاتے اور وہ سماج میں غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔

تعلیم اور سیاست: تعلیم کے ذریعے انسان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے طرز عمل کو متعین سمت دی جاتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی انسان میں سوچنے اور سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی سماج میں سیاسی شعور آتا ہے اور لوگ اپنے حقوق اور فرائض سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعے انہوں نے قومی اور بین الاقوامی جذبات تیار ہوتے ہیں۔ صحیح تعلیم کے بغیر انسان کو قوم کا باشعور شہری نہیں بن سکتا۔ جمہوری نظام کے کامیابی کے لئے سماج کو تعلیم یافتہ ہونا لازمی ہے۔

تعلیم اور معاش: قدیم زمانے میں تعلیم کے ذریعے انسانوں میں انسانی صفات کا تحفظ کے ساتھ ساتھ خوراک، لباس اور رہائش کا مسئلہ حل کرنے والی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت اس کے لیے خاص اسکول قائم نہیں کیے گئے تھے ۔ لیکن یہ تعلیم خاندانوں ،برادریوں اور عمومی دانش گاہوں میں جاری تھی۔ آج بھی سماج کی معاشی ترقی کی بنیاد تعلیم ہی ہے۔ آج تمام سماج تعلیم کے ذریعے افراد کو کاروبار یا پیداواری کام میں ماہر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج جس سماج میں اس قسم کا نظام تعلیم جتنا بہتر ہے اقتصادی میدان میں بھی اتنی ہی تیزی سے وہ ترقی کر رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ تعلیم کے بغیر ہم معاشی میدان میں ترقی نہیں کر سکتے۔

تعلیم اور سماجی تبدیلی: سماج تعلیم کے ذریعے بدلتا ہے ۔ یہ سچ ہے کہ سماجی تبدیلیاں تعلیم کے ذریعے ہی ہوتی ہیں۔ تعلیم کے ذریعے انسان اپنی زبان، رہن سہن، کھانے پینے کی عادات اور رسم و رواج سیکھتا ہے اور اس کی اقدار اور عقائد سے آشنا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تعلیم کے ذریعے وہ دوسرے سماج کے ریتی و رواج اور زبان کو بھی سیکھتا ہے ۔اس سے اس کی ذہنی نشوونما ہوتی ہے اور اس میں بدلاؤ آتا ہے۔اس سے سماج میں بھی بدلاو ہوتے ہیں۔ انسان سماج میں رہ کر وہ نئی چیزوں کا تجربہ کرتا ہے اور سماج کی ضروریات اور مسائل سے واقف ہو تا ہے۔ ان ضروریات کو پورا کرنے اور مسائل کے

حل کے لیے وہ نئے طریقے تلاش کرتا ہے اوراس طریقے سماج پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ایک شخص پورے سماج کو بدل دیتا ہے۔ یہ سب تعلیم کی موجودگی میں ہی ممکن ہے۔ سماجی انقلاب کے لیے تعلیم بنیادی ضرورت ہے۔

تعلیم ایک سماجی عمل کے طور پر کام کرتی ہے اور سماجی اداروں کو مضبوط و مربوط کرتی ہے۔یہ سماجی تبدیلی لاتی ہے جو سماجیات کا بنیادی موضوع ہے۔تعلیم قوم کی تعمیراور ریاستی نظریہ کو قائم کرتی ہے۔ یہ ہمیشہ سماجی اور انسانی ترقی اور سماجی نقل و حرکت کے لیے کام کرتی ہے۔پسماندہ اور کمزور طبقہ کے افراد کو بااختیار بنانے میں تعلیم اہم کردار ادا کرتی ہے۔تعلیم سماجیات کے شعبے میں اصلاحات اور تبدیلیاں لاتی ہے۔یہ سماجیات کی تجربہ گاہ اور ورکشاپ ہے۔تعلیم سماجیات کے مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔تعلیم سماجی اور ثقافتی ورثے کو محفوظ رکھتی ہے جو سماجیات کی ملکیت ہے۔

2.7.2 سماجیات کے تعلیم پر اثرات(Impact of Sociology on Education)

سماج اپنے عقائد اور ضروریات کے مطابق تعلیم کا اہتمام کرتا ہے۔ اور سماج کے عقائد اور ضروریات کا انحصار اس کی جغرافیائی، سماجی، ثقافتی، مذہبی، سیاسی اور معاشی حالات پر ہوتا ہے۔ سماج میں رونما ہونے والی تبدیلیاں اس کی شکل اور ضروریات بھی بدلتی ہے۔ جس طرح تعلیم سماج کو بدلتا ہے اسی طرح سماج بھی تعلیم پر اثر انداز ہوتا ہے اور اپنے ضرورتوں کے مطابق تعلیم میں تبدیلی لاتا ہے۔

سماج کی ساخت اور تعلیم: مختلف سماج کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔کچھ سماج میں ذات پات کا فرق ہوتا ہے۔ کچھ سماج میں ذاتیں ہوتی ہیں لیکن ذات پات کا کوئی فرق نہیں ہوتا اور کچھ سماجوں میں ذاتیں بالکل نہیں ہوتیں۔ اسی طرح بعض سماج میں اشرافیہ اور نچلے طبقے کے درمیان فرق ہے اور بعض سماج میں نہیں ہے۔ ایک مخصوص سماج کی یہ شکل اس کی تعلیم کے مقاصد کو متاثر کرتی ہے۔ اپنے ہندوستانی سماج کو ہی لے لیں ، قدیم دور میں جب ورن آشرم کا نظام تھا اس وقت شودر اعلیٰ تعلیم سے محروم تھے۔ آج جب ذات پات کی تفریق پر یقین نہیں رہا تو سماج کے ہر طبقے کو تعلیم کی یکساں سہولتیں اور مواقع مہیا ہیں۔

سماج کی نوعیت اور تعلیم: سماج اپنے نوعیت کے مطابق تعلیمی انتظام کرتا ہیں ۔قدیم ہندوستان میں سماجی نوعیت آج سے بلکل الگ تھی تو تعلیمی نظام بھی الگ تھا۔ایک جمہوری نوعیت والے سماج میں سبھی کو تعلیم کے برابر مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ وہی غیر جمہوری نوعیت والے سماج میں یہ دیکھنے کو نہیں ملتا ہے۔ ایک بہتر سماج کسی میں فرق نہیں کرتا۔ لیکن جو سماج خدا سے بیزار ہے وہ انسانوں کے درمیان کئی قسم کی تفریق کرتا ہے۔ اس طرح مختلف نظریات کے سماج کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ سماجی نوعیت تعلیم میں ضروری تبدیلیاں لاتی ہے

سماج کی ثقافت اور تعلیم: ثقافت کو مختلف شعبوں میں مختلف معانی میں دیکھا گیا ہے۔ سماج میں ثقافت کا مطلب ہے اس سماج میں رہنے والے افراد کے طرز زندگی، کھانے کی عادات، طرز عمل، طرز عمل، خیالات، رسم و رواج، فن کی مہارت،

موسیقی، رقص، سماجی عقیدے اور اقدار وغیرہ ہیں۔ کسی بھی سماج کی ثقافت اس کی تعلیم پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ کسی بھی سماج کی تعلیم کے مقاصد اس کے مذہبی فلسفے، نظریات، عقائد اور اس کی خواہشات کی بنیاد پر طے کیے جاتے ہیں، اس کے تعلیمی نصاب میں اس کی زبان، ادب اور مذہبی فلسفے کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور تعلیمی اداروں میں عملی طور پر اصول اپنائے جاتے ہیں۔

سماجی تبدیلی اور تعلیم: ہم جانتے ہیں کہ سماج قابل تغیر ہے۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ سماج کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم کی نوعیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ قدیم زمانے کے ہندوستانی سماج میں اس کی مادی ضروریات کم اور روحانی پہلو زیادہ مضبوط تھے۔ اسی لیے تعلیم کے میدان میں دین و اخلاق کی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ آج اس کی مادی ضروریات بڑھ گئی ہیں اور روحانی پہلو کمزور ہو گیا ہے، اس لیے آج تعلیم میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ کل تک خواتین صرف گھریلو خواتین کے طور پر رہتی تھیں، اس لیے انہیں صرف پڑھنا لکھنا اور گھریلو کام کرنا سکھایا جاتا تھا، آج وہ مردوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کام کررہی ہیں۔

2.7.3 سماجیات اور تعلیم(Relation of Sociology with Education)

سماجیات اور تعلیم کے مقاصد: تعلیم کے اہداف کے تعین میں سماجی سائنس کا اثر بھی واضح ہے۔ مختصراً یہ کہ جدید تعلیم کا ہدف تعلیم کو فرد پر مبنی اور سیکھنے والے کو سماجی بنیادفراہم کرناہے۔ جدید تعلیم کے اس ہدف کے تعین میں انفرادی اور معاشرتی ضروریات دونوں یکساں اہم ہیں۔ ایک لفظ میں، جدید تعلیم کا مقصد انفرادی اور سوشلسٹ تعلیم کے مقاصد کی ایک مربوط شکل ہے۔ ایک ایسا سماج جس میں تعلیم کا یہ امتزاج ممکن ہو وہ ماہر تعلیم ڈیوی کے الفاظ میں جمہوری سماج ہے۔ اس سماجی نظام میں متعارف کرائی گئی خاص قسم کی تعلیم ہر فرد میں تمام سماجی تعلقات اور سماجی کنٹرول میں خود غرضی کا جذبہ پیدا کرنے میں مدد دیتی ہے اور ہر فرد میں سماجی شخصیت کی نشوونما کے لیے مواقع فراہم کرتی ہے۔ مدالیر کمیشن کے تعلیمی اہداف کے تعین میں بھی سماجی تناظر کا عکس واضح ہوتا ہے۔سماجیات تعلیم کی تشکیل کرتی ہے اور اس طرح تعلیم کے پورے فریم ورک میں ایک اہم قوت بنتی ہے۔ ماہر عمرانیات نے تعلیم میں سماجی مقاصد پر زیادہ زور دیا۔ تعلیم کے مقصد کو طے کرنے میں وہ ہمیشہ سماج کے حوالے سے سوچتا ہے۔ تعلیم کا سماجی مقصد بچوں میں سماجی خصوصیات ، سماجی احساسات اور ذمہ داریوں کو ابھارنا ہے۔ تعلیم کا مقصد صرف علم کا حصول نہیں ہے بلکہ فرد کو سماجی طور پر قابل قبول اور ذمہ دار، تکنیکی طور پر موثر اور ذاتی طور پر اچھی طرح سے ایڈجسٹ کرنے کے قابل بنانا ہے۔ تعلیمی ماہر عمرانیات کے مطابق، تعلیم ایک سماجی عمل ہے جو بچے کو سماجی بناتا ہے اور اس کے رویے میں کچھ تبدیلیاں لاتا ہے۔ اس طرح تعلیم کی تعریف کرتے ہوئے بھی ماہرین عمرانیات نے اس کے سماجی پہلوؤں پر زور دیا ہے۔ان کے مطابق تعلیم کا مقصد بچے میں وہ سماجی اوصاف اور سماجی احساس پیدا کرنا ہے جس سے وہ سماج اور قوم کے تئیں اپنی ذمہ داری کو سمجھ سکے اور اپنے ملک کا مثالی شہری بن سکے اور

اسے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے تیارہو سکے۔ تعلیم کے ایسے مقاصد جیسے شہریت کے لیے تعلیم اور سماجی زندگی کے لیے تعلیم، سماجی رجحان سے متاثر ہوتے ہیں۔

سماجیات اور نصاب: سماجی سائنس کا اثر نہ صرف تعلیم کے مقاصد کے تعین میں بلکہ جدید تعلیم کے نصاب کی تشکیل میں بھی یکساں طور پر واضح ہے۔ نصاب کے ڈیزائن کے یہ اصول سماجی نقطہ نظر کی اتنی واضح عکاسی کرتے ہیں کہ جدید تعلیمی نصاب میں نہ صرف مضامین کے مجموعے کے طور پر دیکھا جاتا ہے بلکہ اسے اسکول کے فراہم کردہ تجربات کے مجموعے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہاں طالب علم کی ذاتی ضروریات اور اس کی مختلف سماجی ضروریات کی مربوط شکل میں دیکھی جا سکتی ہے۔ موجودہ دنیا کے تعلیمی نظام میں نصاب کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ اس کے پیچھے دو عوامل بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں ایک بچے کی فطرت یا فطری دلچسپی اور دوسری سماجی ضرورت۔ اور نصاب میں سماجی ضروریات کی اہمیت ،سماجی سائنس کا اثر ہے۔ لہٰذا جدید تعلیم کے نصاب کی منصوبہ بندی سماجیات کے اصولوں اور نظریات پر منحصر ہے۔ تعلیمی ماہرین سماجیات نے تعلیمی نصاب کو از سر نو ترتیب دینے کے بارے میں کئی قیمتی تجاویز پیش کی ہیں۔ ان کا مشورہ ہے کہ نصاب بنیادی طور پر سماجی نظریات اور اقدار پر مبنی ہونا چاہیے اور اس میں سماجی مضامین اور اجتماعی سرگرمیوں کو متعارف کروانا چاہیے۔

سماجیات اور تدریس: نصاب کی منصوبہ بندی میں سماجیات کا اثر و رسوخ اہم ہے جیسے؛ جدید تعلیمی نظام پر سماجیات کے اثرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ فی الحال، تعلیم کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ طلباء کو خود سرگرمی میں اضافہ کرکے تجربہ حاصل کرنے میں مدد کی جائے۔ خود سرگرمی کے اس اصول کی تکمیل کے طور پر آج تعلیم میں کام پر مبنی سیکھنے کا اصول اپنایا گیا ہے۔ تعلیم کا ایسا طریقہ اب سائنسی اور متحرک کہلاتا ہے جسے کام کے ذریعے سکھایا جا سکتا ہے۔ کام پر مبنی سیکھنے کے ان طریقوں کے پیچھے بنیادی نظریہ اور اصول یہ ہیں کہ یہ لوگوں کو باہمی تعاون کے ساتھ کام کرنے، تعاون کے جذبے کو بڑھانے، اور سماجی مہارتوں، قابلیت اور دیگر باہمی خصوصیات کو فروغ دینے میں مدد دیتے ہیں۔ لہذا جدید کام پر مبنی تعلیمی نظام کے اصول سماجیات کے نظریات اور اصولوں پر مبنی ہیں۔ سماجی رجحان نے تدریس کے طریقوں میں سماجی عناصر کو شامل کرنے پر بھی زور دیا تاکہ تعلیم بچوں میں ضروری سماجی خصوصیات کو فروغ دے سکے۔ تعلیمی سماجیات سماجی حرکیات کے نقطہ نظر سے تدریسی طریقوں میں تبدیلی کے لیے تجاویز دیتی ہے۔

سماجیات اور اسکولی نظام، منتظمین: جدید تعلیم میں اسکول کے تنظیمی نظام پر سماجی سائنس کے اثرات بہت واضح اور اہم ہیں۔ اسکول کو سماج کا ایک چھوٹا شکل سمجھا جاتا ہے اور ماہر تعلیم ڈیوی کے مطابق،" اسکول حقیقی، سادہ اور ہم آہنگ سماج ہے"۔ نہ صرف تنظیم کے لحاظ سے بلکہ سماجی ذمہ داری کو پورا کرنے میں بھی اسکول کا کام نمایاں ہوتاہے۔ درحقیقت، طلباء کے سماجیانےکے عمل میں اسکولوں کا تعاون سماجیات کے اثرات کو اور مجسم کرتا ہے۔سماج کے تحفظ و ترقی، سماجی ثقافت کی تحفظ،فروغ و ترسیل میں اسکول کی سماجی ذمہ داری بہت ہی اہم ہے۔ اسکولوں کے علاوہ مختلف سماجی تنظیمیں بھی ذریعہ تعلیم کے طور پر کام کرتی ہیں اور اسکولوں کو ان کے ساتھ باہمی سماجی تعلقات کی بنیاد پر اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہوتی ہیں۔ اس

طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جدید تعلیم میں اسکولوں کی تنظیم، اسکولوں کے فرائض کے تعین اور اسکولوں کے دوسرے سماجی تعلیمی اداروں سے تعلق کے تعین میں سماجیات کا اثر خاص طور پر نمایاں ہے۔ سماجی رجحان کے اثرات سے پہلے، انتظامیہ اور نظم و ضبط کی کوششیں انفرادیت پر مبنی تھیں لیکن سماجی اثر سماجی یا اجتماعی طریقوں پر دباؤ ڈالتا تھا۔ اجتماعی طریقے اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ انتظامیہ اور نظم و ضبط اجتماعی ہونا چاہیے، انفرادی نہیں۔ یہ بہت سے حالات میں دیکھا جاتا ہے کہ سماجی کنٹرول اور رائے عامہ کے اثر و رسوخ کے ذریعے انفرادی طریقوں سے زیادہ بہتر نظم و ضبط قائم کیا جا سکتا ہے۔

سماج، ریاست اور تعلیم: معاشرتی رجحان نے سماجی تعلیم کے میدان میں بھی بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔ فرد کی سماجی تعلیم سے مراد ایسی تعلیم ہے جو فرد کو اس کے ماحول کے ہر پہلو سے آشنا کراتی ہے اور اسے بطور شہری اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی تربیت دیتی ہے۔ سماجی تعلیم کا مقصد نہ صرف فرد کی مکمل ترقی ہے بلکہ اس میں سماجی اتحاد اور دیگر سماجی نظریات کو بھی فروغ دینا ہے۔ سماجی تعلیم کی ایجنسیاں خواندگی ، لیکچرز، نمائشیں، میٹنگز، ٹور وغیرہ ہیں، ہندوستان میں سماجی تعلیم فراہم کرنے کے لیے دیہاتوں میں بہت مفید کام کیا گیا ہے۔سماجی رجحان کے مطابق تعلیم فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر فرد کو تعلیم کے ذریعے اس قابل بنائے کہ وہ اپنی روزی روٹی کما سکے، اس کی شخصیت کی نشوونما کر سکے، اپنے سماجی فرائض کی تکمیل کر سکے۔ عوام کی صحیح تعلیم کے بغیر جمہوریت کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ریاست کو پرائمری، سیکنڈری، یونیورسٹی اور پروفیشنل تعلیم فراہم کرنی چاہیے۔

تعلیمی اداروں کا بنیادی کام سماج کی حیثیت کو برقرار رکھنا ہے۔ یہ عمومی اخلاقی قدر ہے جو سماج کو برقرار رکھتی ہے۔ سماجی ساخت کے مطابق تمام سماجی ادارے بالخصوص تعلیمی ادارے سماج میں توازن کی حالت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دیگر سماجی ادارے جیسے حکومت، مذہب اور معیشت بھی اس توازن کو برقرار رکھنے میں مدد کرتے ہیں اور سماج کو صحت مند رکھتے ہیں۔ وہی سماج صحت مند کہلاتا ہے جب سماج کا ہر فرد عمومی اخلاقی اقدار کو قبول کرے اور ان پر عمل کرے۔ ساختی افعال کا کے مطابق تعلیمی اداروں میں طرز عمل کو نصاب اور پوشیدہ نصاب کے ذریعے عمومی اخلاقی اقدار کو قبول کرنے کے لیے منظم کیا جاتا ہے۔ خیال ہے کہ تعلیمی اداروں کا کردار سماج کے نئے ممبر کے درمیان مشترکہ اتفاق رائے کو شامل کرنا ہے۔

تعلیم سب سے طاقتور سماجی اداروں میں سے ایک ہے کیونکہ اس کی رسائی بچوں تک ہے۔ ان کی زندگی میں شروع سے ہی تعلیمی ادارے کا بڑا،اثر ہوتاہے۔ تعلیمی ادارے بچوں کے مستقبل کے تناظر کا فیصلہ کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعلیمی اداروں کے پیچھے کون سی قوت ہے؟ تعلیمی اداروں کو چلانے کا طریقہ کون طے کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ سماج میں مختلف سماجی مقاصد اور خواہشات، مختلف حیثیت اور زندگی کے مواقع کے ساتھ بہت سے سماجی گروہ ہوتے ہیں۔ چونکہ مختلف گروہوں کی خواہشات مختلف اور متضاد ہو سکتی ہیں ۔تعلیمی ادارے سماج کی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے گروہ کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔

2.7.4 سماجیات کے دیگر تعلیمی افعال(Other Educational Functions of Sociology)

جدید سماج میں، سماجیات ڈیٹا بیس تیار کرتی ہے جسے سماجی مطالعہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ سماج، سماجی زندگی کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تعلیمی نظام کی مدد کرتی ہے۔ تعلیمی نظام کے ذریعے انجام پانے والے افعال کا پتہ لگانے کی کوشش کرتی ہے۔ جبکہ تعلیم اپنے کام کاج کو بہتر بنانے کے لیے سماجیات کے اصولوں کو اپناتی ہے۔ تعلیمی عمل کی منصوبہ بندی، عمل درآمد، نگرانی اور تشخیص میں بہت زیادہ تعاون کرتی ہے۔ ایسے قوانین اور اصول تیار کرتی ہے جنہیں تعلیمی نظام اپنی بہتری کے لیے اپناتا ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تعلیمی نظام کے ذریعے استعمال کیے جانے والے طریقے اور تکنیک تیار کرتی ہے۔ کسی بھی سماجی نظام کے مضمر پہلو میں سماج اور تعلیم کی سائنس ہے۔

سماجیات تعلیمی اصولوں اور طریقوں کو فراہم کرتی ہے۔ یہ ان نظریات اور اقدار کو پیش کرتی ہے جو سماج کو تعلیم کے ذریعے حاصل کرنا ہے۔ سماج کا اپنے اداروں کے ذریعے تعلیمی انتظام کرتی ہے اور تعلیم سماج کے ترقی کے لئے مضبوط ترین آلے میں سے ایک ہے۔ سماجیات سماجی نظام کی ساخت اور افعال کا مطالعہ کرتی ہے، جبکہ تعلیم کسی بھی سماجی نظام کے اہم افعال میں سے ایک ہے۔ ہمیشہ پروان چڑھنے والی سماجی اقدار صرف تعلیم کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں۔ سماجیات کی بنیادی تشویش سماجی افراد ہیں۔ جبکہ تعلیم افراد کو سماجیانے کا عمل ہے۔ انسان کی مفید موافقت کی صلاحیت حیاتیات کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس موافقت کی صلاحیت کو سماجی تعلقات کے اصولوں کو نظر انداز کر کے سماج کے لیے مفید نہیں بنایا جا سکتا۔ لہذا، تعلیم میں سماجی تعلقات کو عملی سائنس کے طور پر، سماجیات کے مختلف اصولوں کے قابل قدر اثر کو کبھی بھی نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ جدید سماجیات کا تعلیم کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ یہ سماج کے مختلف عناصر کے درمیان باہمی سماجی تعلقات پر خصوصی زور دیتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ تعلیم کس طرح انسان کو جغرافیائی حالات پر قابو پانے میں مدد دیتی ہے؟ 2۔ سماج کی نوعیت تعلیم کے نصاب اور مقاصد پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے؟ 3۔ سماجیات تعلیم میں کس طرح تدریس کے طریقے اور نصاب کی تشکیل پر اثر ڈالتی ہے؟

2.8 خلاصہ(Summary)

سماج اور تعلیم ایک دوسرے پر منحصر ہیں، جیسا کہ کسی سماج کی جغرافیائی، سماجی، ثقافتی، مذہبی، سیاسی اور معاشی حالت ہوتی ہے، اسی طرح اس کی تعلیم بھی۔ یہی نہیں سماج میں سماجی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ اور جیسے جیسے سماج میں تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے، اسی طرح اس سماج کے جغرافیائی محل وقوع پر گرفت، اس کی شکل اور اس کی ثقافتی، مذہبی، سیاسی اور معاشی حیثیت بدلنے لگتی ہے۔ تعلیم سماجی تبدیلی لانے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

2.9 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کرنے کے بعد اب آپ ۔

- سماج اور تعلیم کے مفہوم کو بتا پائنگے۔
- سماج کی تعلیم اور تعلیمی سماج کے تصور کو بیان کر دینگے۔
- سماج کی تعلیم اور تعلیمی سماج کے درمیان فرق کو واضح کر لینگے۔
- سماج اور تعلیم کے درمیان تعلقات سے واقفیت حاصل ہو گئی ہو گی۔
- سماج پر تعلیم کے اثرات اور تعلیم کا سماج پر اثرات کو سمجھ گئے ہونگے۔

2.10 فرہنگ(Glossary)

- **سماجیات(Sociology):** علمِ معاشرت، سماج اور انسانی تعلقات کا سائنسی مطالعہ
- **تعلیم(Education):** سماجی عمل جس کے ذریعے افراد کی ذہنی، اخلاقی اور معاشرتی نشوونما ہوتی ہے
- **تعلیم کی سماجیات(Sociology of Education):** تعلیم کے سماجی پہلوؤں اور اثرات کا مطالعہ
- **تعلیمی سماجیات(Educational Sociology):** تعلیمی نظام میں سماجی اصولوں کے عملی اطلاق کا مطالعہ (Study of practical application of social principles in education)
- **سماجی تبدیلی(Social Change):** سماج میں وقت کے ساتھ ہونے والی تبدیلیاں
- **سماجی نظم وضبط(Social Order and Discipline):** سماج میں قواعد، اقدار اور نظم کی حفاظت
- **ثقافت(Culture):** سماج کے افراد کے طرزِ زندگی، عقائد، رسم ورواج اور اقدار
- **سماجی ادارے(Social Institutions):** سماج کی ضروریات کو پورا کرنے والے تنظیم شدہ ڈھانچے جیسے خاندان، اسکول، مذہبی ادارے
- **سماجی گروہ(Social Group):** افراد کا ایسا گروہ جو باہمی تعلقات اور مقاصد رکھتا ہو

- **سماجی رویہ(Social Behavior):** افراد کا دوسروں کے ساتھ تعلق اور تعامل

2.11 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Type Questions)

1۔ سماجیات کے اصول" کس کی لکھی کتاب ہے؟

a) ڈرکھیم b) ڈیوی c) مارکس d) ہربرٹ اسپینسر

2۔ تعلیمی سماجیات کے بانی کہے جاتے ہیں؟

a) ویبر b) ڈرکھیم c) جارج پیان d) گومٹے

3۔ لفظ "سوشیالوجی" کا مطلب ہے؟

a) سماج کی سائنس b) معاشی سائنس c) گروہی سائنس d) ادبی سائنس

4۔ سماج اور تعلیم "کتاب کے مصنف ہیں؟

a) گومٹے b) ڈرکھیم c) ڈیوی d) مارکس

5۔ ڈرکھیم نے "اقداری تعلیم" کتاب کس سال لکھی تھی؟

a) 1922 b) 1954 c) 1978 d) 1925

6۔ تعلیمی سماجیات سماجی اصولوں کو تعلیم کے پورے عمل پر نافذ کرتی ہے۔" کس نے کہا؟

a) مسٹر براؤن b) اوٹاوے c) جارج پیان d) اسپینسر

7۔ میکس ویبر' کس ملک کا رہنے والا تھا؟

a) فرانس b) انگلینڈ c) جرمنی d) امریکہ

8۔ تعلیم اور سماجیات دونوں ایک دوسرے پر۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

a) منحصر b) غالب c) الگ d) واجب

9۔ تعلیم سماجی ثقافت کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں کرتی ہے۔

a) خاتمہ b) تحفظ c) فروغ d) ترسیل

10۔ تعلیم سماجی تبدیلی کا۔۔۔۔۔۔ ہے؟

a) روکاوٹ b) آلہ c) منفی ذریعہ d) کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ سماج کے تصور کو بیان کریں؟
2۔ تعلیم کے مفہوم کو واضح کریں؟
3۔ سماج کی تعلیم کے مفہوم کو لکھیں؟
4۔ تعلیمی سماج کے تصور کو بیان کریں؟
5۔ تعلیم اور سماجی ساخت کے بارے میں لکھیں؟
6۔ ثقافت پر تعلیم کے اثرات کو لکھیں؟
7۔ سماج تعلیم کو کیسے متاثر کرتا ہے لکھیں؟
8۔ تعلیم سماج میں کیسے بدلاؤ لاتا ہے؟ لکھیں
9۔ سماج اور اسکول کے درمیان تعلق کو واضح کریں؟
10۔ سماج اور تعلیمی مقاصد پر مختصر نوٹ لکھیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ سماج کی تعلیم اور تعلیمی سماج کے درمیان فرق کو تفصیل سے لکھیں؟
2۔ سماج اور تعلیم کے درمیان تعلقات کو تفصیل سے واضح کریں؟
3۔ "جیسی تعلیم ہوتی ہے، ویسا سماج بنتا ہیں"۔ اس قول پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟
4۔ تعلیم سماجی تہذیب و ثقافت کو تحفظ، فروغ اور ترسیل دیتا ہے۔ کیسے ؟ لکھیں
5۔ سماج تعلیمی مقاصد کو کس طرح متاثر کرتا ہے؟ تفصیل سے لکھیں؟

2.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

1۔ Philosophical and sociological foundation of Education- R.B. Lal & S Aroar, R. Lall.

2۔ Philosophical and sociological foundation of Education- S.P, Ruhela, 2012, A. Publication, Agra

3۔ Philosophical and sociological perspective of Education in contemporary India – B. Shukla-2016, A. Publication, Agra

4۔ Shikhcha ke amanya sidhant- P.D. Pathak & Tyagi- 2007, vinod pustak, Agra

5۔ Education and Society- M. Kothari, 2010, Agra.

6. Introduction to Sociology, BA (Sociology), Rajiv Gandhi University,

7. Psychological, Philosophical and Sociological foundation of Education- JC Agrwal.

8. Historical and Sociological foundation of Education. R. Lall.. 2019

9. Philosophical & Sociological foundation of Education. Dr SP Choube. 2020, Vinod pustak

10. Philosophical & Sociological foundation of Education- NRS Saxena-2021.-Visionias

11. Sociological foundation of Education-S Bhattacharya-Atlantic Publication

12. Sociological foundation of Education- S Mantry.

اکائی 3۔ سماجی کاری کے ادارے–خاندان، ہم عمر گروہ، اسکول، ذرائع ابلاغ، مذہب

(Agencies of Socialization–Family, Peer Group, School, Media, Religion)*

اکائی کے اجزاء

3.0 تمہید(Introduction)
3.1 مقاصد(Objectives)
3.2 سماجی کاری(Socialization: Meaning)
3.3 سماجی کاری کے ایجنسیاں(Agencies of Socialization)
3.3.1 خاندان(Family)
3.3.2 ہم عمر گروہ / پیر گروپ(Peer Group)
3.3.3 اسکول(School)
3.3.4 ذرائع ابلاغ / میڈیا(Media)
3.3.5 مذہب(Religion)
3.4 خلاصہ(Summary)
3.5 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)
3.6 فرہنگ(Glossary)
3.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)
3.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

3.0 تمہید(Introduction)

سماج کاری کا مطلب انسانی دماغ، رویے اور نفسیاتی نشو و نما اور ترقی ہے۔ سماج کاری فرد کو سماجی دنیا میں شامل کرنے کے عمل کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اصطلاح سوشلائزیشن سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے ا فرد سماجی گروپ کی عادات، رویوں، اقدار اور عقائد کو سیکھتا ہے جس میں وہ پیدا ہوا ہے۔ سماج کے نقطہ نظر سے، سوشلائزیشن وہ طریقہ ہے

* Dr. Rahat Hayat, Assistant Professor, MANUU CTE, Nuh

جس کے ذریعے سماج اپنا رسم و رواج ، تہذیب و ثقافت کو نسل در نسل منتقل کرتا ہے اور برقرار رکھتا ہے۔ فرد کے نقطہ نظر سے سماجی کاری ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے فرد سماجی رویے کو سیکھتا ہے اور خود کو ایک مثالی سماجی رکن بناتا ہے۔

3.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کی مطالعہ کے بعد آپ ۔

- سماج کاری کے مفہوم کو سمجھ جائیں گے۔
- سماج کاری کے ایجنسیوں کے بارے میں جان جائیں گے۔
- سماج کاری کی ایجنسیوں کے کردارے واقف ہو جائیں گے۔
- سماجی کاری میں ان ایجنسیوں کی اہمیت و ضرورت سے آگاہ ہوجائیں گے۔

3.2 سماج کاری / سوشلائزیشن: مفہوم(Socialization: Meaning)

سماج کاری / سوشلائزیشن، ایک اصطلاح ہے جسے ماہرین سماجیات، ماہرین سماجی نفسیات ، ماہرین بشریات اپنے مطالعہ میں استعمال کرتے ہیں۔ سماجی سائنس دان، اور ماہرین تعلیم اسے وراثت پسندوں کے تاحیات عمل کا نتیجہ کہتے ہیں۔افراد اس میں اپنے اصولوں، رسوم و رواج، اقدار اور نظریات کو پھیلاتے ہیں ۔ یہ ایک فرد کو اس کے اپنے سماج میں حصہ لینے کے لیے ضروری مہارت اور عادات فراہم کرتا ہے۔ سماج کاری وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعے سماجی اور ثقافتی تسلسل حاصل کیا جاتا ہے۔ہر سماج کو سماجکاری کی ضرورت پڑتی ہے۔ سماج کاری ایک ایسے عمل کو بیان کرتا ہے جس میں سماج میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو سماج کے ذمہ دار ممبر بنایا جاتا ہے اور اسے سماج کی توقعات کو بتایاجاتاہے ۔ سماج کے ہر رکن کی سماجی کاری ہونا نہایت ہی ضروری ہے تاکہ اس کا برتاؤ سماج کے اصولوں کے مطابق ہو۔سماجی کاری ایک ایسا عمل ہے جس کی مدد سے انسان کے سماجی وجود کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو نسل در نسل جاری رہتا ہے۔ یہ مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے۔

3.3 سماج کاری کی اہم ایجنسیاں(Agencies of Socialization)

سماج کاری ایک مسلسل چلنے والا سماجی عمل ہے ۔یہ فرد کی پوری زندگی جاری و ساری رہتا ہے۔ انسان سماج میں رہتا ہے اور سماج کے ذریعے اپنی زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ زندگی کے طویل عرصے کے دوران ایک فرد مختلف افراد اور گروہوں کے رابطے میں آتا ہے اور ایک دوسرے کو متاثر کرتا ہے۔ اور اسی کے ذریعے اپنے شخصیت کو تشکیل دیتا ہے ۔ خود کو مختلف حالات میں ایڈجسٹ کرنے کے ہنر پیدا کرتا ہے ۔ان سب کے لئے فرد کو سماج کا فعال ممبر ہونا

ضروری ہے اور یہ کام سماجی کاری کرتا ہے۔ افراد کے سماجی کاری کو عمل میں لانے کے لئے سماج میں کئی ایجنسیا ں کام کرتی ہیں۔ بغیر ان ایجنسیوں کے سماج میں سماجی کاری عمل مکمل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یعنی سماجی کاری کے لئے سماجی گروپس اور مختلف انجمنیں ایجنسیوں کے طور پر کام کرتی ہیں۔سماجی کاری ایجنسیاں سبھی سماج میں مشترکہ پائی جاتی ہیں۔سماج میں سماجی کاری کی کچھ ایجنسیاں ہیں جو لوگوں کے سماجی کاری میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان میں سے کچھ کا مطالعہ ہم تفصیل سے کرینگے۔

3.3.1 خاندان(Family)

خاندان بچوں کی سماج کاری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان سماج کاری کی پہلی اور بنیادی جگہ ہے۔بچے کسی نہ کسی خاندان میں پیدا ہوتے ہیں اور اپنی ابتدائی زندگی کا دور عام طور پر خاندان میں ہی گزارتے ہے۔ اس دوران ان کے ساتھ والدین اور گھر کے دیگر اراکین ہوتے ہیں۔ خاندان کے افراد کی کوشش ہوتی ہیں کہ وہ بچے کو مختلف عادات و آداب سکھائیں جواس پر اثر انداز ہو۔ مادری قربت کے وجہ سے بچہ سب سے زیادہ ماں سے متاثر ہوتا ہے اور سیکھتا ہے۔ گھر کے افراد کے ذریعے بچہ سب سے پہلے بولنا اور چلنا سیکھتا ہے۔ اپنی ماں اور گھر کے دیگر افراد سے بولی یا زبان سیکھتا ہے جیسے ہم اس کا مادری زبان کہتے ہیں ۔اس کے بعد وہ اپنے خاندان سے دیگر عادات سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔خاندان کے مختلف کارگردگیوں کے ذریعے بچے کی سماجی کاری ہوتی رہتی ہے۔ بچے سماجی خوبیاں جیسے احترام، اخلاقی قدر کا فیصلہ، اچھا و برا، مذہبی عقائد، محبت و پیار، رسم و رواج اور روایات، سماجی اصول، طرز عمل، رواداری، تعاون، باہمی افہام و تفہیم اور مدد وثقافتی عناصر وغیرہ جیسے بنیادی تربیت خاندان میں رہ کر سیکھتے ہیں ۔ کھانے کی عادات، صفائی ستھرائی، لباس کا انداز، طریقہ گفتگو، اور نظم و ضبط بھی بچے اپنے خاندان میں ہی سیکھتے ہیں۔ بچے خاندان سے ہی دوسروں کے ساتھ ملنا جلنا، ساتھ رہنا وغیرہ کے بارے میں سمجھ پیدا کرتے ہیں۔ لوگوں کے بیچ رہنے ،بات کرنے جیسے فن بھی وہ خاندان سے ہی حاصل کرتے ہیں۔اس لیے خاندان کو سماجی کاری کا ایک بنیادی اور پہلا اہم ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو خاندان سماجی کاری کی اہم اور بنیادی ایجنسی ہے۔

جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ بچے کو سماجی بنانے کے لیے خاندان پہلا اور اہم ادارہ ہے۔ بچہ سب سے پہلے اپنی ماں کی گود میں آنکھ کھولتا ہے، تب ہی وہ اپنے خاندان کے دیگر افراد سے رابطہ میں آتا ہے۔ وہ اپنے خاندان کے افراد کی نقل کرتا ہے اور ان کی زبان اور لباس کے طریقے سیکھتا ہے۔ وہ ان کاموں کو دہراتا ہے جن کے لیے اسے خاندان میں منظوری ملتی ہے اور وہ اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے کہ وہ ایسے کام نہ کرے جن کے لیے اسے ناپسندیدگی ملے۔ اس طرح بچہ خود کو خاندان میں ایڈجسٹ کرتا ہے۔ بچپن میں رکھی یہ اقدار کی بنیاد بہت ہی مستقل ہوتی ہیں۔ اس طرح خاندان بچے کو سماج کاری کرنے کے لیے پہلی اور سب سے زیادہ بااثر ایجنسی ہوتی ہے۔

خاندان میں بچہ کا کس حد تک سماج کاری ہوتا ہے اس کا انحصار خاندان اور اس کی اپنی صورت حال دونوں پر منحصر ہوتا ہے۔ جہاں پڑھے لکھے گھرانوں میں بچے خالص زبان سیکھتے ہیں وہی جاہل یا کم پڑھے لکھے گھرانوں میں بچے مقامی زبان سیکھتے ہیں۔ اسی طرح جس خاندان میں ارکان کے درمیان اچھے تعلقات ہوتے ہیں وہاں کے بچے محبت، باہمی تعاون، مہربانی، عفو و درگزر اور برداشت وغیرہ جیسی خوبیاں آسانی سے حاصل کر لیتے ہیں اور جن گھرانوں میں اس طرح کے ماحول نہیں ہوتے وہاں بچوں میں ایسی خوبیاں کا فقدان پایا جاتا ہے۔ آس پاس کے سماج سے بھی بچوں کے سماجی کاری پر فرق پڑتا ہے۔ بچوں کا سماج میں اپنے خاندان کے مقام کے مطابق سماجی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور اسی طرح ان کی سماجی کاری ہوتی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مہذب اور تعلیم یافتہ گھرانوں میں بچے کی سماجی کاری صحیح سمت میں ہوتی ہے ۔ ایک جاہل اور غیر فعال خاندان بچے کی سماج کاری میں مددگار ہونے کے بجائے بچے کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہے۔

ایک خاندان بچے کی سماج کاری میں کتنا مددگار ہو سکتا ہے اس کا انحصار اس خاندان پر ہوتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کوئی بھی دو بچے اپنی جسمانی و دماغی نشوونما ،دلچسپیوں اور میلانات وغیرہ کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی ماحول میں بھی بچوں کا یکساں ترقی نہیں ہوتی ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی دو بچے تعلیمی میدان میں ایک جیسے گریڈ نہیں حاصل کر سکتے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان میں افراد صحت مند، خوبصورت اور زندہ دل بچوں سے زیادہ بات کرتے ہیں۔ جبکہ غیر صحت مند اور چڑچڑے بچوں کے لیے وہ ہمدرد اور حقیر بن جاتے ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایک اچھے گھرانے میں تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے تو ان کے نفسیاتی اختلافات کی وجہ سے ان بچوں کے ساتھ ایک سا سلوک نہیں ہوسکتا۔ بچے اپنی دلچسپیوں، رجحانات اور صلاحیتوں کے مطابق اپنے ماحول میں رہتے ہیں اور زندگی گزارتے ہیں اور اسی کے مطابق ان کی سماجی کاری ہوتی ہے۔ بچوں کے خاندان میں لوگوں کے درمیان جتنی زیادہ اچھا تعلقات ہو اور بات چیت ہوتی ہے بچوں میں اتنی ہی تیزی سے سماج کاری ہوتی ہے۔ گھر والوں کا سب سے بڑا کام بچوں کے ساتھ عمل اور ردعمل کا اظہار کرنا ہے۔ اس سے بچوں کی سماجی کاری بہتر طریقے عمل میں آتی ہے

3.3.2 ساتھی / / ہم عمر گروہ پیر گروپ(Peer Group)

بچوں میں آپسی دوستی کا رشتہ بننا ایک فطری عمل ہے۔ جب بچے اپنے ہم مزاج و سوچ والے ہم عمر بچوں کے ساتھ گروپ بناتے ہیں تو ہم انہیں پیر گروپ کہتے ہے۔یہ گروپ رہائشی مقام اور اسکول دونوں جگہ دیکھے جا سکتے ہیں۔یہ مختلف سماجی اور اقتصادی پس منظر والے بچوں میں مختلف شکل کے طور پر ہو سکتے ہیں۔ عام طور پر ساتھی تعلقات کسی شخص کی سماجی اور جذباتی نشوونما کے لیے ایک منفرد پس منظر فراہم کرتے ہیں۔ یہ افراد کی استدلال کی صلاحیتوں کو بڑھاتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور دوسروں کے لیے فکر مند ہوتے ہیں۔

نوعمری کے سالوں کے دوران بچوں کے ہم عمر گروپوں میں شدید تبدیلیاں آتی ہیں۔ اس عمر میں نوجوان، دلچسپی کے نئے خواب بنتے ہیں اور یہ جاننے کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ ان کا مستقبل کیسا ہوگا ۔ اپنے ہم عمر گروپ کے ساتھ ذاتی تعلقات اور دیگر باہمی تعلقات جیسی چیزوں کے بارے میں بات کرنے اور گفتگو کرنے میں لطف اندوز ہوتے ہیں ۔بچے جوانی سے پہلے وہ جس طرح سے بات چیت کرتے ہیں وہ وقت کے ساتھ بدل جاتا ہے۔جیسے جیسے وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں اور اپنے والدین سے اسکول، دوست اور کیریئر کے انتخاب اوراپنے دوستوں اور ان کے چیزوں کے بارے میں بات کرنا پسند کرتے ہیں ۔بچے ہم مرتبہ گروپوں میں قبولیت کے خواہاں ہوتے ہیں جن میں وہ شامل ہوتے ہیں یا شامل ہونے کی خواہش رکھتے ہیں ۔ بچے اپنے ہم مزاج گروپ کے ساتھ میل جول بناتے ہیں۔ ہم مرتبہ گروپوں کی کچھ دوسرے عام گروپوں میں یہ شامل ہو تے ہیں جیسے کھیلوں کی ٹیمیں، اسکول کی تنظیمیں اور کلب، ہم جماعت پڑوسی جو عمر کے لحاظ سے قریب ہو۔ ایک فرد ایک ہی وقت میں کئی ہم مرتبہ گروپوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم عمر گروپ ایک نوجوان کے لیے کئی چیزیں اور مواقع فراہم کرتے ہیں۔ جیسے دوستی کو فروغ دینے کے مواقع،صلاحیتوں اور دلچسپیوں کا پتہ لگانے کے لیے معاونت،مسائل سے سامنا کرنے کے طریقہ ، سیکھنے کا طریقہ ،وسروں کے ساتھ بات چیت کرنے کا طریقہ سیکھنے کا موقع ،بڑوں سے آزادی، بڑوں کا ادب و احترام، دوستوں کو جذباتی مدد وغیرہ۔

بچوں پر پیر گروپس کے مثبت اور منفی دونوں اثرات ہوتے ہیں۔ لیکن سماجیات کے نظریہ سے دیکھا جائے تو ہم مرتبہ گروپس معلومات کے ذرائع کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ ہم مرتبہ گروپس اپنے اچھے نقطہ نظر کو اپنے گروپ میں مشترکہ کرتے ہیں ۔یہ نقطہ نظر گروپ کے فرد کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ہم مرتبہ گروپوں کا رکن ہونے کے ناطے سبھی سماجی ڈھانچے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات کو فروغ دیتے ہیں ۔ساتھی گروپ بنیادی طور پر گروپ کے اراکین دوسر اراکین کو رسم و رواج، مروجہ معاشرتی اصولوں اور مختلف نظریات سکھانے کے لیے اہم سماجی حوالہ بن جاتے ہیں۔

ہم مرتبہ گروپ ایک تربیتی ادارہ کے طور پر بھی کام کر تے ہیں۔یہاں صنفی کردار سیکھے جاتے ہیں۔گروپ کے اراکین ثقافتی اور سماجی توقعات اور صنفی کردار کی سماجی کاری کے ذریعے جنسی اختلافات کے بارے میں سیکھتے ہیں۔تاہم لڑکیوں اور لڑکوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ خواتین ہمیشہ نسوانی خصوصیات کی نمائش کرتی ہیں اور مرد ہمیشہ مردانہ خصوصیات کی نمائش کرتے ہیں۔ درحقیقت، دونوں صنفوں میں نسوانیت اور مردانگی کی مختلف شدتیں ہو سکتی ہیں۔حالانکہ جنس اور صنفی کردار کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم عمر گروہوں سے زندگی میں اتحاد اور اجتماعی رویے کی تعلیم حاصل ہوتی ہے ۔ہم عمر گروہوں کی کئی تعداد ہوتی ہے اور ہر ایک گروہ میں کئی ممبران ہوتے ہیں جوزندگی میں اتحاد اور اجتماعی رویے کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ یہ گروپ میں مماثلت کو فروغ دینے والے سماجی کاری کے عمل میں کافی بااثر ہیں۔گروپ کی مرضی اور اتفاق رائے اور بعض رویوں

اور طرز عمل کے ساتھ مطابقت جیسے عوامل ایک گروپ کی ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔گروپ کے اراکین آپس میں فیصلہ کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے ۔ مثال کے طور پر، گروپ مل کر فیصلہ کر تے ہیں کہ انہیں کس طرح کے کپڑے پہننے ہیں۔یہ ان کے لیے معمول کی بات ہے۔اس طرح کے معیاری ضابطے اکثر فطرت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

ہم مرتبہ گروپ اپنے گروپ کےافراد کو اس کی شخصیت کی پہچان میں مدد گار ثابت ہوتے ہیں۔ یہ ہم مرتبہ گروپ ہی ہے جو کسی شخص کی شناخت میں مدد کرتا ہے۔ایک شخص کو خود کا احساس حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے۔ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ ہم مرتبہ گروپ افراد کو کردار کے ساتھ تجربہ کرنے اور خود کو دریافت کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں، کیونکہ وہ گروپ کے اصولی ضوابط سے رہنمائی کرتے ہیں۔

ہم مرتبہ گروپ کے دباؤ کی اصطلاح کو غیر مطلوبہ بالواسطہ دباؤ کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ جسے کوئی اپنے مثبت رویے کو تبدیل کرتا ہے تاکہ وہ اپنے ساتھیوں کے منفی رویے کے مطابق ہو جائے۔ مثال کے طور پر گروپ کا بچہ اپنے گروپ میں شراب پینے یا سگریٹ پینے کے دباؤ کو محسوس کر سکتا ہے تاکہ وہ گروپ میں خود کا شمولیت محسوس کر سکے۔ ہم مرتبہ گروپ کے دباؤ کو مثبت طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب ایک کمزور طالب علم کو مطالعہ کرنے والے بچوں کے گروپ میں متعارف کرایا جاتا ہے، تو وہ گروپ کے اصولوں کے مطابق ہونے کے لیے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے لیے دباؤ محسوس کرتا ہے۔ساتھیوں کا دباؤ صرف نوعمروں تک ہی محدود نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بھی کرتے ہیں۔اکثر ساتھیوں کے دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔سماج میں یہ سب عام طور پر دیکھا جاتا ہے ۔لڑکے سماجی سیاق و سباق میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ یہ اکثر ایک دوسرے کو بعض عقائد اور طرز عمل کے مطابق کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔یہ سمجھنے کے لیے کافی تحقیق کی گئی ہے کہ ساتھیوں کا دباؤ نوجوانوں پر کس طرح مثبت اور منفی اثر ڈالتا ہے۔ معلمین اور والدین کے لیے یہ مطالعہ کرنا اور سیکھنا واقعی مددگار ثابت ہوتا ہے کہ ہم عمر گروپ کس طرح نو عمروں کو منفی اور مثبت طور پر متاثر کر سکتے ہیں۔

فرد کی نفسیاتی ترقیات اور تعلیمی کامیابیاں اکثر ہم عمر دوستوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ ۔ابتدائی عمر میں بری صحبت میں رہنا کسی فرد کو ناکام ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔ ایسے افراد کو مستقبل میں ازدواجی اور سماجی زندگی سے متعلق مسائل بھی ہو سکتے ہیں ۔نوعمروں کی جنسی سرگرمی جو نوعمروں میں جنسی بیماریوں اور جنسی تشدد کا باعث بنتی ہے۔یہ اہم مسائل ہیں جن سے نوجوان آج کے دور میں دوچار ہیں۔ جوانی ایک ایسا وقت ہے جب ایک نوجوان کا جسم اور دماغ نفسیاتی طور پر بہت سی تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔ ان کے جذبات اور ہارمون میں کئی تبدیلیاں ہوتی ہے ۔اس عمر میں تجربہ کرنے اور پہلے سے غیر منقولہ علاقوں میں جانے کی ان کی خواہش زیادہ ہے ۔ اس طرح وہ جنسی بے راہ روی میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

کھیل گروپ کے ساتھی بھی سماجی کاری میں مدد کرتے ہیں۔ بچے ثقافتی اقدار، گروہی آداب اور رویے کا نمونہ،دوستوں اور اراکین کی طرف سے رواداری اور تعاون وغیرہ کھیل گروپ میں سیکھتے ہیں۔ کھیل میں بچے ایک ہی عمر کے بچوں کے درمیان کھیلتے ہیں۔ یہ بچے کبھی پیار کرتے ہیں، کبھی لڑتے ہیں، کبھی ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں اور کبھی ایک دوسرے کے کام میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ ان کی لڑائیاں بہت عارضی ہوتی ہیں اور وہ پھر ایک ساتھ کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان گروپوں میں بچے اپنے حقوق کا تحفظ اور فرائض کی انجام دہی سیکھتے ہیں ۔ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرنا ،تعاون کرنا اور انکار کرنا ،تنقید کرنا اور اسے برداشت کرنا سیکھتے ہیں ۔ساتھ ہی ساتھ مختلف سماجی حالات کے مطابق خود کو ڈھالنا بھی سیکھتے ہیں ۔ جن بچوں میں قائدانہ صلاحیتیں ہوتی ہیں وہ اپنے گروپ کے لیڈر بن جاتے ہیں۔ ان بچوں کی اپنی دنیا ہوتی ہے اور اس دنیا کا اپنا نظام بھی ہوتا ہے۔ ان ترتیبات میں بچوں کی سماجی کاری بہت ہی فطری انداز میں ہوتی ہے۔

بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے ہیں اس کے ہم عصر اس پر اثر انداز ہونے لگتے ہیں۔ وہ اپنے فارغ اوقات میں سے زیادہ تر اپنے کام اور مطالعہ کے شیڈول سے باہر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھیل کے میدان اور گھر سے باہر کی جگھوں پر گزارتا ہے۔ساتھیوں کی کشش اس کو گروپ کا ممبر بناتی ہے۔وہ گروپ کے ساتھیوں سے سیکھتا ہے اور وہ بھی اس سے سیکھتے ہیں۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ساتھی گروپ کا اثر نمایاں طور پر بڑھتا جاتا ہے۔یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ نوعمری بچوں کی غلط فہمی کی عمر ہے۔بچے کی سماجی کاری میں ہم عمر گروپ کے افراد ایک دوسرے پر اثر و رسوخ کا استعمال کرتے ہیں ۔وہ رشتوں سے احترام، پابندی اور اطاعت کے فضائل اور دوسرے سے اعتماد اور باہمی افہام و تفہیم پر مبنی تعاون کے فضائل ہم عمر کے اتھی سے حاصل کرتے ہیں۔اس طرح دیکھا جائے توسماجی کاری کے عمل میں پیر گروپ کی اہمیت کافی اہم ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ خاندان سماج کاری میں کیوں اہم ہے اور بچہ سب سے پہلے کس سے متاثر ہوتا ہے؟ 2۔ ہم عمر گروہ (Peer Group) بچوں کی سماجی اور جذباتی نشوونما میں کیسے مدد دیتے ہیں؟ 3۔ کھیل گروپ میں بچے کون سی سماجی مہارتیں سیکھتے ہیں؟

3.3.3 اسکول(School)

سماج اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسکول قائم کرتا ہے۔اسکول یا تعلیمی ادارہ سماج کاری کا ایک اہم ذریعہ ہے۔اسکول بچوں کے لیے سماجی کاری کا سب سے موثر جگہ ہوتا ہے۔ تعلیمی ادارے بچوں کو نہ صرف تعلیم مہیا کرتے ہیں بلکہ وہ سماجی بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسکول بچوں کو زبان، علمی مضامین اور مختلف نصابی و غیرنصابی رگرمیوں کے ذریعے سماج کاری کو فروغ دیتا ہے۔ اسکول بچوں کو نظم و ضبط، وقت کی پابندی، اطاعت، وفاداری، ملنساری ، صفائی، باقاعدگی اور اس طرح کے دوسری خوبیاں بچوں میں پیدا کرتا ہیں۔ یہ بچوں کی شخصیت کے نشو و نما اور اس کے مستقبل زندگی میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔کمرہ جماعت میں درس و تدریس کے درمیان گفتگو کرتے ہوئے اساتذہ طلبہ کے اخلاق کو مضبوط کرنے اور حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ اسکول میں رسمی تعلیم مہیا کی جاتی ہے۔ اسکول میں طلباء کمرہ جماعت میں ایک ساتھ بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اس درمیان وہ ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں ، ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے ہیں،دوستی کرتے ہیں ۔ اس سے ان کے درمیان تعاون، ملنساری اور ہمدردی کا فروغ ہوتا ہے۔ یہ سبھی عمل بچوں کو سماجی بنانے میں اہم کردار ادا کرتےہیں۔ رسمی تعلیم میں علم و ادب، علم فنون ، اقدار وعقائد، سماج کے رسوم و رواج اور ممنوعات سے ایک وسیع حلقے سے متعارف کرایا جاتا ہے۔سماجی کاری میں اساتذہ کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ بچے اپنے اساتذہ کا احترام اور اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ اپنے استاد سے کافی متاثر کن ہوتے ہیں۔

اسکول میں بچوں کی سماج کاری فطری طور پر ہوتی رہتی ہے۔ سماج کاری کو اسکولوں میں ایک فکری بنیاد فراہم کی جاتی ہے۔ بچوں کو خاندان، پڑوس، ہم عمر گروپ، ذات اور برادری میں جو بھی تجربہ ہوتا ہے۔اسکول اسے ایک فکری بنیاد فراہم کرتاہے۔ اسے ایک مناسب معنی و جہت دیتا ہیں۔ اسکول میں مختلف عمر گروپوں، مختلف مذاہب، مختلف سماجی ، معاشی حیثیت اور ثقافت کے بچے ایک ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔ ان بچوں کی زبان ، طرز عمل اور اقدار میں فرق صاف دیکھائی دیتے ہیں ۔ ایسے حالات میں اسکول ایک ایسا ماحول فراہم کرتے ہیں جس میں سبھی ایک ساتھ مل کر زندگی اور سماج کے مختلف پہلوؤں کو سیکھتے ہیں ۔ اس کے ذریعے وہ خود کو سماج میں ایڈجسٹ ہو نا بھی سیکھتے ہیں۔ یہاں پر بچوں کو خود کے جذبات پر قابو پانے اور سماج کے مطابق برتاؤ کرنے کی تربیت ملتی ہے۔ اسکول ذات پات کے بارے میں ان کے تنگ نظری کو تبدیل کرنے کا کام کرتا ہے۔ اسکول سے تعلیم مکمل ہو جانے کے بعد بچے کسی بھی سماج میں کام کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ انہیں اپنی آئندہ زندگی میں جس بھی سماج میں رہنا ہے، وہ اس کے طرز زندگی کو تیزی سے اپنا کر خود کو اس کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔

اسکول بچوں کو سماجی بنانے میں کتنا کامیاب ہوتا ہے اس کا انحصار اس بات سے ہوتا ہے کہ اسکول کا اپنا ماحول کیسا ہے اور وہاں کام کرنے والے معلم کیسے ہیں۔ اگر اسکول کے پرنسپل اور اساتذہ وسیع نقطہ نظر رکھتے ہیں اور ذات پات،

مذہب، دولت، سماجی حیثیت وغیرہ کی بنیاد پر امتیاز کیے بغیر تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں تو بچوں کی سماجی کاری ایک مناسب شکل میں ہوتی ہے۔ کسی خاص ذات یا مذہب پر مبنی اسکول بچوں کی حقیقی سماجی کاری میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔اس لئے اسکول کو جمہوری اصول پر کام کرنا چاہیے۔کسی بھی اسکول کا اصل جوہر اس اسکول کے بچے ہوتے ہیں۔ اگر بچے تعصبات کا شکار ہوتے ہیں تو ان کے سماجی کاری متاثر ہوتی ہیں۔بچوں کی سماجی کاری کے بارے میں یہ حقائق خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ایک حقیقت یہ ہے کہ پیدائش کے بعد بچہ جن سماجی گروہوں میں رہتا ہے وہ اس کی سماجی کاری میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اگر سماجی گروہوں کے ارکان تعلیم یافتہ ہوں اور سماج کے قبول کردہ طرز عمل کے مطابق برتاؤ کریں تو بچے کی سماجی کاری صحیح سمت میں ہوتی ہے۔ آپ خاندان، محلہ، ذات یا پوری برادری کو لیں۔ ان میں بچے کی سماجی حیثیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ان کے ارکان کتنے تعلیم یافتہ ہیں اور وہ کتنے سماجی ہیں۔ بچوں کی سماجی کاری کے بارے میں ایک حقیقت یہ ہے کہ ان کی سماجی کاری پیدائش سے جوانی تک جاری رہتی ہے اور اس درمیان بہت تیز رفتاری سے ہوتا ہے ۔اس کے بعد وہ جس سوشل گروپ کا چاہیں ممبر بن جاتے ہیں۔ اس کے قواعد اور طرز عمل کو سیکھ کر اس کے مطابق ہو جاتے ہیں۔ بچپن کے دوران بچے اپنے خاندان اور پڑوس سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن بچپن اور جوانی کے دوران اس کے رویے کا تعین اسکولوں کے ماحول سے اثر انداز ہوتا ہے۔ جو بچے اسکولوں میں تعلیم حاصل نہیں کرتے ان کی سماجی کاری اسکول جانے والے بچوں کے مقابلے نسبتاً تنگ شکل میں ہوتی ہے ۔ بچے اسکولوں میں جتنی دیر تک تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان کی سماجی کاری اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ ان حقائق سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بچوں کی سماجی کاری میں اسکولوں کا بہت ہی اہم اور موثر کردار ہوتا ہے۔

3.3.4 ذرائع ابلاغ/میڈیا(Media)

میڈیا سماج کاری میں ایک طاقتور ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے ۔ میڈیا سماجیات پر زیادہ تر لاشعوری اور ترقی کا عمل ہے۔ طرز عمل کے اسکرپٹس اور علمی نمونوں کی نقوش محض میڈیا کے ذریعے فعال ہوتی ہے ۔ دوسروں کو دیکھ کر مشاہداتی طور سے سیکھنے کی صلاحیت خاندان، دوستوں اور ثقافتی سیاق و سباق سے مشروط ہوتی ہے۔ ٹکنالوجی ڈیٹرمنزم ایک نظریہ ہے جس میں سماجی ڈھانچے اور عمل کا تعین ٹیکنالوجی سے ہوتا ہے۔

متعدد مطالعات نے میڈیا کے اثرات کے بارے میں ابتدائی مفروضوں کو رد کیا ہے۔ جن کا دعویٰ ہے کہ میڈیا کے استعمال سے ہر کوئی یکساں طور پر متاثر ہوتا ہے۔ اس بات پر غور کرنا بہت ضروری ہے کہ سماجی کاری کے دیگر ایجنٹ میڈیا کو سماجی کاری کے ایجنٹ کے طور پر سمجھنے کے لیے میڈیا کے ساتھ کس طرح بات چیت کرتے ہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ یہ متعدد عوامل کے باہمی تعامل پر منحصر ہے۔ بشمول مواد، ترتیب، خاندان، دوست، شخصیت، محرک، اور تعلیمی اور ثقافتی پس منظر، سماجی کاری کے عمل میں میڈیا کے کام کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

اس وقت ابلاغ عامہ کے ذرائع جیسے اخبارات، رسائل، سوشل سائٹس اور ٹیلی ویژن بچوں کے نشوونما میں خصوصی کردار ادا کر رہے ہیں ۔ موجودہ دور میں یہ بچوں کی سماجی کاری میں بہت ہی مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کے ذریعے بچے ایک مخصوص سماج کی شائستہ زبان، رہن سہن اور کھانے پینے کے طریقے، مختلف لوگوں کے ساتھ مختلف طریقوں سے پیش آنے کے طریقے اور مختلف حالات میں مختلف طریقوں سے برتاؤ کرنے کے طریقے سیکھتے ہیں۔ وہ ان سے یہ بھی سیکھتے ہیں کہ دانستہ یا نادانستہ حالات سے ہم آہنگ ہونے کے لیے انہیں اپنے طرز عمل میں کس قسم کی تبدیلیاں لانی چاہئیں۔ لیکن یہ سب تب ہی ممکن ہے جب ابلاغ عامہ کے ذریعے سماج کے اچھے اور برے دونوں پہلو یکساں طور پر سامنے آئیں اور اچھے رویے کے اچھے نتائج اور برے رویے کے برے نتائج دکھائے جائیں۔ اس وقت ان ذرائع سے برائی کے خلاف جو بغاوت دکھائی جا رہی ہے وہ سماجی کاری کو صحیح سمت دے رہی ہے لیکن ثقافتی روایات کے خلاف جو بغاوت دکھائی جا رہی ہے وہ سماج کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ آج ماس میڈیا، بشمول ٹیلی ویژن، سوشل سائٹس اور پرنٹ میڈیا خصوصی طور پر مطالعہ اور سماعت کا مرکز ہے۔ میڈیا سماجی کاری کے عمل میں مخصوص موسیقی کی انواع یا موسیقی کے گروپوں کے گرد مرکوز ہیں۔ متعدد ڈیجیٹل اور موبائل میڈیا آلات کے متعارف ہونے اور ڈیجیٹل میڈیا مواد کی مقدار کی وجہ سے سماجی کاری میں میڈیا اثرات اور کردار تبدیلیاں آئی ہیں۔

ٹیلی ویژن ایک ایسا آلہ ہے جس کے سامنے بچے بیٹھ کر مختلف طرح کے پروگرام دیکھتےہیں۔ بچوں دھیرے دھیرے اس کی یہ عادت بڑھتی جاتی ہے اور بچے خود کو آہستہ آہستہ دوسری چیزوں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹیلی ویژن دیکھنے سے چھوٹے بچوں پر اچھے اور برے دونوں اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ میڈیا کی شکل جو لوگوں کی زندگیوں پر سب سے زیادہ اثر انداز ہو رہی ہے وہ ٹیلی ویژن ہے۔ آج کل بچوں کا اسکرین کے سامنے جو وقت گزرتا ہے وہ اس وقت سے زیادہ ہوتا ہے جو وہ کئی دوسرے کاموں اور اسکول میں گزارتے ہیں۔ ٹیلی ویژن پر دیکھے گئے پروگراموں سے بچے کافی متاثر ہوتے ہیں۔ ٹیلی ویژن پر بچوں کا ردعمل مختلف حالات پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسے وہ ٹیلی ویژن کے سامنے کتنا وقت گزارتے ہیں۔ ان کی عمر کتنی ہے، وہ اسے اکیلے دیکھتے ہیں یا اپنے گھر کے افراد کے ساتھ دیکھتے ہیں۔کیا وہ والدین سے اس بارے میں بات کرتے ہیں کہ انہوں نے کیا دیکھا۔ جدید گھرانوں میں والدین اکثر اپنے بچوں کو

طویل عرصے تک ٹیلی ویژن کے سامنے چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں کو وقت نہیں دے پاتے۔ اور اس کا اثر ان کے سماج کاری پر بھی پڑتا ہے۔

تکنیک نے ذرائع ابلاغ کو کافی وسعت بخشی ہے ۔اس کی مدد سے، ہم وسیع معلومات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور سماجی حقیقت کو محسوس اور سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے اثرات اضافی علم میں مہارت حاصل کرنے کے طریقوں پر بھی پڑتا ہے۔افراد کو اب مزید یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے صرف یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ سائٹس پر تحقیق کہاں اور کیسے کرنی ہے۔ تکنیک نے ذہنی زندگی اور سماجی رشتوں کو بدل دیا ہے۔ میڈیا کی اکثریت دوسرے سامان کی تخلیق اور پھیلاؤ میں استعمال ہونے والے اوزار ہیں۔ہم تبدیل شدہ اور منتقل شدہ حقیقت سے گھرے ہوئے ہیں ۔ یہ تکنیک سے لیس میڈیا ہمارے گردونواح کے معلومات کو اسکرینوں میں بدل کر مختلف پیغامات میں پیش کرتی ہیں۔ یہ میڈیا ہے جو ہمیں مختلف تجربات کے ذریعے حقیقت کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ لوگوں کو دنیا تک رسائی کراتی ہے ۔ ٹیکنالوجیز انہیں اس کے بارے میں مزید جاننے کی اجازت دیتی ہیں۔اس شعبے میں حالیہ تحقیق نے بنیادی طور پر اس بات پر توجہ مرکوز کی ہے کہ ڈیجیٹل میڈیا سماجی رویے کو کس طرح متاثر کرتا ہے۔ سوشلائزیشن کے لیے ان چیلنجز میں سوشل میڈیا میں مسابقت میں اضافہ، دیگر کمیونٹیز میں جذبات کو ابھارنا، مسلسل استعمال کی حوصلہ افزائی،اور قریبی دوستوں سے رابطہ کھونے کے بعد سائبر کرائم، مایوسی اور تنہائی کے احساسات، دیگر منفی اثرات بھی شامل ہیں۔

میڈیا بچوں کے شخصیت کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرنے کے علاوہ ان کے شخصیت پر منفی اثرات بھی ڈالتا ہے۔، وہ بچے جو ابتدائی طور پر منفی یا نقصان دہ مواد سے دوچار ہوتے ہیں انہیں بعد کے زندگی میں صحت مند تعلقات قائم کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ نتیجتاً، والدین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اسکول جانے سے پہلے اپنے بچوں کے ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے استعمال کی نگرانی کریں تاکہ وہ اپنی کمیونٹی کے دیگر اراکین کے ساتھ مثبت تعلقات استوار کرنے کے قابل ہوں۔ مزید برآں، والدین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ٹیلی ویژن اسکرین سے باہر مواقع فراہم کریں جیسے کہ کھیل کے میدان کا وقت یا گھر کے باغ ، یا پڑوس کے بچوں کے ساتھ کھیل کر جس سے وہ ایک صحت مند دوستی کے بارے میں جان سکیں ۔

سماجی کاری کے عمل میں میڈیا کا کردار پیچیدہ اور کثیر جہتی ہے۔ میڈیا اس بات پر اثر انداز ہو کر شخصیت کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے کہ بچے کیسے سیکھتے ہیں اور کیسے دوسروں کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں۔ مزید برآں ،میڈیا بچوں کو اچھے رویے اور برے رویے کی تعلیم دے کر ان کی سماجی کاری میں کردار ادا کر سکتا ہے۔ آخر میں، میڈیا کے مجموعی طور پر سماج میں جو کردار ادا کرتا ہے اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ سماجی کاری کو متاثر کرنے والے مختلف عوامل کو سمجھنے سے، ہم افراد اور تنظیموں پر اس کے اثرات کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔جب بات شخصیت کی نشوونما کی ہو تو میڈیا کی دو اہم اقسام نظر آتے ہیں۔ایک دستاویزی اور دوسرا افسانوی۔ دستاویزی فلمیں عام طور پر حقیقی زندگی کے واقعات پر

مرکوز ہوتی ہیں جبکہ افسانوی کہانیوں کا سچے واقعات پر مبنی ہونے کا امکان کم ہوتا ہے۔دستاویزی فلمیں اکثر لوگوں کو سماج کے الگ الگ نقطہ نظر کو دکھاتی ہیں جبکہ افسانوی کہانیاں اکثر ایسا کردار تخلیق کرتی ہیں جو مرکزی کردار یا مخالف سے ہمدردی رکھتا ہے۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ افسانوی کرداروں میں ان لوگوں سے ملتی جلتی خصوصیات ہو سکتی ہیں جو حقیقت میں موجود ہیں لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔

سماج کاری کے بہت سے عمل میڈیا کے استعمال سے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، والدین اور بچے زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں جاننے کے لیے میڈیا کی مختلف شکلوں سے بات چیت کرتے ہیں۔ اس تعامل کے ذریعے، بچے سیکھتے ہیں کہ کس طرح دوسروں کے لیے ذمہ داری اور احترام کا مظاہرہ کرنا ہے، ساتھ ہی ساتھ اپنے اور اپنے ارد گرد کی دنیا کے بارے میں اہم سبق بھی سیکھتے ہیں۔جب بات سماج کی ہو تو میڈیا انسانی رویے کے بہت سے پہلوؤں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اس سے نوجوانوں کو یہ سیکھنے میں مدد مل سکتی ہے کہ صحت مند انتخاب کیسے کریں اور اپنی زندگی میں تناؤ سے کیسے سامنا کیا جائے۔ مزید بر آں، یہ بچوں کے لیے سماجی مہارتوں اور آداب کی نشوونما میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

سماجی کاری کے دوران میڈیا کی بہت سی مختلف اقسام کا استعمال کیا جاتا ہے -الیکٹرانک میڈیا مثلاً، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، پرنٹ میڈیا ،کتابیں، رسالے ، ویڈیو گیمز، اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم،جیسے سوشل میڈیا۔ جب ان آؤٹ لیٹس کو منفی یا مثبت طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ شخصیت کے خصائص کی نشوونما پر اہم اثر ڈال سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، جو بچے پرتشدد تفریح دیکھتے ہیں وہ ان لوگوں سے زیادہ جارحانہ یا متشدد ہو سکتے ہیں جو نہیں دیکھتے ہیں۔ اسی طرح، وہ بچے جو فحش مواد سے جنسی تعلقات کے بارے میں سیکھتے ہیں اس معلومات سے ان لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے جو نہیں کرتے

والدین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے بچے کی سماجی کاری کے عمل کی منصوبہ بندی کرتے وقت مجموعی طور پر سماج پر میڈیا کی مختلف شکلوں کے اثرات پر غور کریں۔ یہ سمجھ کر کہ کس قسم کا میڈیا استعمال کیا جا رہا ہے اور مجموعی طور پر افراد اور سماج پر اس کے منفی یا مثبت اثرات، والدین محفوظ اور صحت مند ماحول سے لطف اندوز ہونے کو یقینی بناتے ہوئے اپنے بچوں کے لیے بہتر فیصلے کر سکتے ہیں۔

3.3.5 مذہب(Religion)

مذہب دو لاطینی الفاظ سے نکلا ہے۔ 're'اور'legere' مذہب کا انگریزی ریلیزن ہے ۔اس کے معنی ہیں' پیچھے باندھنا ' یعنی' رشتہ قائم کرنا '

اس طرح مذہب وہ چیز ہے جو رشتوں کو قائم کرتی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ رشتہ کس کے درمیان قائم ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے' جبرٹ 'نے لکھا ہے ۔" مذہب ایک دوہرا تعلق قائم کرتا ہےپہلا انسان اور خدا کے درمیان اور دوسرا انسان اور انسان کے درمیان کیونکہ وہ خدا کے بچے ہیں۔"

'نپولین' نے کہا کہ"مذہب وہ اصول ہے جو انسان ے دل سے نہیں مٹ سکتے۔"

'گسبرٹ 'نے مذہب کے بارے کہا کہ"مذہب وہ متحرک عقیدہ ہے جس میں انسان خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرتاہے اور جن پر انسان خود کو منحصر محسوس کرتا ہے۔"

انسانی رشتہ اسی وقت قائم ہو تا ہے جب ہم اپنی پوری طاقت سے دوسروں کے محبت اور لگاؤ قائم کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کے لئے عاجزی، پاکیزہ، مہربان اور انصاف کو پسند کرتے ہوں۔ دین کا جوہر عاجزی، پاکیزگی، رحم اور انصاف ہے۔ مذہب کے دو پہلو ہیں،' باطنی 'اور' ظاہری'۔ باطنی پہلو میں خدا سے متعلق انسان کے خیالات، عقائد اور احساسات شامل ہیں۔ ظاہری پہلو میں عبادت اور مذہبی رسومات شامل ہیں اور اس کے ذریعے انسان مذہبی جذبات کا اظہار کرتاہے۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن کے مطابق مذہب کی دو شکلیں ہیں ایک انفرادی اور دوسری سماجی۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ انسان کی مذہبی روح کو ایک رہنما کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے یہ سکھایا جانا چاہیے کہ اس کا مقصد کیا ہے اور اسے کس طرح سماجی کی زندگی کو ترک کر کے روحانی زندگی کو ترجیح دینی چاہیے۔ سماج کے مفاد کا بھی یکساں خیال رکھنا ہوگا۔ وہ طاقت جو تمام جانداروں کو ایک ہم آہنگ دھاگے میں باندھ دیتی ہے اسے مذہب کہتے ہیں۔ نیکی وہ طرز عمل ہے جو سماجی بہبود کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے خلاف عمل کرنا گناہ کہلاتا ہے۔ یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ سب سے بڑا نیک عمل وہ ہے جس میں انسان کو دوسروں کے ساتھ اسی طرح سلوک کرنا چاہیے جس طرح ہم دوسروں سے اپنے ساتھ سلوک کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ مہاتما گاندھی نے مذہب کو انسانی زندگی میں ایک عظیم طاقت کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ

"مذہب ہی وہ طاقت ہےجو انسان کو بڑے سے بڑے بحران میں دیانت دار رکھتا ہے۔ یہ دنیا اور آخرت میں بھی انسان کی امیدوں کا آخری سہارا ہے۔ "

بلاشبہ یہ بات ہے کہ مذہب دماغ کو سکون دیتا ہے، انسان کے دل میں امید جگاتا ہے اور اسے ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مذہب انسانی زندگی اور سماج میں دیگر فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ یہ انسان کی خاندانی، معاشی، سماجی اور سیاسی زندگی کو ایک متعین سمت دیتا ہے۔ بنی نوع انسان کی پوری تاریخ مذہب کے ساتھ نقش ہے۔ اس کی تصدیق کرتے ہوئے جبرٹ نے لکھا ہے کہ

" امریکی اور فرانسیسی انقلابیوں پر مذہب کی چھاپ تھی اور روسی انقلاب پر بھی مضبوط مذہبی اثر تھا۔"

مہاتما گاندھی اور آچاریہ ونوبا بھاوے کی قیادت میں معاشی تحریکوں کی بنیاد بھی مذہب تھی۔مذہب کی عدم موجودگی میں تعلیم انسان کو سخت مزاج اور خود غرض بنا دیتی ہے۔ اگر سماجی ترقی کی اسکیم میں مذہب کو جگہ نہ دی جائے تو سماجی تنظیم کو مضبوط کرنے والی قوت کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مذہب اور سماج کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ سماج میں نظم و ضبط ، رسم و رواج ، زندگی کے اصول وغیر مذہب سے ہی آتے ہیں ۔ سماجی تعلیم کی بنیاد دین ہوتا ہے ۔ سماج کو مذہب سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ دینی تعلیم کا مقام انسان اور سماج کی زندگی میں ہمیشہ اہم رہا ہے۔ لیکن اس تعلیم کی بنیاد تنگ مذہب نہیں بلکہ ایک وسیع مذہب ہونا چاہیے۔ وجہ یہ ہے کہ تنگ نظری انسانوں کے درمیان اختلافات پیدا کرتی ہے اور سماج میں طرح طرح کے تنازعات کو جنم دیتی ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے، مہاتما گاندھی نے وردھا ایجوکیشن اسکیم میں مذہب کو کوئی جگہ نہیں دی اور کہا ۔

"ہم نے وردھا ایجوکیشن اسکیم میں مذاہب کی تعلیم کو جگہ نہیں دی ہے کیونکہ ہمارا ماننا ہے کہ آج کل جس طرح سے مذاہب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اتحاد کی بجائے تصادم پیدا ہوتا ہے۔"

آج کے مادیت پرست دور میں انسان دنیاوی سعادت تو حاصل کر لیتا ہے لیکن حقیقی خوشی اور سکون حاصل نہیں کر پاتا، وہ صرف دینی تعلیم سے ہی حاصل کر سکتا ہے۔انسان مذہب کا احترام کرتا ہے اور مذہبی اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ اس لیے مذہبی تعلیم کے ذریعے طرح طرح کی سماجی برائیوں کو دور کیا جا سکتا ہے۔ہندوستان ہمیشہ سے ایک مذہب پر مبنی ملک رہا ہے۔

مذہبی تعلیم انسان میں سچائی، اخلاق، دیانت وغیرہ کی اچھی خصوصیات پیدا کرتی ہے۔مذہبی تعلیم بچوں کے بنیادی رجحانات کو نکھارتی ہے۔ بچوں کے سماجی کاری میں مذہب اہم کردار ادا کرتا ہے۔بچوں کو اچھا سماجی انسان بنانے کے لیے مذہب بہت ہی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ مذہب کے ذریعے سماجی کاری ذیل طریقوں سے کی جا سکتی ہے۔

- مذہبی تعلیم' واسودھائیو کٹمبکم 'کا سبق سکھاتی ہے۔
- مذہبی تعلیم دماغ کے استحکام، قوت ارادی اور ارتکاز کو فروغ دینے میں مدد کرتی ہے۔
- مذہبی تعلیم ہمیں سماجی اور اخلاقی اقدار کا علم حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔
- مذہبی تعلیم کے ذریعے صحیح طرز عمل کے آئیڈیل تیار ہوتے ہیں۔
- دینی تعلیم ایک مضبوط اور مضبوط شخصیت کی بنیاد ہے۔
- مذہبی تعلیم کے ذریعے سماجی کنٹرول اور سماجی اتحاد کو بہتر بنایا جاتا ہے۔
- مذہبی تعلیم، ثقافت کا ایک اہم حصہ ہونے کی وجہ سے، ثقافت کے تحفظ اور ترقی میں معاون ہے۔

مندرجہ بالا کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مذہب کا مقام انسان اور سماج کی زندگی میں بہت اہم ہے۔ اگرچہ ہم مال و دولت اور مادیت پر یقین رکھتے ہیں، پھر بھی ہم مذہب اور مذہبی تعلیم کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لیے ہمارے بچوں کو ان کے اعمال میں دینی تعلیم دینی چاہیے خواہ اس کی شکل و صورت کچھ بھی ہو۔

ریمونٹ نے بجا طور پر لکھا ہے" ہمارے جدید نقطہ نظر سے ہم عبادت گاہوں کو صرف فرد کے سماجی ماحول کا ایک حصہ سمجھتے ہیں، لیکن اسے استاد کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ مختلف عبادت گھروں کے بارے میں ہمارے خیالات جو بھی ہوں۔ یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مذہب قوم کے استاد ہوتا ہے۔ اور یہ بچوں کے سماجی کاری میں بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ اسکول بچوں کی سماجی کاری میں کس طرح مددگار ثابت ہوتا ہے؟ 2۔ میڈیا بچوں کی سماجی کاری پر کس طرح اثر ڈال سکتا ہے؟ 3۔ مذہب بچوں کی شخصیت اور سماجی رویوں کی نشوونما میں کیا کردار ادا کرتا ہے؟

3.4 خلاصہ(Summary)

سماج کاری انسانی زندگی کا ایک عمل ہے۔ یہ ہر فرد کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ سماج کاری انسان کے طرز عمل میں بدلاؤ لاتی ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے انسان میں سماجی شعور پیدا کیا جاتا ہے۔سماجی کاری کے ذریعے ہی انسان کو سماج کا ذمہ دار ممبر بناتا ہے۔ سماج میں ایک بچے سے جس طرز عمل کی توقع کی جاتی ہے وہ سماجی کاری سے ہی آتی ہے۔یہ ایک نفسیاتی عمل بھی ہے۔ جو انسان کے نشو و نما میں کارآمد ثابت ہوتا ہے۔سماج کاری کے بغیر ایک مہذب سماج و سماج کی تکمیل نہیں کی جا سکتی ہے۔

3.5 اکتسابی نتائج(Laerning)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد اب آپ اس قابل ہو گئے ہیں کہ

- سماج کاری کے مفہوم کو بیان کر پائنگے۔
- سماج کاری کے ایجنسیوں سے واقف ہو گئے ہیں۔
- سماج کاری کی ایجنسیوں کے کردارے کو سمجھ گئے ہیں ۔

- سماج کاری میں ان ایجنسیوں کی اہمیت و ضرورت سے بخوبی آگاہ ہو گئے ہیں۔

3.6 فرہنگ(Glossary)

- سماج کاری(Socialization) بچوں یا افراد کا سماج کے اقدار، روایات، اخلاق اور رویوں کو سیکھنا اور اپنانا۔
- پیر گروپ(Peer Group) وہ ساتھی یا ہم عمر افراد کا گروپ جس کے اثر سے بچے اپنے رویے اور عادات سیکھتے ہیں۔
- پرنٹ میڈیا(Print Media) اخبارات، رسالے، میگزین وغیرہ کے ذریعے معلومات اور خبریں پہنچانے کا ذریعہ۔
- کمیونیکیشن(Communication): معلومات، خیالات اور جذبات کا ایک فرد سے دوسرے فرد یا گروپ تک منتقل ہونا۔
- پاکیزہ(Pure/Clean) صاف، نیک، مہذب اور بے عیب رویہ یا کردار۔
- ٹکنالوجی ڈیٹرمنزم(Technology Determinism) نظریہ کہ سماجی ڈھانچے اور رویے کا تعین ٹیکنالوجی اور تکنیکی وسائل کرتے ہیں۔
- واسودھائیو کٹمبکم(Vasudhaiva Kutumbakam) عالمی بھائی چارہ، یعنی پوری دنیا کو ایک خاندان کے طور پر دیکھنے کا نظریہ۔

3.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Type Questions)

1۔ ان میں کون الیکٹرانک میڈیا ہے؟

a) اخبار b) ٹیلی ویژن c) میگزین d) رسالہ

2۔ مذہب کس زبان کے لفظ سے نکلا ہے؟

a) لاطینی b) جرمن c) فرنچ d) عربی

3۔ "مذہب وہ اصول ہے جو انسان کے دل سے نہیں مٹ سکتا۔" یہ کس کی تعریف ہے؟

a) مارکس b) ریمونٹ c) نپولین d) ڈرکھیم

4۔ اسکول میں۔۔۔۔۔۔۔طور پر تعلیم مہیا کی جاتی ہے؟

a) بے رسمی b) غیر رسمی c) رسمی d) لارسمی

5۔ خاندان میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔طور پر تعلیم مہیا کی جاتی ہے؟

a) بے رسمی b) غیر رسمی c) رسمی d) لارسمی

6۔ موبائل سماجی کاری میں۔۔۔۔۔۔۔کا ایک حصہ ہے؟

a) میڈیا b) اسکول c) خاندان d) مذہب

7۔ بچے مادری زبان کہاں سیکھتے ہیں؟

a) اسکول میں b) عبادت گاہ میں c) میڈیا سے d) گھر میں

8۔ سماج کاری کا پہلا اور بنیادی مقام ہے؟

a) اسکول b) سماج c) خاندان d) مذہب

9۔ بچوں میں آپسی دوستی کا رشتہ بننا ایک۔۔۔۔ عمل ہے۔

a) خاندانی b) فطری c) انسانی d) مذہبی

10۔ دستاویزی فلمیں عام طور پر۔۔۔۔ کے واقعات پر مرکوز ہوتی ہیں۔

a) مجازی زندگی b) مذہبی زندگی c) خیالی زندگی d) حقیقی زندگی

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Qusetions)

1۔ سماج کاری کے مفہوم کو لکھیں؟

2۔ سماج کاری میں کسی دو ایجنسی کے کردار کو لکھیں؟

3۔ سماج کاری میں خاندان کے کردار کو لکھیں

4۔ سماج کاری میں پیر گروپ کے رول کو واضح کریں؟

5۔ سماج کاری میں میڈیا کے کردار کو لکھیں؟

6۔ سماج کاری میں اسکول کے کردار کو لکھیں؟

7۔ سماجکاری میں مذہب کے رول کو بیان کریں؟

8۔ مذہب کے ذریعے سماجی کاری طریقوں کو بتائے؟

9۔ سماج کاری کے دوران سوشل میڈیا کے کردار کو واضح کریں؟

10۔ سماج کاری میں ٹیلی ویژن کے رول کو بتائے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Qusetions)

1۔ سماج کاری کے کسی چار ایجنسیوں کے بارے میں لکھیں؟

2۔ سماج کاری میں مختلف ایجنسیوں کے مقام کو مطعئن کریں؟

3۔ موجودہ دور میں سماجی کاری میں ٹیکنالوجی کے کردار پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟

4۔ سماج کاری میں ذرائع ابلاغ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیسے؟ لکھیں؟

5۔ طلبا کے سماجی کاری میں اسکول کے اہمیت کو تفصیل سے سمجھائے؟

3.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Philosophical and sociological foundation of Education- R.B. Lal & S Aroar, R. Lall.

2۔ Philosophical and sociological foundation of Education- S.P, Ruhela, 2012, A. Publication, Agra

3۔ Philosophical and sociological perspective of Education in contemporary India – B. Shukla-2016, A. Publication, Agra

4۔ Shikhcha ke amanya sidhant- P.D. Pathak & Tyagi- 2007, vinod pustak, Agra

5۔ Education and Society- M. Kothari, 2010, Agra.

6۔ Introduction to Sociology, BA (Sociology), Rajiv Gandhi University,

7۔ Psychological, Philosophical and Sociological foundation of Education- JC Agrwal.

8۔ Historical and Sociological foundation of Education. R. Lall.. 2019

9۔ Philosophical & Sociological foundation of Education. Dr SP Choube. 2020, Vinod pustak

10۔ Philosophical & Sociological foundation of Education- NRS Saxena-2021.-Visionias

11۔ Sociological foundation of Education- S Bhattacharya- Atlantic Publication

12۔ Sociological foundation of Education- S Mantry.

اکائی 4۔ سماج کاری میں معلم کا کردار، اور تعلیم پر سماج کاری کا اثر

(Role of Teacher in Socialization process and Impact of Socialization on Education)*

اکائی کے اجزاء

4.0 تمہید(Introduction)

4.1 مقاصد(Objectives)

4.2 سماج کاری: مفہوم(Socialization: Meaning/Concept)

4.3 سماج کاری میں استاد کا کردار(Role of Teacher in Socialization)

4.4 تعلیم پر سماج کاری کے اثرات(Effects of Socialization on Education)

4.5 تعلیم پر سماجی کاری کے چند دیگر اہم اثرات

(Other Significant Effects of Socialization on Education)

4.6 خلاصہ(Summary)

4.7 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

4.8 فرہنگ(Glossary)

4.9 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

4.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

4.0 تمہید(Introduction)

سماج کاری ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے فرد سماجی رویے کو سیکھتا ہے، اپنے نفس کی نشوونما کرتا ہے۔ سماجی کاری فرد کی شخصیت کی نشوونما میں منفرد کردار ادا کرتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس کے ذریعے نیا پیدا ہونے والا فرد، جوں جوں بڑا ہوتا ہے، گروپ کی اقدار کو حاصل کرتا ہے اور ایک سماجی وجود میں ڈھالا جاتا ہے۔ اس کے بغیر کوئی فرد سماجی رکن نہیں بن سکتا۔اگر ثقافت کی اقدار، جذبات اور نظریات انسان کی صلاحیتوں اور ضروریات کے ساتھ منسلک نہ ہوں تو وہ سماج کے لئے کار آمد نہیں ہوتا۔ فرد کے سماجی کاری میں بہت ساری ایجنسیاں کام کرتی ہیں ۔جیسے خاندان، مذہب وغیرہ۔

* Dr. Rahat Hayat, Assistant Professor, MANUU CTE, Nuh

لیکن ان سب میں معلم ایک اہم کردار ہوتاہے ۔ معلم فرد کے سماجی کاری میں بہت ہی اہم رول ادا کرتا ہے جس سے سماج میں بدلاؤ آتا ہے ۔ یہ بدلاؤ مستقبل کے سماج اور تعلیم دونوں کو متاثر کرتا ہے۔اس اکائی میں سماجی کاری معلم کے کردار اور سماجی کاری کا تعلیم پر اثرات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

4.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ

- سماج کاری کے مفہوم کو سمجھ جائیں گے۔
- سماج کاری میں معلم کے کردار سے واقف ہو جائیں گے۔
- سماج کاری کا تعلیم پر وانے والے اثرات سے آگاہ ہو جائیں گے۔

4.2 سماج کاری -مفہوم(Sociolization: Meaning)

سماجیات کی زبان میں' سوشلائزیشن 'بہت مشہور لفظ ہے۔ اس کا استعمال اس عمل کو بیان کرنے کے لیے کیا جاتا ہے جس کے ذریعے کوئی شخص اپنے سماج میں رائج اصولوں، اقدار، روایات اور دیگر نظاموں کو سمجھتا ہے اور انہیں اپناتا ہے۔ سماج کاری کا عمل ہر شخص کی زندگی کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بوگارڈس نے سماجی کاری کے تصور کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"سوشلائزیشن کی اصطلاح سے ہماری مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے کوئی شخص کسی گروپ میں کام کرتے ہوئے ، گروپ کے اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ گروپ کی روایات کی پیروی کرتا ہے اور جو بھی سماجی حالات ان کے سامنے آتے ہیں ان کے ساتھ مناسب طریقے سے ہم آہنگ ہوتاہے۔ سماج کے مطابق ڈھال کر گروپ کا ایک فعال رکن بنتا ہے۔ سماجی کاری کا کام انسان کو اس کے حیوانی یا جبلی رویے سے بلند کر اسے معاشرے کا ایک کامیاب رکن بناتاہے۔ سماجی کاری کی کمی کی وجہ سے شخصیت کی نشوونما رک جاتی ہے۔ اس لیے انسانی زندگی کی مکمل نشوونما اور اسے معاشرے کے لیے زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ انسان کا صحیح طور پر سماجی کاری ہو۔

اکولکر کے مطابق"روایتی طرز عمل کو اختیار کرنے والے شخص کے عمل کو اس کی سماجی کاری کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ دوسروں کے ساتھ اور ان کے ذریعے منظم ہوتا ہے ۔"

4.3 سماج کاری میں استاد کا کردار(Role of Teacher in Socialization)

تعلیم انسانی سوچ اور طرز عمل کو بدلنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ تعلیمی نظام کے نقطہ نظر سے تعلیم کی تین شکلیں ہیں -رسمی، بے رسمی اور غیر رسمی ۔ ان میں سے رسمی تعلیم کا اہتمام اسکولوں میں کیا جاتا ہے۔ مختلف خاندانوں، ذاتوں اور مذاہب کے بچےاسکول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کی زبان اور ثقافت بھی مختلف ہو۔ لیکن اسکول ان کو سوسائٹی کا رکن بنانے کے لیے ان سب کے ساتھ انکی روایات اور اصولوں کے مطابق برتاؤ کرتا ہے۔ اس عمل کو کرنے کے لیے اسکول کو ماحول مہیا کرانا ہوتا ہے اور اپنے نقطہ نظر کو وسیع کرتا ہے۔ لیکن یہ سب کسی مشین سے نہیں ہو سکتا، اس کے لیےاسکول میں پرنسپل اور اساتذہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں سب سے بڑا کردار معلم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ بچوں کے تعلیم و تربیت میں وہ براہ راست جڑا ہوتا ہیں۔ سماجی کاری میں معلم کے کرادار کو ہم ذیل میں سمجھنے کی کوشش کرینگے۔

معلم ،سماج کاری کا نمائندہ۔ اساتذہ کسی بھی سماج کے معمار کہا جاتا ہے۔ اساتذہ کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اسکولوں میں سماج کی عام طور پر قبول شدہ زبان اور طرز عمل کو جگہ دیں۔ اساتذہ بچوں کے لیے رول ماڈل ہوتے ہیں اور وہ ان کی تقلید کرتے ہیں۔ بچے عام طور پر معلم کے کے زبان ، طرز عمل سے سیکھتے ہیں اور اسکول کے سماج کے مطابق خود کو ڈھالتے ہیں۔بول چال اور رویے جو بچے اپنے گھر والوں سے سیکھتے ہیں اسے آسانی سے تبدیل کرنا یا معیاری بنانا آسان نہیں ہوتا ۔ اس کے لیے اساتذہ کو بچوں کے ساتھ نہایت ہی ہمدردی سے پیش آنا ہوتا ہے اور بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ اساتذہ کو بغیر کسی امتیاز کے بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے اور کسی بھی حالت میں کسی بھی بچے پر اس کے ذات، مذہب، ثقافت وغیرہ پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ تبھی بچوں میں استاد پر اعتماد پیدا ہوگا اور وہ استاد کی باتوں کو مانے گیں اور ان کے عادات و کردار کا نقل کریں گیں اور اسی سے ان کا سماجی کاری ہوتاہے۔

اسکول میں سماج کاری میں معلم کا کردار۔ اسکول کے تمام کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ نصابی اور غیر یا ہم نصابی سرگرمیاں۔ نصابی سرگرمیاں صرف مضمون کی معلومات تک محدود نہیں ہونی چاہئیں، بلکہ اساتذہ کو ان کے ذریعے سماجی اہمیت کے نکات کو واضح کرنا چاہیے۔ یہ تمام کام اس طرح فطری انداز میں ہونا چاہیے کہ بچے خود سماج کے عمومی طور پر تسلیم شدہ اصولوں پر عمل کرنے لگیں۔ سماجی کاری کے لئے اساتذہ کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ گروہی طریقے تدریس کا استعمال کریں۔ اس سے بچوں کو ایک دوسرے سے تبادلہ خیال، بحث و مباحثہ ، دلائل پیش کرنے کے طریقے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنا سیکھتے ہیں۔ ایک استاد کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ کلاس روم میں ایک محفوظ اور معاون ماحول پیدا کرے۔ جب بچے محفوظ محسوس کرتے ہیں تو ان کے سیکھنے کے عمل کو دریافت کرنے اور اس میں مشغول ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔کمرہ جماعت میں ایک مثبت ماحول کو فروغ دے کر اساتذہ طلباء کے درمیان کھلے رابطے، ہمدردی اور باہمی احترام کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو سماج کاری کے ضروری عناصر ہیں۔کمرہ جماعت کی ترتیب میں طلباء کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت اور تعاون کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اساتذہ گروپ سرگرمیوں، مباحثوں، اور پروجیکٹس کے کام دے سکتے ہیں جو ٹیم ورک اور تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔ان تعاملات کے ذریعے بچے قیمتی سماجی مہارتیں سیکھتے ہیں جیسے سننا،

سمجھوتہ کرنا، تنازعات کو حل کرنا، اور متنوع نقطہ نظر کو سمجھنا وغیرہ ۔ان سب کے ذریعے بچوں کا سماجی کاری ہو تے رہتاہے۔

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اسکولوں میں زیادہ سے زیادہ ہم نصابی سرگرمیوں کا اہتمام کریں اور بچوں کی منصوبہ بندی، تدوین اور تشخیص میں ان کا فعال تعاون کریں۔ اسکولوں میں جو بھی غیر نصابی سرگرمیاں منعقد کی جائے ، ان کا براہ راست تعلق کمیونٹی کی سرگرمیوں سے ہونا چاہیے۔ جب بچے کمیونٹی کی ان سرگرمیوں میں حصہ لیں گے تو وہ قیادت کی تربیت حاصل کریں گے۔ متحد ہونا سیکھے نگے، دوسروں کے مفادات کے لیے اپنے مفادات کو قربان کرنا سیکھے نگے۔ باہمی تعاون سے کام کریں گے اور سماج کے باعزت رکن بنیں گے اور اسے ہی سماجی کاری کہتے ہیں۔ غیر نصابی سرگرمیاں جیسے کھیل، فنون، اور کلب وغیرہ باقاعدہ کمرہ جماعت کی تربیت سے ہٹ کر سماجی کاری کے لیے اضافی مواقع پیش کرتے ہیں۔ اساتذہ طلباء کو ان سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب دے سکتے ہیں، جو ان کی ٹیم ورک کی مہارت، قائدانہ صلاحیتوں کو بڑھا سکتے ہیں، اور دیرپا دوستی بنا سکتے ہیں۔

جمہوری سوچ اور معلم۔ہمارے ملک میں جمہوری نظام ہے۔ جمہوریت اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک یہ ہماری زندگی کا طریقہ نہ بن جائے۔ بچوں کو اسکولوں میں اس طرح تربیت دی جانی چاہیے کہ وہ ایک جمہوری سماج میں ایڈجسٹ ہونا سیکھ لے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اسکولوں کا ماحول مکمل طور پر جمہوری ہو۔ اساتذہ کو تمام بچوں کی انفرادیت کا احترام کرنا چاہیے اور ذات پات، جنس، مذہب، معاشی حیثیت، سماجی حیثیت وغیرہ کی بنیاد پر بغیر کسی امتیاز کے ان کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے۔اسکولوں کے ہر کام میں بچوں کی فعال شرکت بھی ضروری ہے۔ جمہوریت بچوں پر سماج کے طرز عمل کو زبردستی مسلط نہیں کرتی ۔یہ انہیں آزادانہ سوچ اور آزادانہ اظہار کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ خطبہ دینے کے بجائے سماجی طرز عمل کے نظریات کو پیش کریں۔ بچوں کے ساتھ بغیر کسی تفریق کے پیار اور ہمدردی سے پیش آنا چاہیے اور بچوں کو یہ آزادی دینا چاہیے کہ وہ اپنے طور پر ان طرز عمل کو قبول کریں۔ ایک طرف ایسےاسکولوں کے بچے اپنے سماج کے قبول شدہ طریقے سیکھ کر اپنے سماج میں ایڈجسٹ ہوں گے اور دوسری طرف ضرورت کے مطابق سماج کو مناسب شکل دیں گے۔ اس کے ذریعے ہم بچوں کو اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ جمہوری سماج میں ایڈجسٹ ہو سکیں۔

سماج کاری میں معلم ایک رول ماڈل۔یہاں یہ بات مزید سمجھ لینی چاہیے کہ اساتذہ کا کام صرف اسکول کی چار دیواری تک محدود نہیں ہوتا۔ وہ سماج کے آئیڈیل فرد مانا جاتا ہے۔ اساتذہ اپنے طلباء کے لیے رول ماڈل کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بچے اپنے اساتذہ کے رویے، بات چیت کے انداز، اور طرز زندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اساتذہ رحمدلی، تحمل اور ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئےاپنے طلباء میں ان خوبیوں کو پیدا کرتے ہیں۔وہ مثبت سماجی رویے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ معلم کو نہ صرف اسکول میں بلکہ اسکول سے باہر سماج میں بھی اپنے آپ کوآئیڈیل پیش کرنا ہوتا ہے۔ ہم

جانتے ہیں کہ خاندان ایک بچے کی سماجی کاری میں پہلا کردار ادا کرتا ہے۔ اساتذہ کو یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خاندان کے افراد کو بچوں کی مناسب سماجی کاری کے لیے رہنمائی کریں۔ اساتذہ کو والدین سے مل کر انھیں اسکول کے سماجی طور پر منظور شدہ اصولوں سے آشنا کرنا چاہیے۔ انھیں ذات، مذہب، پیشے وغیرہ کی تنگ نظری سے باہر نکال بڑے سماج کے ارکان کے طور پر سوچنے پر مجبور کرنا چاہیے۔ یہی خاندان اور اسکول بچوں کی سماجی کاری کی سمت میں مثبت قدم ہوگی۔ ہمیں معلوم ہے کہ بچوں کی سماجی کاری کے عمل میں خاندان کے بعد اسکول کا رول آتا ہے اور اسکول میں سب سے بڑا کردار استاد کا ہوتا ہے۔ ہر سماج کے کچھ خاص عقائد، رویے اور اصول ہوتے ہیں، جنہیں ہم کلچر یا ثقافت کہتے ہیں۔ یہ ثقافت ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی ہے اور سماج کے لوگوں کے رویے کو متاثر کرتی ہے۔ ایک استاد کا بہترین کام یہ ہے کہ وہ بچے کو اس کلچر کی تربیت دیں اور ان میں تہذیب و ثقافت کو منتقل کرے۔ اگر وہ یہ کام بخوبی نہیں کرتا تو وہ بچوں کا سماجی کاری نہیں کر سکتا۔بچوں کے کردار اور شخصیت کی نشوونما میں والدین کے ساتھ استاد کا بھی بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اساتذہ اور والدین ایک دوسرے سے دور رہتے ہیں اور رابطے میں نہیں آتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ استاد بچے کی دلچسپیوں، رویوں وغیرہ کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ اس وجہ سے وہ بچے کو صحیح سمت میں سماجی کاری کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اساتذہ اور والدین ایک دوسرے کے ساتھ قریبی رابطے میں رہیں ۔ سماجی عقائد اور رویوں کو اپنا کر بچے کو صحیح سمت میں سماجی کاری کریں۔کمرہ جماعت ، کھیل کے میدان اور ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں میں استاد سماجی رویے کو آئیڈیل کے طور پر پیش کرنا چاہئے۔بچوں میں نقل کرنے کے اپنے بنیادی رجحان کی وجہ سے استاد کے طریقوں ، افعال اور عادات کی نقل کرتے ہیں ۔ اس لیے استاد کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے۔ اسے کوئی ایسا نامناسب کام یا رویہ نہیں کرنا چاہیے جس کا بچوں پر منفی اثرات ہو۔ معلم کے طرز عمل کا جو اثر ات بچوں پر ہوتا ہے وہ طویل عرصے تک رہتا ہے۔ اس لیے اسے اپنے قول و فعل سے صرف وہی چیزیں تجویز کرنی چاہئے جن پر سماج کی منظوری کی مہر ہو۔

استاد کی شفقت، طرفداری، رویے اور سزا وغیرہ کا اثر بھی طلبا پر پڑتا ہے۔ اگر استاد دوستی اور تعاون پر یقین رکھتا ہے تو بچوں میں بھی یہ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اگر استاد بچوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر سزا دیتا ہے تو ان کی سماجی کاری تنگ نظر ہو جاتی ہے۔ اگر استاد اپنے طالب علموں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہے، تو طلباء کی سماجی کاری عام طور پر ہوتی ہے۔اساتذہ کمرہ جماعت میں ایک جامع ماحول کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔جہاں متنوع پس منظر سے تعلق رکھنے والے طلباء کو قبول اور قابل قدر محسوس ہوتا ہے۔ وہ ثقافتی طور پر جوابدہ تدریسی طریقوں کو شامل کر سکتے ہیں ۔مختلف روایات کو اپنا سکتے ہیں اور طلباء کے درمیان تفہیم اور ہمدردی کو فروغ دینے کے لیے نصاب میں متنوع نقطہ نظر کو شامل کر سکتے ہیں۔واضح طور پر سماجی ہنر سکھانا استاد کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ان مہارتوں میں فعال سننا، مواصلات، مسئلہ حل کرنا، اور جذباتی ضابطہ شامل ہے۔ اساتذہ ،کردار ادا کرنے، گروپ کے مباحثے، اور تنازعات کے حل کی مشقوں کا استعمال کر سکتے ہیں تاکہ طلباء کو مشق کرنے اور ان کی سماجی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں مدد ملے۔

اساتذہ کو یہ بھی مشاہدہ کرنا چاہیے کہ کوئی بچہ سماجی طور پر جدوجہد تو نہیں کر رہا یا سماجی مشکلات کا سامنا تو نہیں کر رہا ہے۔ اساتذہ کو ان سماجی مسائلوں سے مؤثر طریقے سے سامنا کرنے کے لیے بچوں کو مدد کر تاہیں۔ معاونت کی پیشکش کر تا ہیں۔ والدین کے ساتھ تعاون کر تاہیں۔ اساتذہ طلباء میں قائدانہ خصوصیات کی نشاندہی کر تے ہیں اور انہیں کمرہ جماعت میں قائدانہ کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کر تے ہیں۔گروپ پراجیکٹس اور سرگرمیوں کے ذریعے، اساتذہ تعاون اور ٹیم ورک کو فروغ دیتے ہیں اور بچوں کو سکھاتے ہیں کہ مشترکہ مقاصد کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح مؤثر طریقے سے کام کیا جاتا ہے۔ اساتذہ ایک معاون ماحول پیدا کر تا ہیں جہاں بچے اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرنے میں آسانی محسوس کریں۔ تنازعات سماجی تعاملات کا ایک فطری حصہ ہے۔ اساتذہ بچوں کو تنازعات اور اختلافات کو پرامن طریقے سے حل کرنے کے تعمیری طریقے سکھا سکتے ہیں۔ کچھ طلباء فطری طور پر شرمیلی یا انٹروورٹ ہوتے ہیں ۔ یہ فطرت ان کو آسانی سے سماجی تعاملات میں مشغول ہونا مشکل بنا دیتا ہے۔ ایسے میں اساتذہ طلبا کو انفرادی مدد فراہم کر تا ہے۔ ان طلباء کے لیے کم دباؤ والی سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے مواقع پیدا کر تا ہے تاکہ ان میں اعتماد پیدا ہو سکے۔

تکنیکی دور میں سماج کاری اور معلم۔ موجودہ دور تکنیک کا دور ہے۔ ہماری انفرادی اور سماجی زندگی تکنیک سے گھیرا ہوا ہے۔ایسے میں اساتذہ کا یہ فرض ہے کہ طلبا کو تکنیکی جانکاری فراہم کریں۔ میڈیا اور ٹیکنالوجی کے بارے میں تنقیدی سوچ کو فروغ دے۔ آج کے ڈیجیٹل دور میں اساتذہ ،طلباء کو سوشل میڈیا ، انٹرنیٹ کے مثبت استعمال، اور ٹیکنالوجی کی پیچیدگیوں کے بارے میں سمجھنے میں مدد کر تا ہے۔ آن لائن مواد اور ذمہ دار ڈیجیٹل شہریت کے بارے میں شعور پیدا کر اساتذہ بچوں کو ورچوئل دنیا میں باخبر اور مثبت فیصلے کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ڈیجیٹل دنیا تیزی سے بدل رہی ہے۔ ایسے میں اساتذہ بچوں کو ان کے اعمال اور فیصلوں میں ذمہ داری اور جوابدہی کی اہمیت کو سمجھنے میں مدد کر تے ہیں۔ واضح توقعات اور نتائج مرتب کرکے، اساتذہ بچوں کو دوسروں پر ان کے رویے کے اثرات اور ان کے اعمال کیذمہ داری لینے کی اہمیت کے بارے میں سکھاتے ہیں۔صحت مند مقابلہ سماجی ترقی کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے کیونکہ یہ بچوں کو منصفانہ کھیل، لچک، اور کامیابی اور ناکامی سے نمٹنے کے بارے میں سکھاتا ہے۔ اساتذہ ایک ایسا معاون ماحول بنا سکتے ہیں جہاں مقابلہ کو صرف جیتنے کی بجائے ذاتی ترقی کے ذریعہ کے طور پر دیکھا جائے۔

کمیو نٹی سروس اور معلم۔اساتذہ کمیو نٹی سروس کی سرگرمیوں کو منظم کر طلباء میں کمیو نٹی خدمات کے جذبے کو فروغ دیتے ہیں ۔ کمیونٹی کے ساتھ منسلک ہونے سے، بچوں میں شہری ذمہ داری اور دوسروں کے تئیں ہمدردی کا احساس پیدا ہو تا ہے۔ان کے سماجی بندھن مضبوط ہوتے ہیں۔اساتذہ خصوصی ضروریات یا معذوری والے بچوں کے لیے ایک جامع ماحول کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تمام طلباء میں افہام و تفہیم اور ہمدردی کی حوصلہ افزائی کرکے، اساتذہ انفرادی اختلافات کے لیے قبولیت اور احترام کا احساس پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

رسمی سماجی مہارتوں کے علاوہ، اساتذہ عملی سماجی مہارتیں بھی سکھا سکتے ہیں جیسے تعارف کرانا، اظہار تشکر کرنا، اور احترام کرنا۔ یہ مہارتیں مختلف سماجی ترتیبات میں، روزمرہ کی بات چیت سے لے کر بعد کی زندگی میں پیشہ ورانہ ماحول تک قابل قدر ہیں۔اساتذہ کھلی بات چیت کو برقرار رکھ کر اور بچے کی سماجی نشوونما کے بارے میں بصیرتیں بانٹ کر سماجی کاری کے عمل میں والدین اور سرپرستوں کو شامل کر سکتے ہیں۔ والدین کے ساتھ تعاون بچے کی سماجی نشوونما کے لیے زیادہ جامع اور مستقل نقطہ نظر کی اجازت دیتا ہے۔ اساتذہ ہمدردی پیدا کرنے کی مشقیں اور سرگرمیاں نصاب میں شامل کر سکتے ہیں تاکہ طلباء کو دوسروں کے احساسات اور تجربات کو سمجھنے اور ان کے ساتھ جڑنے میں مدد ملے۔ مہربانی اور ہمدردی کے کاموں کی حوصلہ افزائی کرکے، اساتذہ کلاس روم میں ہمدردی اور حمایت کی ثقافت کو پروان چڑھاتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماج کاری کا مقصد کیا ہے اور یہ انسانی زندگی میں کیوں ضروری ہے؟ 2۔ سماج کاری میں معلم کا کیا کردار ہوتا ہے اور وہ بچوں پر کس طرح اثر ڈالتا ہے؟ 3۔ اسکول میں نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کے ذریعے بچوں کی سماجی مہارتیں کیسے فروغ ________________________________ ____________________

4.4 سماج کاری کے تعلیم پر اثرات(Effects of Socialization on Education)

سماجی کاری سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے افراد خاص طور پر بچے، اپنے سماج یا ثقافت کی اقدار، اصولوں، طرز عمل، اور رسوم ورواج کو سیکھتے ہیں اور اسے اندرونی طور پر ڈھالتے ہیں۔ یہ کسی فرد کی شناخت، شخصیت اور اپنے ارد گرد کی دنیا کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دوسری طرف تعلیم ایک منظم اور رسمی عمل ہے جو افراد کو علم اور ہنر فراہم کرتا ہے۔انہیں سماج کے نتیجہ خیز رکن بننے کے لیے تیار کرتا ہے۔ سماجی کاری اور تعلیم کے درمیان گہرا تعلق ہے کیونکہ سماجی ماحول جس میں تعلیم ہوتی ہے سیکھنے کے عمل اور نتائج کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔

جہاں تک سماجیات اور تعلیم کے درمیان تعلق کی بات ہے تو اس کا آغاز بیسویں صدی کے آغاز میں اجتماعی زندگی پر تعلیم کے اثرات کے سائنسی مطالعہ کے طور پر ہوا۔ اس کی وجہ سے سماجیات کی ایک نئی شاخ ایجوکیشنل سوشیالوجی تیار ہونے لگی۔ اس مطالعے سے بہت سے حقائق سامنے آئے اور ان کی بنیاد پر سماج کاری کا تعلیم کے تصور، مقاصد، نصاب اور طریقہ تدریس وغیرہ سب پر اثر انداز ہوا۔ اس سب کی مختصر طور پر ذیل میں سمجھے نگے ۔

سماجی کاری اور تعلیم کا تصور۔ ماہرین سماجیات نے واضح کیا کہ تعلیم ایک سماجی عمل ہے جو سماجی شعور میں فرد کی شرکت کی وجہ سے ترقی کرتا ہے۔ مغربی تعلیمی ماہر عمرانیات' اوٹاوے' کے مطابق تعلیم کا پورا عمل افراد اور سماجی گروہوں کے درمیان

ایک تعامل ہے جو افراد کی ترقی کے لیے مخصوص مقاصد کے لیے کیا جاتا ہے۔ ماہرین عمرانیات نے یہ بھی واضح کیا کہ تعلیم ایک متحرک اور ترقی کا عمل ہے جس کی مدد سے افراد اور سماج دونوں مسلسل ترقی کرتے ہیں۔۔ تعلیم ہدایت یافتہ سیکھنے کا عمل ہے ۔سماجی زندگی میں ہر قسم کے غیر طبقاتی لوگ شامل ہوتے ہیں۔ یہ رشتوں کے ذریعے کردار پر شخصیت کی نشوونما کے مترادف ہے۔ انسان زندگی بھر تجربہ حاصل کرتا ہے۔ تجربہ حاصل کرنے کا یہ عمل ایک سماجی عمل ہے اور اس کا تعلق سماجی عوامل سے ہوتا ہے اور ان سے متاثر ہوتا ہے۔ ۔ اور اس کا کام صرف سماجی ورثے کو محفوظ کرنا نہیں، بلکہ اسے مزید تقویت دینا ہے۔ تعلیم سماجی نشوونما میں مدد کرتی ہے۔ تعلیم کے ذریعےایک فرد سماج کا موثر اور مفید رکن بن سکتا ہے۔ سماجیات سماجی قوتوں پر توجہ مرکوز کرتی ہے جس کے ذریعے انفرادی طور پر تجربہ حاصل ہوتا ہے۔

سماج کاری اور تعلیم کے مقاصد ۔ اگرچہ کسی بھی سماج کی تعلیم کے مقاصد بنیادی طور پر اس سماج کے فلسفے پر منحصر ہوتے ہیں۔ وہ سماج کی ساخت اور اس کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادیات پر زور دیتا ہے تا کہ تعلیم سماج کے عصری ضروریات کو پورا کرسکے۔ ہم جانتے ہیں کہ سماج بدلاؤ ایک فطری عمل ہے۔ سماجی بدلاؤ کے ساتھ ساتھ سماج کی ضروریات بھی بدلتی رہتی ہیں ۔سماج کے ضروریات کے مطابق تعلیم کے مقاصد بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ماہرین عمرانیات کے نقطہ نظر سے تعلیم کا کوئی اپنا خاص مقصد نہیں ہو سکتا۔ اس کے مقاصد میں سماجی مہارتوں کی ترقی، ثقافت کا تحفظ، منتقلی اور ترقی، سماجی کاری اور سماجی تبدیلی ہیں۔ سماجی کاری کاتعلیم کے اغراض و مقاصد پر بالواسطہ اثر پڑتا ہے۔ بہت سے سماجی ماہرین کا خیال ہے کہ تعلیم ایک سماجی عمل ہے اور اسے سماجی بہبود کی طرف لے جانا چاہیے۔ اس تناظر میں تعلیم کے مقاصد کے تعین کی اشد ضرورت ہے۔ سماجی ماہرین تعلیم کے انفرادی اور سماجی پہلوؤں کو یکساں اہمیت دیتے ہیں۔ جدید تعلیم کا مقصد انفرادی ترقی کے ساتھ ساتھ سماجی ترقی بھی ہے۔ تعلیم فرد کو اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے قابل بناتی ہے۔ تعلیم فرد کی مکمل اور مجموعی ترقی پر زور دیتی ہے۔ اس مجموعی ترقی میں فکری، سماجی، اخلاقی، جمالیاتی، ثقافتی، جسمانی ترقی شامل ہے۔ تعلیم صلاحیتوں، عادات، مہارتوں، دلچسپیوں اور رویوں میں تبدیلی لاتی ہے۔ جو ایک ایسے فرد کی خصوصیت کا حامل ہو جو سماج میں قبول کی جاتی ہے۔ اس سے فرد ذاتی طور پر اچھی طرح سے ایڈجسٹ اور سماجی طور پر ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس طرح سماجی کاری تعلیم کے سماجی مقاصد پر زور دیتی ہے۔

تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ اسکول، گھر، مذہبی تنظیم، ٹی وی، سینما، پریس اور پیر گروپ جیسی ایجنسیوں کی مدد سے ثقافتی ورثے کو منتقل کرنے اور سماجی کاری کرنے میں مدد کی جائے۔ تعلیم نہ صرف ماضی کے ثقافتی ورثے کو منتقل کرتا ہے بلکہ صحت، تفریح،پیشہ، گھریلو زندگی، سماجی نقطہ نظر وغیرہ کو بھی منتقل کرتا ہے۔سماجی کاری میں تعلیم ایک قدامت پسند ، تخلیقی اور تنقیدی قوت سمجھا جاتا ہے۔

سماج کاری اور تعلیم کا نصاب۔ماہرین عمرانیات فرد اور سماج دونوں کو اہم سمجھتے ہیں۔ اس لیے تعلیم کے نصاب میں وہ اقدار اور اعمال کو جگہ دینے کی بات کرتے ہیں جو فرد اور سماج دونوں کی ضروریات کو پورا کرے۔ ماہرین عمرانیات اس بات پر

بھی زور دیتے ہیں کہ تعلیمی نصاب کا فیصلہ کرتے وقت سماج کی نوعیت، اس کی اقدار و عقائد اور اس کے عصری تقاضوں اور ضرورتوں کو مد نظر رکھا جائے ۔ چونکہ سماج کے مسائل اور ضروریات بدلتے رہتے ہیں اس لیے اس کا تعلیمی نصاب بھی بدلتے رہنا چاہیے۔ وہ نصاب میں ایسے مضامین اور سرگرمیوں کو جگہ دینے کا حامی ہے جو سماجی روح اور سماجی مہارتوں کو فروغ دیتے ہوں۔ آج ہم نصاب کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے اس پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ سماجیات کا اثر نصاب کی تعمیر کے اصولوں پر بھی ہوتا ہے ۔ نصاب تعلیم کے عمومی مقاصد کے مطابق ہونی چاہیے تاکہ وہ بچوں کے مکمل نشوونما میں مدد کرنی چاہیے۔ جدید معنوں میں، نصاب محض مضامین کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں تمام تعلیمی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔

جدید نصاب تعلیم کی سماجی اور عصری ضرورتوں پر زور دیتا ہے۔ مکمل شخصیت کا فروغ موجودہ دور کی تعلیم کا بنیادی خیال ہے۔ تعلیم میں اب سماجی کاموں کو بھی اہمیت دی جاری ہیں۔ ہر مفید پیداواری کام میں سیکھنے کی قدر ہوتی ہے۔ کام پر مبنی تعلیم بچے کی سماجی ترقی میں مدد کرتی ہے۔ یہ فرد کو سماجی حقیقت کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ اس سے بچوں کی سماجی کاری اور سماجی ہم آہنگی اور یکجہتی لانے میں مدد ملتی ہے

سماج کاری اور تدریسی طریقہ کار۔ فلسفی بنیادی طور پر انسانی زندگی کے مقاصد پر توجہ دیتے ہیں۔ جبکہ سماجیات کے ماہرین کی توجہ انسانوں کے درمیان تعلقات پر ہوتا ہے۔ تعلیم اور سماجی کاری دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان تعامل کے نتیجے میں ہوتی ہے ۔ ماہرین عمرانیات نے فلسفیوں کے مقابلے میں سیکھنے کے بہتر طریقے تیار کیے ہیں۔ سماجیات گروپ ورک کے طریقوں پر زیادہ زور دیتا ہے۔ ماہرین نفسیات اور ماہرین تعلیم نے بھی ان کی اس بات کو تسلیم کئے ہیں۔ سماج کاری طلباء کی تنقیدی سوچ کی صلاحیتوں اور نظریاتی عقائد کو متاثر کر سکتی ہے۔ اساتذہ آزادانہ سوچ کی حوصلہ افزائی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، طلباء کو معلومات کا تنقیدی تجزیہ کرنے اور اچھی طرح سے باخبر رائے بنانے کے قابل بناتے ہیں۔

سماج کاری اور نظم و ضبط۔ سماجیات کے ماہرین انسان کو ایک سماجی وجود کے طور پر دیکھتے ہیں ۔ان کے نزدیک نظم و ضبط بھی ایک سماجی احساس ہے اور اس احساس کی نشوونما اسی وقت ممکن ہے جب فرد سماج کی سرگرمیوں میں حصہ لے۔ ان کے خیال میں نظم و ضبط کی نشوونما کے لیے اعلیٰ سماجی ماحول ضروری ہے۔مختصر ہدایات اور احکامات سے حقیقی نظم و ضبط پیدا نہیں ہو سکتا۔ سماجی کاری کمرہ جماعت کے اندر موجود حرکیات کو متاثر کرتی ہے۔ گروہوں یا گروہوں کی تشکیل، نیز ایکسٹروورٹڈ اور انٹروورٹڈ طلباء کے درمیان تعامل، سیکھنے کے ماحول اور کلاس سرگرمیوں میں شرکت کی سطح کو متاثر کرتا ہے۔ کمرہ جماعت کا موثر انتظام سماجی کاری کی حکمت عملیوں سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک مثبت اور باعزت تعلیمی ماحول طالب علم کی مصروفیت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور خلل ڈالنے والے رویوں کو کم کرتا ہے۔

سماج کاری اور معلم و متعلم۔ دانشور ابھی تک اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ تعلیم کے عمل میں استاد اور سیکھنے والے کے درمیان کون زیادہ اہم ہے۔ ماہرین عمرانیات کے مطابق تعلیم ایک سماجی سرگرمی ہے۔ اس کے ہر جزو کی یکساں اہمیت ہے۔ استاد متعلم کے لئے اعلیٰ سماجی ماحول کا تشکیل مہیا کرتا ہے جس میں طلبا فعال طور پر حصہ لیتے ہیں۔ جدید تعلیم میں استاد کو

دوست، فلسفی اور رہنما سمجھا جاتا ہے۔ اسے اس نیک کام کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے۔ اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے استاد کو مناسب شخصیت کا مالک ہونا چاہیے۔تعلیم یہ سمجھتی ہے کہ انسانی رشتوں کے بغیر تعلیم کا کام درست طریقے سے نہیں چل سکتا۔اسکول سوسائٹی میں طلباء کے درمیان انسانی تعلقات بھی استوار ہوتے ہیں۔ اساتذہ کمرہ جماعت میں طلباء کو سماجی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے تدریسی طریقے، رویے اور طرز عمل طلباء کے لیے نمونے کے طور پر کام کرتے ہیں، جو ان کی تعلیمی حوصلہ افزائی اور مشغولیت کو متاثر کرتے ہیں۔

سماج کاری اور اسکول۔ ماہر سماجیات اسکول کو سماج کا ایک چھوٹا حصہ مانتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ اسکول نہ صرف بچوں کو ان کے مستقبل زندگی کے لئے تیار کرتا ہے بلکہ ان سماجی شعور بھی پیدا کرتا ہے۔سماج اپنے مقصد کی حصولیابی کے لئے اسکول قائم کرتا ہے ۔ جہاں سماجی ضرورتوں کے مطابق درس و تدریس کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ جیسا سماج ہوتا ہے اسکول کا تصور بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔ جدید تعلیم میں، اسکول کو ایک چھوٹے سے سماج کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ طالب علم اسکول میں مسلسل سماجی تعاملات کے ذریعے سیکھتا ہے۔ جان ڈیوی کہتے ہیں۔"اسکول ایک پاکیزہ، سادہ اور بہتر متوازن سماج ہے۔"

اسکول بچے کی سماجی کاری کے لیے ایک موثر جگہ ہوتاہے۔ اسکول ایک اہم سماجی ایجنسی یا ادارہ ہے، جو مختلف سماجی افعال اور ذمہ داریاں انجام دیتا ہے۔ اگر اسکول انتظامیہ جمہوری طور پر کام کرے تو طلباء کو اب اسکول انتظامیہ میں حصہ لینے اور مختلف انتظامی ذمہ داریاں نبھانے کی اجازت دیتاہے۔ بلاشبہ یہ تعلیم میں سماجی کاری کے اصولوں کا نتیجہ ہے۔

4.5 تعلیم پر سماج کاری کے چند دیگر اہم اثرات

(Other Significant Effects of Socialization on Education)

شناخت کی تشکیل۔سماجی کاری افراد کو سماج میں اس کے کردار کو سمجھنے اور شناخت کا احساس پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اسکولوں میں طلباء متنوع پس منظر سے تعلق رکھنے والے ساتھیوں اور اساتذہ کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں۔ ان کے خود خیالی اور شناخت کی تشکیل دیتے ہی۔ سماجی کاری طلباء کی کیریئر کی خواہشات اور انتخاب کو متاثر کرتی ہے۔ مختلف پیشوں اور رول ماڈلز کی نمائش ان کے افق کو وسیع کر سکتی ہے اور انہیں کیریئر کے متنوع راستوں پر چلنے کی ترغیب دے سکتی ہے۔

زبان کی ترقی۔ زبان کا حصول سماجی کاری کا ایک اہم پہلو ہے۔ تعلیمی ماحول میں طلبا نہ صرف بات چیت کے لیے زبان سیکھتے ہیں بلکہ سماجی رابطے کی باریکیوں کو سمجھنے کے لیے بھی زبان کا سیکھنا ضروری ہے۔ یہ ان کی علمی نشوونما اور تعلیمی کارکردگی کو متاثر کرتی ہے۔تعلیمی ادارے زبان کی سماجی کاری میں سہولت فراہم کرتے ہیں، جہاں طلبہ متعدد زبانیں سیکھتے ہیں اور لسانی تنوع کو اپناتے ہیں۔ دانستہ یا نادانستہ طور پر ہم کئی قسم کے اشارہ کرتے ہیں جن کے ذریعے دوسرے لوگ ہماری ضروریات، احساسات اور رجحانات کو پہچانتے ہیں۔ آنکھوں کا اشارہ، ہمارے چہرے میں ہلکی سی تبدیلی، ہمارے ہاتھوں اور

بازوؤں یا کندھوں کی حرکت اور بیٹھنے یا کھڑے ہونے کے انداز ہمارے خیالات اور رویوں کو الفاظ سے زیادہ واضح طور پر ظاہر کر سکتی ہے۔ اس طرح علامتیں ہمارے سماجی تعلقات کے قیام میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان نشانیوں کی اصل اور اہمیت ہمارے سماج کی روایات پر منحصر ہے۔ بچے کو وہ تمام نشانیاں یا علامتیں سکھائی جاتی ہیں جو سماج میں روایتی انداز میں منظور، ناپسندیدگی اور دیگر چیزوں کے اظہار کے لیے رائج ہو چکی ہیں۔ سماجی کاری علاماتی زبان سیکھنے میں بہت کی اہم کردار ادا ر کرتا ہے۔

سماجی مہارت اور مواصلات۔ اسکولوں میں سماجی کاری سماجی مہارتوں کی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔جیسے تعاون، ہمدردی، اور تنازعات کا حل۔ یہ مہارتیں کمرہ جماعت کے اندر اور باہر موثر مواصلات اور کامیاب باہمی تعلقات کے لیے ضروری ہیں۔ ہم مرتبہ کی بات چیت کے ذریعے سماجی کاری مثبت اور منفی دونوں نتائج کا باعث بن سکتی ہے۔ ساتھیوں کا مثبت دباؤ طلباء کو تعلیمی لحاظ سے سبقت حاصل کرنے کی ترغیب دے سکتا ہے، جبکہ ساتھیوں کا منفی دباؤ خلل ڈالنے والے رویے یا تعلیمی پسماندگی کا باعث بن سکتا ہے۔ ہم مرتبہ کے مثبت تعاملات اور باہمی تعاون کے ساتھ سیکھنے کے طریقوں کے ذریعے سیکھنے کے عمل کو ہم بڑھا سکتے ہیں۔ طلباء ایک دوسرے کی تعلیمی پیشرفت کی حمایت کر سکتے ہیں اور تصورات کے بارے میں اپنی سمجھ کو تقویت دے سکتے ہیں۔

ثقافتی تنوع اور شمولیت۔ متنوع تعلیمی ماحول میں سماجی کاری طلباء کو مختلف ثقافتوں اور نقطہ نظر سے روشناس کراتی ہے۔ سماجی کاری ثقافتی تفہیم اور شمولیت کو فروغ دیتی ہے۔ یہ عالمی بیداری کو بڑھاتا ہے اور افراد کو تیزی سے ایک دوسرے سے جڑی ہوئی دنیا کے لیے تیار کرتا ہے۔ سماجی کاری ایک بنیادی طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ثقافت ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی ہے۔ تعلیمی ماحول میں، طلباء کو ثقافتی علم، تاریخ اور روایات سے روشناس کرایا جاتا ہے، جو سماج کے ثقافتی ورثے کو محفوظ رکھنے اور فروغ دینے میں مدد کرتا ہے۔ یہ تعلیم پر سماجی کاری کے اہم اثرات میں سے ایک ہے۔

سماجی ادارے اور تعلیم۔تعلیم بذات خود ایک سماجی ادارہ ہے، جو خاندان، میڈیا اور معیشت جیسے دیگر سماجی اداروں سے متاثر ہوتا ہے۔ ان اداروں کے اندر سماجی کاری تعلیمی پالیسیوں، نصاب کے انتخاب اور تعلیمی نتائج کو تشکیل دے سکتی ہے۔ تعلیم پر سماجی کاری کے مثبت اثرات کو بروئے کار لانے اور اس کے منفی نتائج کو کم کرنے کے لیے، ماہرین تعلیم، پالیسی سازوں کو مجموعی طور پر سماج میں مل کر کام کرنا چاہیے۔ ثقافتی طور پر حساس اور جامع نصاب تیار کیا جانا چاہیے۔ایک معاون اور قابل قبول سیکھنے کے ماحول کو فروغ دینا چاہیے۔ اساتذہ کو دقیانوسی تصورات کو پہچاننے اور چیلنج کرنے کی تربیت دی جانی چاہیے۔صنفی مساوات اور تنوع سے متعلق آگاہی کو فروغ ہونا چاہیے۔ تعلیمی تفاوت کو دور کرنے کے لیے اقدامات کیے جانے چاہیے ۔اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ ہر طالب علم کے پس منظر سے قطع نظر معیاری تعلیم تک یکساں رسائی ہو۔ تعلیم میں سماجی کاری کے اہم کردار کو تسلیم کرنے اور مثبت اثرات کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کرنے سے، ہم آنے والی

نسلوں کے لیے ایک زیادہ منصفانہ اور افزودہ تعلیمی تجربہ تخلیق کر سکتے ہیں۔ انہیں متنوع اور باہم جڑی ہوئی دنیا میں ترقی کرنے کے لیے بااختیار بنا سکتے ہیں۔

سماجی کاری اور جذباتی بہبود۔ سوشل ایموشنل لرننگ جذباتی تعلیم کو فروغ دیتی ہے۔ اس میں جذبات کو سمجھنا اور ان کا نظم کرنا، ہمدردی میں پروگراموں کا منعقد کرنا طلباء کی جذباتی ذہانت کو فروغ دینے میں مدد کرتے ہیں۔ اس سے بہتر خود آگاہی ،کمرہ جماعت کے رویے مظاہرہ کرنا، اور مثبت تعلقات استوار کرنا شامل ہے۔اس سے تعلیمی ترتیبات میں بہتری آتی ہے۔مثبت سماجی کاری کے تجربات طلباء کی جذباتی بہبود میں معاون ہوتے ہیں اور تعلیمی کارکردگی سے متعلق تناؤ اور اضطراب کو کم کرتے ہیں اور سماجی کاری اور طالب علم کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مثبت سماجی کاری کے تجربات سے حاصل ہونے والے تعلق اور قبولیت کا احساس طلباء کے تعلیمی لحاظ سے آگے بڑھنے کی ترغیب کو بڑھا سکتا ہے۔

سوشل میڈیا اور ٹیکنالوجی۔ سوشل میڈیا اور ٹیکنالوجی کے عروج کے ساتھ سماجی کاری نے نئی جہتیں اختیار کی ہیں۔ تعلیم میں ٹکنالوجی کا انضمام طلباء کو عالمی سطح پر جڑنے اور تعاون کرنے، اپنے سوشل نیٹ ورکس اور ثقافتی بیداری کو وسعت دینے کی اجازت دیتا ہے۔ ٹلنالوجی کی دنیا میں سماجی کاری بین الثقافتی تفہیم اور تعریف کو فروغ دے سکتی ہے۔ طلباء سماجی کاری سے ثقافتی اختلافات کا احترام اور قدر کرنا سیکھتے ہیں اور پرامن سماج بنانے میں حصہ لیتے ہیں۔

سماجی اور اخلاقی ترقی۔ سماجی کاری تعلیم کے ساتھ ساتھ افراد کی اخلاقی ترقی میں معاون ہے۔ اخلاقی بحثیں اور اخلاقی مخمصوں کا سامنا طلباء کو ایک مضبوط اخلاقی کمپاس تیار کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔تعلیم پر سماجی کاری کے اثرات ناقابل تردید ہیں، کیونکہ دونوں افراد اور سماج کی تشکیل میں گہرے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ تعلیمی ماحول میں سماجی کاری ثقافتی ترسیل، شناخت کی تشکیل، اور سماجی مہارتوں اور اصولوں کی نشوونما کے قابل بناتی ہے۔ یہ شمولیت کو فروغ دینے، تنقیدی سوچ کو فروغ دینے اور طالب علموں کو متنوع نقطہ نظر سے روشناس کرانے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سماجی کاری کا اثر تعلیم کے بغیر نہیں ہے۔ صنفی سماجی کاری اور ہم مرتبہ کا دباؤ دقیانوسی تصورات اور نقصان دہ رویوں کو برقرار یا اسے دور رکھنے کا باعث بن سکتا ہے۔ مزید یہ کہ سماجی عدم مساوات پسماندہ طلباء کی تعلیمی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ سماجی کاری نظام تعلیم کے اندر سماجی اصولوں اور اقدار کو تقویت دیتی ہے۔ یہ اصول اسکول کے ماحول میں نظم و ضبط کو برقرار رکھنے، مثبت طرز عمل کو فروغ دینے اور انحراف کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

خاندانی اور اسکول کی سماج کاری۔ گھر اور اسکول میں سماجی کاری کے تجربات بعض اوقات متضاد ہوسکتے ہیں ۔جس کی وجہ سے اقدار اور عقائد میں تصادم ہوتا ہے۔ خاندانوں اور معلمین کے درمیان باہمی تعاون کی کوششیں ان خلاء کو پُر کر سکتی ہیں اور سیکھنے کا ایک زیادہ جامع تجربہ بنا سکتی ہیں۔۔ سماجی کاری میں والدین کی شمولیت تعلیم کی کوششوں میں معاون ہوتاہے۔ مشغول والدین گھر میں مثبت رویوں اور رویوں کو تقویت دے سکتے ہیں، سیکھنے کے تجربے کو بڑھا سکتے ہیں۔

عالمگیریت اور بین الثقافتی تفہیم۔آج دینا ایک گلوبل گاؤں میں تبدیل ہو گیا ہے۔ عالمگیریت آج کی حقیقت ہے۔ آج عالمی سماج کی بات کی جا رہی ہے۔ ماضی میں دنیا کئی خطرناک جنگ اور اس کے برے اثرات کو دیکھ چکی ہے۔ علمی امن کے کئے ضروری ہے کہ عالمی طور پر سماجی کاری کی جائے۔ تعلیم میں سماجی کاری بین الثقافتی تفہیم اور تعریف کو فروغ دے سکتی ہے۔ طلباء ثقافتی اختلافات کا احترام اور قدر کرنا سیکھتے ہیں، زیادہ رواداری اور پرامن سماج میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔

سماج کاری اور غیر نصابی سرگرمیاں۔سماجی کاری کمرہ جماعت سے آگے غیر نصابی سرگرمیوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ کھیلوں، کلبوں، اور کمیونٹی سروس کے منصوبوں میں شرکت طلباء کو تعلیمی دائرے سے باہر قیمتی سماجی مہارتیں سیکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ بچے انجانے اور دانستہ طور پر والدین اور خاندان کے دیگر افراد کی نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر لڑکے اپنے باپ اور بڑے بھائی کے اعمال کی نقل کرتے ہیں اور لڑکیاں اپنی ماؤں، بہنوں یا بہوؤں کے گھریلو اعمال کی نقل کرتی ہیں۔جیسے کھانا پکانا، کپڑے دھونا، صفائی کرنا، گڑیا سے کھیلنا وغیرہ اور ان کی نقل کر کے وہ سماجی طور پر مفید سرگرمیاں سیکھتی ہیں۔ ان میں کچھ سرگرمیاں ایسی ہیں جنہیں انجام دینے سے والدین اور خاندان کے دیگر افراد کی منظوری اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔لیکن کچھ سرگرمیاں ایسی بھی ہوتی ہیں، جن کو انجام دینے سے بچہ والدین کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے اور بعض اوقات سرزنش بھی ہوتی ہے یا پھر سزا بھی مل جاتی ہے۔ کچھ کاموں کے لیے اس کی تعریف کی جاتی ہے اور دوسروں کے لیے اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ لیکن سماجی کاری کے وجہ سے آہستہ آہستہ وہ صحیح قسم کے اعمال انجام دینے کی سمجھ حاصل کر لیتا ہے ۔

سماج کاری اور شہریت ۔ سماجی کاری فعال اور باخبر شہریوں کو فروغ دے سکتی ہے۔اس سے مستقبل میں شہری مصروفیت اور سماجی شراکت میں اضافہ ہوتا ہے۔تعلیم پر سماجی کاری کے اثرات کثیر جہتی ہیں۔ یہ طلباء کی ثقافتی بیداری، شناخت، اور سماجی مہارتوں کو تشکیل دیتا ہے۔ یہ ان کی جذباتی بہبود، کیریئر کی خواہشات، اور سماج میں مستقبل کے تعاون کو بھی متاثر کرتا ہے۔ سماجی کاری میں معلم اور اسٹیک ہولڈرز کے طور پر یہ ضروری ہے کہ سماجی کاری کے گہرے اثر کو پہچانیں اور ایک مثبت اور جامع تعلیمی ماحول پیدا کرنے کے لیے فعال اقدامات کریں جو ہر طالب علم کی صلاحیت کو پروان چڑھائے۔ تعلیم میں سماجی کاری کی طاقت کا فائدہ اٹھا کر، ہم آنے والی نسلوں کے لیے ایک روشن اور زیادہ مساوی مستقبل کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔ تعلیم میں سماجی کاری شہری تعلیم اور شہریت کو فروغ دیتا ہے۔ طلباء بطور شہری اپنے حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں سیکھتے ہیں اور ایک ذمہ دار شہری کے طور پر سماج کی ترقی میں تعاون دیتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماجی کاری تعلیم پر کس طرح اثرانداز ہوتی ہے اور اسکول میں اس کا کردار کیا ہے؟ 2۔ سماجی کاری کے ذریعے طلباء کی شناخت اور زبان کی ترقی میں کیا کردار ہوتا ہے؟ 3۔ غیر نصابی سرگرمیوں اور سماجی کاری کے تعلق کو مختصراً بیان کریں۔

4.6 خلاصہ (Summary)

ہر سماج چاہتا ہے کہ اس کے بچے ایک ذمہ دار اور فعال سماجی رکن بنیں۔ بچوں کو معاشرے کے بیدار اور مؤثر رکن بنانے کے لیے سماجی کاری نہایت ضروری ہے۔ سماج اپنے بچوں کی سماجی کاری کے لیے متعدد اقدامات کرتا ہے اور اس مقصد کے لیے مختلف ایجنسیوں کا استعمال کرتا ہے۔ یہ عمل اس بنیادی تصور پر مبنی ہوتا ہے کہ بچے سماج کے مستقبل ہیں۔

بچوں کی سماجی کاری میں مختلف ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ معلم کا کردار بھی بے حد اہم ہے۔ سماجی کاری کا مطلب تعلیم، اقدار اور ثقافت کی منتقلی ہے، اور اس میں معلم اور تعلیمی ادارے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ سماجی کاری وہ عمل ہے جس کے ذریعے فرد سماجی گروہوں کے قواعد وضوابط سیکھتا ہے، اور اسی کے ذریعے سماج اپنے روایتی رویوں کو برقرار رکھتا، فروغ دیتا اور اپنی ثقافت کو نسل در نسل منتقل کرتا ہے۔ اس طرح، معلم اور تعلیم سماجی کاری کے مقاصد کے حصول میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

4.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد اب آپ

- سماج کاری کے مفہوم کو سمجھ گئے ہوں گے۔
- سماجکاری میں معلم کے کردار سے واقف ہو گئے ہوں گے۔
- سماج کاری کا تعلیم پر وانے والے اثرات کو بیان کر پائیں گے۔

4.8 فرہنگ (Glossary)

- سماج کاری (Socialization): سماج میں فرد کو شامل کرنے کا عمل
- روایتی طرز عمل کے ذریعے سماج کاری (Socialization through Conventional Behavior): روایتی طرز عمل کو اختیار کرنے والے شخص کے عمل کو اس کی سماج کاری کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ دوسروں کے ساتھ اور ان کے ذریعے منظم ہوتا ہے۔
- ورثے (Heritage): ورثہ کا جمع، میراث
- تقویت (Strengthening/Empowerment): قوت دینا، مضبوط کرنا
- عمرانیات (Sociology): معاشرتی
- تعلیم کی تین شکلیں (Three Forms of Education): رسمی، بے رسمی اور غیر رسمی

- فعال خیال / زیادہ سماجی(Extroverted): زیادہ سماجی، فعال خیال
- کم فعال خیال / کم سماجی(Introverted): کم سماجی، کم فعال خیال

4.9 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ سماجیات کی زبان میں۔۔۔۔۔۔۔ بہت مشہور لفظ ہے؟

a) سوشلائزیشن b) شخص c) تعلیم d) عمرانیت

2۔ تعلیم کی کتنی شکلیں ہیں؟

a) دو b) تین c) چار d) پانچ

3۔ "روایتی طرز عمل کو اختیار کرنے والے شخص کے عمل کو اس کی سماجی کاری کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ دوسروں کے ساتھ اور ان کے ذریعے منظم ہوتا ہے۔" سماجی کاری کا یہ تعارف کس نے دیا؟

a) اکولکر b) بوگارڈس c) ڈرکھیم d) کومٹے

4۔ سماجی کاری میں معلم ایک۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتا ہے؟

a) حصہ b) کردار c) رول ماڈل d) شخص

5۔ اساتذہ سماج کا کہا جاتا ہے؟

a) فرد b) رکن c) حصہ d) معمار

6۔ سوشل ایموشنل لرننگ کس طرح کی تعلیم کو فروغ دیتی ہے؟

a) مذہبی b) انسانی c) سماجی d) جذباتی

7۔ "اسکول ایک پاکیزہ، سادہ اور بہتر متوازن سماج ہے۔" کس نے کہا؟

a) بوگارڈس b) جان ڈیوی c) مارکس d) بیبر

8۔ سماجیات اور تعلیم کے درمیان تعلق کا آغاز کس صدی میں مانا جاتا ہے؟

a) بیسویں b) انیسوی c) ایکسوی d) بائسوی

9۔ اسکول کے تمام کام کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟

a) پانچ b) چار c) تین d) دو

10۔ سماجی کاری کا ایجنسی نہیں ہے؟

a) فرد b) خاندان c) مذہب d) اسکول

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ سماجی کاری کا مطلب سمجھائے؟
2۔ آج کے تکنیکی دور میں سماجی کاری میں معلم کے کردار بتائے؟
3۔ معلم کس طرح بچوں میں سماجی کاری کرتا ہے؟ مختصر میں لکھیں۔
4۔ اسکول میں سماج کاری میں معلم کے کردار کو لکھیں؟
5۔ سماج میں سماج کاری میں معلم کے کردار کو راضح کریں؟
6۔ تعلیمی مقاصد پر سماجی کاری کے اثرات لکھیں؟
7۔ نصاب پر سماجی کاری کے اثرات لکھیں؟
8۔ زبان کے فروغ میں سماجی کاری کے کردار کو واضح کریں؟
9۔ سماج کاری مثالی شہری بنانے میں کیا کردار ادا کرتا ہے ؟ لکھیں۔
10۔ سماج کاری اور غیر نصابی سرگرمیاں کے رشتے کو واضح کریں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ سماج کاری سماجی ادارے اور تعلیم کو کس طرح متاثر کرتی ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔
2۔ سماج کاری میں معلم کے کردار کو تفصیل سے لکھیں؟
3۔ سماج کاری میں معلم ایک رول ماڈل کی طرح کام کر سکتا ہے۔کیسے ؟ تفصیل سے لکھیں۔
4۔ سماج کاری کا تعلیم پر اثرات کو تفصیل سے لکھیں؟
5۔ سماج کاری اور سوشل میڈیا اور ٹیکنالوجی پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں؟

4.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

1۔ Philosophical and sociological foundation of Education- R.B. Lal & S Aroar, R. Lall.

2۔ Philosophical and sociological foundation of Education- S.P, Ruhela, 2012, A. Publication, Agra

3۔ Philosophical and sociological perspective of Education in contemporary India – B. Shukla-2016, A. Publication, Agra

4۔ Shikhcha ke amanya sidhant- P.D. Pathak & Tyagi- 2007, vinod pustak, Agra

5. Education and Society- M. Kothari, 2010, Agra.

6. Introduction to Sociology, BA (Sociology), Rajiv Gandhi University,

7. Psychological, Philosophical and Sociological foundation of Education- JC Agrwal.

8. Historical and Sociological foundation of Education. R. Lall.. 2019

9. Philosophical & Sociological foundation of Education. Dr SP Choube. 2020, Vinod pustak

10. Philosophical & Sociological foundation of Education- NRS Saxena-2021.-Visionias

11. Sociological foundation of Education- S Bhattacharya- Atlantic Publication

12. Sociological foundation of Education- S Mantry.

اکائی 5۔ ثقافت کا مفہوم

(Meaning of Culture)*

اکائی کے اجزاء

5.0 تمہید(Introduction)

5.1 مقاصد(Objectives)

5.2 ثقافت کا مفہوم اور تعریف(Meaning & Definition of Culture)

5.2.1 ثقافت کا مفہوم(Meaning of Culture)

5.2.2 ثقافت کی تعریف(Definition of Culture)

5.2.3 ثقافت کا تصور(Concept of Culture)

5.3 ثقافت کی نوعیت(Nature of Culture)

5.4 ثقافت کے اقسام(Types of Culture)

5.5 ثقافت کے عناصر(Elements of Culture)

5.6 ثقافت کے افعال(Functions of Culture)

5.7 ثقافت کی خصوصیات(Characteristics of Culture)

5.8 انسانی زندگی میں ثقافت کی اہمیت(Importance of Culture in Human Life)

5.9 خلاصہ(Summary)

5.10 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

5.11 فرہنگ(Glossary)

5.12 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

5.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

5.0 تمہید(Introduction)

جب بھی ہم کسی نئے مقام پر جاتے ہیں تو ہمیں بہت سی نئی چیزوں کا سامنا ہوتا ہے جیسے لوگوں کے لباس پہننے کے انداز، کھانے پینے کی عادات، عقائد، رسومات، رسوم ورواج، کام کے طریقے، طرز عمل، نظریات وغیرہ۔ یہ ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کی ثقافت ہماری ثقافت سے مختلف ہے۔ لہٰذا، یہ چھوٹا سا لفظ 'ثقافت' تمام چیزوں کو سمیٹتا ہے، خواہ مادی ہو یا غیر مادی، زندگی گزارنے کے طریقے یا ڈیزائننگ کی نمائندگی کرتا ہے۔ مجمدار اور مدن Majumdar and Madan کے مطابق "لوگوں کی زندگی ان کی ثقافت ہے۔" ثقافت کا تصور سماجیات میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والے نظریات میں سے ایک ہے جو معاشرے کے افراد کی طرز زندگی سے متعلق ہے۔ کسی بھی معاشرے کو جاننے کے لیے اس کی ثقافت کو سمجھنا شرط ہے۔ یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ معاشرہ لوگوں کے ایک گروہ کا مرکب ہے جو ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرتے ہیں، ایک علاقے میں رہتے ہیں اور ایک مشترکہ ثقافت کا اشتراک کرتے ہیں۔ اس ثقافت کو گروپ کی مشترکہ اقدار، عقائد اور طرز عمل کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو سماجی طور پر ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی ہیں۔ ثقافت اور معاشرہ ایک ہی سکے کے دورخ سمجھے جاتے ہیں۔ افراد معاشرے کے ممبر ہوتے ہوئے ثقافت کو سیکھتے ہیں۔ ہر معاشرے کے اپنے اپنے عقائد، اقدار، اخلاقیات، نظریات وغیرہ ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مختلف ثقافتیں موجود ہیں۔ یہ ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں، ایک مقام سے دوسرے مقام اور ایک قوم سے دوسری قوم میں مختلف ہوتی ہے۔ 'ثقافت' تعلیم، نفسیات، سماجیات، سیاسیات اور معاشیات میں استعمال ہونے والے سب سے اہم تصورات میں سے ایک ہے۔ انسانی معاشرے کا فوری اور ضروری مطالعہ ہمیں اس کی ثقافت کے مطالعہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ کسی معاشرے کا مطالعہ اس معاشرے کی ثقافت کی سمجھ کے بغیر ادھورا رہ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ثقافت اور معاشرہ دونوں میں چولی دامن کا رشتہ ہے اس کا مطلب ہے کہ ثقافت اور معاشرہ آپس حالت میں لازم وملزوم ہیں ان کا ایک دوسرے سے جدا ہونا ناممکن ہی نہیں محال ہے۔

5.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ثقافت کا مفہوم اور اس کی مختلف تعریفات بیان کر سکیں۔
- ثقافت کی نوعیت بیان کر سکیں۔
- ثقافت کی مختلف اقسام کے فرق کو واضح کر سکیں۔
- ثقافت کے افعال اور اس کے عناصر بیان کر سکیں۔
- ثقافت کی خصوصیات اور اس کی اہمیت واضح کر سکیں۔

5.2 ثقافت کا مفہوم اور تعریف(Meaning & Definition of Culture)

ہم اپنی روز مرہ زندگی میں لفظ ثقافت (Culture) کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ اس سے مراد ہمارے سوچنے کا انداز، رہن سہن کے طریقے، عادات و اطوار، کھانے پینے کے طریقے، لباس اور وضع قطع، مذہبی فکر اور سائنسی نقطہ نظر یہاں تک کہ سیاسی نظم وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں۔ اس کے باوجود مذکورہ لفظ ثقافت کے محدود تصور کی وضاحت کر پاتے ہیں۔ کیونکہ یہ لفظ اتنا وسیع اور جامع (Comprehensive) ہے کہ اس میں ہماری زندگی کے ہر شعبے کی سرگرمیاں، ہمارابرتاؤ(Behaviour) ،عقائد (Beliefs) یہاں تک کہ ہماری کامیابیاں اور حصولیابیاں (Achievements) یہ سب شامل ہیں۔ سماجی علوم اور بالخصوص سماجیات میں ثقافت کے بارے میں بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ یہاں ثقافت کے تصور میں ہر وہ چیز شامل کی جاتی ہے جو انسان کی بنائی ہوئی ہو خواہ وہ مادی ہو یا غیر مادی۔

5.2.1 ثقافت کا مفہوم(Meaning of Culture)

انسان فطری طور پر سماجی مخلوق ہیں جو دوسروں کی صحبت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پوری انسانی تاریخ میں، افراد نے اپنی حفاظت اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے سماجی تنظیمیں بنائی ہیں۔ ہم آہنگی کے ذریعے انہوں نے تعاون کرنے کی صلاحیت حاصل کی، جس کے نتیجے میں مشترکہ رسم و رواج، طرز عمل اور طرز زندگی کی ترقی ہوئی جسے ثقافت کہا جاتا ہے۔ ثقافت لوگوں کی ایک مخصوص صفت ہے جو انہیں دیگر جانداروں سے ممتاز کرتی ہے یہ انسانی وجود کا ایک اہم پہلو ہے۔ صرف انسان ہی ثقافتی ماحول میں پیدا ہوتا اور پرورش پاتا ہے جبکہ دیگر جاندار صرف قدرتی ماحول میں رہتے ہیں۔ انسانی معاشرے کا جائزہ لیتے وقت اس کی ثقافت پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ انسانی معاشرے کے مطالعہ کی طرف کوئی بھی کوشش ہمیں اس کی ثقافت کے مطالعہ کی طرف لے جاتی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ معاشرے یا اس کی کسی بھی صفات کا مطالعہ اس معاشرے کی ثقافت کی صحیح سمجھ کے بغیر نامکمل ہے۔ ثقافت اور معاشرہ لازم وملزوم ہیں کیونکہ ثقافت اور معاشرہ فطری ثقافت کا لفظ عام طور پر نفسیات، سیاسیات اور معاشیات میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ بشریات میں مرکزی اور سماجیات میں بنیادی تصور ہے۔ تاہم، لفظ ثقافت کو سمجھنے میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ اس اصطلاح کے ساتھ بہت سے مختلف معنی اور تعریفیں منسلک ہیں۔ لہذا، ثقافت کے معنی کو سمجھنے کے لئے مختلف ماہرین کی جانب سے دیے گیے نظریات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ایک نظریہ کے مطابق انگریزی اصطلاح" Culture ثقافت "فرانسیسی الفاظ "cult" یا "cultus" سے ماخوذ ہے جو کہ لاطینی لفظ "colere" سے ماخوذ ہے، جو کھیتی باڑی، کاشت کاری، یا بہتری کے اعمال کو ظاہر کرتا ہے۔ اس تصور کے مطابق تہذیبی اعتبار سے ثقافت کی اصطلاح کا مطلب کسی بھی چیز کی اس حد تک آبیاری اور تطہیر کا عمل ہے جب تک کہ وہ تعریف اور احترام کی کیفیت حاصل نہ کر لے۔ بہت سے لوگ اس نقطہ نظر کی وجہ سے ثقافت کو اکثر ذاتی تطہیر کے مترادف کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اسی لیے "مہذب)" (Cultured کی اصطلاح ان لوگوں کو بیان کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو مختلف حالات میں بہتر اخلاق اور بہترین سماجی اہلیت رکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ شخص جو سماجی آداب کا مالک ہو۔ " man of culture " کا مطلب ہے اچھے اخلاق اور اچھے ذوق کا حامل

انسان۔ اس کے برعکس، اصطلاح "غیر مہذب" ایک ایسے فرد کی وضاحت کرتی ہے جس کے پاس سماجی ماحول میں مؤثر طریقے سے برتاؤ کرنے کے لیے علم یا مہارت کی کمی ہو یا اس سے عاری ہو۔

ایک اور نقطہ نظر کے مطابق کچھ لوگ ثقافت کو خوشی اور مختلف تقریبات کے تجربے کے مترادف سمجھتے ہیں جیسے ثقافتی شو یا تفریحی شام۔ ثقافت کا تعلق فنکارانہ اظہار کی مختلف شکلوں سے ہے جیسے رقص، موسیقی، اور ڈرامہ، جو جمالیات اور پرفارمنگ آرٹس کے گرد گھومتے ہیں۔

مورخین "ثقافت" کی اصطلاح کا استعمال نفیس پہلوؤں جیسے کہ آرٹ، موسیقی، ادب، فکری تعاقب، عقائد، اور کسی مخصوص گروہ یا دور سے وابستہ سائنسی پیشرفت کے لیے کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہندوستان کے ثقافتی ماضی پر بات کرتے وقت وہ ان ڈومینز میں ہندوستانیوں کی قابل ذکر کامیابیوں پر بڑے پیمانے پر بات کریں گے۔

ایک متبادل نقطہ نظر اس بات پر زور دیتا ہے کہ ثقافت کی سماجی تشریح غیر سماجی مفہوم سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔ سماجیات کے ماہرین ثقافت کو ان کے طرز زندگی میں ایک گروہ کی اجتماعی کامیابیوں اور طریقوں کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ بہر حال یہ تسلیم کرنا بہت ضروری ہے کہ ثقافت اور قومیت مترادف نہیں ہیں۔ ثقافت پورے انسانی وجود کا احاطہ کرتی ہے بشمول ان کے طرز عمل، عقائد، احساسات، خیالات، روایات، رویے، اقدار، روایات، نظریات، علامتیں، اور دیگر مادی اشیاء کا مجموعہ جو وہ اپنے آرام اور افادیت کے لیے بناتے ہیں جیسے کہ اوزار، عمارتیں اور مشینیں۔ اس میں وہ تمام علم و تجربات شامل ہیں جو افراد نے معاشرے کے ساتھ ان کے تعامل کے ذریعے حاصل کیے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد کے ذریعہ بھی ان تک پہنچا ہے۔ طور پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا، ثقافت کا تصور سماجی سائنس کے میدان میں اہم اہمیت رکھتا ہے۔

5.2.2 ثقافت کی تعریف (Definition of Culture)

ثقافت کی اصطلاح کے مفہوم پر مزید روشنی ڈالنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم مختلف ماہرین عمرانیات، ماہر بشریات اور نامور شخصیات کی بیان کردہ تعریفات پر غور کریں۔

معروف ماہر سماجیات میکائیور نے ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے "ثقافت۔ فن، ادب، رد عمل اور تفریح کے انداز میں روزمرہ کے رہنے اور سوچنے کے طرز کا اظہار ہے۔"

ثقافت کی اس جامع تعریف کے بعد آیئے ہم دیگر ماہرین کی بیان کردہ تعریفات پر بھی غور کریں۔

"ثقافت ایک ایسا پیچیدہ تصور ہے۔ جس میں علم، عقائد، فن، اخلاقیات، قانون، رسم و رواج اور ایسی ہی دیگر عادتیں اور صلاحیتیں جو کہ انسان نے بحیثیت ایک سماجی رکن سیکھی، شامل ہیں۔ (E.B. Taylor)

"Culture is that complex whole which includes knowledge, belief, art, morals, law, customs and any other capabilities acquired by man as a member of society" (E.B. Taylor)

"اجتماعی نوادرات، طرز عمل اور عقائد جو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے ہیں ایک کمیونٹی کے ثقافتی تانے بانے کو تشکیل دیتے ہیں۔ اس میں نوادرات، روایات، تصورات، نشانات اور طرز عمل شامل ہیں جو لوگوں کے ایک گروہ کے لیے مخصوص ہے۔" (Cooley, Agell and Car)

The entire accumulation of artificial objects, conditions, tools, techniques, ideas, symbols and behaviour patterns peculiar to a group of people, possessing a certain consistency of its own and capable of transmission from one generation to another. (Cooley, Agell and Car)

"ثقافت سے مراد اجتماعی اور مربوط سیکھے ہوئے رویے کے نمونے ہیں جو معاشرے کے افراد کے لیے منفرد ہوتے ہیں اور حیاتیاتی عوامل سے متعین نہیں ہوتے ہیں۔۔(E.A. Hoebel) "

Culture is the sum total of integrated learned behavior patterns which are characteristics of the members of a society and which are therefore not the results of biological inheritance. (E.A. Hoebel)

"ثقافت انسانی مادی تہذیب کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے بشمول اوزار، ہتھیار، کپڑے، مشینیں، پناہ گاہیں حتیٰ کہ صنعتیں بھی شامل ہیں۔" (Ellwood)

"Culture includes man's entire material civilization, tools, weapons, clothing, shelter, machine and even system of industry." (Ellwood)

"ثقافت سے مراد بنی نوع انسان کی مکمل اجتماعی میراث ہے۔ ثقافت ایک اجتماعی اصطلاح ہے جس میں متعدد مختلف ثقافتیں شامل ہیں جو ہر ایک مخصوص گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔" -رالف لنٹن

Culture means the total social heredity of mankind. Culture as a whole is composed of a vast number of cultures each of which is characteristics of a certain group of individuals. (Ralph Linton)

"ثقافت میں لوگوں کی تمام خصوصیات، سرگرمیاں اور دلچسپیاں شامل ہیں۔(T.S Eliot) "

"Culture includes all the characteristics and interest of people" (T.S. Eliot)

"ثقافت انسان کی تخلیق ہے جس کے ذریعے وہ اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے۔" -مالینوسکی

"Culture is the handiwork of man and the medium through which he achieves his ends." Malinowski

"ثقافت سے مراد رویوں کا سماجی میکانزم اور ان رویوں کا طبعی اور علامتی ماحاصل ہیں۔" -لنڈبرگ

"Culture refers to the social mechanisms of behaviour and to the physical and symbolic products of these behaviours.-" Lundberg

"ثقافت اپنے آپ کو اپنے ماحول کے مطابق ڈھالنے اور اپنے طرز زندگی کو بہتر بنانے کے لیے انسان کی کوششوں کا مجموعہ ہے۔" کوئینگ

"Culture is the sum total of man's efforts to adjust himself to his environment and to improve his modes of living." -Koenig

"ثقافت ایک سماج کے رکن کے طور پر ہمارے خیالات، اعمال، اور املاک کا مکمل احاطہ کرتی ہے۔" (Biersted)

"Culture is that complex whole that consists of everything we think, do and have, as members of society" (Biersted)

"ثقافت سے مراد ایک سماجی گروہ کے جمع کردہ علم، عادات اور روایات کا اظہار ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے ہیں۔"-- لیپیر.

"Culture is the embodiment in customs and tradition of the learning of a social group over the generation." - Lapiere

"ثقافت مجموعی رویوں، زندگی کے بارے میں نقطہ نظر، اور تہذیب کے مخصوص اظہارات پر محیط ہے جو لوگوں کے ایک مخصوص گروہ کو دنیا میں ان کا منفرد مقام عطا کرتی ہے۔۔"- سپیر

"Culture includes those general attitudes, views of life and specific manifestations of civilization that gives a particular people its distinctive place in the world." -Sapir

"ثقافت کو افراد کے ایک مخصوص گروہ کے اشتراک کردہ علم، طریقوں اور عقائد کے ایک جامع مجموعہ کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ان کی تخلیق کردہ مصنوعات کے ساتھ ساتھ وہ علم اور سرگرمیاں شامل ہیں جو وہ وقت کے ساتھ حاصل کرتے اور منتقل کرتے ہیں۔"- آرنلڈ گرین

"Culture is the socially transmitted system of idealized way in knowledge, practice, and belief, along with the artefacts and knowledge and practice, produced and maintained as they change in time." - Arnold Green

"ثقافت نوادرات، کاشت شدہ مصنوعات)، سماجی فیکٹس (سماجی تنظیم، زبان، مذہب اور آرٹ کی تخلیق کا نتیجہ ہے۔"-بڈنی

" Culture is the product of artefact (products of cultivation), socifacts (social organisation) and mentifacts (language, religion and art)." -Bidney

"ثقافت خیالات، عقائد، اور مادی املاک کا امتزاج ہے۔ سماجی وراثت وہ ثقافتی علم اور طرز عمل ہے جو ہمیں اپنے حیاتیاتی آباؤ اجداد سے وراثت میں ملتا ہے اور قدرتی طور پر نسل در نسل ہم تک منتقل ہوتا ہے۔"- گراہم والس۔

"Culture is an accumulation of thoughts, values and objects. It is the social heritage acquired by us from the biological heritage which is passed on to us automatically through the generations."

- Grahm Wallas.

"ثقافت سے مراد مشترکہ علم اور عقائد کا منظم مجموعہ ہے جس کا اظہار فنکارانہ تخلیقات اور نوادرات کے ذریعے ہوتا ہے جو کہ رسم و رواج کے ذریعے وقت کے ساتھ قائم رہتا ہے اور لوگوں کے ایک خاص گروہ کو ممتاز کرتا ہے۔Red Field - "۔

"Culture is the organized body of conventional understanding, manifest in art and artefacts, which persisting through tradition, characterizes the human group." - Red Field.

"ثقافت ایک علامتی، مسلسل، مجموعی اور ترقی پسند عمل ہے۔"-جوزف پائپر

"Culture is a symbolic, continuous, cumulative and progressive process." - Joseph Piper

یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن 1948 تا 1949 کے مطابق ثقافت ایک ذہنی اور ایک روحانی رجحان ہے۔ وہ افراد جو ثقافتی تعریف کو ترجیح دیتے ہیں وہ غیر معمولی کامیابیوں کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو اخلاقی فضیلت سے گھیرنا چاہتے ہیں۔ وہ انسانی لچک اور خوبی کا مظہر دیکھنا چاہتے ہیں۔ کمیٹی کے مطابق، "ہمارا فن اور ادب، ہمارا قانون اور تاریخ ہماری ثقافت کا اٹوٹ حصہ ہیں۔" ہر ہندوستانی طالب علم کے لیے ہندوستان کی تاریخ کے بنیادی پہلوؤں سے خود کو واقف کرنا ضروری ہے جو کہ محض شکستوں، ناکامیوں، نقصانات، غلطیوں اور کوتاہیوں کو نشان زد کرنے والے تاریخوں کے ریکارڈ سے زیادہ ہے۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو ان افراد کی سوانح حیات سے آشنا کریں جو ہماری ثقافت کے جوہر کو یکجا کرتے ہیں جیسے کہ ویدوں، بدھ اور سنکرا، اشوک اور اکبر۔ افضلیت کی مستقل خواہش کو فروغ دینا ثقافتی ترقی کو فروغ دینے کی کلید ہے۔

سوامی دیانند کہتے ہیں، "سچائی کو قبول کرنا اور جھوٹ کو ترک کرنا 'ثقافت' کے تصورات ہیں۔"

مہاتما گاندھی کے مطابق "ثقافت واقعی اہم ہے۔ یہ ہمارے ہر کام کی بنیاد کی طرح ہے۔ اسے آپ کے طرز عمل اور ذاتی رویے کی ہر چھوٹے عمل سے ظاہر ہونا چاہیے جیسے کہ ہم کس طرح بیٹھتے ہیں، چلتے ہیں اور لباس کیسے پہنتے ہیں۔ اندرونی ثقافت آپ کی گفتگو، مہمانوں کے ساتھ آپ کے برتاؤ، اپنے استاد اور بزرگوں کے ساتھ آپ کے برتاؤ میں ظاہر ہونی چاہیے۔"

پنڈت نہرو کا خیال ہے، "ثقافت دماغ اور روح کی وسعت ہے۔"

اوپر بیان کی گئی تمام تعریفات سے جو بات واضح طور پر ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ ہے کہ لفظ ثقافت (Culture) ایک جامع(Comprehensive) مفہوم اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اگر ہم ان تعریفات کا بغور مطالعہ کریں تو ثقافت کا تصور سمجھنا آسان ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ہم بڑی آسانی کے ساتھ اس کی خصوصیات اخذ کر سکتے ہیں۔

5.2.3 ثقافت کا تصور (Concept of Culture)

ثقافت زندگی گزر بسر کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس کا تعلق ہماری غذا سے ہے، جو لباس زیب تن کرتے ہیں، جس زبان میں ہم بات چیت کرتے ہیں، اور جس معبود کی آپ عبادت کرتے ہیں وہ سب ثقافت کے پہلو ہیں یہ ہمارے علم، اور اعمال سے متعلق ہے۔ بہت آسان الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت ہمارے سوچنے اور کام کرنے کے انداز کا مجموعہ ہے۔ ثقافت ایک مخصوص سماجی گروپ میں ہماری رکنیت کے نتیجے میں ہمارے حاصل کردہ علم اور طرز عمل کا مکمل احاطہ کرتی ہے۔ بطور سماجی گروہوں کے رکن کے انسان کی تمام کامیابیوں کو ثقافت کہا جاسکتا ہے بشمول فن، موسیقی، ادب، فن تعمیر، اور یہاں تک کہ وجود کے بارے میں فلسفیانہ نقطہ نظر بھی۔ تاہم، ثقافت صرف لطف اندوز سرگرمیوں پر محیط نہیں ہے بلکہ اس میں ہمارے روزمرہ کے معمولات، جیسے روایات، تہوار، اور دنیا کے بارے میں ہمارے نقطہ نظر بھی شامل ہیں۔ ثقافت انسانی تخلیق اور عقائد کے نظام کے ٹھوس اور غیر محسوس پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی ہیں۔

جیسا کہ ماہرین نے کہا ہے ثقافت علم اور طرز عمل کے شعوری اور لاشعوری دونوں حصول پر مشتمل ہے۔ یہ علامتوں کے ذریعے منتقل ہوتی ہے، جیسے زبان یا آرٹ۔ ثقافت میں وہ طریقے شامل ہیں جن کے ذریعے ہم معلومات پہنچاتے ہیں، علم حاصل کرتے ہیں، اور اپنی اقدار اور دلچسپیوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہماری انسانی فطرت ہمارے طرز زندگی اور خیالات میں جھلکتی ہے۔ ثقافت دو مخصوص اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے: مادی اور غیر مادی۔ مادی ثقافت ان اشیاء پر مشتمل ہوتی ہے جو ہماری زندگی کے مادی پہلو سے متعلق ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارا لباس، کھانا اور گھریلو سامان وغیرہ۔ غیر مادی ثقافت سے مراد خیالات، نظریات، اور عقائد ہیں۔

ثقافتی اصول اور طرز عمل مختلف علاقوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ تغیر جغرافیائی محل وقوع اور وہاں رونما ہونے والے تاریخی واقعات پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر، جس طریقے سے ہم دوسروں کو سلام کرتے ہیں، جو کھانا ہم کھاتے ہیں، اور جس طرح سے ہم تقریبات کو مناتے ہیں وہ مختلف مقامات پر نمایاں طور پر مختلف ہو سکتے ہیں۔ ہر ثقافت اور کمیونٹی کی الگ الگ روایات اور طریقہ کار ہوتے ہیں جو انہیں انفرادی طور پر غیر معمولی قرار دیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، کسی بھی ملک کے لوگ اپنی مخصوص ثقافتی روایات سے متصف ہوتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)
1۔ ثقافت کی کوئی دو تعریفات (Definitions) بیان کیجیے۔ 2۔ آپ کے لحاظ سے ثقافت میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں۔

5.3 ثقافت کی نوعیت (Nature of Culture)

ثقافت کی نوعیت سے متعلق اہم حقائق درج ذیل ہیں:

ثقافت سیکھی جاتی ہے(Culture is Learned): ثقافت فطری نہیں ہے کہ جس کے ساتھ ہم پیدا ہوئے ہیں۔ ہم یہ علم سماجی تعاملات میں شامل ہو کر، رویوں کو ضم کر کے اور خیالات اور تصورات کا تبادلہ کر کے حاصل کرتے ہیں۔ انسان ثقافتی رویوں کو سیکھتا ہے کیونکہ اس میں علامتی رابطے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ لہذا ابنیادی طور پر، ثقافت وہ ہے جو ہم اپنے ارد گرد سے سیکھتے ہیں نہ کہ وہ جس کے ساتھ ہم پیدا ہوئے ہیں۔

مواصلاتی: ثقافت مواصلات کے ذریعے نسل در نسل منتقل ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ثقافت مسلسل منتقل ہو رہی ہے۔ نوجوان نسل پرانی نسل کی حکمت اور علم سے قیمتی بصیرت حاصل کرتی ہے جو ثقافتی تبادلے کے ذریعے مؤثر طریقے سے منتقل ہوتی ہے۔ اس طرح، ثقافت ایک نیم دائمی نوعیت اختیار کر لیتی ہے اور کسی گروہ یا فرد کے خاتمہ سے بے نیاز رہتی ہے۔

سماجی: ثقافت انفرادیت کے بجائے فطری طور پر سماجی ہے، کیونکہ اس میں ثقافتی اقدار اور طریقوں کی ترسیل اور ابلاغ میں ہر فرد کی شرکت شامل ہے۔ اس میں گروپ ممبران کی توقعات شامل ہیں۔

مثالی: ثقافت ان مثالی نمونوں اور طرز عمل کا احاطہ کرتی ہے جن پر معاشرے کے ارکان عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ معاشرہ ان نظریات، اصولوں اور نمونوں کو قبول کرتا ہے۔

ثقافت ضروریات کو پورا کرتی ہے: ثقافت اخلاقی اور سماجی تقاضوں کو پورا کرتی ہے جو فطری طور پر قیمتی ہیں۔۔ سماجی عادات ثقافت میں شامل ہیں۔ ثقافت انسانی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ ثقافت مخصوص ضروریات کو پورا کرنے والی سرگرمیوں کے ذریعے عادات کی تشکیل کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

موافقت: ثقافت اپنے گردونواح کے ساتھ فٹ ہونے کے لیے بدلتی رہتی ہے۔ یہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے مطابقت رکھتی ہے۔ تاہم، ثقافت قائم ہونے کے بعد قدرتی ماحول کا اثر کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ثقافت کے مختلف پہلو بھی بدلتے اور ایک دوسرے کے موافق ہوتے ہیں۔

انضمام: ثقافت ایک مرتب نظام رکھتی ہے۔ اس کے مختلف حصے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوتے ہیں اور جو بھی نیا عنصر متعارف کرایا جاتا ہے وہ بھی مربوط ہو جاتا ہے۔ وہ ثقافتیں جو بیرونی اثر ورسوخ کے لیے زیادہ کشادہ ہوتی ہیں نسبتاً وہ دیگر ثقافتوں کے زیادہ متنوع ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود تمام ثقافتوں میں کچھ حد تک انضمام کی کچھ سطح دیکھی جاسکتی ہے۔ ثقافت انضمام کی خصوصیت رکھتی ہے۔

لہذا، ثقافت ایک سماجی تعمیر ہے جو نظریات پر مبنی ہے اور جسے حاصل کیا جاتا ہے، افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خدمت کرتی ہے. یہ مواصلات، موافقت، اور انضمام کی خصوصیات کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ انسان کی ایک مخصوص خصوصیت ہے۔ یہ اس کے معاشرتی نسب کا مظہر ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
صحیح یا غلط کی نشاندہی کیجیے(Mark True or False): 1۔ ثقافت فطری نہیں ہوتی بلکہ سیکھی جاتی ہے۔ ( )

2۔ ثقافت میں مربوط ہونے کی خصوصیت نہیں ہوتی۔	( )
3۔ ثقافت ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی ہے۔	( )

5.4 ثقافت کے اقسام(Types of Culture)

مختلف ماہرین نے ثقافت کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جو درج ذیل ہیں:

1۔ انفرادی اور Communal ثقافت: انفرادی اور فرقہ وارانہ Communal ثقافت خصوصیات کی ایک وسیع رینج پر محیط ہے جیسے کہ دلچسپیاں، رویے، ترجیحات، علمی عمل، اور رویے، جو ہر فرد میں مختلف ہوتے ہیں۔ نتیجتاً، وہ سماجی یا قومی ثقافت کو اپنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ وہ کچھ ترمیم کے بعد اسے اپناتے ہیں اس رجحان کو عام طور پر انفرادی یا ذاتی ثقافت کہا جاتا ہے۔ فرقہ وارانہ ثقافت، اس کے برعکس، مذہبی عقائد سے جنم لیتی ہے اور پوری کمیونٹی کی نمائندگی کرتی ہے۔

2۔ قومی اور مقامی ثقافت: قومی اور مقامی ثقافت میں منفرد خصوصیات شامل ہیں جو کسی قوم کی منفردیت کو پیش کرتی ہیں جیسے کہ عقائد، نظریات، علمی نمونے، اور طرز زندگی کا انتخاب۔ قومی ثقافت سے مراد وہ مخصوص خصوصیات اور رسوم ہیں جو کسی خاص قوم سے وابستہ ہیں۔ مقامی ثقافت ایک مخصوص مقام، علاقہ یا جغرافیائی سرحد تک محدود ہے۔ کسی علاقے کا ثقافتی منظر نامہ علاقائی آب وہوا، مقامی رسم ورواج اور مقامی آبادی کے سماجی اقتصادی حالات جیسے عوامل سے تشکیل پاتا ہے۔

3۔ آفاقی اور خاص ثقافت: ثقافت کا آفاقی یا عالمی پہلو مشترکہ نظریات، عقائد، اقدار، زبانیں، رسم ورواج، روایات اور ثقافتی تجربات کے دیگر نمونوں یا خصوصیات کو شامل کرتا ہے جو دنیا بھر کے تمام معاشروں میں یکساں ہیں۔ ان کی مثالوں میں خاندانی ڈھانچہ، سچائی، ایمانداری، تعاون، ہمدردی اور بچوں سے محبت شامل ہیں۔ دوسری طرف ثقافت کا ایک مخصوص مظہر، ثقافتی طریقوں اور عقائد سے مراد ہے جو معاشرے کے ایک مخصوص طبقے کے ذریعہ قبول کیے جاتے ہیں۔

4۔ اعلیٰ اور مقبول ثقافت: اعلی ثقافت میں علم، ہنر، دلچسپیاں، سماجی آداب، کرنسی، اور مادی اشیاء شامل ہیں جو ایک فرد کو اپنے خاندانی ورثے سے وراثت میں ملتا ہے۔Pierre Bourdieu(1984) کے مطابق، اس مخصوص قسم کی ثقافت نہ صرف سماجی برتری کی علامت کے طور پر کام کرتی ہے بلکہ سماجی درجہ بندی کو برقرار رکھنے اور ان کو تقویت دینے کے طریقہ کار کے طور پر بھی کام کرتی ہے۔ سیدھے الفاظ میں، اشرافیہ معاشرہ اپنے خاندانی نسب سے وراثت میں ملنے والے مادی اور غیر مادی دونوں اثاثوں کے مالک ہوتے ہیں جنہیں معاشرے میں اپنی طاقت اور سماجی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، مقبول ثقافت اجتماعی تجربات، رویوں، مادی اثاثوں، اور دیگر عناصر پر محیط ہوتی ہے جو مرکزی دھارے کے معاشرے میں رائج ہیں اور اعلی ثقافت کے برعکس اکثریت کے لیے وسیع پیمانے پر قابل رسائی ہیں۔ مثالوں میں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلمیں شامل ہیں۔ اگرچہ اعلی ثقافت کو اکثر مقبول ثقافت سے برتر سمجھا جاتا ہے اعلی ثقافت اور مقبول ثقافت کی درجہ بندی وقت اور مقام کے لحاظ سے تبدیل ہوسکتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)

1۔ ثقافت کی کسی ایک قسم کو بیان کریں؟
2۔ عالمی ثقافت سے کیا مراد ہے؟

5.5 ثقافت کے عناصر (Elements of Culture)

دنیا بھر میں لوگوں کے مختلف گروہوں کی اپنی الگ ثقافتیں ہیں۔ ثقافت سے مراد وہ عناصر ہیں جو ہر گروہ کے طرز زندگی کو خاص بناتی ہیں۔ آیئے ان میں سے کچھ ثقافتی پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں:

- علامتیں: علامتیں ایسی اشیاء یا تصورات ہیں جن کو کسی خاص ثقافتی گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد کسی چیز کے معنی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے اشارے، ایک مجسمہ وغیرہ مثال کے طور پر ہاتھ ہلانے کا مطلب ہیلو ہو سکتا ہے۔
- زبان: زبان آوازوں کی ایک منظم ترتیب ہے بعض اوقات تحریری علامتوں کے ساتھ، جسے معاشرے کے لوگ ایک دوسرے سے اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بولی جانے والی زبانیں تمل، ہندی اور انگریزی وغیرہ ہیں۔
- اقدار: ثقافتی معیارات اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا اخلاقی طور پر درست، فائدہ مند، اچھا یا مطلوبہ ہے۔ مثال کے طور پر ذاتی آزادی اور مساوی حقوق۔
- معیارات: معیارات ایک ثقافت میں قائم کردہ رہنما خطوط کا حوالہ دیتے ہیں جو مخصوص حالات میں معاشرے کے اراکین کے متوقع رویوں کو بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، تھیٹر کی پرفارمنس کے دوران بولنے سے گریز کرنا اور جنازے کے دوران سیاہ لباس پہننا وغیرہ وغیرہ۔

مورس (Mores) ان اصولوں کا حوالہ دیتے ہیں جو معاشرے کی طرف سے سختی سے نافذ کیے جاتے ہیں کیونکہ ان کی خلاف ورزی کے اہم سماجی نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ان اصولوں کو معاشرے کے اراکین کی طرف سے کمیونٹی کی مجموعی بہبود کے لیے اہم سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، عوامی سطح پر ممنوع سرگرمیوں میں ملوث ہونے پر پابندی، توڑ پھوڑ کی ممانعت اور دوسروں کی املاک کو تباہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

- مذہب اور عقائد: کسی تہذیب میں افراد کے مذہب اور عقائد ثقافت کی تشکیل پر اہم اثر ڈالتے ہیں۔
- Folkways فوک وے سماجی اصول ہیں جن کی نافرمانی کی صورت میں سماجی سزا کی کم سطح ہوتی ہے کیونکہ معاشرے کے ارکان ان کی پابندی کو معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے اہم نہیں سمجھتے۔ مثال کے طور پر کپڑے دھونا، منہ بند کرکے کھانا وغیرہ وغیرہ۔

- قوانین: قوانین رویے کو منظم کرنے کے لیے کسی کمیونٹی کی گورننگ باڈی کے ذریعے اختیار کیے جانے والے سرکاری اصول ہیں۔ مثال کے طور پر، رفتار کی حدوں پر عمل کرنا۔
- ممنوعات: ممنوع اصول ہیں جو معاشرے میں اتنے سخت ہیں کہ ان سے تجاوز کرنا تقریباً ناقابل تصور ہے۔ جیسے بے حیائی کے خلاف ممانعت، حیوانیت کے خلاف دفعات وغیرہ وغیرہ۔
- ٹکنالوجی: ٹکنالوجی سے مراد وہ اجتماعی علم اور ہنر ہے جو معاشرے کے افراد اپنی بقا کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے طبعی ماحول کے ساتھ مؤثر طریقے سے تعامل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، بیج لگانے کے لیے کھدائی کے آلے کا استعمال، یا آٹو موبائل پینٹنگ کے لیے روبوٹ کا استعمال وغیرہ وغیرہ۔۔
- نوادرات (Artifacts): نوادرات ان ٹھوس اشیاء کا حوالہ دیتے ہیں جو معاشرے کے اندر افراد کی طرف سے طبعی دنیا میں ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے تخلیق کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک بستر، ایک ہتھوڑا، ایک کڑا، اور ایک گھر وغیرہ۔
- سماجی اجتماعی: سماجی اجتماعات مختلف سماجی اداروں جیسے سماجی گروہ بندیوں، تنظیموں، برادریوں، اداروں، طبقات اور سماجی معاشروں کو کہتے ہیں۔ جنہیں سماجی تخلیق کی علامت کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔
- حیثیت اور ذمہ داریاں: حیثیت سے مراد کسی گروپ یا کمیونٹی کے اندر سماجی مقام یا کردار ہے جو سماجی ڈھانچے کی سمجھ فراہم کرتا ہے اور اس لیے یہ ثقافت کا ایک اہم پہلو ہے۔ یہ صنف یا عمر کے لحاظ سے روایتی روایتی کردار بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ سماجی اجتماعات سماجی گروہوں، تنظیموں، کمیونٹیز، اداروں، طبقات اور سماجی معاشروں کو کہتے ہیں جنہیں سماجی تعمیرات کی علامت کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

5.6 ثقافت کے افعال (Functions of Culture)

ثقافت انسان کو جانوروں سے ممتاز کر کے ایک عقلمند فرد کی بلندیوں تک پہنچاتی ہے۔ ثقافت ہمیں دانشمند انسان کی طرح سوچنے اور کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ثقافت کی عدم موجودگی میں انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ حقیقت میں، ثقافت تمام انسانی کامیابیوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ ثقافت کے مقاصد درج ذیل ہیں: ثقافت مندرجہ ذیل افعال انجام دیتی ہے:

- علم کا خزانہ: ثقافت انسان کے جسمانی، سماجی اور فکری وجود کے لیے ضروری علم فراہم کرتی ہے۔ وہ فرد کو ماحول کے مطابق ڈھالنے میں اس کی مدد کرتی ہیں۔ ثقافت نے انسان کو مطلوبہ صلاحیتیں اور علم عطا کیا ہے کہ وہ تبدیلی کے قابل اور سہولت فراہم کر سکے۔ یہ ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی میں سہولت فراہم کرتی ہے۔
- صورتحال کی وضاحت: ثقافت ہمارے لئے معاشرتی صورتحال کی وضاحت کرتی ہے۔ اور یہ اس بات کا بھی تعین کرتی ہے کہ ہمیں کیا کھانا ہے، کیا لباس پہننا ہے، کب ہنسنا ہے، کب رونا ہے، سونا ہے، کس سے دوستی کرنی ہے، کون سی نوکری کرنی ہے، کس خدا کی عبادت کرنی ہے، کس علم پر بھروسہ کرنا ہے، اور کون سی شاعری سے لطف اندوز ہونا ہے وغیرہ وغیرہ۔

- رویہ، اقدار اور اہداف کی وضاحت: یہ ثقافت کا ایک اور اہم فعل ہے۔ رویہ مخصوص طریقوں سے محسوس کرنے اور عمل کرنے کا رجحان ہے۔ اقدار نیکی یا کشش کا پیمانہ ہیں۔ اہداف ان عناصر سے منسلک ہیں جن کو ہمارے عقائد قابل قبول سمجھتے ہیں۔ ثقافت مذہب، اخلاقیات، شادی، سائنس، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ کے حوالے سے ہمارے رویوں کو متاثر کرتی ہے۔ ہماری ثقافت نجی جائیداد، بنیادی حقوق، نمائندہ طرز حکمرانی وغیرہ جیسے شعبوں میں ہمارے عقائد کو متاثر کرتی ہے۔ ہماری ثقافت ہمارے اہداف کو جیسے کہ دوڑ جیتنا، دوسروں کو سمجھنا، نجات حاصل کرنا، بزرگوں اور اساتذہ کا فرمانبردار ہونا، اور محب وطن ہونا، وغیرہ کے طور پر بیان کرتی ہے۔
- ہمارے کیریئر کا فیصلہ: ہماری ثقافت ہمارے پیشہ ورانہ انتخاب پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہماری ثقافت اس بات کا تعین کرتی ہے کہ آیا ہم ایک سیاست دان، ایک سماجی کارکن، ایک ڈاکٹر، ایک انجینئر، ایک پولیس افسر، ایک کسان، ایک مذہبی رہنما، یا ایک استاد بننا چاہتے ہیں۔ افراد ثقافتی رجحانات کی تخلیق، ترمیم یا مزاحمت کر سکتے ہیں لیکن انہیں ہمیشہ اس کے فریم ورک کے اندر رہنا چاہیے۔ تاہم، ہر ایک کا کیریئر ان کی ثقافت کے ساتھ بالکل فٹ نہیں بیٹھتا ہے۔
- برتاو کا نمونہ: ثقافت رویے کے نمونوں کا ایک سیٹ فراہم کر کے فرد کے طرز عمل کو قائم اور محدود کرتی ہے۔ یہ مقاصد قائم کرتی ہے اور سازگار طرز عمل حاصل کرنے کے طریقے پیش کرتی ہے۔ درحقیقت، ہم ایسے افراد کا مشاہدہ کرتے ہیں جو خواب اور خواہشات رکھتے ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تندہی سے کام کرتے ہیں۔ وہ ذاتی ترقی کے لیے بھی کوشش کرتے ہیں اور ہمارے ثقافتی اصولوں اور توقعات کے مطابق سرگرمیوں سے خوشی حاصل کرتے ہیں۔ ثقافت انسانی توانائی اور کوششوں پر اثر انداز ہوتی ہے اور اسے قوت بخشتی ہے۔ لہٰذا، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان بلاشبہ ثقافت کا قیدی ہے۔
- شخصیت کی تشکیل: ثقافتی اثرات انفرادی شخصیات کی تشکیل اور نشوونما پر نمایاں اثر ڈالتے ہیں۔ ثقافتی تربیت کی عدم موجودگی میں، کوئی بھی شیر خوار انسانی خصلتیں پیدا نہیں کر سکتا۔ فیٹش کلچر Fetish culture ہی انسان کو اجتماعی زندگی کے لیے تیار کرتا ہے اور اسے وجود کا راستہ فراہم کرتا ہے۔ روتھ بینیڈکٹ Ruth Benedict کے مطابق، "ہر ثقافت اپنی خاص قسم کی شخصیت پیدا کرے گی۔" ایک امریکی ماہر بشریات مارگریٹ میڈ نے بھی اسی نقطہ نظر کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ "ثقافت اس میں رہنے والے افراد کے کردار اور رویے کو تشکیل دیتی ہے۔" درحقیقت، ثقافت شخصیت کی نشوونما کو فروغ دیتی ہے اور اسے محدود کرتی ہے۔ تاہم، فرد پر ثقافت کے اثرات اس کی قابلیت، اہلیت اور سیکھنے کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ثقافت سے ہٹ کر کسی سے ملتا ہے نتیجے کے طور پر، سفر، ادب، ریڈیو، فلم، ٹیلی ویژن، اخبارات، اور دیگر ذرائع ابلاغ ثقافت سے باہر اثر انداز ہوئے ہیں۔ اس طرح، حیاتیاتی اور سماجی ثقافتی عناصر کسی بھی ثقافت میں ہر فرد کی انفرادیت میں اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

5.7 ثقافت کی خصوصیات (Characteristics of Culture)

اگرچہ ثقافت ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں مختلف ہوتی ہے لیکن کچھ خصوصیات ہیں جو تمام ثقافتوں میں مشترک ہیں جن میں سے کچھ کو مندرجہ ذیل نکات میں دیکھا جا سکتا ہے:

1۔ ۔ ثقافت سیکھی جاتی ہے: جب بچہ کیپیدائش ہوتی ہے تو اسے کسی شئے کا علم نہیں ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ جب وہ بڑا ہونے لگتا ہے تو وہ مختلف سماجی حالات میں اپنے والدین، بہن بھائیوں، ساتھی انسانوں اور معاشرے سے مختلف علم، نظریات، اقدار، اصول، زبان، عادات وغیرہ سیکھتا ہے۔ مثال کے طور پر دیوالی میں پٹاخے جلانا یا بزرگوں کو سلام کرنا یا مسجد میں عبادت کرنا وغیرہ یہ سب ایسے اعمال ہیں جسے بچے نے سماج سے سیکھا ہے گویا کہ بچے پر ثقافت کا بڑا اثر پڑتا ہے خواہ وہ کسی بھی سماج سے تعلق رکھتا ہو۔

2۔ ثقافت کی منتقلی: رواج، روایات، عقائد کا نظام، ممنوعات کی پابندی وغیرہ ایک فرد اپنے والدین سے سیکھتا ہے جو اس کے والدین نے اپنے والدین سے سیکھا ہے۔ اس طرح ثقافت ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی ہے۔

3۔ ثقافت کا اشتراک: ہارٹن اور ہنٹ (Horton and Hunt) کے مطابق ثقافت سے مراد معاشرے کے تمام سماجی طور پر مشترکہ اور سیکھے گئے پہلوؤں کو کہتے ہیں جنہیں اس کے اراکین نے قبول کیا ہے۔ بقا اور موافقت کے مشکل عمل کے ذریعے، انسان نئے طرز عمل کو حاصل کرتا ہے۔ اگر کوئی خاص طرز عمل ان کی زندگی کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے تو یہ سماجی ورثہ کا حصہ بن کر اگلی نسل تک منتقل ہونے کا امکان ہے۔ لہذا، ثقافت، سماجی سیاق و سباق میں ایسی چیز سے مراد ہے جو اجتماعی طور پر مشترک ہے۔ مثال کے طور پر، اخلاقیات، اقدار، اور اس طرح کے دوسرے اصول صرف ایک فرد کی طرف سے پیروی یا قبول نہیں کیے جاتے ہیں بلکہ ایک گروہ یا معاشرے کے اراکین کے درمیان یکساں طور پر شریک ہوتے ہیں۔

4۔ ثقافت مسلسل اور مجموعی: ثقافت ایک جاری اور ترقی پسند رجحان ہے معاشرہ اور ثقافت لازم و ملزوم ہیں۔ وہ بیک وقت ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ انسانوں میں ارتقائی عمل نے ثقافت کو جنم دیا ہے جو اس وقت تک قائم رہے گا جب تک تہذیب قائم رہے گی۔ قدیم زمانے سے انسان مختلف کاموں میں مشغول رہا ہے جیسے کہ بُنائی، چاول کے کھیتوں میں کھیتی باڑی کرنا اور تہوار منانا، اور جب تک تہذیب موجود رہے گی ایسا کرتا رہے گا۔ ثقافت کی قدیم شکل برقرار رہے گی یا نہیں یہ ایک الگ معاملہ ہے۔ ابھرتی ہوئی ضرورت کی وجہ سے لوگ اپنی لوگ اپنی ثقافت کو بدلتے رہتے ہیں۔ بیوہ کی دوبارہ شادی جسے پہلے ہندوستانی معاشرے میں ایک سماج میں ممنوع سمجھا جاتا تھا، اب اسے ممنوع نہیں سمجھا جاتا ہے۔ ثقافت فطرت میں مجموعہ ہے کیونکہ یہ مسلسل ارتقا اور ترقی کرتی ہے۔ پہلے لوگ مٹی اور بانس سے بنے مکانات میں رہتے تھے تاہم فی الحال ان روایتی ڈھانچے کو مضبوط کنکریٹ کی عمارتوں سے بدل دیا گیا ہے۔ مزید برآں، یہ ابھرتی ہوئی ثقافت صرف شہری علاقوں یا کسی مخصوص علاقے تک محدود نہیں ہے۔ اس کے بجائے یہ دیہی علاقوں اور دنیا کے ہر کونے میں پھیل گئی ہے۔

5۔ ثقافت متحرک یا قابل تغیر اور موافقت پذیر ہے: ثقافت متحرک اور لچکدار ہوتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی ہے۔ جیسے جیسے لوگوں کی ضروریات اور خواہشات میں تبدیلی آتی ہے مخصوص ثقافتی طریقوں اور عقائد کو آنے والی نسلوں تک منتقل کیا جاتا ہے وہ بھی تبدیلی سے گزرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والی نسل اپنی ضروریات کی بنیاد پر ثقافت کو اپناتی ہے۔ تبدیلی کا یہ عمل دائمی ہے اور ایک نسل سے دوسری نسل تک اپنے آپ کو جاری رکھتا ہے۔ بہر حال، ثقافت کے بعض عناصر تبدیل نہیں ہوتے، ثقافت کے کچھ بنیادی اور غیر لچکدار اجزاء ہوتے ہیں جنہیں منتقلی کے پورے عمل میں تندہی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

6۔ ثقافت انسانی تخلیق ہے: مالینوسکی (Malinowski) نے کہا کہ، "ثقافت انسانی تخلیق ہے جس کے ذریعے انسان اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے۔" خیالات، اصول، اقدار اور مختلف غیر مادی اشیاء جیسے گاڑیاں، مکانات، سڑک وغیرہ۔ یہ انسانوں نے اپنی ضروریات کو پورا کرنے اور زندگی کو آرام دہ بنانے کے لیے تیار کیا ہے۔

7۔ ثقافت قابل مشاہدہ ہے: ثقافت کو اس کی طبعی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے خاص طور پر مادی ثقافت جیسے کار، مکان، ڈیم وغیرہ۔ جب لوگ اپنے نظریات کو عملی جامہ پہناتے ہیں تو غیر مادی یا مابعد الطبیعیاتی ثقافتیں ابھرتی ہیں۔

8۔ ثقافت خود بخود حاصل ہوتی ہے: خاندان انسانی معاشرے کی سب سے چھوٹی اکائی ہے۔ پیدائش کے بعد بچہ سب سے پہلے خاندان کے افراد، پھر پڑوسیوں اور معاشرے سے رابطہ کرتا ہے۔ ان کے ساتھ اس کی بات چیت اسے غیر شعوری طور پر یا خود بخود ثقافت کو اپنانے کی طرف لے جاتی ہے چاہے وہ پر عزم ہو یا نہ ہو۔

9۔ ثقافت اہم ہے: دنیا بھر میں مختلف قوموں میں ثقافتی تغیرات سے قطع نظر ثقافت مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر انسانی معاشرے میں ایک اہم مقام رکھتی ہے:

- ایک مخصوص جغرافیائی آب و ہوا میں پیدا ہونے والے افراد کو اس آب و ہوا کے مطابق ڈھالنے کے لیے اپنی ثقافت تیار کرنی چاہیے، کیونکہ ایسا کرنے میں ناکامی ان کی بقا کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔
- معاشرہ کئی عوامل جیسے سماجی طبقات، ذاتوں، نسلوں یا مذاہب پر مبنی ہے۔ افراد کو سماجی ذیلی نظام کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ لہٰذا، وہ اپنے آپ کو اس سماجی ذیلی نظام کے مخصوص ثقافتی اصولوں اور طریقوں سے آشنا کرتا ہے تاکہ کامیابی سے ہم آہنگ ہو سکے۔
- بنی نوع انسان ہمیشہ نئی ٹیکنالوجیز اور دریافتوں کے ذریعے اپنے آرام کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ معاشرے کے تمام افراد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان امور کے بارے میں علم رکھتے ہوں تاکہ ان سے استفادہ حاصل کیا جا سکے۔
- ثقافت کے دو اہم اجزاء، یعنی اصول اور اقدار، نہ صرف افراد کی شخصیت کو تشکیل دیتے ہیں بلکہ ان کے طرز عمل کو بھی کنٹرول کرتے ہیں، اس لیے معاشرے میں امن و سکون کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ثقافت کا لوگوں کی شخصیت کی تشکیل اور ان کے طرز عمل کو کنٹرول کرنے میں اہم کردار ہوتا ہے۔

10۔ ثقافت سماجی وراثت ہے: ثقافت کو سماجی وراثت کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے جس کا مطلب ہے کہ سیکھے ہوئے طرز عمل اور رسوم و رواج ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتے ہیں جیسا کہ خصلتیں والدین سے اولاد کو وراثت میں ملتی ہیں۔ یہ عمل اس وقت شروع ہوتا ہے جب ایک شخص میں ایک نئے رویے کا ظہور ان کے بچوں کو منتقل کیا جاتا ہے اگر یہ نئی عادت فائدہ مند یا ساز گار ثابت ہوتی ہے تو یہ آہستہ آہستہ اس کمیونٹی کے مزید افراد میں پھیل جائے گی اور آنے والی نسلوں کو وراثت میں ملے گی۔ ثقافت کی منتقلی بنیادی طور پر والدین سے ان کے بچوں میں ہوتی ہے۔ جب والدین کوئی نیا رویہ اختیار کرتے ہیں، چاہے وہ کام کرنے کا طریقہ ہو یا کوئی مخصوص روایت، وہ اسے اپنے بچوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ اگر بچوں کو یہ نئی عادت فائدہ مند یا پر لطف لگتی ہے تو امکان ہے کہ وہ اسے جاری رکھیں گے اور مستقبل میں اسے اپنی اولاد میں منتقل کریں گے۔ ثقافتی طریقوں کو اپنانے اور منتقل کرنے کا یہ مسلسل چکر وقت

کے ساتھ ساتھ رسوم و روایات کے ارتقا اور تحفظ کا باعث بنتا ہے۔ نتیجے کے طور پر ثقافت سماجی وراثت کی ایک شکل بن جاتی ہے مشترکہ سیکھے ہوئے طرز عمل کے ذریعے نسلوں کو جوڑتی ہے۔ ثقافت کا جوہر عادات کی اس منتقلی میں مضمر ہے جس سے مختلف نسلوں میں ایک کمیونٹی کے اندر تسلسل اور شناخت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ لہذا، ثقافت کو سماجی خصلتوں کی ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقلی کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔

ثقافت کی خصوصیات کثیر جہتی ہیں اور انسانی معاشروں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ایک سیکھے ہوئے اور منتقل ہونے والے رجحان سے لے کر ایک مشترکہ اور مسلسل وجود تک، ثقافت انسانی وجود کے ایک متحرک، موافقت پذیر اور قابل مشاہدہ پہلو کے طور پر کام کرتی ہے۔ یہ ایک انسانی تخلیق ہے جو افراد کی اپنی ضروریات کو پورا کرنے اور اپنی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لیے اجتماعی کوششوں کی عکاسی کرتی ہے۔ جیسا کہ ثقافت بدلتی ہوئی ضروریات کے ساتھ تیار ہوتی ہے یہ قابل تدوین اور موافقت پذیر رہتی ہے ثقافت کے کچھ عناصر نسلوں تک برقرار رہتے ہیں۔ ثقافت کی اہمیت افراد کو اپنے ماحول کے مطابق ڈھالنے، سماجی ذیلی نظاموں کو نیویگیٹ کرنے اور تکنیکی ترقی کو اپنانے میں مدد کرنے کی صلاحیت میں مضمر ہے۔ مزید برآں ثقافت، خاص طور سے اپنے اصول اور اقدار کے اعتبار سے انفرادی شخصیت کی تشکیل اور طرز عمل کو منظم کرنے، معاشرے میں امن وسکون کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ بالآخر، ثقافت سماجی وراثت کی ایک شکل کے طور پر کام کرتی ہے، سیکھے ہوئے طرز عمل کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرتی ہے، جو انسانی ترقی اور سماجی تسلسل کے جوہر کو یکجا کرتی ہے۔

5.8 انسانی زندگی میں ثقافت کی اہمیت (Importance of Culture in Human Life)

ثقافت انسان کے دل کی دھڑکن کی طرح ہے - یہ صرف ایک اضافی چیز نہیں ہے جس کو پاس رکھنے یا نہ رکھنے کا ہم انتخاب کر سکتے ہیں۔ یہ ایک شاندار سجاوٹ یا صرف رنگوں کی چھڑکاؤ نہیں ہے؛ یہ وہی ہے جو ہمیں واقعی انسان بناتی ہے. ثقافت کے بغیر دنیا کا تصور کریں؛ ایسا کوئی انسان نہیں ہو گا۔ ہماری روایات اور عقائد سے لے کر ہم اپنی زندگی کیسے گزارتے ہیں، روحانیت سے لے کر روزمرہ کی اشیاء تک، سب کچھ ثقافت میں شامل ہیں۔ یہ ہماری زندگیوں کو بامعنی بناتی ہے اور ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں دنیا میں کیسے رہنا ہے۔ ہم انسان ثقافت کی تخلیق کرتے ہیں اور ثقافت ہی ہمیں انسان بناتی ہے۔

مذہبی عقیدہ اور اس کا علامتی اظہار تہذیب کا بنیادی پہلو ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم مذہبی شناخت کی اہمیت کو سمجھیں اور بین المذاہب مکالمے کو آگے بڑھانے کے لیے جاری کوششوں سے آگاہ رہیں، جو بنیادی طور پر مختلف ثقافتوں کے درمیان تبادلے پر محیط ہے۔ تیزی سے گلوبلائزڈ معاشرے میں، یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ زندگی گزارنے کا کوئی واحد صحیح طریقہ نہیں ہے، اور نہ ہی ہم زندگی کے کسی بھی طریقے کو غلط قرار دے سکتے ہیں۔ بقائے باہمی کی ضرورت متنوع ثقافتوں اور مذہبی نظاموں کے مطلوبہ بقائے باہمی کو لازمی قرار دیتی

ہے۔اس طرح کی غلطیوں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو غیر ملکی ثقافتوں اور اپنی ثقافتوں سے آشنا کریں۔ دوسری ثقافتوں کے ساتھ بامعنی رابطے میں شامل ہونے کے لیے، یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی ثقافت کے بارے میں ایک جامع سمجھ رکھتے ہوں۔

سچائی، خوبصورتی اور نیکی کے تین لازوال اور ہر جگہ موجود اصول ثقافت کے ساتھ گہرے طور پر منسلک ہیں۔ ثقافت فلسفہ اور مذہب کے ذریعے سچائی تک پہنچنے کے ایک ذریعہ کے طور پر کام کرتی ہے۔ آرٹس کے ذریعے ہماری زندگیوں کو خوبصورتی سے مالا مال کرتی ہے اور دوسروں کے ساتھ تعلق کو فروغ دے کر اور محبت، رواداری اور امن کی اقدار کو فروغ دے کر ہماری اخلاقی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔

5.9 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں ہم نے ثقافت کے تصور، اس کی نوعیت، اقسام، عناصر اور افعال کا مطالعہ کیا۔ ثقافت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط کرتی ہے، جس میں روزمرہ کے رویے، عقائد، اقدار، روایات، فنون، زبان، مذہب، مادی وسائل اور سماجی ادارے شامل ہیں۔ ثقافت سیکھنے، سماجی اور مواصلاتی ہوتی ہے، نسل در نسل منتقل ہوتی ہے اور انسان کو ماحول کے مطابق ڈھالنے، رویوں اور اہداف کی وضاحت کرنے، کیریئر کے انتخاب اور شخصیت کی تشکیل میں مدد دیتی ہے۔ اس اکائی کے بعد طلبہ ثقافت کی تعریف، نوعیت، اقسام، عناصر اور افعال کو واضح طور پر بیان کر سکیں گے۔

5.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- طلباء ثقافت کے معنی، ماخذ اور تاریخی پس منظر بیان کر سکیں گے۔
- طلباء ثقافت کے مادی و غیر مادی اجزاء اور اس کی سماجی نوعیت سمجھ سکیں گے۔
- طلباء ثقافت کی اقسام (انفرادی، قومی، مقامی، یونیورسل، اعلی اور مقبول) کو تمیز کر سکیں گے۔
- طلباء یہ وضاحت کر سکیں گے کہ ثقافت شخصیت کی تشکیل، علم، رویے اور اقدار میں کس طرح کردار ادا کرتی ہے۔
- طلباء ثقافت کے ذریعے بین الثقافتی تفہیم، بقائے باہمی اور آفاقی اقدار کو سمجھ سکیں گے۔

یہ پانچ مختصر نقاط کلاس میں آسانی سے یاد رکھے جا سکتے ہیں۔

5.11 فرہنگ (Glossary)

- ثقافت (Culture): کسی سماج کے افراد کی زندگی کے ہر شعبہ کی سرگرمیاں، ان کے برتاؤ، عقائد واقدار اور حصولیابیاں۔
- معاشرتی اصول (Societal norms): معاشرتی اصول ایسے قائم شدہ ضوابط اور توقعات ہیں جو یہ حکم دیتے ہیں کہ افراد کو ایک مخصوص معاشرے میں کیسے برتاؤ کرنا چاہیے۔ ان اصولوں میں سختی سے نافذ کردہ معیارات اور فوک ویز، جو کہ غیر رسمی طریقے ہیں شامل ہیں۔

- مادی ثقافت(Material culture): مادی ثقافت سے مراد وہ اشیاء ہیں جو کسی خاص معاشرے کے ذریعہ تیار، استعمال یا تبدیل کی جاتی ہیں۔ ان میں اوزار، عمارتیں، کپڑے اور تکنیکی آلات شامل ہیں۔
- غیر مادی ثقافت(Non-material culture): غیر مادی ثقافت سے مراد ثقافت کے تجریدی عناصر بشمول عقائد، اقدار، اصول، زبان، علامتیں، رسومات اور نظریات۔
- سماجی وراثت(Social heredity): سماجی وراثت سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے سیکھے ہوئے طرز عمل اور ثقافتی روایات معاشرے میں ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی ہیں۔
- Symbolism: علامت سے مراد کسی خاص ثقافتی گروہ کے اندر چیزوں، اشاروں کو اہمیت دینے کا عمل ہے۔
- Adaptation: موافقت سے مراد بیرونی اثرات اور ماحولیاتی حالات میں تہذیبوں کی بتدریج ایڈجسٹمنٹ ہے۔
- انضمام(Integration): انضمام سے مراد ایک ثقافت میں مختلف عناصر کا باہمی ربط اور ہم آہنگی، اس کے مجموعی اتحاد اور فعالیت میں معاون ہے۔
- باہمی انحصار(Interdependence): باہمی انحصار سے مراد ثقافت اور معاشرے کے درمیان باہمی انحصار اور تعامل ہے، جہاں ثقافت سماجی رویے کو متاثر کرتی ہے اور اس کے برعکس سماجی رویے ثقافت کو متاثر کرتے ہیں۔

5.12 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ لفظ ثقافت(Culture) اپنے مفہوم کے لحاظ سے ایک__________ لفظ ہے۔

(a) جامع(Comprehensive) (b) محدود(Limited)

(c) اختلافی(Controversial) (d) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ ہر سماج کی اپنی مخصوص__________ ہوتی ہے۔

(a) ثقافت (b) جغرافیائی صورت حال (c) زمین (d) وراثت

3۔ __________ مضمون میں ثقافت کا تفصیلی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

(a) جغرافیہ(Geography) (b) شہریت(Civics)

(c) طبیعیات(Physics) (d) سماجیات(Sociology)

4۔ ثقافت میں انسانوں کی__________ تہذیبیں شامل ہیں۔

(a) صرف مادی (b) صرف غیر مادی (c) مادی اور غیر مادی دونوں (d) نہ مادی اور نہ غیر مادی

5۔ ہماری فکر اور ہمارا عمل دونوں ہی ہماری__________ اٹوٹ حصہ ہیں۔

(a)تعریف (b)ثقافت (c)تہذیب (d)وراثت

6۔ ثقافت سماجی میل جول اور ایک دوسرے کی__________کا نتیجہ ہوتی ہے۔

(a)حرص (b)تقلید (c)تنقید (d) غیبت

7۔ جب مختلف ثقافتیں ایک دوسرے کے ربط میں آتی ہیں تو ایک دوسرے کو__________کرتی ہیں۔

(a)برباد (b)متاثر (c)مرعوب (d)ختم

8۔ ہندوستانی ثقافت کی پہچان کثرت میں__________ہے۔

(a)کثرت (b)نفع بخشی (c)وحدت (d)کشمکش

9۔ ثقافت__________کا مجموعہ ہے ؟

(a)قوانین و اصول اور عقائد (b)احساسات، جذبات و نظریات (c)رسوم ورواج اور رویات (d)یہ سبھی

10۔ ثقافت انسان کی ایک منفرد ملکیت ہے جو اسے خاص طور سے__________سے جدا کرتی ہے۔

(a)حیوانات (b)جمادات (c)نباتات (d)جمالیات

11۔ فطری ماحول کے ساتھ ساتھ ثقافتی ماحول میں پیدا ہونے والی مخلوق__________ہے۔

(a)انسان (b)جانور (c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

12۔ ثقافت کا تعلق__________سے ہوتا ہے

(a)خارجی / بیرونی (b)داخلی / باطنی (c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

13۔ __________مادی ثقافت کی مثال ہے۔

(a)لباس زیب تن کرنا (b) قوانین و اصول (c)عقائد (d)خیالات اور نظریات

14۔ __________ثقافت کی خصوصیت ہے۔

(a)یکجہتی (b)کثیر جہتی (c)دو جہتی (d)ان میں سے کوئی نہیں

15۔ __________انسانی معاشرے کی سب سے چھوٹی اکائی ہے۔

(a)پڑوسی (b)خاندان (c)محلہ (d)یہ سبھی

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ ثقافت کی تعریفات کسی دو ماہرین کے حوالے سے پیش کیجیے۔

2۔ ثقافت کی کوئی دو خصوصیات بیان کریں؟

3۔ ثقافت کی منتقلی کی وضاحت کریں۔

4۔ تہذیب اور ثقافت کے مابین فرق کو واضح کریں۔

5۔ آفاقی اور علاقائی ثقافت پر روشنی ڈالیں۔

6۔ ثقافت سماجی وراثت ہے وضاحت کیجیے؟

7۔ مشترکہ سماج میں ثقافت کا اشتراک کیسے ہوتا ہے معہ مثال قلم بند کریں۔

8۔ شخصیت اور بہترین سماج کی تعمیر میں ثقافت کے رول کا تفصیلی جائزہ لیجئے۔

9۔ ثقافت کے کسی تین عناصر پر روشنی ڈالیں۔

10۔ ثقافت کی ترویج و اشاعت میں مواصلات کے کردار پر روشنی ڈالیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ثقافت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کی تعریفات بیان کریں ؟

2۔ ثقافت کی اہم خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

3۔ مادی اور غیر مادی ثقافت کی معہ مثال وضاحت کرتے ہوئے ثقافت کی تبدیلی کا مختصر جائزہ لیں۔

4۔ رویہ اقتدار اور اہداف سے اپ کیا سمجھتے ہیں تحریر کریں۔

5۔ ثقافت کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

5.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

1۔ Apple, M.W. (1982). Cultural and Economics Reproduction in Education, London: Rutledge & Kegan Paul.

2۔ Arulsamy S. (2014), Philosophical and Sociological Perspectives on Education, Hyderabad, Neelkamal

3۔ Ballantine, Jeanne (1993). The Sociology of Education: A systematic Analysis, Englewood Cliff. New Jersy: Prentice Hall.

4۔ Bilton, Tony, et at. (1987). Introductory Sociology, London: MacMillan.

5. Chaube S.P. and Akhilesh (1981), "Philosophical and Sociological Foundation of Education". Agra: Vinod Pustak Mandir
6. Durkheim, E. (1956). Education and Sociology, New York: The Free Press.
7. Giddens, Anthonu. (1990). Sociology, Cambridge: Polity Press.
8. Gross, Neal. (1960). 'The Sociology of Education', in Morton, R. (Ed.) Sociology Today: Problems and Prospects, USA: Basic Books.
9. Latchanna, Foundation of Education, Hyderabad, Neelkamal Publication
10. Majumdar, D.N. (1990). Races & Cultures of India. New Delhi, India: Kalyani Publishers.
11. Mathur, S.S. (9th Ed.) (1992). A Sociological Approach to Indian Education, Agra: Vinod Pustak Mandir. Shankar Rao (2004) Sociology of Indian Society, New Delhi: S. Chand & Company.
12. Ramesh G. () Philosophical Foundation of Education, Hyderabad, Neelkamal Publication
13. Sawaroop Saxena, N.R. Shikha Chaturvedi (2009), Education in Emerging Indian Society, Meerut: R. Lal Book Depot
14. Shankar Rao (2006) Principles of Sociology with an Introduction to Social Thought, New Delhi: S. Chand & Company.
15. Shankar U. (1991). Sociology of Education for Modern India, New Delhi: Enkay Publishers Private Limited.
16. Yogesh Kumar Singh(2009), Sociological Foundations of Education, New Delhi: All Publishing Corporation

اکائی 6۔ ثقافت کی جہتیں، ثقافتی تعطل، ثقافتی تکثیریت

(Dimensions of Culture, Cultural Lag and Cultural Pluralism)*

اکائی کے اجزاء

6.0 تمہید (Introduction)

6.1 مقاصد (Objectives)

6.2 ثقافت کی جہتیں (Dimensions of Culture)

6.2.1 ثقافت کی وقوفی / علمی جہت (Cognitive Dimension of Culture)

6.2.2 ثقافت کی معیاری جہت (Normative Dimension of Culture)

6.2.3 ثقافت کی مادی جہت (Material Dimension of Culture)

6.3 ثقافتی جہتوں کی درجہ بندی (Classification of Dimensions of Culture)

6.4 ثقافتی تعطل (Cultural Lag)

6.4.1 ثقافتی تعطل کا تصور (Concept of Cultural Lag)

6.4.2 اوگبرن کا ثقافتی تعطل کا نظریہ (Ogburn's Theory of Cultural Lag)

6.4.3 ثقافتی تعطل کی وجوہات (Causes of Cultural Lag)

6.4.4 تعلیم اور ثقافتی تعطل (Education and Cultural Lag)

6.5 ثقافتی تکثیریت (Cultural Pluralism)

6.6 خلاصہ (Summary)

6.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

6.8 فرہنگ (Glossary)

6.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

6.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

6.0 تمہید(Introduction)

پچھلی اکائی میں ہم نے ثقافت کے معنی، تصور، عناصر اور خصوصیات پر بحث کی اور ہم نے انسانی زندگی میں ثقافت کی اہمیت سے بھی واقفیت حاصل کی ہے۔ اس اکائی میں ہم ثقافتی جہتوں کی وضاحت ، ثقافتی جہتوں کی درجہ بندی، ثقافتی تکثیریت اور ثقافتی تعطل کے ساتھ ساتھ ثقافتی تعطل کے لیے ذمہ دار عوامل کو بھی سمجھیں گے۔

6.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ثقافتی جہتوں کی وضاحت اور فرق کر سکیں۔
- مختلف ثقافتی جہتوں کے درمیان روابط کی وضاحت کر سکیں۔
- ثقافتی تعطل کی وضاحت کر سکیں اور ثقافتی تعطل کی وجوہات پر تبادلہ خیال کر سکیں۔
- ثقافتی تکثیریت کے معنی بیان کر سکیں۔

6.2 ثقافت کی جہتیں(Dimensions of Culture)

معاشرے کی طرح، ثقافت ایک اصطلاح ہے جو بعض اوقات مبہم طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اکثر ثقافت کی اصطلاح کو کلاسیکل موسیقی، رقص کی شکلوں، پینٹنگ وغیرہ میں بہتر ذوق و لطف حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بہتر ذوق و لطف لوگوں کو غیر مہذب لوگوں سے ممتاز کرنے کے لیے سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ماہرینِ سماجیات ثقافت کو ایسی اصطلاح میں استعمال نہیں کرتے جو افراد کو ممتاز کرتی ہے بلکہ ایک طرزِ زندگی کے طور پر دیکھتے ہیں جس میں معاشرے کے تمام افراد شریک ہوتے ہیں۔

ثقافت کے پہلوؤں کی بات کی جائے تو ماہرینِ سماجیات نے ثقافت کو تین اہم لیکن وسیع جہتوں میں تقسیم کیا ہے:

ثقافت کی تین جہتیں(Three Dimensions of Culture):

i) **وقوفی / علمی جہت(Cognitive Dimension):** اس سے مراد یہ ہے کہ ہم جو کچھ سنتے یا دیکھتے ہیں اس پر عمل کرنا سیکھتے ہیں تا کہ اس کا مفہوم معلوم ہو۔

ii) **معیاری جہت(Normative Dimension):** اس سے مراد طرزِ عمل کے وہ معیارات ہیں جن پر سماج عمل کرتا ہے، جیسے دوسروں کے خطوط یا ای۔ میل نہ کھولنا وغیرہ۔

iii) **مادی جہت(Material Dimension):** اس میں وہ تمام سرگرمیاں شامل ہیں جو مادی اشیاء کے ذریعے ممکن ہوتی ہیں، جیسے اوزار یا مشینوں کا استعمال۔ مثال کے طور پر: انٹرنیٹ پر چیٹنگ وغیرہ۔

6.2.1 ثقافت کی وقوفی / علمی جہت(Cognitive Dimension of Culture)

کسی کی اپنی ثقافت کے علمی حصوں کی شناخت اس کے مادی پہلوؤں (طبعی، مرئی، یا سمعی) اور معیاری پہلوؤں (واضح طور پر بیان کردہ) سے زیادہ مشکل ہے۔ ادراک وہ عمل ہے جس کے ذریعے ہم اپنے ارد گرد سے موصول ہونے والی تمام معلومات کو سمجھتے اور ان کی تشریح کرتے ہیں۔ خواندہ معاشروں میں خیالات کو کتابوں اور دستاویزات میں ریکارڈ کیا جاتا ہے اور لائبریریوں، تنظیموں یا آرکائیوز میں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ تاہم، غیر خواندہ معاشروں میں، افسانے یا داستانیں یادداشت کی پابند ہوتی ہیں اور زبانی طور پر منتقل کر دی جاتی ہیں۔ ان کمیونٹیز میں خاص لوگ ہوتے ہیں جو اہم اوقات جیسے تقریبات یا تہواروں کے دوران ان کہانیوں کو یاد رکھنے اور سنانے کے ماہر ہوتے ہیں۔

آیئے دیکھیں تحریر آرٹ کے فروغ اور استعمال پر کیسے اثر انداز ہو سکتی ہے۔ والٹر اونگ نے اپنی بااثر کتاب Orality and Literacy (1971) میں ایک مطالعے کا حوالہ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ تقریباً 3,000 موجودہ زبانوں میں سے صرف 78 زبانوں کے پاس ادب ہے۔ اونگ تجویز کرتا ہے کہ جو مواد تحریر نہیں کیا گیا ہے اس میں کچھ مخصوص خصوصیات ہوتی ہیں، مثلاً آسانی سے یاد رکھنے کے لیے الفاظ کی بہت زیادہ تکرار، اور غیر مانوس ثقافت کے تحریری متن کے قارئین کے مقابلے میں زبانی بیانیہ کے سامعین میں مواد و متن کو قبول کرنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ جب تحریریں لکھی جاتی ہیں تو وہ مزید وسیع ہو جاتی ہیں۔

ہندوستانی معاشروں میں خواندگی کو ہمیشہ ایک ایسا اعزاز سمجھا جاتا ہے جو زیادہ مراعات یافتہ لوگوں کے لیے مخصوص ہے۔ یہ سوال کہ خواندگی کو ان لوگوں کی زندگیوں سے کس طرح متعلقہ بنایا جا سکتا ہے جن کے خاندان کبھی اسکول نہیں گئے، ایک ایسا موضوع ہے جس پر سماجی تحقیق میں اکثر مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایسے تبصرے ہو سکتے ہیں جن کی توقع نہیں کی جاتی، جیسے کہ ایک سبزی فروش سے جس نے استفسار کیا کہ اسے حروفِ تہجی جاننے کی ضرورت کیوں ہے کیونکہ وہ ذہنی طور پر حساب لگا سکتا ہے کہ اس کے صارفین اس پر کیا واجب الادا ہیں؟

عصرِ حاضر میں ہمارے پاس ریکارڈ رکھنے کے بہت سے طریقے ہیں جیسے لکھنا، آوازیں ریکارڈ کرنا، اور ویڈیوز بنانا۔ لیکن جب ہندوستانی کلاسیکی موسیقی سیکھنے کی بات آتی ہے تو طلباء کو اکثر کہا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ سیکھتے ہیں اسے نہ لکھیں بلکہ اسے یاد رکھیں۔ ہم واقعی یہ نہیں سمجھتے کہ ٹی وی، انٹرنیٹ، اور تیز سرفنگ جیسی چیزیں ہم پر کیسے اثر انداز ہوتی ہیں۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ یہ نئی ایجادات ہماری توجہ مرکوز کرنے کی صلاحیت اور ہمارے علمی ثقافت پر اثر انداز ہوتی ہیں؟

6.2.2 ثقافت کی معیاری جہت(Normative Dimensions of Culture)

اس سے مراد طرز عمل کے معیارات ہیں. جیسے دوسروں سے خط یا ای- میل نہ کھولنا۔ معیاری جہت folkways, mores، رسم و رواج، کنونشنز اور قوانین شامل ہیں۔ یہ وہ اصول یا معیار ہیں جو مختلف حالات میں ہمارے سماجی طرز عمل کو کنٹرول کرتے ہیں۔ سوشلائزیشن کے نتیجے میں ہم عام طور پر معاشرتی اصولوں کی پابندی کرتے ہیں ۔ ہر سماجی معمول کے ساتھ سزائیں ہوتی ہیں جو ان اصولوں کی پابندی کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

معیارات norms مضمر اصول ہیں اور قوانینlaws واضح اصول ہیں۔ پیری بورڈیوPierre Bourdieu ، فرانسیسی ماہر عمرانیات نے مختلف ثقافت کے معیارات norms کو سمجھنے کی کوشش کرتے وقت مضمر تفہیم کے وجود کو تسلیم کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اسے دی گئی کسی چیز کے لیے شکرگزار ہونا چاہتا ہے تو اسے فوری طور پر واپسی کا تحفہ پیش کرنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ اسے خیر سگالی کے حقیقی عمل کے بجائے کسی ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

قانون law ایک رسمی منظوری ہے جسے حکومت نے ایک rule or principle کے طور پر بیان کیا ہے جس پر اس کے شہریوں کو عمل کرنا چاہیے۔ قوانین واضح ہوتےہیں جن کا پورے معاشرے پر اطلاق ہوتا ہے۔ اور قانون کی خلاف ورزی جرمانے اور سزا کا باعث بنتی ہے۔مثال کے طور پر اگر آپ کے گھر میں بچوں کو غروب شمس کے بعد باہر رہنے کی اجازت نہیں ہے تو یہ ایک اصول ہے۔ یہ آپ کے خاندان کے لیے مخصوص ہے اور یہ ضروری نہیں کے اس کا اطلاق تمام خاندانوں پر ہو۔ تاہم اگر آپ کسی اور کے گھر سے کچھ قیمتی شیے چوری کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں تو آپ نے نجی جائیداد کے عالمی طور پر منظور شدہ قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور سزا کے طور پر مقدمے کے بعد آپ کو جیل بھیجا جا سکتا ہے۔

قوانین، مناسب طرزعمل کی سب سے زیادہ سرکاری وضاحت کے طور پر کام کرتے ہیں ریاست قوانین بناتی ہیں ۔ اگرچہ مختلف تعلیمی ادارے اپنے شاگردوں کے لیے الگ معیار norms بنا سکتے ہیں لیکن قوانین ان تمام افراد پر لاگو ہوں گے جو حکومت کے اختیارات کو تسلیم کرتے ہیں۔ قوانین کے برعکس، معیار normکسی کی سماجی حیثیت کی بنیاد پر مختلف ہو سکتے ہیں۔ معاشرے کے مروجہ طبقات مروجہ معیارات کی پاسداری کرتے ہیں۔ اکثر یہ معیارات امتیازی سلوک کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایسے norms جو دلتوں کو ایک ہی ذرائع یا برتن سے پانی پینے کی اجازت نہیں دیتے تھے یا خواتین کو عوامی مقامات پر آزادانہ نقل و حرکت سے ممانعت۔

لہذا ثقافت کے معیاری پہلو میں استعمال ہونے والی عام اصطلاحات کی ذیل میں درجہ بندی کی گئی ہے۔

معیار(Norm):سماجیات میں، ہم اکثر'معیار'Normکی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ معیارات مخصوص ثقافتی توقعات ہیں کہ کسی مخصوص صورتحال میں کیسے برتاؤ کیا جائے۔ ثقافتی معیارات باہمی طور پر قبول شدہ معیارات اور ضوابط ہیں جو معاشرے میں افراد کے طرز عمل کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ثقافتی اصول مختلف معاشروں میں تغیرات کو ظاہر کرتے ہیں اس طرح ایک ثقافت میں کچھ طرز عمل کو معیاری قرار دیتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ دوسرے معاشرے میں بھی اس کو معیاری قرار دیا جائے ۔ مثال کے طور پر، ریاستہائے متحدہ میں، دوسروں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے بلاتعطل بصری رابطے کو برقرار رکھنے کا رواج ہے، اور اکثر مخاطب شخص کی طرف سے نظریں ہٹانا غیر مہذب سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں، بات چیت کے

دوران آنکھ سے رابطہ کرنے سے گریز کو شائستگی اور احترام کا اشارہ سمجھا جاتا ہے، جب کہ براہ راست آنکھ سے رابطہ کرنے کو غیر اخلاقی سمجھا جاتا ہے۔

سماجیات میں معیارات رویے کے ایسے ضوابط ہیں جو مخصوص سماجی حالات میں قابل قبول رویے کا حکم دیتے ہیں۔ایک معیار یا تو کسی خاص قسم کے رویے کی اجازت دیتا ہے یا اسے ممنوع قرار دے سکتا ہے۔ ہر انسانی معاشرہ مخصوص قوانین کی پابندی کرتا ہے جو مسلسل مختلف قسم کی سزاؤں کے ذریعے نافذ کیے جاتے ہیں جن میں غیر رسمی نامنظوری سے لے کر جسمانی سزا یا پھانسی تک شامل ہیں۔ ماہرین عمرانیات عام طور پر اصولوں کو چار بنیادی اقسام میں درجہ بندی کرتے ہیں: folkways، mores، taboos اور قوانین ۔

Folkways: سماجیات میں فوک ویزروزمرہ کے روابط و تعاملات کے معیار ہیں۔ جس میں مختلف حالات میں لوگوں سے کیسے پیش آنا اور مناسب لباس زیب تن کرنے کے متعلق تصورات شامل ہیں۔ مختصراً 'مورز' mores صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرتے ہیں جبکہ لوک ویز folkways صحیح اور بدتمیزی کے درمیان ایک لکیر کھینچتے ہیں'۔ مورز mores اور لوک ویز folkwaysدونوں اصطلاحات کو ولیم گراہم سمنر نے 1906 میں وضع کی تھیں۔

لہذا، فوک ویز کو اکثر' رسم و رواج Custom کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ طرز عمل کے وہ اصول ہیں جو سماجی طور پر قبول کیے جاتے ہیں لیکن لیکن اخلاقی طور پر غیر معمولی طرز عمل ہیں۔ یہ طرز عمل کے قبول شدہ معیار ہیں جن پر افراد سہولت یا روایت کی وجہ سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔ فوک وے سے انحراف عام طور پر اہم نتائج کا نتیجہ نہیں ہوتا ہے۔ فوک ویز ثقافتی اظہار جیسے روایتی لباس اور غذائی عادات پر مشتمل ہے۔ ڈھیلا ڈھالا لباس پہننا ہندوستان میں خواتین کا ایک رواج ہے۔ تاہم، اگر کوئی انتہائی تنگ قمیض شلوار پہننے کا انتخاب کرتا ہے تو وہ اس رواج سے انحراف کر رہے ہوں گے لیکن کوئی قانونی سزا نہیں دی جائے گی۔ فوک ویز ایک سماجی نظام میں معیارات کا ایک مجموعہ ہیں جو وسیع پیمانے پر قبول شدہ طریقوں اور عادات کو منظم کرتے ہیں جو روزمرہ معاملات کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ جب دوسرے معیارات سے موازنہ کیا جائے تو،لوک ویز میں عام طور پر رویے اور ظاہری شکل سے متعلق معمولی مسائل ہوتے ہیں اور اس کے سنگین نتائج نہیں ہوتے ہیں۔

Mores: اصطلاح "mores" لاطینی لفظ "mōrēs" سے سے ماخوذ ہےجو گرائمر کے لحاظ سے جمع ہے اور اس مراد" رویے " ہے۔ ولیم گراہم سمنر (1910-1840) جو ایک اہم امریکی ماہر عمرانیات نے ہماری زندگیوں میں مختلف معیارات کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ سمنر نے وسیع پیمانے پر عمل کیے جانے والے معیارات کو بیان کرنے کے لیے" مورز " mores کی اصطلاح متعارف کرائی جو اہم اخلاقی قدر رکھتے ہیں۔ مورز معاشرے کی ممنوعات کے لیے سخت ناپسندیدگی کا احاطہ کرتے ہیں جیسے کہ بے حیائی وغیرہ۔ لہٰذا، معاشرے کے اصول اور رسم و رواج ایسے قوانین بنانے کے لیے بنیاد کا کام کرتے ہیں جو ان کے ثقافتی ممنوعات کو روکتے ہیں۔

Moresمورز سخت معیارات ہیں جو اخلاقی اور اخلاقی طرز عمل کو منظم کرتے ہیں۔ مورس معاشرتی اصول ہیں جو اخلاقی طور پر صحیح یا غیر اخلاقی سمجھے جانے والے واضح وضاحتوں پر مبنی ہیں۔ مورس لوک ویز کے مقابلے میں زیادہ اخلاقی اہمیت کے مالک ہیں۔ افراد اصولوں پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی عام طور پر ناپسندیدگی کی باعث بنتی ہے۔ مذہبی عقائد اس کی مثال ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی فرد کسی بھی خاندانی اجتماع میں بے ڈھنگے، غیر معیاری لباس میں شریک ہوتا ہے تو وہ اس معاشرے کے افراد کی اکثریت کے لیے تکلیف کا باعث بنے گا اور اخلاقی بے راہ روی کا سامنا کرے گا۔ اسے اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزی سمجھا جا سکتا ہے۔

مورس اصولوں کا ایک مجموعہ ہے جو انسانی عمل میں اخلاقی طور پر صحیح یا غلط کے بنیادی تصورات کو بیان کرتے ہیں۔ مورز عام طور پر قانونی ضوابط کے طور پر سخت سزاؤں کے ساتھ نافذ کیا جاتا ہے، جیسے کہ قید یا سماجی اخراج ۔ سماجیاتی نقطہ نظر کے مطابق اخلاقی رویہ چار بنیادی خصوصیات پر مشتمل ہے :

- اس کا بنیادی مقصد کبھی بھی فرد کی خود غرضی نہیں ہے۔
- اس میں ایک کمانڈنگ کوالٹی ہے جو ہر ایک کو صحیح کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔اسے پرکشش سمجھا جاتا ہے اور یہ کسی حد تک اطمینان اور خوشی فراہم کرتا ہے۔
- اچھے اعمال کو واقعی اہم اور اس کا اختیار انسانی کنٹرول سے باہر سمجھا جاتا ہے۔

ممنوعات(taboos): Tabooممنوع ایک سماجی معیار ہے جو معاشرے میں اتنا گہرا ہے کہ اس کی کوئی بھی خلاف ورزی شدید نفرت کے احساس کا باعث بنتی ہے۔ اکثر ممنوع کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو اس مخصوص معاشرے میں رہنے کے لیے نا مناسب سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، مسلم ثقافت کے اندر، خنزیر کے گوشت کا استعمال ممنوع سمجھا جاتا ہے۔ زیادہ تر ممالک میں، بے حیائی اور کینبلزم کو سنگین ممنوع سمجھا جاتا ہے۔

قوانین: قانون ایک ضابطہ اخلاق ہے جو ایک مجاز قانون نافذ کرنے والے ادارے کے ذریعہ دستاویزی اور نافذ کیا جاتا ہے۔ نشے کی حالت میں موٹر گاڑی چلانا، چوری، قتل، اور کسی دوسرے شخص کی جائیداد میں غیر مجاز داخلہ وغیرہ قانونی خلاف ورزیوں کی مثالیں ہیں۔قانون کی خلاف ورزی کرنے والے شخص پر جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے یا جیل بھیجا جا سکتا ہے۔

6.2.3 ثقافت کی مادی جہت(Material Dimension of Culture)

مادی جہت سے مراد آلات، ٹیکنالوجی، مشینیں، عمارتیں اور نقل و حمل کے ذرائع کے ساتھ ساتھ پیداوار اور مواصلات کے آلات ہیں۔

یہ ممکن ہے کہ ہم بحیثیت فرد یہ محسوس کر چکے ہوں کہ مادی ثقافت کے بارے میں ہماری سمجھ، خاص طور پر آرٹ، علمی اور معیاری شعبوں سے حاصل کیے گئے علم کے بغیر ناکافی ہے۔ درحقیقت، سماجی عمل کی ہماری ابھرتی ہوئی سمجھ

ان تمام ڈومینز پر منحصر ہوگی۔ تاہم، ایک ایسی کمیونٹی میں جہاں صرف چند افراد ہی پڑھنے کی علمی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں یہ واقعی معمول بن جاتا ہے کہ نجی پیغامات کو مطلوبہ وصول کنندہ کے علاوہ کسی اور کے ذریعے بلند آواز سے پڑھا جائے۔

مادی پہلو بہت سے آلات جیسے اوزار، ٹیکنالوجی، مشینری، عمارتیں، نقل و حمل کے طریقوں، اور پیداوار اور مواصلات کے آلات پر محیط ہے۔ میٹروپولیٹن علاقوں میں موبائل فونز، میوزک سسٹمز، آٹوموبائلز، بسوں، آٹومیٹڈ ٹیلر مشینوں) اے ٹی ایم (اور کمپیوٹرز کا عام استعمال ٹیکنالوجی پر انحصار کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دور دراز علاقوں میں آبپاشی کے لیے سطح کے نیچے سے پانی نکالنے کے لیے نقل و حمل، ٹرانزسٹروں یا موٹر پمپوں کا استعمال زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لیے تکنیکی آلات کے شمولیت کو ظاہر کرتا ہے۔

مجموعی طور پر ثقافت کی دو بنیادی جہتیں ہیں :مادی اور غیر مادی۔ اگرچہ علمی اور معیاری پہلو غیر مادی ہیں مادی جہت پیداوار کو بڑھانے اور معیار زندگی کو بڑھانے کے لیے بہت اہم ہے۔ ثقافت کے مربوط کام کے لیے مادی اور غیر مادی جہتوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ لیکن جب مادی یا تکنیکی جہتیں تیزی سے بدلتی ہیں تو غیر مادی پہلو اقدار اور معیارات کے لحاظ سے پیچھے رہ سکتے ہیں۔ جب غیر مادی جہتیں ٹیکنالوجی کی ترقی سے مطابقت نہیں رکھتیں تو یہ ثقافتی تعطل کی صورت حال کو جنم دے سکتا ہے ۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
خالی جگہوں کو پر کیجیے۔ 1۔ ماہرین سماجیات نے ثقافت کو ________________ جہتوں میں تقسیم کیا ہے۔ 2۔ والٹر اونگ کی کتاب کا نام __________________________ ہے۔ 3۔ Mores ___________زبان سے ماخوذ ہے جس کے معنی ___________ ہے۔ 4۔ Moresاور folkways ان دونوں اصطلاحات کو__________ نے _________ ء میں پیش کیا گیا ۔ 5۔ Folkwaysکو اکثر______________ کہا جاتا ہے۔

6.3 ثقافتی جہتوں کی درجہ بندی(Classification of Dimensions of Culture)

ثقافت کے جہتوں کو مختصراً درج ذیل عنوانات کے تحت درجہ بندی کیا جا سکتا ہے۔

گروپ کے رویے کے پیٹرنز(Group Behaviour Patterns)

- Folkways — Customs
- Laws — Beliefs

- Sanctions		Myths
- Norms		Mores
- Traditions		Stereotypes
- Legends		Fashions

ادب(Literature)

- Language
- Drama
- Poetry
- Prose
- Story

آرٹ اور اس کے مختلف پہلو(Art and its Various Aspects)

- Music
- Sculpture
- Photography
- Dance
- Painting
- Architecture

مذہب(Religion)

- Worship
- Ritual
- Sacrifice
- Collective Prayer

اخلاقیات(Ethics)

- Noble Acts
- Personality

تعلیمی اور تفریحی ادارے(Educational and Recreational Institutions)

- Library
- Museum
- Club
- Cinema
- Theatre

سماجی، اقتصادی اور سیاسی ادارے(Socio-Economic and Political Institutions)

- Community Hall
- Parliament
- Assembly
- complex
- Secretariat
- AG's Office
- Labour House

تجارت اور صنعت(Commerce and Industry)

- Market
- Workshops
- Factory

6.4 ثقافتی تعطل(Cultural Lag)

ثقافت متحرک ہےجو وقت کے ساتھ ساتھ ثقافت میں تبدیلی اور ترقی سے گزرتی ہے۔ ثقافت کی نشوونما ایک مسلسل و جاری عمل ہے اور اس عمل میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ثقافت کے مادی اور غیر مادی دونوں پہلوؤں کو ہم آہنگ کیا جانا چاہیے ۔ لیکن یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ثقافت کے مختلف پہلوؤں میں تبدیلی کی شرح اور سمت یکساں نہیں ہے۔ مادی ثقافت غیر مادی ثقافت کے مقابلے میں تیزی سے تبدیل ہوتی ہے۔ مادی ثقافت سے مراد ثقافت کے وہ تمام طبعی یا ٹھوس پہلو ہیں جیسے کہ ٹیکنالوجیز، عمارتیں، سڑکیں، آٹوموبائل وغیرہ جو انسانوں نے اپنی بقا اور اپنی زندگی میں آسانی اور معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے تخلیق کی ہیں۔ غیر مادی ثقافت میں تجریدی چیزیں شامل ہیں جیسے اخلاق، اقدار، اصول، روایات، نظریات وغیرہ ہیں۔ ثقافت کے ان دو عناصر کی متضاد نوعیت معاشرے میں بد نظمی کا باعث بنتی ہے جسے ماہرین

سماجیات ثقافتی تعطل کہتے ہیں۔ یہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ تمام سماجی خلفشار اور سماجی روکاوٹیں کم و بیش ثقافتی تعطل کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

لفظ' لاگ 'lag معذور / اپاہج یا سست حرکت کو ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا ثقافتی تعطل کا مطلب ہے ثقافت کے ایک پہلو کا دوسرے سے پیچھے رہے جانا۔ مثال کے طور پر اگر ثقافت کےمادی یا غیر مادی پہلو ایک دوسرے سے پیچھے رہے جاتے ہیں تو یہ ثقافتی تعطل کہلاتا ہے ۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مادی ثقافت غیر مادی ثقافت کے مقابلے میں تیزی سے ترقی کرتی ہے۔

6.4.1 ثقافتی تعطل کا تصور(Concept of Cultural Lag)

ثقافتی تعطل کا تصور سب سے پہلے ولیمز ایف اوگبرن Williams F. Ogburn نے 1922 میں اپنی تصنیف' سماجی تبدیلی 'Social Change میں پیش کیا تھا۔ ان کے مطابق ثقافتی تعطل ایک عام سماجی واقعہ ہے مادی ثقافت کی تیزی سے ترقی اور تبدیلی کے نتیجہ میں واقع ہوتا طرف ہے۔ جبکہ غیر مادی ثقافت تیز رفتار تبدیلی کے خلاف مزاحمت کرتی ہے اور نمایاں طور پر طویل مدت تک جمود کا شکار رہتی ہے۔ ۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ٹیکنالوجی اور ایجادات جیسی مادی ثقافت میں ہونے والی تبدیلیوں کا براہ راست اثر غیرمادی ثقافت پر پڑتا ہے جس میں ہمارے خیالات، اقدار، اصولوں، رسوم و رواج، عقائد، قوانین اور سماجی انتظامات شامل ہیں۔ اس عمل میں ہماری غیر مادی ثقافت میں تبدیلیاں ہمیشہ مادی ثقافت میں ہونے والی تبدیلیوں سے پیچھے رہ جاتی ہیں اور اس کے نتیجے میں متعدد سماجی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جب غیر مادی ثقافت نئے مادی حالات کے مطابق تبدیل ہونے کی جدوجہد کر رہی ہوتی ہے اسے ثقافتی تعطل کہا جاتا ہے۔ سادہ الفاظ میں ثقافتی تعطل وہ سماجی حالت یا مظاہر ہے جو اس وقت رونما ہوتا ہے جب مادی ثقافت کی شرح غیر مادی ثقافت کے مقابلے میں تیزی سے تبدیل ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں سماج میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص چائنا ویئر استعمال کرتا ہے لیکن اسے صاف کرنے کے لیے وہ ریت یا چولہا کی راکھ استعمال کرتا ہے۔ مزید ثقافتی تعطل کے تصور کو واضح کرنے کے لیے ہم یہ مثال دے سکتے ہیں کہ کسی بیماری یا حادثے کی وجہ سے بعض مرتبہ میڈیکل سائنس کسی شخص کے عضو (Organ) کو بدلنے کی سفارش کرتی ہے۔ لیکن آج بھی بعض ثقافتی گروہ (Cultural Groups) اس پر آمادہ نہیں ہوتے اور شدید نقصان برداشت کرنے کے باوجود پیش قدمی کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ یہی ان کا ثقافتی تعطل (Cultural Lag) ہے۔ جیمز ڈبلیو ووڈورڈJames W. Woodward کا کہنا ہے کہ جب مادی حالات بدلتے ہیں تو غیر مادی ثقافت میں بھی تبدیلیاں محسوس کی جاتی ہیں۔ لیکن غیر مادی ثقافت میں یہ تبدیلیاں مادی ثقافت میں ہونے والی تبدیلی سے بالکل میل نہیں کھاتیں۔ یہ تاخیر ثقافتی تعطل ہے۔

6.4.2 اوگبرن کا ثقافتی تعطل کا نظریہ(Ogburn's Theory of Cultural lag)

ثقافتی تعطل'کا تصور سب سے پہلے معروف ماہر عمرانیات ڈبلیو ایف اوگبرن کی کتاب' سوشل چینج Social Change 'میں پیش کیا گیا تھا۔ لہذا اس لفظ کو پیش کرنے کا سہرا اوگبرن کو جاتا ہے۔ اس کے نقطہ نظر کے مطابق ثقافت دو پہلوں پر محیط ہے :مادی اشیاء سے متعلق ایک ٹھوس پہلو، اور نظریات اور عقائد سے متعلق ایک غیر تجریدی پہلو۔ غیر مادی کے مقابلے مادی پہلو تیزی سے ترقی کرتے ہیں۔ نتیجتاً غیر مادی پہلو پیچھے رہ جاتا ہے۔ یہی وہ عمل ہے جسے ثقافتی تعطل کہا جاتا ہے۔ اپنی' ہینڈ بک آف سوشیالوجی 'میں، Ogburn اور Nimkoff ثقافتی تعطل کو اس تناؤ کے طور پر بیان کرتے ہیں جو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ثقافت کے دو باہم جڑے ہوئے پہلو مختلف رفتار سے تبدیل ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں ایک حصہ دوسرے سے پیچھے ہو جاتا ہے۔

بنیادی عنصر یہ ہے کہ ثقافت کے مختلف پہلو تغیر پذیری کی متغیر سطحوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ مذہبی تبدیلیاں کبھی کبھار اور بتدریج ہوتی ہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کیا پچھلے چند سو سالوں میں عیسائیت، اسلام، بدھ مت اور ہندومت جیسے بڑے مذاہب میں بہت زیادہ تبدیلی آئی ہے۔ لیکن ان مذاہب کے ماننے والے لوگوں کے لباس، رہن سہن اور سوچنے کا انداز بہت بدل گیا ہے۔ تبدیلی کی شرح دونوں بڑے عقائد اور قدیم قبائل کے مذاہب میں یکساں طور پر ست ہے۔ مذہب کی طرح قانون میں تبدیلی کی رفتار بھی ست ہے۔ حالانکہ مذہب میں تبدیلی کی شرح اتنی ست نہیں ہے۔ قانونی نظام کے اندر روایات کے لیے گہری تعظیم قانونی اصلاحات کی رفتار کو نمایاں طور پر ست کرتی ہے۔ روایات کو بہت سے ممالک میں خاص طور پر ہندوستان میں اہمیت حاصل ہے۔ قانون سازی کا نفاذ مکمل طور پر کسی خاص ڈومین میں قوانین کی کمی سے پیدا ہونے والے اہم چیلنجوں کے جواب میں کیا جاتا ہے۔یعنی نئے قوانین صرف اس وقت آتے ہیں جب قانون کی کمی کی وجہ سے کوئی بڑا مسئلہ ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ دیگر پیش رفت کے وقوع پذیر ہونے پر قوانین میں ترمیم کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، صنعتی انقلاب کے ابتدائی دنوں میں، فیکٹریوں نے تیزی سے کام شروع کیا اور مردوں، عورتوں اور بچوں کو ملازمت پر رکھا۔ اس بارے میں کوئی قانون نہیں تھا کہ وہ کب تک کام کر سکتے ہیں، انہیں کتنی تنخواہ دی جانی چاہیے، یا ان کے کام کرنے کے حالات کتنے محفوظ ہونے چاہئیں۔ اس کا فائدہ فیکٹری مالکان نے اٹھایا مزدوروں کی کمزور حالت کا استحصال کیا جس سے مزدور واقعی ناخوش تھے۔ حکومت کو اس وقت اس مسئلے کا علم ہوا جس سے لیبر قانون سازی کا آغاز ہوا۔ فی الحال، ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جب بدلتے ہوئے حالات نے بہتر قانون سازی کی تخلیق اور نفاذ کی ضرورت پیش کی ہے جو ابھی تک منظور یا نافذ نہیں ہوسکی ہے۔ ہائیڈروجنیٹڈ سبزیوں کے تیل کو رنگنے کا مسئلہ ہندوستان میں ایک واضح مثال ہے۔ مزدوروں کی طرح خواتین کو بھی اپنے حقوق سے متعلق قوانین بنانے سے پہلے طویل عرصے تک تحریکیں چلانی پڑیں ۔ تکنیکی ترقی غیر مادی ثقافت میں ترقی کی شرح کو آگے بڑھاتی ہے۔ تاہم، تکنیکی ترقی کی رفتار تمام شعبوں میں یکساں نہیں ہے۔ فی الحال برقی سائنس میں ترقی کی شرح حیاتیات کی شرح سے آگے ہے۔

اسی طرح، ثقافتی تعطل کا رجحان بین الاقوامی تنازعہ کی موجودہ حالت کے لیے ذمہ دار ہے۔ سائنس کی ترقی نے دنیا کے حجم کو نمایاں طور پر کم کر دیا ہے۔ جوہری طاقت کی آمد نے ایک مضبوط عالمی تنظیم کے قیام کی ضرورت پیش کی ہے تاکہ پورے کرہ ارض کی تباہ کن آتشزدگی کو روکا جا سکے یہاں تک کہ ایک چھوٹی سی ایک چنگاری ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم، افراد کے ذہن اب بھی ایسی تبدیلی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ تنگ قوم پرستی کی برقراری واضح ہے ۔ کیونکہ یہ کچھ علاقوں میں مزید زور پکڑ رہی ہے۔ ثقافتی تعطل میں اہم کردار ادا کرنے والا ایک اہم عنصر افراد کی نفسیاتی عقیدہ پرستی ہے جس میں مختلف ثقافتی پہلوؤں میں تبدیلی کی شرح میں تغیرات بھی شامل ہیں۔ انسان اکثر روایتی تصورات، عقیدہ، یا رسم و رواج کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کی روش پر قائم رہنا ہی مناسب سمجھتا ہے۔ بعض شعبوں میں جیسے کہ مذہب نئے خیالات کا تعارف نہ صرف ناپسندیدہ ہے بلکہ اسے اخلاقی بدعنوانی کے اشارے کے طور پر بھی سمجھا جاتا ہے۔

6.4.3 ثقافتی تعطل کی وجوہات(Causes of Cultural Lag)

اوگبرن نے ثقافتی تعطل کی وجوہات کے طور پر چھ عمومی وجوہات درج کی ہیں۔

1۔ موافقت پذیر ثقافت جدت کی کمی کا شکار ہے خاص طور پر حکومت کے دائرے میں جہاں تخلیقی صلاحیتوں کی نمایاں کمی ہے۔ پنشن، مزدوروں کا معاوضہ، اور اسی طرح کے فوائد اس بات کی مثالیں ہیں جسے اوگبرن موافقت پذیر ثقافت کے اندر اختراعات سے تعبیر کرتا ہے۔

2۔ نئے خیالات کو اپنانے میں رکاوٹیں :نئے خیالات کو پھیلانے اور انہیں حکومت کی طرف سے قبول کرنے میں وقت لگتا ہے۔ دیگر رکاوٹوں میں لوگوں کا پرانے طریقوں کے عادی ہونا، ماضی کو ترجیح دینا، اور روایتی ثقافت میں اقدار تلاش کرنا شامل ہیں۔

3۔ معاشرہ مختلف قسم کے لوگوں سے مل کر بنتا ہے۔ کبھی کبھی، صرف ایک گروہ کو تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو سکتی ہے، لیکن تبدیلی کے لیے معاشرے کے ہر فرد کو اس میں شامل ہونے کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات، مختلف گروہوں کے درمیان ان کے اپنے مفادات کے تنازعات اس کو چیلنج بنا سکتے ہیں۔

4۔ مادی ثقافت کے ساتھ قربت :موافقت پذیر ثقافت اور مادی ثقافت ایک دوسرے کے بہت قریب نہیں ہیں وہ بہت سے طریقوں سے مختلف ہیں ۔مثال کے طور پر حکومت چیزیں بنانے والی کمپنیوں کے مقابلے میں روزمرہ کی چیزوں سے بہت دور ہے۔

5۔ اگر ایک موافقت کلچر) آیئے اسے کلچر X کہتے ہیں (دوسرے موافقت کلچر) کلچر (Y سے جڑا ہوا ہے اور مادی کلچر) کلچر (Z سے بھی جڑا ہوا ہے، تو اگر کلچر Z بدل جاتا ہے لیکن کلچر Y وہی رہتا ہے، کلچر X زیادہ آہستہ آہستہ بدل جائے گا۔ اگر یہ ثقافت Y سے منسلک نہیں تھا۔

6۔ گروپ ویلیویشن" :رسم و رواج عادت بن جاتے ہیں کیونکہ گروپ میں ہر کوئی اس بات پر متفق ہے کہ ان پر عمل کرنے کے لیے اچھے اصول ہیں۔ گروپ چاہتا ہے کہ ہر کوئی اسی طرح عمل کرے۔ لوگ جذباتی طور پر گروپ کے ان اصولوں سے جڑے ہوئے محسوس کرتے ہیں، اور اس سے چیزوں کو تبدیل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

6.4.4 تعلیم اور ثقافتی تعطل(Education and Cultural Lag)

سائنسی کامیابیوں اور تکنیکی ترقیوں کے تیزی سے عروج کی وجہ سے ثقافت کا مادی پہلوں نمایاں طور پر فروغ پایا ہے۔ عصری معاشرہ بتدریج ان تکنیکوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور تکنیکی ترقی کو اپنے روزمرہ کے طرز زندگی میں اپنا رہا ہے لیکن ثقافت کے غیر مادی حصے کو نمایاں طور پر نظرانداز کیا گیا ہے۔ سماجی اور ثقافتی تعطل سے مراد مادی اور غیر مادی ثقافت کے درمیان نمایاں تفاوت ہے۔ مادی ثقافت کی تیز رفتاری کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ سوچنے اور زندگی گزارنے کے غیر مادی ثقافتی نمونوں میں تبدیلیوں کو تیز کیا جائے۔ دونوں کو رتھ کے دو پہیوں کی طرح مساوی شرح پر ایک ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔ اس ثقافتی تفاوت کو دور کرنے کا واحد طریقہ تعلیم ہے۔ سائنسی ایجادات، تحقیق اور پیش رفت کی بدولت، جدید ہندوستانی معاشرے میں افراد کی ایک قابل ذکر تعداد اب مادی ثقافت کی ترقی سے مستفید ہو رہی ہے۔ تاہم، اب بھی ایک بڑی آبادی موجود ہے جو جہالت، بے حسی، اور گہری پسماندگی میں پھنسی ہوئی ہے۔ تعلیم اس ثقافتی تعطل کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور عام آبادی کو اپنی بہترین صلاحیتوں کو آگے بڑھانے اور جدیدیت کی راہ پر گامزن ہونے کی ترغیب دیتی ہے ۔

6.5 ثقافتی تکثیریت(Cultural Pluralism)

ثقافتی تکثیریت پر بحث کرتے ہوئے ہمیں سب سے پہلے تکثیریت کی اصطلاح کو سمجھنا چاہیے جس کے معنی' بہت 'کے ہیں۔ ثقافتی تکثیریت کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب دوسے زیادہ ثقافتی گروہ کسی ایک جغرافیائی علاقے پر قابض ہوں اور کچھ مشترکہ سرگرمیوں میں حصہ لیں، ثقافت کے عناصر کا ایک دوسرے سے تبادلہ کریں، لیکن اپنی اپنی ثقافتی خودمختاری کو برقرار رکھیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ثقافتی تکثیریت ایک ایسا نظام ہے جہاں مختلف ثقافتی گروہ ایک ساتھ رہتے ہیں اور اپنی شناخت کھوئے بغیر ایک مشترکہ ثقافتی پلیٹ فارم کا اشتراک کرتے ہیں۔

ثقافتی تکثیریت کا نظریہ سب سے پہلے 1910 اور 1920 کی دہائی میں سامنے آیا اور 1940 کی دہائی میں بڑے پیمانے پر مقبول ہوا۔ ریاستہائے متحدہ میں امیگریشن اور قومی شناخت کے بارے میں ایک مسئلہ تھا جہاں Horace Kallen اور Randolph Bourne سب سے پہلے ثقافتی تصور کے بارے میں سوچا اور تسلیم کیا ہےجبکہ ولیم جیمز اور جان ڈوین نے اسے مقبول بنایا۔

ثقافتی تکثیریت کے کچھ پہلوؤں کو اس وقت سمجھا جا سکتا ہے جیسے کہ ہمارا ملک 28 ریاستوں اور 08 مرکزی زیر انتظام علاقوں میں تقسیم ہے۔ یہ شمال میں کشمیر سے لے کر جنوب میں کنیا کماری تک اور مغرب میں گجرات کے کچھ سے مشرق میں اروناچل پردیش کے کامروپ تک پھیلا ہوا ہے۔اور یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف زبانوں کے بولنے والے، مختلف مذاہب کو ماننے والے اور مختلف ثقافتوں کے حامل افراد مل جل کر رہتے ہیں۔ یہ ملک ایک ایسے خوبصورت گلدستے کے مانند ہے جس میں مختلف رنگوں، شکلوں اور خوشبوؤں کے پھول خوبصورتی کے ساتھ سجے ہوئے ہیں۔ ہم مختلف زبانیں بولتے ہیں، ہم مختلف لباس پہنتے ہیں لیکن ان اختلافات سے قطع نظر ہم ایک مشترکہ قومی اخلاقیات ، ایک مشترکہ سیاسی نظریہ کو اپناتے ہیں۔ ہم مشترکہ ورثے کا احترام کرتے ہیں۔ اس طرح ہم بظاہر کثیر الثقافتی صورت حال کو ایک واحد مربوط ثقافتی فریم ورک کے اندر پیش کرتے ہیں۔ جسے پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی" ڈسکوری آف انڈیا "میں تنوع میں اتحاد (Unity in Diversity)سے تعبیر کیا ہے۔

ہندوستان میں ماضی کی روایات اور موجودہ حالات ایک نئی قسم کی قومیت کی نشوونما کو بڑھاوا دیتے ہیں جو ایک مشترکہ قومی ثقافت کو فروغ دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ مختلف برادریوں کو اپنی ثقافتی اور مذہبی روایات کو برقرار رکھنے اور ترقی دینے کی آزادی کو یقینی بناتا ہےجب تک کہ وہ قوم کے اتحاد اور عام فلاح کے لیے نقصان دہ نہیں ہیں۔ یہ ثقافتی تکثیریت ہے۔

اس تصور کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ساری ثقافتیں اپنے وجود کو کھو کر ایک ثقافت کا روپ اختیار کر لیں بلکہ اس میں یہ بات شامل ہے کہ ساری ثقافتیں اپنی انفرادیت کو باقی رکھتے ہوئے ایک نئی ثقافت کا روپ اختیار کر لیں۔ ہندوستانی مزاج میں رواداری اور تحمل (Tolerance) کی بدولت یہاں تمام ثقافتوں کو پروان چڑھنے کے مواقع حاصل ہیں اور کسی بھی ثقافت سے دوسری ثقافتوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسی تصور کو اصطلاح میں ثقافتی تکثیریت (Cultural Pluralism) کہتے ہیں۔

ہندوسانی سماج کے تمام افراد اور گروہوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس تکثیریت کو باقی رکھنے اور پروان چڑھانے کی کوشش کریں خوشگوار اور پر امن سماج کی تشکیل میں اپنی خدمات پیش کریں۔ ملک کی سا لمیت (Solidarity) آزادی (Freedom)اور ترقی (Progress) کے لیے بھی اس کی سخت ضرورت ہے اور ملک کو ترقی یافتہ اور عظیم طاقت (Super Power)بنانے کا تقاضا بھی یہی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ ثقافتی تعطل کیا ہے؟ 2۔ ثقافتی تعطل کی دو وجوہات پر تبادلہ خیال کریں۔ 3۔ عام طور پر ہندوستانی ثقافت کو ____________ کہا جاتا ہے۔

4۔ ہندوستانی مزاج کی دو اہم خصوصیات رواداری اور ____________ ہے۔
5۔ جس سماج میں تمام ثقافتوں کو پروان چڑھنے کا موقع حاصل ہو اور کسی ثقافت کو کوئی خطرہ نہ ہو اسے ________ کہتے ہیں۔
6۔ ثقافتی تکثیریت کا نظریہ سب سے پہلے ___________ اور ___________ کی دہائی میں سامنے آیا۔

6.6 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں ثقافت کے مختلف پہلوؤں اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ثقافت انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے جو سیکھے گئے طرزِ زندگی، اقدار، عقائد اور رویوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ماہرینِ سماجیات کے مطابق ثقافت کی تین بنیادی جہتیں ہیں:

1۔ **وقوفی / علمی جہت** —علم، سوچ اور فہم پر مبنی پہلو۔
2۔ **معیاری جہت** —سماجی اصولوں، اقدار، روایات اور قوانین پر مبنی پہلو۔
3۔ **مادی جہت** —آلات، ٹیکنالوجی، عمارتوں اور دیگر مادی اشیاء پر مبنی پہلو۔

ثقافت کی ان جہتوں کی مختلف اقسام اور مظاہر، جیسے زبان، آرٹ، موسیقی، مذہب اور تعلیمی ادارے، ثقافتی درجہ بندی میں شامل ہیں۔

مزید برآں، اکائی میں ثقافتی تعطل (Cultural Lag) کا تصور پیش کیا گیا ہے، جسے ماہرِ عمرانیات ولیم ایف او گبرن نے متعارف کرایا۔ اس کے مطابق مادی ثقافت تیزی سے بدلتی ہے جبکہ غیر مادی ثقافت (اقدار و نظریات) اس تبدیلی کے ساتھ قدم نہیں ملا پاتی، جس سے معاشرتی انتشار اور عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔

آخر میں ثقافتی تکثیریت (Cultural Pluralism) پر زور دیا گیا ہے، جو مختلف ثقافتوں کے باہمی احترام اور بقائے باہمی کی وکالت کرتی ہے۔ یہ اکائی طلبہ کو ثقافتی تغیرات، ان کے اثرات اور ان کے مطالعے کی سماجی اہمیت کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

6.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- ثقافت کی مختلف جہتیں (Dimensions) ہیں۔ جن میں سماج کے افراد کے اقدار اور ذوق جمالیات سے لے کر ان کے نظریات اور اعتقادات، تکنیکی و پیشہ وارانہ سرگرمیاں، سیاسی سرگرمیاں، سماجی تعامل اور ادارہ جاتی سرگرمیاں شامل ہیں۔
- سائنس اور تکنیکی ترقیات سے ہم آہنگ ہونے کے لیے کسی ثقافت کو درکار وقت یا وقفے کی کیفیت کو ثقافتی تعطل کہتے ہیں۔

- جیسا کہ جیمز ڈبلیو ووڈورڈ نے وضاحت کی ہے جب مادی حالات بدلتے ہیں تو موافقت پزیر ثقافت میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں لیکن موافقت پذیر ثقافت میں یہ تبدیلیاں مادی ثقافت میں ہونے والی تبدیلی کے ساتھ بالکل ہم آہنگ نہیں ہوتیں یہ تاخیر ثقافتی تعطل ہے۔
- کسی ملک/ریاست یا علاقے میں مختلف ثقافتوں کی انفرادیت کو قائم رکھتے ہوئے سماج میں ہم آہنگی قائم رکھنا ثقافتی تکثیریت کہلاتا ہے۔

6.7 فرہنگ(Glossary)

- ادراک(Cognition):معلومات کو سمجھنے کا عمل۔
- خواندگی(Literacy):پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت ۔
- زبانی روایت(Oral Tradition):ثقافتی علم کو تحریری دستاویزات کے بجائے بولے ہوئے الفاظ کے ذریعے منتقل کرنا۔
- معیارات(Norms):سماجی طور پر قبول شدہ طرز عمل کے قواعد جو مختلف سیاق و سباق میں طرز عمل کو کنٹرول کرتے ہیں۔
- فوک ویز(Folkways):معمول کے تعامل کے لیے اصول، جو اکثر رسم و رواج اور روایات سے متعلق ہوتے ہیں۔
- مورز(Mores):اخلاقی اہمیت کے ساتھ سخت اصول، اخلاقی رویے کی رہنمائی کرتے ہیں۔
- ممنوعات(Taboos):انتہائی مضبوط اصول جن کی خلاف ورزی کرنے پر شدید سماجی نامنظوری وسماجی بائیکاٹ ۔
- قوانین(Laws):واضح طور پر بیان کردہ اور نافذ کردہ اصول، عام طور پر یہ حکومت کے ذریعہ ریگولیٹ ہوتے ہیں۔
- مادی ثقافت(Material Culture):ٹولز، مشینوں اور ٹیکنالوجی کے ذریعے ممکن بنائی گئی سرگرمیاں۔
- ثقافتی تعطل(Culture Lag):سائنس اور ٹکنالوجی کے نتیجہ میں ہونے والی مادی ترقی سے ہم آہنگ ہونے میں کسی بھی ثقافت کو کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ اس درمیانی وقفے کی کیفیت کو ثقافتی تعطل کہا جاتا ہے۔
- ثقافتی تکثیریت(Cultural Pluralism):مختلف ثقافتوں کا اپنی انفرادیت باقی رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرنا۔

6.8 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ ثقافتی تعطل کا تصور سب سے پہلے ________نے 1922 میں پیش کیا۔

(a) Bierstett (b) J.S Eliot (c) W.F Ogburn (d) Ell wood

2۔ اگبرون نے ثقافتی تعطل کی_____________وجوہات بیان کی۔

(a) 6 (b) 4 (c) 5 (d) 3

3۔ Social Change__________کی تصنیف ہے۔

(a) W.F Ogburn (b) Horace Kallen (c) J.S Eliot (d) Randolph Bourne

4۔ لفظMores __________زبان سے ماخوذ ہے۔

(a) لاطینی (b) فرانسیسی (c) یوروپی (d) یونانی

5۔ تکثیریت کا مطلب ہے----------------------

6۔ ثقافتی تکثیریت کی بہترین مثال ______________________ ہے

7۔ ثقافتی تکثیریت کو پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی" ڈسکوری آف انڈیا "میں ___________ قرار دیا ہے۔

8۔ ہندوستان کو_____________ریاستوں اور_________________یونین کے زیر انتظام علاقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

9۔ لفظLag ___________کو ظاہر کرتا ہے۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ کثرت میں وحدت (Unity in Diversity) پر مختصر نوٹ لکھیے۔

2۔ فوک ویز کیا ہیں؟

3۔ moresکیا ہیں؟

4۔ معیار کیا ہے؟

5۔ ثقافت کی جہتوں پر تبادلہ خیال کریں۔

6۔ ثقافت کی مادی جہت کے بارے میں مختصراً لکھیے۔

7۔ ممنوعات کیا ہے؟

8۔ ثقافتی تعطل سے کیا مراد ہے؟

9۔ ثقافتی تکثیریت سے کیا مراد ہے؟

10۔ثقافتی تعطل کی وجوہات بیان کیجیے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ اوگبرن کا ثقافتی تعطل کا نظریہ تحریر کریں۔

2۔ ثقافتی تکثیریت سے کیا مراد ہے؟ ہندوستان میں ثقافتی تکثیریت کو درپیش خطرات سے بحث کیجیے اور بتائیے کہ ان خطرات سے کس طرح نمٹا جا سکتا ہے؟

3۔ ہندوستان کی گنگا جمنی ثقافت کے تحفظ، فروغ اور نئی نسل تک منتقلی کے لیے بحیثیت معلم آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ تفصیل بیان کیجیے۔

6.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

1۔ Bilton, Tony, et a. (1987). Introductory Sociology. London, UK: Mac Millan.

2۔ Ghurye (1986). Caste and Race in Modern India. Bombay, India: Popular Prakashan.

3۔ Giddens, Anthony (1990). Sociology. Cambridge, UK: Polity Press.

4۔ Gupta, Dipankar (1989). Social stratification. New Delhi, India: Oxford University Press.

5۔ Horton, P.B. & Hunt, C.B. (1987). Sociology. Singapore: McGraw-Hill.

6۔ Haralamboss, Michael (1989). Sociology, Themes and Perspectives. New Delhi, India: Oxford University Press.

7۔ Kolenda, Pauline (1997). Caste in Contemporary India, Beyond Organic Solidarity. Jaipur, India: Rawat Publications.

8۔ Kamat, A.R. (1985). Education and Social Change in India. Bombay, India: Somaiya Publication.

9۔ Linton, Ralph (2006).The Study of Man. Delhi, India: Surjeet Publications.

10۔ Majumdar, D.N. (1990). Races & Cultures of India. New Delhi, India: Kalyani Publishers.

11۔ Mehta, Prayag (1995). Education, Participation and Empowerment. Dew Delhi, India : Concept Publishing Company.

12۔ Rai, S.V. (1985). Education and Rural Development. New Delhi, India : Sage Publications.

13. Ratna and M. Zacharian (eds.). Education and the Process of Change. New Delhi, India: Sage Publications.

14. Rawat, H.K. (2012). Sociology Basic Concepts. Jaipur, India: Rawat Publication.

15. Rao, C.N.S. (eds.). Sociology Principles of Sociology with an Introduction to Social Thought. New Delhi, India : S. Chand & Company Pvt. Ltd.

اکائی 7۔ ثقافت کا تعلیم پر اثر

(Impact of Culture on Education)*

اکائی کے اجزاء

7.0 تمہید (Introduction)
7.1 مقاصد (Objectives)
7.2 ثقافت اور تعلیم (Culture and Education)
7.2.1 ثقافت اور تعلیم کا رشتہ (Relationship of Culture and Education)
7.3 تعلیم پر ثقافت کے اثرات (Impact of Culture on Education)
7.4 خلاصہ (Summary)
7.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)
7.6 فرہنگ (Glossary)
7.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)
7.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

7.0 تمہید (Introduction)

ہم جانتے ہیں کہ سماجی ضروریات کی تسکین وہ عمل ہے جس کے دوران ثقافتی ہم آہنگی عمل میں آتی ہے۔ جب ثقافت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے تو لوگوں کو نئی ضرورتیں پیش آتی ہیں اور نئی تکنیکیں پیدا ہوتی ہیں اور قدریں بھی بدلتی ہیں اس طرح ایک گردش (Cycle) جاری رہتی ہے۔ثقافتی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ تعلیمی تبدیلی کا عمل جاری رہتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ گذشتہ چند دہائیوں میں سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں مختلف دریافتیں اور ایجادات وجود میں آئیں بالخصوص کمپیوٹر انٹرنیٹ اورا سفار کے برق رفتار ذرائع و وسائل نے ہماری وسیع دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں کو بالکل قریب کر دیا ہے اور ایک عالمی گاؤں (Global Village) کا تصور عملی روپ اختیار کرچکا ہے۔ اس تناظر میں تعلیمی میدان میں ایک بڑی تبدیلی یہ رونما ہوئی ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو انگریزی ذریعہ تعلیم کے اسکولوں میں پڑھانے کو ترجیح دینے

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

لگے ہیں۔ اس طرح ہم ثقافت کی تبدیلی کا تعلیم پر اثر نمایاں طور پر محسوس کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سماج میں اخلاقی قدروں کے زوال پزیر ہونے کی وجہ سے ماہرین تعلیم، تعلیمی اقدار (Value Education) کو نصاب کا لازمی جز بنانے پر زور دیتے ہیں۔ یہ بھی ثقافت کا تعلیم پر ایک واضح اثر ہے۔

اس اکائی میں ہم ثقافت اور تعلیم کے درمیان پیچیدہ تعلق کو جانیں گے۔یہ اکائی اس بات پر توجہ مرکوز کرتی ہے کہ ثقافتی اصول تعلیمی نظام کو کس طرح متاثر کرتے ہیں اور بالآخر، تعلیم ثقافتی اقدار کو کیسے محفوظ اور تبدیل کرتی ہے۔ تعلیم کے اہداف سے لے کر فن، موسیقی اور ادب کی تخلیق تک تعلیم کے ہر پہلو پر ثقافت کا اثر پڑتا ہے۔ جب ہم ان دو عوامل ،ثقافت اور تعلیم،کے درمیان پیچیدہ تعلقات کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں ثقافت اور تعلیم کا افراد اور معاشرہ دونوں کی ترقی پر اہم اثر و رسوخ کا پتہ چلتا ہے۔

7.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- تعلیم اور ثقافت کے درمیان قریبی تعلق کو پہچانیں۔
- ثقافت کس طرح تعلیم پر اثرانداز ہوتی ہیں وضاحت کر سکیں۔
- ثقافتی اقدار فن، موسیقی، ادب اور تعلیم میں تحقیقی سرگرمیوں کے فروغ کو ثقافت کس طرح متاثر کرتی ہیں تجزیہ کر سکیں ۔
- تعلیم پر ثقافتی اثرات کے فہم کا حقیقی زندگی کے حالات میں اطلاق کر سکیں۔

7.2 ثقافت اور تعلیم(Culture and Education)

ثقافت اور تعلیم کا آپس میں گہرا اور مربوط رشتہ ہے۔ کسی بھی معاشرے کا ثقافتی نمونہ اس کے تعلیمی نمونے کو وضع کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ایک معاشرہ ثقافت کا روحانی نمونہ رکھتا ہے تو اس معاشرےکے تعلیمی نظام میں زندگی کی اخلاقی اور ابدی اقدار کے حصول پر زور دیا جائے گا۔ دوسری طرف اگر کسی معاشرے کا تہذیبی نمونہ مادیت پر مبنی ہے تو فطری طور پر اس کا تعلیمی نظام مادی اقدار کے حصول کے لیے تشکیل پائے گا جو حواس کی لذتوں اور مادی آسائشوں کو فروغ دیتے ہیں۔ کسی بھی ثقافت سے عاری معاشرے کی کوئی یقینی تعلیمی تنظیم نہیں ہوگی۔ اس لیے کسی بھی ملک کی ثقافت کا اس کے تعلیمی نظام پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بچے کی ثقافتی میراث کو متاثر کرنا تعلیم کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ثقافت اور تعلیم کا آپس میں کتنا گہرا تعلق ہے۔ ہزاروں سال کے تجربے کے بعد انسانی گروہ میں ثقافت کے متعدد اجزاء اور

عناصر بدل جاتے ہیں اور مجموعی طور پر اگلی نسل تک منتقل ہو جاتے ہیں۔ لہذا، ہر شخص ایک مخصوص ثقافت میں پیدا ہوتا ہے جو اسے واضح طرز عمل اور نظریات پیش کرتا ہے جو زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کے طرز عمل کی رہنمائی کرتا ہے۔ ایسا کر کے اس نے ہر بار نئی آزمائشیں کرنے سے گریز کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ثقافت انسانی زندگی میں فطری ماحول سے موافقت کی راہ استوار کرنے، سماجی ماحول سے مطابقت قائم کرنے، شخصیت کی نشوونما کے مراحل طے کرنے اور سماج کاری Socializationمیں بھی اہم کردار نبھاتی ہے۔

ہر معاشرے کی ایک اپنی ثقافت کا ایک اپنا طریقہ کار ہوتا ہے جو اسے دوسرے معاشرے سے ممتازاور جدا بناتا ہے۔ کسی مخصوص ثقافت میں ہم آہنگی کے ساتھ رہنے کے لیے، اس معاشرے کے اراکین کو طرز عمل کے مختلف طریقوں سے آگاہ ہونا چاہیے جو اس ثقافت کے لیے قابل قبول ہوں۔ تعلیم کے عمل سے ہی بچوں اور نئے اراکین کو ان حقائق سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ نیز، زندہ رہنے کے لیے فرد کو اپنے ماحول میں ان چیزوں کی نوعیت سے آشنا ہونا چاہیے جن سے اس کا سابقہ پڑ سکتا ہے۔ عام الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عالمی سطح پر، تعلیم کا مقصد فرد کو اپنی ثقافت کی نوعیت اور اس ثقافت سے نمٹنے کے قابل قبول طریقوں سے آگاہ کرنا ہے۔ اس کا واضح طور پر یہ مطلب ہے کہ تعلیم کو چاہیے کہ وہ اپنے ملک و قوم کے بچوں کو دنیا سے واقف کروایئے اور اپنےملک کے نظام کو سمجھتے ہوئے عمل کرنے کے قابل بنائے۔

7.2.1 ثقافت اور تعلیم کا رشتہ(Relationship of Culture and Education)

تعلیم اور ثقافت کی انجمنیں:ثقافت اور تعلیم دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں جس طرح کسی قوم کا تعلیمی نظام اس کی ثقافت کو متاثر کرتا ہےاسی طرح ثقافت بھی تعلیم کو متاثر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک کمیونسٹ معاشرے میں، مادیت پرستی روحانیت پر غالب ہے۔ تو اس معاشرے میں وہ تعلیمی نظام ہوگا جو مادی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔ مزید برآں کلچر بیسڈ ایجوکیشن (CBE) میں حصہ لینے والے طلباء کی اپنی روزمرہ کی زندگی میں ثقافتی قابلیت کا مظاہرہ کرنے اور اساتذہ اور عملے کے ساتھ مضبوط اعتماد کا اظہار کرنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے جس سے اسکول میں مضبوط تعلقات کے احساس کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بچے کو اس کے ثقافتی پس منظر سے روبرو کروانا رسمی تعلیم کا بنیادی مقصد ہے جو دونوں شعبوں ثقافت اور تعلیم کے درمیان لازم و ملزوم بندھن کو ظاہر کرتا ہے۔ جب ہم کسی خاص ثقافت میں پیدا ہوتے ہیں تو ہم اس کے اصولوں اور اقدار کو اپنا لیتے ہیں۔جو یہ اثرات مرتب کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں کیسے عمل کو انجام دیں۔ اس طرح ثقافت انسانی زندگی کی ارتقاء کے لحاظ سے بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ انسان اس کے ذریعہ اپنے فطری اور سماجی ماحول کے ساتھ ساتھ ایک فرد کامل کا درجہ حاصل کر کے معاشرے کے اپنا گہرا انضمام کرلیتاہے۔

ثقافت اور تعلیم کے درمیان تعلق(Relation between culture and Education):ثقافت اور تعلیم کے درمیان تعلق کو Wodkowksi (1995) نے اس طرح بیان کیا ہے کہ" اگر اساتذہ کثیر ثقافتی کلاس رومز میں موثر تدریس کو انجام دینا چاہتے ہیں تو انہیں تدریسی مواد کو اپنے طلباء کے ثقافتی پس منظر سے جوڑنا چاہیے۔ "

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ ماہرین تعلیم____________________ کو نصاب کا لازمی جز بنانے پر زور دیتے ہیں۔ 2۔ بچے کی ثقافتی میراث کو متاثر کرنا____________________ کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ 3۔ "اگر اساتذہ کثیر ثقافتی کلاس رومز میں موثر ہونا چاہتے ہیں تو انہیں تدریسی مواد کو اپنے طلباء کے ثقافتی پس منظر سے جوڑنا چاہیے۔________________"نے کہا۔ 4۔ ________________________CBEکا مخفف ہے۔ 5۔ ثقافت انسانی زندگی کی________________ کے لیے بہت اہم ہے۔

7.3 تعلیم پر ثقافت کے اثرات(Impact of Culture on Education)

ثقافت اور تعلیم آپس میں گہرے اور اٹوٹ طور پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا کسی معاشرے کا تہذیبی نمونہ اس کے تعلیمی نمونے کو وضع کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ایک معاشرہ ثقافت کا روحانی نمونہ رکھتا ہے تو اس کا تعلیمی طریقہ کار زندگی کی اخلاقی اور ابدی اقدار کے حصول پر زور دے گا۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت کا تعلیم پر اثر نمایاں ہیں جو کہ تعلیم کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے۔

ثقافت تعلیم کے درج ذیل پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے۔

1۔ **تعلیمی مقاصد پر ثقافت کا اثر:** تعلیمی مقاصد پر ثقافت کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے تعلیم کے معنی اور مقاصد کا تعین معاشرے کے ثقافتی نظریات، اقدار اور نمونوں سے ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جیسا کہ کسی معاشرے کا جو کلچر ہوتا ہے اسی طرح اس کی تعلیمی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔کیونکہ ثقافت کے نظریات، اقدار اور نمونے تعلیم کے بنیادی مقصد کی وضاحت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک ایسے معاشرے پر غور کریں جو انفرادیت، ذاتی خود مختاری، اور خود اظہار خیال کو اعلیٰ اہمیت دیتا ہے۔ ایسے ثقافتی تناظر میں تعلیم کے مقاصد تخلیقی صلاحیتوں، تنقیدی سوچ، اور منفرد صلاحیتوں کی نشوونما کی پر توجہ دینے والے ہوسکتے ہیں۔ اس معاشرے میں تعلیمی نظام ایسے طریقوں کو ترجیح دے سکتا ہے جو طلباء کو ان کی انفرادی دلچسپیوں اور نقطہ نظر کو تلاش کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جس کا مقصد ایسے آزاد مفکرین کی پرورش کرنا ہے جو معاشرے میں مخصوص کردار ادا کرنے کے قابل ہوں۔اس کے برعکس ایک ایسی ثقافت میں جو اجتماعیت، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، اور سماجی ہم آہنگی پر زور دیتی ہے تعلیمی مقاصد کمیونٹی کی ذمہ داری، تعاون اور مشترکہ اقدار کے

احساس کو فروغ دینے پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایسے معاشرے میں تعلیمی مقاصد تعاون کو فروغ دینے اور سماجی شناخت کے مضبوط احساس پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جس کا مقصد ایسے افراد پیدا کرنا ہے جو اجتماعی بہبود میں مثبت کردار ادا کریں۔

مزید برآں، ثقافتی اثرات تعلیم کے متعین مواد سے ہٹ کر زبان، روایات اور معاشرتی اصولوں جیسے مضمر پہلوؤں کو شامل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک ایسا معاشرہ جو اپنے لسانی ورثے کی بہت زیادہ قدر کرتا ہے وہ اپنے تعلیمی مقاصد میں زبان کی مہارت اور ثقافتی ورثہ کے تحفظ کو ترجیح دے سکتا ہے۔ زبان اور ثقافتی ورثے پر یہ زور وسیع ثقافتی شناخت کی عکاسی کرتا ہے اور اسی کے مطابق تعلیمی ترجیحات کو تشکیل دیتا ہے۔خلاصہ یہ کہ تعلیم کے مقاصد پر ثقافت کا اثر ایک متحرک تعامل ہے جہاں ثقافتی نظریات تعلیمی نظام کے بنیادی مقاصد اور طریقوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ معاشرے کی ثقافت اور اس کے تعلیمی اہداف کے درمیان صف بندی مشترکہ اقدار اور خواہشات کی عکاسی کرتی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تعلیم کس طرح نسلوں میں ثقافتی شناخت کو منتقل کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے ایک ذریعہ بنتی ہے۔

2۔ **نصاب پر ثقافت کا اثر:** تعلیمی مقاصد کا حصول نصاب کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ تعلیم کے مقاصد معاشرے کی ثقافت کے مطابق متعین ہوتے ہیں اسی طرح نصاب بھی معاشرے کی ثقافت کے مطابق ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جیسا کہ ایک معاشرے کا تعلیمی نصاب اس معاشرے کے نظریات اور ضروریات کے مطابق ہوتا ہے تاکہ اس کی ثقافتی اقدار کو جانا جا سکے۔نصاب کو مخصوص ثقافتی باریکیوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ موافقت اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ تعلیمی نظام معاشرے کے نظریات اور تقاضوں کو مؤثر طریقے سے پورا کرتا ہے بالآخر اپنی ثقافتی اقدار کے حصول اور تحفظ کے لیے کام کرتا ہے۔ آیئے ایک مثال پر غور کریں، ایک ایسے معاشرے میں جو سائنسی تحقیقات اور تکنیکی ترقی کو بہت اہمیت دیتا ہےاس کا نصابSTEM سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ، اور ریاضی (کے مضامین پر بہت زیادہ زور دے سکتا ہے۔ یہ ترقی اور اختراع کی طرف ثقافتی جھکاؤ کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ اس کے برعکس ایک ایسی ثقافت جو فنکارانہ اظہار اور تخلیقی صلاحیتوں کو اہمیت دیتی ہےاس کےنصاب میں آرٹس اور ہیومینٹیز کے مضامین کو زیادہ اہمیت دی جا سکتی ہےجو کہ جمالیات وغیرہ پر ثقافتی زور کی عکاسی کرتا ہے۔

مزید برآں، نصاب پر ثقافت کا اثر تمام منظر نامے میں ایک جیسا نہیں ہے۔ منفرد ثقافتی شناخت کے حامل مختلف معاشروں کے پاس فطری طور پر اپنی الگ اقدار اور ترجیحات کو پورا کرنے کے لیے متنوع تعلیمی نصاب ہوں گے۔ مثال کے طور پر، ایک ایسا معاشرہ جو فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو انتہائی اہمیت دیتا ہے اپنے نصاب میں سماجی ذمہ داری اور اخلاقیات کے اسباق کو شامل کر سکتا ہے جس سے اپنے شہریوں کے درمیان کمیونٹی اور مشترکہ اقدار کے احساس کو فروغ ملے۔ یعنی کہ نصاب معاشرے کی ثقافتی شناخت کے متحرک عکس کے طور پر کام کرتا ہے تعلیمی تجربات کو اس مخصوص ثقافتی تناظر کی مروجہ اقدار، خواہشات اور ترجیحات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔

3۔ **درسی کتابوں پر ثقافت کا اثر :** درسی کتب پر ثقافت کا اثر قابل غور و ایک اہم پہلو ہے کیونکہ درسی کتابیں نصاب کے لیے کنٹینرز کا کام کرتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے ثقافتی اقدار خود نصاب پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ درسی کتب جو وضع شدہ اور پہلے سے طے شدہ نصاب کے مطابق تیار کی جاتی ہیں طلباء کو فراہم کیے جانے والے تعلیمی مواد کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ معاشرے میں صرف ان ہی نصابی کتابوں کا خیر مقدم کیا جاتا ہے جو ثقافتی نظریات اور اقدار کو فروغ دیتی ہیں۔ مثال کے طورپر ایک ایسے معاشرے میں جو ماحولیاتی تحفظ کو زیادہ اہمیت دیتا ہے درسی کتب میں ایسا مواد شامل کیا جا سکتا ہے جو پائیدار طریقوں اور ماحولیاتی بیداری کی اہمیت پر زور دیتا ہو۔ اس طرح ماحولیاتی ذمہ داری کی ثقافتی قدر تعلیمی مواد میں جھلکتی ہے۔اسی طرح ایک ایسی ثقافت جو شمولیت اور تنوع کی قدر کرتی ہے درسی کتب میں ایسی مثالیں اور مضامین شامل ہو سکتے ہیں جو مختلف نسلوں، پس منظروں اور تناظر کو پیش کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر تنوع کو اپنانے اور معاشرے کے اندر اتحاد کے احساس کو فروغ دینے کے ثقافتی آئیڈیل سے ہم آہنگ ہے۔ درسی کتب کے مواد کا ایک معاشرے کی ثقافتی اقدار سے گہرا تعلق ہے جس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ تعلیمی مواد کو مروجہ ثقافتی اصولوں اور نظریات کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے اور ان کی حمایت کرنی چاہیے۔

4۔ **تدریس کے طریقوں پر ثقافت کا اثر :** ثقافت اور طریقہ تدریس کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے بدلتے ثقافتی نمونے تدریس کے طریقوں پر بھی زبردست اثر ڈالتے ہیں۔ قدیم زمانے میں تعلیم اساتذہ مرکوز تھی اور بچوں کے ذہنوں میں ان کے فطری مفادات اور ضروریات کو نظر انداز کرتے ہوئے علم و معلومات کو زبردستی منتقل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی ۔ اس طرح کی تعلیمی ترقی کا نتیجہ مکینیکل کریمنگ اور روٹ میمورائزیشن تھا۔ جدید دور میں تعلیم طفل مرکوز ہو گئی ہےیعنی متعلم مرکوزجس میں طلباء کو مخصوص تعلیمی تجربات، سرگرمیوں اور پروگراموں سے روشناس کرانے سے پہلے ان کی دلچسپیوں، رجحانات، رویوں، اہلیتوں اور ضروریات اور خواہشات کو مکمل طور پر مدنظر رکھا جاتا ہے۔

5۔ **نظم و ضبط پر ثقافت کا اثر :** ثقافتی اقدار نظم و ضبط کے تصور کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ کیونکہ ثقافتی اقدار نظم و ضبط کے بارے میں ہماری سمجھ کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔طرز سوچ اور رہن سہن کے موجودہ ثقافتی نمونے ہمارے نظم و ضبط کے تصور سے براہ راست جڑے ہوئے ہیں۔ قدیم اور وسطی دور کے معاشروں میں جہاں آمریت کا راج تھا نظم و ضبط کا تصور جبر پر مبنی تھا۔ لیکن جدید دور میں جب زندگی کی جمہوری اقدار کو پوری دنیا میں قبول کیا جا رہا ہےتو نظم و ضبط کا تصور تاثر پرستی یا آزادی یا خود نظم و ضبط کے معنی میں مستعمل ہے۔

قدیم اور قرون وسطی کے معاشروں میں جہاں آمریت غالب تھی نظم و ضبط کے تصور نے جابرانہ نوعیت اختیار کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نظم و ضبط کو سخت قوانین اور سزا کے ذریعے نافذ کیا گیا تھا۔ اکثر اطاعت اور کنٹرول پر زور دیا

جاتا تھا۔ مثال کے طور پر ایسی ریاستوں میں مکمل اختیارات جہاں حکمرانوں کو حاصل تھے نافرمانی سنگین نتائج کا باعث بن سکتی تھی۔دوسری طرف جدید دور میں جیسا کہ جمہوری اقدار نے دنیا بھر میں قبولیت حاصل کی ہے نظم و ضبط کا تصور تبدیل ہو گیا ہے۔ اب یہ مختلف پہلوؤں بشمول تاثر پسند، آزاد، یا خود نظم و ضبط Self-Discipline کا احاطہ کرتی ہے۔ جمہوری ماحول میں نظم و ضبط تاثراتی ہو سکتا ہےیعنی یہ افراد کو نظم وضبط کے احساس کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے اظہارخودی کی ترغیب دیتا ہے۔ مثال کے طور پرایک کلاس روم میں جہاں طلباء کو ایک منظم فریم ورک کے اندر اپنی رائے دینے کی اجازت ہے۔خود نظم و ضبط self-discipline کا تصور عصری ثقافتوں میں لازم و ملزوم ہو گیا ہے۔ اس میں وہ افراد شامل ہیں جو بیرونی جبر کے بغیر اپنے رویے کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ایک ایسے معاشرے میں جو ذاتی ذمہ داری کو اہمیت دیتا ہے لوگ جوابدہی کے احساس کو فروغ دیتے ہوئے، اپنے معیارات طے کر سکتے ہیں اور خوشی سے ان پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ نظم و ضبط پر ثقافت کا اثر اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح تاریخی ثقافتی نمونوں نے نظم و ضبط کے بارے میں ہماری سمجھ کو تشکیل دیا ہے۔ آمرانہ معاشروں میں جابرانہ شکلوں سے لے کر جدید جمہوری ثقافتوں میں زیادہ لچکدار اور انفرادی نقطہ نظر تک، نظم و ضبط کا تصور بدلتی ہوئی ثقافتی اقدار کے ساتھ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

6۔ **استاد پر ثقافت کا اثر:** ایک استاد پر ثقافت کا نمایاں اثر ہوتا ہےایک معلم معاشرے کے ثقافتی نظریات اور اقدار سے متاثر ہوتا ہے جس کا وہ ایک اہم حصہ ہے۔ جو اساتذہ اپنے طالب علموں میں اعلیٰ اصول اور اخلاق پیدا کرنے کے قابل ہوتے ہیں وہی اپنے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ معاشرے کے ثقافتی اصولوں اور اقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ استاد کی آئیڈیل ازم اور اعلیٰ اصول اس کے معاشرے کے تہذیبی نظریات اور اقدار پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ایک ایسا معاشرہ جو ایمانداری اور دیانت کو اہمیت دیتا ہے۔ اگر استاد بھی ان خوبیوں کی قدر کرتا ہے اور انہیں اپنی تعلیمی و تدریسی عمل میں شامل کر لیتا ہے تو امکان ہے کہ طالب علم ان خوبیوں کو محسوس کیے بغیر اپنے اندر جذب کر لیں گے۔ استاد اس معاملے میں معاشرے کے ثقافتی نظریات کی زندہ مثال بن جاتا ہے۔یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ ایک استاد کی آئیڈیل ازم اور اعلیٰ نظریات ان کے معاشرے یا قوم میں رائج ثقافتی نظریات اور اقدار کی عکاسی کرتے ہیں۔ استاد ان ثقافتی عناصر کی منتقلی کے لیے ایک وسیلہ کا کام کرتا ہے۔

7۔ **طلباء کے طرز عمل پر ثقافت کا اثر:** بچوں سے کس طرح کے برتاؤ کی توقع کی جاتی ہے اس بات پر ثقافت بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے ۔ ہر ثقافت کا اپنا ایک ڈسپلن ہوتا ہے۔ اسکول معاشرے کے نظم و ضبط پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ آمرانہ حکومتوں والے ممالک میں ڈسپلن جمہوری حکومتوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ جمہوری کلچر آپ کو اظہار خیال کی اجازت دیتا ہے۔ یہ آپ کو اپنی بات بتانے کا حق دیتا ہے۔ آپ کسی کو چیلنج یا اس کی مخالفت بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں فرد کو آمرانہ حکومتوں والے ممالک میں آمروں کے حکم پر عمل کرنا ہوگا۔ ان کو چیلنج کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے۔ یہ ثقافتی اثرات ان کے تعلیمی نظام میں بھی جھلکتے ہیں۔ جمہوری ممالک کے طلباء ایکسٹرووَرٹڈ اور چیلنجنگ ہوتے

ہیں۔ اس کے برعکس مطلق العنان ممالک کے طلباء احکامات پر قائم رہتے ہیں۔ وہ بہت زیادہ نظم و ضبط کے حامل اور قوانین کی پابندی کرنے ہوتے ہیں اور یہی طلبا معاشرے کا ایک اہم حصہ ہوتے ہیں۔ اوروہ اسی طرح کے طرز عمل کی عکاسی کرتے ہیں جو وہ اسکول میں سیکھتے ہیں۔

8۔ **اسکول پر ثقافت کا اثر:** عملیت پسندی کے نظریے کے مطابق اسکول معاشرے کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ اسکول کی کل سرگرمیوں اور پروگراموں کو معاشرے کے ثقافتی نظریات اور اقدار کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے جو اسکول کو قائم اور منظم کرتے ہیں۔ ایک اسکول جہاں طلباء ثقافتی تہوار مناتے ہیں۔ اس مخصوص تہوار کو منانے کا فیصلہ معاشرے میں رائج ثقافتی نظریات اور اقدار سے متاثر ہوتا ہے۔ اسکول ان نظریات اور اقدار کی عکاسی کرتا ہے جسے معاشرہ اہم یا معنی خیز سمجھتا ہے۔

9۔ **انتظامیہ پر ثقافت کا اثر:** انتظامیہ لوگوں کی ثقافت یا طرز زندگی سے متاثر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر قدیم دور میں ایک ایسی صورت حال غالب تھی جہاں نظم و نسق کو مطلق العنان اصولوں سے چلایا جاتا تھا۔ لیکن بدلتے وقت کے ساتھ اس کی جگہ جمہوری یا شراکتی انتظام نے لے لی ہے۔

10۔ **فن، موسیقی اور ادب کی ترقی پر ثقافت کا اثر:** فنون لطیفہ اور موسیقی ایک خاص دور کی ثقافت کی عکاسی کرتی ہے۔ ہم ان کی بنیاد پر ماضی کی ثقافت کا مطالعہ کر سکتے ہیں اور مستقبل کی پیشین گوئی کرنے کے لیے انہیں حال سے جوڑ سکتے ہیں۔ اس طرح صرف ثقافت ہے جو ماضی حال اور مستقبل کو ایک وقتی اکائی میں سمو دیتی ہے۔ ثقافت کے یہ رجحان بہت سے سماجی یا ثقافتی تنازعات کو کم کر سکتے ہیں جو آج ہم دیکھ رہیے ہیں۔

11۔ **تعلیم اور معاشرے کی تعمیر نو:** ثقافت اور معاشرے کی ذیلی ثقافت ہمیشہ وقت کی تبدیلی کے ساتھ بدلتی رہتی ہے یہ جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں انہیں تعلیمی منصوبے بناتے وقت مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اس طرح ہمارے لیے تعلیمی نظام میں مسلسل نظر ثانی ضروری ہو جاتی ہے۔

12۔ **ہم نصابی سرگرمیوں کے انعقاد پر ثقافت کا اثر:** ثقافت سماجی اقدار اور روایات کو تشکیل دینے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے ثقافت کو نہ صرف محفوظ کیا جانا ہے بلکہ اسے اگلی نسل تک منتقل کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے تعلیمی اداروں، خاص طور پر اسکول کے کیمپس میں مختلف قسم کی ادبی، ثقافتی، کھیلوں اور دیگر سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اسکول ادبی تقریبات کا اہتمام کر سکتے ہیں جیسے کہ شاعری کا مقابلہ، مضمون نویسی کے مقابلے، اور کہانی سنانے کے مقابلے جو نہ صرف زبان کی فراوانی کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ ثقافتی تحریرات کو بھی تقویت دیتے ہیں۔ یہ سرگرمیاں طلباء کے لیے ایک پلیٹ فارم کے طور پر کام کرتی ہیں تاکہ وہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کے ساتھ ساتھ انہیں ثقافت سے واقف کرا سکیں۔اسکولوں میں منعقد کیے جانے والے ثقافتی کھیل، جیسے کہ روایتی رقص، لوک موسیقی کی پرفارمنس، یا ڈرامہ پروڈکشن، نہ صرف تفریح فراہم کرتے ہیں بلکہ طلباء کے لیے اپنے ثقافتی ورثے کے بارے میں

جاننے اور اس کی ستائش کے ذریعہ کے طورپر بھی کام کرتے ہیں۔ یہ تقریبات شرکاء کے درمیان شناخت اور فخر کے احساس کو فروغ دینے انہیں ان کی ثقافتی جڑوں سے جوڑنے میں معاون ہیں۔مزید بر آں، اسکول کیمپس کے اندر مختلف سرگرمیاں، جیسے آرٹ کی نمائشیں، دستکاری میلے، یا ثقافتی تہوار، ثقافتی تنوع کے اظہار اور جشن کے لیے متحرک چینلز کے طور پر کام کرتے ہیں۔ یہ سرگرمیاں مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے طلباء کے درمیان تعامل کو فروغ دیتے ہیں شمولیت اور باہمی افہام و تفہیم کے ماحول کو فروغ دیتے ہیں۔

اختصار میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسکولوں میں ہم نصابی سرگرمیوں کے انعقاد پر ثقافت کا اثر کثیر جہتی ہے جس میں روایات کے تحفظ سے لے کر ثقافتی اقدار کی فعال منتقلی تک شامل ہیں۔ ادبی، ثقافتی اور فنکارانہ سرگرمیوں کے ذریعے، تعلیمی ادارے طلباء میں ثقافتی بیداری اور فخر کے احساس کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اس طرح وسیع تر سماجی تناظر میں افراد کی مجموعی ترقی میں اہم کردارادا کرتے ہیں۔

13۔ **تحقیقی سرگرمیوں پر ثقافت کا اثر:**معاشرے کی ثقافت یا ذیلی ثقافت تحقیق کی سمتوں اور جہتوں کا تعین کرتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جادوئی تسبیحات یا مولانا کی تلاوت کردہ دائمی آیات سے ایڈس بیماری کا علاج کیا جا سکتا ہے تو یہ معلوم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جائے گی کہ اس بیماری کے کیا اسباب ہیں اور اس بیماری کے خاتمہ کا کیا علاج ہے۔ دوسری طرف اگر لوگ یہ مان لیں کہ اس روئے زمین پر کوئی ایسی بیماری نہیں ہے جس کا کوئی یقینی علاج نہ ہو تو وہ اس بیماری کا علاج دریافت کرنے کے لیے سخت محنت کریں گے۔

14۔ **نظمorder کو برقرار رکھنے میں ثقافت کا کردار :**لوگوں کے طرز زندگی اور فکری عمل میں ثقافتی پہلو ترتیب کے تصور سے اس قدر جڑا ہوا ہے کہ معاشرے کے معلوماتی نظام کی مناسب ترتیب کے تعین کے لیے کسی دوسرے عنصر کی ضرورت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ جمہوری دور میں آزاد نظم و ضبط، آزادانہ آزادی اور تعلیمی میدان میں پرامن ماحول جمہوری کلچر سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

تعلیم پر ثقافت کے اثرات کو ہم اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل نکات کی شکل میں یوں بیان کر سکتے ہیں۔

1۔ ثقافتی عقائدو اقدار مقاصد تعلیم کا تعین کرتے ہیں۔

2۔ مقاصد تعلیم کی روشنی میں نصاب کی تدوین کی جاتی ہے۔ کسی سماج کی ثقافت اس کے تعلیمی نظام اور بالخصوص نصاب پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔

3۔ تعلیم کے لیے کتابیں نصاب تعلیم کے مطابق تیار کی جاتی ہیں۔ وہی کتابیں مؤثر اور مقبول ہوتی ہیں جومتعلقہ سماج کے ثقافتی معیارات اور اقدار سے ہم آہنگ ہوں۔

4۔ تدریس، تعلیم و تعلم کے عمل کا ایک اہم جز ہے اور یہ ثقافت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں سائنس اور ٹکنالوجی کی رسائی ترقی پزیر اور پسماندہ ممالک کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے۔ اسی لحاظ

سے وہاں کے طریقہ ہائے تدریس میں ان کا استعمال مؤثر طریقے سے کیا جا رہا ہے۔ اس کے بر خلاف ترقی پزیر اور بالخصوص پسماندہ ممالک میں آج بھی روایتی طریقوں خاص طور پر رٹنے رٹانے کے عمل پر زور دیا جاتا ہے۔

5۔ تعلیمی نظام میں نظم و ضبط (Discipline) کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعے مستقبل کے شہریوں کی زندگی میں نظم و ضبط کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ تعلیم میں برتے جانے والے نظم و ضبط کے تصور پر وہاں کی ثقافت اپنا گہرا اثر رکھتی ہے مثلاً جس سماج میں جمہوری اقدار کو اہمیت دی جاتی ہے وہاں پر متاثر کن طرز رسائی (Impressionistic Approach) کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے بر خلاف جس سماج میں جابرانہ نظام (Autocratic System) رائج ہو وہاں کے تعلیمی اداروں پر نظم و ضبط کی بحالی کے لیے غلبے کا نظریہ (Repressionistic Theory) استعمال کیا جاتا ہے۔

6۔ اساتذہ طلبا کے لیے نمونہ (Role Model) ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے کردار کا تعین بھی ثقافت کرتی ہے۔ زیادہ تر ترقی یافتہ ممالک میں طلبا کے لیے اعلیٰ معیاری اور دلچسپ کتابیں اور دیگر تعلیمی امدادی وسائل فراہم کیے جاتے ہیں۔ وہاں پر اساتذہ کا کردار زیادہ تر رہنمایانہ قسم کا ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف پسماندہ ممالک میں اساتذہ کا زیادہ تر وقت بنیادی تصورات کی روایتی تدریس میں صرف ہوتا ہے۔

7۔ اسکول سماج کی چھوٹی شکل (Miniature) ہوتی ہے اس لیے کسی سماج میں رائج ثقافت اسکول کی ثقافت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثلاً ہندوستانی ثقافت میں بچوں اور خاص طور پر لڑکیوں کے لیے انتہائی مختصر لباس کو مقبولیت حاصل نہیں ہے۔ اس لحاظ سے اسکول کا یونیفارم مقرر کرتے وقت بھی اس نکتے کو دھیان میں رکھناہوتا ہے۔

ثقافت کا تعلیم کے عمل پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ یہ نصاب، تدریس کے طریقے، طالب علم واستاد کے تعلقات، اور تعلیمی اہداف کو تشکیل دیتا ہے۔ یہ سمجھنا کہ ثقافت کس طرح تعلیم کو متاثر کرتی ہے ماہرین تعلیم، پالیسی سازوں اور طلباء کے لیے یکساں طور پر اہم ہے۔

تعلیم میں ثقافتی تنوع کو تسلیم کرنا اور ان کا احترام کرنا جامع اور موثر تعلیمی ماحول پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ جب تعلیم ثقافتی طور پر حساس اور ذمہ دار ہوتی ہےتو یہ نہ صرف طلباء کے تنوع کا احترام کرتی ہے بلکہ ثقافتی خلا کو پُر کرنے میں بھی مدد کرتی ہے اور آپسی تفہیم اور تعاون کو فروغ ملتا ہے۔ تعلیم کو ایک ایسا پل ہونا چاہیے جو مختلف ثقافتوں کو جوڑے اور ایک دوسرے سے سیکھنے کے قابل بنائے ۔ اختتام پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت کا تعلیم پر زبردست اثر پڑتا ہے۔ اس کا اثر ہم کیا سیکھتے ہیں، ہم کیسے سیکھتے ہیں، کب سیکھتے ہیں، کہاں سے سیکھتے ہیں، اور یہاں تک کہ ہم کس سے سیکھتے ہیں پر پڑتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ثقافت کسی بھی ملک کے مجموعی تعلیمی نظام کو متاثر کرتی ہےاور کسی قوم کی تعلیم اس کی ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)

1۔ ثقافتی عقائد اور اقدار تعلیم سے متعلق کس چیز کا تعین کرتے ہیں؟
2۔ نصاب کی تدوین کس چیز کی روشنی میں کی جاتی ہے؟

7.4 خلاصہ (Summary)

ثقافت اور تعلیم ایک دوسرے سے گہرے طور پر منسلک ہیں۔ ثقافت کسی معاشرے کے تعلیمی نظام، مقاصد، نصاب، تدریسی طریقوں اور نظم و ضبط پر براہِ راست اثر ڈالتی ہے۔ جس معاشرے کی ثقافت روحانیت پر مبنی ہو، وہاں تعلیم کا مقصد اخلاقی و ابدی اقدار کی نشوونما ہوتا ہے، جبکہ مادیت پر مبنی معاشرے میں مادی ترقی پر زور دیا جاتا ہے۔

ثقافت نہ صرف تعلیمی مقاصد کی تشکیل کرتی ہے بلکہ نصاب اور درسی کتب کے مواد میں بھی جھلکتی ہے۔ نصاب کے ذریعے معاشرتی اقدار اور نظریات طلبہ تک منتقل ہوتے ہیں۔ درسی کتابیں انہی اقدار کو تقویت دیتی ہیں جو معاشرہ اہم سمجھتا ہے، جیسے ماحولیاتی تحفظ، تنوع یا شمولیت۔

تدریس کے طریقے بھی ثقافت کے مطابق ڈھلتے ہیں۔ ماضی میں تعلیم استاد مرکوز تھی، مگر موجودہ دور میں متعلم مرکوز تدریس کو اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح نظم و ضبط کا تصور بھی آمریت سے جمہوریت کی طرف منتقل ہوا ہے، جہاں خود نظم و ضبط (Self-discipline) کو فروغ دیا جاتا ہے۔

ثقافت استاد اور طلبہ دونوں کے رویوں کو متاثر کرتی ہے۔ استاد اپنے معاشرے کی اقدار کا نمائندہ ہوتا ہے، اور انہی اقدار کے ذریعے طلبہ میں اخلاقی و سماجی شعور پیدا کرتا ہے۔ طلبہ کا برتاؤ بھی ان کے معاشرتی کلچر سے متاثر ہوتا ہے—جمہوری معاشروں کے طلبہ آزاد خیال اور تخلیقی ہوتے ہیں جبکہ آمریت میں پرورش پانے والے طلبہ زیادہ منضبط اور پابندِ اصول ہوتے ہیں۔

اسکول، بطورِ سماجی ادارہ، معاشرتی ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے تمام پروگرام، تقاریب، اور ہم نصابی سرگرمیاں معاشرتی اقدار کے مطابق ترتیب دی جاتی ہیں۔ ثقافتی تہوار، ادبی مقابلے، کھیل اور فنون لطیفہ کی سرگرمیاں طلبہ میں ثقافتی شعور، ہم آہنگی اور فخر کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔

تحقیقی سرگرمیاں بھی ثقافتی نظریات سے متاثر ہوتی ہیں، کیونکہ کسی قوم کے عقائد اور سوچ کے انداز اس کے تحقیقی رجحانات متعین کرتے ہیں۔ ثقافت سماجی نظم کو برقرار رکھنے اور معاشرتی ترقی کی بنیاد فراہم کرنے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

اختتاماً کہا جا سکتا ہے کہ ثقافت تعلیم کی روح ہے —وہ نہ صرف تعلیم کی سمت متعین کرتی ہے بلکہ اس کے ذریعے اپنی اقدار، روایات اور علم کو آئندہ نسلوں تک منتقل بھی کرتی ہے۔

7.5 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

- تعلیم اور ثقافت کا آپس میں گہرا تعلق ہے جس میں معاشرے کا ثقافتی نمونہ اپنے تعلیمی نقطہ نظر کو تشکیل دیتا ہے۔
- تعلیم کا بنیادی مقصد اپنے ثقافتی ورثے کے بارے میں معلومات فراہم کرنا اور ثقافتی اصولوں کے مطابق افراد کی رہنمائی کرنا ہے۔
- اساتذہ کو موثر تدریس کے لیے طلباء کے ثقافتی پس منظر پر غور کرنا چاہیے کیونکہ ثقافت اکتسابی سرگرمیوں کے جذبات، حوصلہ افزائی اور ردعمل کو متاثر کرتی ہے۔
- ثقافت تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے بشمول مقاصد، نصاب، تدریس کے طریقے، اکتسابی مواد، نظم و ضبط، نصابی کتب، اساتذہ، طالب علم کا رویہ، اسکول اور انتظامیہ۔
- جمہوری اور مطلق العنان ثقافتیں اسکولوں میں طلباء کے رویے کو تشکیل دیتی ہیں جو کہ سماجی ترتیب کی عکاسی کرتی ہیں۔
- فنون لطیفہ، ادب اور موسیقی ایک ثقافت کے مظاہر کے طور پر کام کرتے ہیں جو ماضی، حال کو جوڑنے اور مستقبل کی پیشین گوئی کرنے میں مدد کرتے ہیں۔
- معاشرے کی ابھرتی ہوئی ثقافت سے ہم آہنگ ہونے کے لیے تعلیمی نظام کا مسلسل جائزہ ضروری ہے۔
- اسکولوں میں ثقافتی کھیل اور سرگرمیاں ثقافتی اقدار کو اگلی نسل تک منتقل کرنے میں معاون ہیں۔
- ثقافتی عقائد تحقیقی سرگرمیوں کی سمتوں اور جہتوں کو متاثر کرتے ہیں۔
- ثقافت کا کردار معاشرے کے معلومات اور تعلیمی نظام کی مناسب ترتیب کے تعین میں اہم ہے۔ جمہوری ثقافت آزاد نظم و ضبط اور آزادی کے ساتھ پرامن تعلیمی ماحول کو فروغ دیتی ہے۔

7.6 فرہنگ(Glossary)

- **تعلیم(Education):** سیکھنے، علم، ہنر اور اقدار حاصل کرنے کا عمل۔
- **ثقافت(Culture):** لوگوں کے ایک گروپ کی طرز زندگی اور مشترکہ عقائد، رسوم و رواج اور طرز عمل۔
- **ثقافتی پیٹرن(Cultural Pattern):** مخصوص خصوصیات اور طرز عمل جو کسی خاص ثقافت کی وضاحت کرتے ہیں۔
- **معاشرہ(Society):** افراد کا ایک گروپ جو اکٹھے رہتے ہیں اور مشترکہ رسم و رواج اور اقدار کا اشتراک کرتے ہیں۔

- **روحانی ثقافت(Spiritual Culture)**:ایک ثقافت جو اخلاقی اور ابدی اقدار پر زور دیتی ہےجو اکثر روحانیت سے منسلک ہوتی ہے۔
- **مادی ثقافت(Materialistic Culture)**:ایک ثقافت جو مادی اقدار، حواس کی خوشی اور مادی آسائشوں پر مرکوز ہے۔
- **ثقافتی ورثہ(Cultural Heritage)**:روایات، اقدار اور طرز عمل ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے ہیں۔
- **سماجی کاری(Socialization)**:معاشرے کے اصولوں اور طرز عمل کو سیکھنے اور اپنانے کا عمل۔
- **نصاب(Curriculum)**:تعلیمی نظام میں پڑھائے جانے والے کورسز اور مواد کا مجموعہ۔
- **معلم مرکوز تعلیم(Teacher–Centered Education)**:روایتی طریقہ جہاں اساتذہ طلباء کوان کی دلچسپیوں، ضروریات اور خواہشات کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے علم فراہم کرتے ہیں۔
- **متعلم مرکوز تعلیم(Child–Centered Education)**:طلباء کی دلچسپیوں، ضروریات اور خواہشات پر غور کرنے والا جدید طریقہ۔
- **مطلق العنان حکومت(Autocratic Government)**:حکومت کی ایک شکل جہاں ایک شخص یا ایک چھوٹے گروہ کو مطلق اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔
- **جمہوری حکومت(Democratic Government)**:حکومت کی ایک شکل جہاں شہریوں کو حقوق اور آزادی حاصل ہوتی ہے۔
- **ثقافتی ردعمل کی تعلیم(Cultural Responsive Teaching)**:وہ تدریس جو طلباء کے ثقافتی پس منظر پر غور کرتی ہے اور اسے شامل کرتی ہے۔
- **ثقافتی ہنر (Cultural Skills)**:ایک مخصوص ثقافت سے متعلق صلاحیتیں اور علم۔
- **سماجی ترتیب(Social Order)**:ثقافتی اقدار سے متاثر معاشرے کی تنظیم اور ڈھانچہ۔
- **ڈیموکریٹک کلچر(Democratic Culture)**:ایک ثقافت جو انفرادی حقوق، آزادی اظہار، اور شراکتی حکومت کو اہمیت دیتی ہے۔

7.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ ان کے مطابق اساتذہ کو تعلیمی مواد کو طلباء کے ثقافتی تناظر سے جوڑنا چاہیے۔

a) اگبرون　b) Wodkowksi　c) Majumdar and Madan　d) Ellwood

2۔ اس تدریس کا مقصد سیکھنے کا ایک ایسا ماحول بنانا ہے جو طلباء کے ثقافتی پس منظر کا احترام اور ان کو مربوط کرے۔

a) Culturally Responsive Teaching　　b) مشاغل پر مبنی تدریس

c) معلم مرکوز تدریس　　d) متعلم مرکوز تدریس

3۔ معاشرے کا ______ تعلیمی نظام کو بہت زیادہ متاثر کرتا ہے، اس کی اقدار اور نقطہ نظر کو تشکیل دیتا ہے۔

a) اخلاقی نمونہ　　b) اقداری نمونہ　　c) ثقافتی نمونہ　　d) جمہوری نمونہ

4۔ معاشرے کا روحانی نمونہ تعلیم کو کیسے متاثر کرتا ہے؟

a) اس کا کوئی اثر نہیں ہے　　b) یہ میکینیکل کرایمنگ کی طرف جاتا ہے

c) یہ اخلاقی اور ابدی اقدار پر زور دیتا ہے　　d) یہ روٹ یادداشت کو فروغ دیتا ہے۔

5۔ تعلیم کے مقاصد اور ثقافتی نظریات کے درمیان کیا تعلق ہے؟

a) مقاصد کا ثقافتی نظریات سے کوئی تعلق نہیں ہے　　b) مقاصد کا تعین معاشرے کے ثقافتی نظریات سے ہوتا ہے

c) ثقافتی نظریات تعلیم کے مقاصد کی پیروی کرتے ہیں　　d) مقاصد صرف ٹیکنالوجی سے متاثر ہوتے ہیں۔

6۔ جدید دور میں تعلیمchild-centered سے مراد؟

a) آمرانہ　　b) اساتذہ پر مبنی　　c) طالب علم پر مبنی　　d) علم پر مبنی

7۔ تعلیمی مواد اور میڈیا کا تعلیم میں استعمال کیا جاتا ہے؟

a) ثقافتی اقدار کو فروغ دینے　　b) میکینیکل کریمنگ کو فروغ دینے

c) طلباء کی حوصلہ شکنی کرنے　　d) ثقافتی تنوع کو ختم کرنے

8۔ صرف ان درسی کتب کا قبول کیا جاتا ہے جو

a) مشہور مصنفین کے ذریعہ لکھے گئے ہیں　　b) کم لاگت کی ہیں

c) ثقافتی نظریات اور اقدار کو پروان چڑھاتے اور فروغ دیتے ہیں　　d) وہ بین الاقوامی معیارات کی پیروی کرتے ہیں۔

9۔ سماج کی چھوٹی شکل (Miniature) ہوتا ہے۔

a) گھر　　b) آفس　　c) عبادت گاہ　　d) اسکول

10۔ تعلیم و تعلم کے عمل کا ایک اہم جز ہے۔

a) اخلاق　　b) تدریس　　c) اقدار　　d) ثقافت

11۔ ثقافت اور تعلیم کے درمیان تعلق ایک متحرک تعامل ہے جہاں دونوں عناصر باہمی طور پر ایک دوسرے کو ____________ کرتے ہیں۔

12۔ کسی قوم کی ____________ تعلیم میں استعمال ہونے والے مواد اور ذرائع ابلاغ میں سرایت کرتی ہے۔

13۔ ثقافتی اقدار تعلیم میں ____________________ کے تصور کو متاثر کرتی ہیں۔

14۔ درسی کتابیں ________________________ نصاب کے مطابق لکھی جاتی ہیں۔

15۔ فنون، ادب اور موسیقی ایک خاص دور کے ________________ کی عکاسی کرتے ہیں۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ ثقافت اور تعلیم کے مابین رشتہ کو بیان کریں۔

2۔ (1995) Wodkowksiکے مطابق کثیر الثقافتی کلاس روم میں اساتذہ کے کردار پر بحث کریں۔

3۔ ثقافت نظم و ضبط کے تصور کو کن طریقوں سے متاثر کرتی ہے ؟

4۔ ثقافت تعلیم کے مقاصد کو کیسے متاثر کرتی ہے؟

5۔ طلباء کے رویوں پر ثقافت کے اثرات اور تعلیمی نظام میں اس کی عکاسی کی وضاحت کریں۔

6۔ اسکولوں میں ہم نصابی سرگرمیوں کے انعقاد پر ثقافت کے اثرات کی وضاحت کریں۔

7۔ ثقافت آرٹ، موسیقی اور ادب کی ترقی کو کیسے متاثر کرتی ہے؟ بیان کریں۔

8۔ ثقافت اور تعلیمی اداروں کے انتظامیہ کے درمیان تعلق پر بحث کریں۔

9۔ طلباء میں ثقافتی اقدار کے فروغ میں اکتسابی مواد اور میڈیا کی اہمیت کی وضاحت کریں۔

10۔ اسکول کو سماج کی چھوٹی شکل (Miniature) کیوں کہا جاتا ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ثقافت اور تعلیم کے درمیان تعلق کی وضاحت کریں اور معاشرے کا ثقافتی نمونہ اس کے تعلیمی طریقہ کار کو کیسے متاثر کرتا ہےمثال کے ذریعہ واضح کریں۔

2۔ تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر ثقافت کے مختلف اثرات کا تجزیہ کریں۔

3۔ کثیر الثقافتی کلاس رومز میں اساتذہ کے کردار پر تبادلہ خیال کریں اور موثر تعلیم کے لیے طلباء کے ثقافتی پس منظر سے تدریسی مواد کو منسلک کرنے کی اہمیت کو اجاگر کریں۔

4۔ ثقافت اور تدریسی طریقوں کے درمیان تعلق کی وضاحت کریں اور بدلتے ہوئے ثقافتی نمونوں نے وقت کے ساتھ تدریسی طریقوں کو کیسے متاثر کیا ہے؟

5۔ نصاب پر ثقافت کے اثرات پر بحث کریں۔

معروضی سوالات کی جوابی کلید

1۔ Wodkowksi

2۔ Culturally Responsive Teaching

3۔ ثقافتی نمونہ

4۔ یہ اخلاقی اور ابدی اقدار پر زور دیتا ہے۔

5۔ مقاصد کا تعین معاشرے کے ثقافتی نظریات سے ہوتا ہے۔

6۔ طالب علم پر مبنی

7۔ ثقافتی اقدار کو فروغ دینا

8۔ وہ ثقافتی نظریات اور اقدار کو پروان چڑھاتے اور فروغ دیتے ہیں۔

9۔ اسکول

10۔ تدریس

11۔ متاثر

12۔ ثقافت

13۔ نظم و ضبط

14۔ متعین

15۔ ثقافت

7.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Arulsamy S.(2014), Philosophical and Sociological Perspectives on Education, Hyderabad, Neelkamal

2۔ Ballantine, Jeanne (1993). The Sociology of Education: A systematic Analysis, Englewood Cliff. New Jersy: Prentice Hall.

3۔ Bilton, Tony, et at. (1987). Introductory Sociology, London: MacMillan.

4۔ Chaube S.P. and Akhilesh (1981), "Philosophical and Sociological Foundation of Education". Agra: Vinod Pustak Mandir

5۔ Durkheim, E. (1956). Education and Sociology, New York: The Free Press.

6۔ Giddens, Anthonu. (1990). Sociology, Cambridge: Polity Press.

7. Gross, Neal. (1960). 'The Sociology of Education', in Morton, R. (Ed.) Sociology Today: Problems and Prospects, USA: Basic Books.

8. Latchanna, Foundation of Education, Hyderabad, Neelkamal Publication.

9. Shankar U. (1991). Sociology of Education for Modern India, New Delhi: Enkay Publishers Private Limited.

10. Yogesh Kumar Singh (2009), Sociological Foundations of Education, New Delhi: All Publishing Corporation.

اکائی 8۔ ثقافت میں تعلیم کا کردار

(Role of Education in Culture)*

اکائی کے اجزاء

8.0 تمہید(Introduction)

8.1 مقاصد(Objectives)

8.2 ثقافت میں تعلیم کا کردار(Role of Education in Culture)

8.2.1 ثقافت کے تحفظ میں تعلیم کا کردار(Role of Education in Preservation of Culture)

8.2.2 ثقافت کی منتقلی میں تعلیم کا کردار (Role of Education in Transmission of Culture)

8.2.3 ثقافت کے فروغ میں تعلیم کا کردار(Role of Education in Promotion of Culture)

8.3 تعلیم بطورِ ثقافتی ترقی کا عمل(Education as a Process of Cultural Development)

8.4 ثقافت میں تعلیم کے افعال(Functions of Education in Culture)

8.5 ثقافت کے تحفظ اور فروغ میں اسکولوں کا کردار (Role of Schools in Preservation and Promotion of Culture)

8.6 خلاصہ(Summary)

8.7 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

8.8 فرہنگ(Glossary)

8.9 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

8.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

8.0 تمہید(Introduction)

جس طرح ثقافتی تبدیلیاں ہمارے نظامِ تعلیم کو متاثر کرتی ہیں اسی طرح خود تعلیم بھی ثقافت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ثقافتی عناصر جن پر کسی سماج میں بحیثیت مجموعی اتفاقِ رائے پایا جاتا ہے ان کے بارے میں لازمی طور پر سماج سے وابستہ سبھی افراد کی خواہش ہوتی ہے کہ ان عناصر کا نہ صرف تحفظ کیا جائے بلکہ انہیں فروغ دیکر اپنی آئندہ نسلوں تک پہنچایا جاسکے۔ اگر ثقافت کا تحفظ اور فروغ نہ کیا جائے اور پھر اسے منتقل کیا جائے تو تمام انسانی علم اور تجربات آنے والی نسلوں تک ضائع ہو جائیں گے۔ مزید یہ کہ معاشرے کی بدلتی ہوئی ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق چند پرانے عناصر کو چھوڑ کر اور چند نئے عناصر کو شامل کر کے ثقافت کو فروغ دینا چاہیے۔اسی لیے تعلیم کے مقاصد میں تعلیم برائے ثقافت کو ایک اہم مقام حاصل ہے اور ہم تعلیم کے ذریعے اپنی ثقافت کے تحفظ(Preservation) ، فروغ (Promotion)اور منتقلی(Transmission)کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس مقصد کے حصول کے لیے تعلیم انتہائی مؤثر(Effective) ، منظم (Systematic) اور اجتماعی (Collective)ذریعہ ہے۔

8.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ثقافت کے تحفظ، فروغ اور منتقلی میں تعلیم کے کردار کو بیان کر سکیں ۔
- ثقافتی ترقی کے عمل میں تعلیم کے کردار کا تجزیہ کر سکیں۔
- ثقافت میں تعلیم کے دیگر افعال کی تفہیم کر سکیں۔

8.2 ثقافت میں تعلیم کا کردار(Role of Culture in Education)

تعلیمی نظام ثقافت کا پیش کردہ نظام ہوتا ہے۔ تعلیم میں اسکولنگ اور علم وہنر اور رویوں کی رسمی وغیر رسمی منتقلی دونوں شامل ہیں۔ معاشرے میں افراد کی ولادت و وفات کا سلسلہ چلتا رہتاہے لیکن معاشرے کی ثقافت ہمیشہ زندہ رہتی ہے جو معاشرے کے تمام انفرادی ارکان سے ماورا ہے۔ ثقافت وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہےلیکن اس میں بنیادی اقدار اور طرز عمل کا ایک قابل شناخت تسلسل ہوتا ہے جو اسے دوسری ثقافتوں سے ممتاز کرتا ہے۔اور یہ تسلسل تعلیمی نظام فراہم کرتا ہے۔

اگر تعلیمی نظام کو تبدیل کیا جائے تو ثقافت کی منتقلی مسخ ہو جائے گی۔ تعلیمی نظام کی بامقصد تبدیلی ثقافت کو تبدیل کرنے کا ایک بہت مؤثر طریقہ ہو سکتا ہے۔ تعلیم کو ثقافت کو برقرار رکھنے کی ایک منظم کوشش کے طور پر تصور کیا جاتا ہے۔ تعلیم وہ عمل ہے جس کے ذریعے معاشرہ اسکول، کالج، یونیورسٹی اور دیگر اداروں کے ذریعے اپنی ثقافتی ورثہ، جمع

شدہ علم، اقدار اور ہنر کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچاتا ہے۔ تعلیم ثقافتی تبدیلی کے ساتھ ساتھ سماجی تبدیلی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ نصاب کے مصنفین اور اسکول کے منتظمین کانفرنسیں منعقد کر سکتے ہیں، مقالے شائع کر سکتے ہیں، اور نصاب، تدریس کے طریقوں، یا انتظامی ڈھانچے کو تبدیل کرنے کے فیصلے کر سکتے ہیں تاکہ طلبہ کے علم، ہنر اور ثقافت و اقدار سے متعلق رویوں کے حصول میں رہنمائی کی جا سکے۔ یہ تمام اجتماعی طور پر شخصیت کی تشکیل کرتے ہیں اس لیے صحیح معنوں میں پائیدار ترقی کے لیے تعلیم اور اقدار پر مبنی زندگی کی اہمیت کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔ گاندھی جی، ٹیگور، ونوبا بھاوے اور بہت سے دوسرے سماجی کارکنوں کی تصنیفات، جو ایک مساویانہ زندگی، دیہی بااختیاری، رضاکارانہ دیہی تعمیر نو اور تبدیلی، اور دیہی ترقی کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں ان موضوعات کو نظام تعلیم کے مرکزی موضوعات کے طور پر اپنانا ہوگا۔ مضبوط ثقافتی اقدار پر قائم تعلیم طلباء کو ترقی کے تناظر میں ثقافت اور سماجی تبدیلی کی اہمیت کو سمجھنے اور تسلیم کرنے میں مدد کرے گی۔

ثقافت میں فن موسیقی، رسم و رواج، اقدار اور ہمارے بزرگوں کی پرانی روایت بھی شامل ہے۔ اور اس ترقی یافتہ دور اور نئی نئی ایجادات کی وجہ سے ثقافت بدل رہی ہے اور معاشرے میں زندہ رہنے کے لیے نئے نئے نظریات کو اپنا رہی ہے۔ ثقافت ملک کی معیشت اور ترقی میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ جب تعلیم کی جڑیں ثقافت میں مضمر ہیں تو اس سے ہم یہ مراد لیتے ہے کہ تعلیم کو ترقی، سماجی تبدیلی، خاص طور پر دیہی علاقوں میں ایک ذریعہ کے طور پر کام کرنا چاہیے۔

8.2.1 ثقافت کے تحفظ میں تعلیم کا کردار

(Role of Education in Preservation of Culture)

تعلیم کا سب سے اہم کام معاشرے کی ثقافت کو محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ مکتب ہے جسے کسی معاشرے یا قوم کی روحانی طاقت کو مستحکم کرنا ہے اور اس کے تاریخی تسلسل کو برقرار رکھنا ہے اور اس کی ماضی کی کامیابیوں کو محفوظ کرنا ہے۔ تعلیم کے ذریعے ثقافت کا تحفظ معاشرے کو زندہ رکھتا ہے۔

تعلیم ثقافت کے تحفظ میں ایک اہم ایجنٹ اور علم کے ذخیرے کے طور پر کام کرتی ہے ۔ تعلیمی ماحول میں، طلباء ان تاریخی بنیادوں ، رسم و رواج اور رسومات کے بارے میں سیکھتے ہیں جو ان کی ثقافتی شناخت کو متعین کرتے ہیں۔ نصابی کتابیں، لیکچرز، اور ثقافتی مطالعات کے پروگرام اس بھرپور تاریخ اور اقدار کے بارے میں بصیرت فراہم کرتے ہیں جنہوں نے ایک کمیونٹی کو تشکیل دیا ہے۔ اپنے ثقافتی ورثے کو سمجھ کر، افراد اپنی جڑوں سے لگاؤ اور فخر کا احساس پیدا کرتے ہیں۔ تعلیمی ادارے اکثر ثقافتی نمونے، دستاویزات اور زبانوں کی حفاظت میں بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ یہ عناصر وقت کے ساتھ ضائع نہ ہوں۔ اس عمل کے ذریعے تعلیم معاشرے کی ثقافتی وراثت کے تسلسل اور صداقت کو برقرار رکھنے کا ایک اہم ذریعہ بن جاتی ہے۔

8.2.2 ثقافت کی منتقلی میں تعلیم کا کردار

(Role of Education in Transmission of Culture)

ثقافت کا تحفظ ، ثقافت کو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کرنے کے مقصد سے کیا جاتا ہے۔ پروفیسر اوٹاوے Prof. Ottawayنے اس طرح تبصرہ کیا ہے کہ" تعلیم یا اسکول کا کام سماجی اقدار اور نظریات کو معاشرے کے نوجوانوں اور قابل افراد تک پہنچانا ہے"۔ ثقافت کی منتقلی نہ ہونے کی صورت میں معاشرے کی روایات محفوظ نہیں رہ سکتیں۔ لہٰذا، معاشرے کے فائدے کے لیے ثقافت کا تحفظ اور منتقلی دونوں ساتھ ساتھ چلنا چاہیے۔ ثقافت کا تحفظ اس وقت تک بے معنی ہے جب تک کہ اسے آنے والی نسلوں تک منتقل نہ کیا جائے۔ تعلیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کے ذریعے ایسے کام کو مؤثر طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے۔یہ ہماری ثقافتی روایات کو اگلی نسل تک منتقل کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اسکولوں اور کالجوں میں، ہم اپنی ثقافتی اقدار اور ماضی کی کہانیوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ یہ صرف نصابی کتابوں سےہی نہیں ہےبلکہ یہ ان کہانیوں سے بھی ہے جو ہمارے بزرگ ہمیں سناتے ہیں اور ان تجربات سے بھی جن سے ہم گزرتے ہیں۔ اپنے ثقافتی پس منظر کے بارے میں جان کر ہم اپنے آباؤ اجداد سے جڑجاتے ہیں جس سے ہمیں اپنی ثقافت کی منفردیت کا احساس ہوتا ہے۔ تعلیم ہمیں صرف ہماری ثقافت کے بارے میں نہیں سکھاتی بلکہ یہ ہمیں عصر حاضر میں اپنی روایات کو بامعنی بنانے اور برقرار رکھنے کے بھی قابل بناتی ہے۔ لہٰذا یہ ایک پل کی طرح ہے جو ہماری ثقافت کو ماضی سے مستقبل میں منتقل کرنے میں مدد کرتاہے۔

8.2.3 ثقافت کے فروغ میں تعلیم کا کردار(Role of Education in Promotion of Culture)

تعلیم کا کام معاشرے کی ترقی اور مسلسل ترقی کے لیے ثقافتی طرز، نظریات اور اقدار میں ضروری اور مطلوبہ تبدیلیاں لانا ہے۔ اگر معاشرے میں ثقافت کو فروغ نہیں دیا جائے گا تو سماجی ترقی پستی کا شکار ہو جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں، تعلیم افراد کو مہذب بناتی ہے، انسانی تقاضوں کے تمام شعبوں میں تحقیق اور گہرائی سے تفتیش کے ذریعے ثقافتی پیش رفت کو تبدیل کرتی ہے۔D.J.O. Cannon کے مطابق،" اگر ہر نسل کو اپنے لیے وہی سیکھنا پڑے جو اس کے پیشروؤں نے سیکھا ہےتو معاشرے کی موجودہ حالت میں کسی بھی قسم کی فکری یا سماجی ترقی ممکن نہیں ہوگی ۔"

تعلیم ایک ایسا ماحول بنا کر ثقافت کو فعال طور پر فروغ دیتی ہے جو تنوع کو اہمیت دیتا ہے۔ ثقافتی تعریف مختلف روایات، زبانوں اور فنکارانہ اظہار کی نمائش کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اسکول اور تعلیمی ادارے ایک جامع ماحول کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جہاں مختلف پس منظر کے طلبا ایک دوسرے کی ثقافتوں کے بارے میں جان سکیں اور ان کا احترام کرسکیں۔ ثقافتی تقریبات، اور کثیر الثقافتی نصاب دنیا کے متنوع معاشروں کی زیادہ جامع تفہیم فراہم کرتی ہیں۔ مزید برآں تعلیم افراد کو اپنی ثقافت کے فروغ میں فعال طور پر حصہ لینے کا اختیار دیتی ہے۔ تخلیقی صلاحیتوں، تنقیدی سوچ، اور

کھلے ذہن کی حوصلہ افزائی کرکے، تعلیم افراد کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنے ثقافتی ورثے کی افزودگی اور اختراع میں اپنا تعاون دے سکیں اور عصری عالمی تناظر میں ثقافتی ورثے کی مطابقت کو یقینی بناتی ہے۔

8.3 تعلیم بطور ثقافتی ترقی کا عمل (Education as a Process of Cultural Development)

کسی معاشرے کی ثقافت بھی اس معاشرے کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم اور ثقافت کا گہرا تعلق ہے۔ تعلیم بچے کو اپنے ثقافتی ورثے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں مدد کرتی ہے۔ یہ ثقافت کے تحفظ، ترقی اور ترسیل میں یکساں طور پر مدد کرتی ہے۔ جب ہم ایک بچے کو تعلیم فراہم کرتے ہیں تو ہم اپنے ثقافتی ورثے کی بہت سی مثالیں پیش کرتے ہیں جو کہ رقص کی شکل، فن کی شکل، زبان کے طریقوں، دستکاری ثقافت، رسم و رواج، ملبوسات اور کھانا وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ تعلیمی عمل ان پر عمل پیرہ ہونے اور سیکھنے کے کافی مواقع فراہم کرتا ہے۔ بچہ معاشرے کے ثقافتی طریقوں سے بہت سی چیزیں سیکھتا ہے۔ تعلیم ثقافتی روایات کو ایک منظم طریقے سے محفوظ رکھنے میں مدد کرتی ہے جیسے زبانی روایات کو منظم طریقے سے ریکارڈ کیا جا سکتا ہے اور تحریری ، آڈیو-ویڈیو شکل میں محفوظ کیا جا سکتا ہے تاکہ دوسرے معاشروں اور مقامات تک آسانی سے منتقل کیا جا سکے۔ سماجی اور ثقافتی تقریبات کے انعقاد سے ثقافتی ترسیل بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ ثقافتی ترقی کے لیے ہم اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تعلیم کو ایک آلے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے تعلیم کو ثقافتی ترقی کا عمل کہا جا سکتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)
1۔ تعلیم کو ثقافتی ترقی کا عمل کیوں کہا جا سکتا ہے؟ 2۔ ثقافت کے تئیں تعلیم کی تین ذمہ داریاں کون سی ہیں؟

8.4 ثقافت میں تعلیم کے دیگر افعال (Functions of Education in Culture)

- **ثقافتی تبدیلیوں سے ہم آہنگ کرنا:** تعلیم لوگوں کو نئی ثقافتی تبدیلیوں سے ہم آہنگ کرنے میں مدد کرتی ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ہر نسل پرانے ثقافتی طریقوں میں تبدیلیاں لاتی ہے اور اپنے بہترین فائدے کے لیے نئے ثقافتی طریقے متعارف کراتی ہے۔ تعلیم افراد کو ان تبدیلیوں کے مطابق ڈھالنے کے ذرائع اور

طریقے فراہم کرکے اس عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مزید یہ کہ، تعلیم فرد کو بہتر اور کامیاب زندگی گزارنے کے لیے اپنے آپ کو ترقی پذیر ثقافتی نمونوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے تیار کرتی ہے۔

- **شخصیت کی تعمیر :** یہ ثقافت کا ایک آفاقی عنصرuniversal element ہے کہ تعلیم سے شخصیت کی تشکیل وتعمیر ہوتی ہے۔ تعلیم ایک شخص کے برتاؤ اور سوچنے کے انداز کو تبدیل کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کسی فرد کی شخصیت کی نشوونما اس وقت تک جاری رہتی ہے جب وہ معاشرے میں دوسروں کے ساتھ روابط استوار کرتے ہیں تعلیم معاشرے کے رویے اور ثقافت کی پیروی کرتے ہوئے روابط استوار کرنے میں مدد کرتی ہے۔ سادہ الفاظ میں، ثقافت سماجی کنٹرول کی ایک غیر رسمی ایجنسی ہے جو افراد کے طرز عمل کو مطلوبہ انداز میں ڈھالنے اور تشکیل دینے میں مدد کرتی ہے۔
- **اتحاد کا حصول :** ہمارے معاشرے کے لیے یہ اشد ضروری ہے کہ بنی نوع انسان کی وحدت کو بحال کیا جائے۔ بنی نوع انسان کے اتحاد کے لیے دنیا میں مختلف گروہوں کی ثقافت کا پھیلاؤ ہونا چاہیے۔ ثقافتی علیحدگی ختم ہونی چاہیے اور ایک ثقافت اور دوسری ثقافت کے درمیان کوئی آہنی پردہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ثقافتی پھیلاو تعلیم کے ذریعے ممکن ہے جو ثقافت کو موثر انداز میں وسعت اور فروغ دینے میں معاون ہے۔ تعلیم کو انسانی ثقافت کو ایک مکمل کھلے ہوئے پھول کی طرح سمجھنا چاہیے جس کی مختلف پنکھڑیاں مختلف گروہوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کے مطابق "ایک تعلیم یافتہ فرد کی خصوصیت میں ثقافت کے اہداف، یعنی حتمی معروضی اقدار کی جانب مثبت رویہ ہونا چاہیے جو کہ تعلیمی اور ادارہ جاتی سرگرمیوں کا محاصل ہونا چاہیے۔ "مزید یہ کہ تعلیم جدید ثقافتی اقدار کو فروغ دینے میں مدد کرتی ہے جیسے تعاون، اتحاد، باہمی افہام و تفہیم، بھائی چارہ، دوسروں کے لیے محبت اور قدردانی وغیرہ۔ یہ اقدار انسانیت کے طویل المدت ترقی کے لیے ضروری ہیں۔
- **ثقافتی تعطل کو دور کرنا :** ثقافتی تعطل کا تصور معروف ماہر عمرانیات اوگبرن(Ogburn) نے پیش کیا تھا۔ جب مادی ثقافت اور غیر مادی ثقافت میں فرق ہوتا ہے تو یہ تعطل پیدا ہوتا ہے۔ جیسے کہ مادی ثقافت سائنس اور ٹیکنالوجی میں تیز رفتار ترقی کی وجہ سے ترقی کرتی ہے اور لوگ ثقافت کے غیر مادی حصے) جیسے عقائد (کو نظر انداز کرتے ہوئے جدید طرز زندگی کو اپناتے ہیں۔ لہٰذا، غیر مادی ثقافت مادی ثقافت سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ یہ صورتحال ثقافتی تعطل ہے جسے تعلیم کے ذریعے مختلف پروگراموں اور بے شمار سرگرمیوں کے ذریعے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ ثقافتی تعطل سماجی تبدیلی اور تہذیب کی ترقی کو سست کر دیتا ہے اس لیے اسے حل کرنا ضروری ہے۔
- **بچوں میں ثقافتی افزدوگی :** کسی بھی معاشرے کے تمام افراد یکساں تجربات نہیں رکھتے۔ جب بچے اسکول میں داخل ہوتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ اہم ثقافتی علم سے محروم ہوں ۔ تعلیم اس خلا کو پر کرنے اور بچوں کو مختلف ثقافتوں کے بارے میں سیکھنے میں مدد کرتی ہے۔

- **ثقافتی تنازعات کو دور کرنا :** دنیا میں کئی ثقافتیں پائی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک قوم میں بھی مختلف ثقافتیں ہو سکتی ہیں اس فرق کی وجہ سے ایک ثقافت کے پیروکار دوسری ثقافتوں کے نمائندوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں مثال کے طور پر ایک ثقافت کے پیروکار اپنی خواتین کو بغیر نقاب کے چلنے کی اجازت دیتے ہیں جبکہ بہت سے لوگ پردے کو خواتین کے لیے غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ جب ایک گروہ اپنی ثقافت کو بہتر سمجھتا ہے اور اسے دوسری ثقافتوں کے لوگوں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ رویہ ثقافتی تنازعات کو جنم دے سکتا ہے ۔ صرف تعلیم ہی لوگوں کو روادار بنا کر ان ثقافتی تنازعات کو دور کر سکتی ہے۔ بچوں کو تمام ثقافت کے اچھے اور مشترکہ عناصر سکھاکر ان تعصبات کو دور کیا جاسکتا ہے۔ بچے مختلف ثقافتوں کے بہت سے اچھے عناصر کو یا تو کتابوں کے ذریعے سیکھتے یا اپنے اساتذہ کے طرز عمل کی نقل کر کے سیکھتے ہیں۔
- **ثقافتی اصلاحات :** ثقافت ہمیشہ فطرتاً متحرک ہوتی ہے۔ اس طرح ثقافت میں ہر وقت بہت سی نئی چیزیں شامل ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ تمام تبدیلیاں معاشرے کی بھلائی کے لیے ہمیشہ مطلوبہ نہیں ہوتی ہیں۔ تعلیم ثقافت کا سائنسی تجزیہ ومطالعہ کرتی ہے اور ایسے عناصر کی نشاندہی کرتی ہے جو معاشرے کی ترقی کے لیے ساز گار ومددگار نہیں ہیں۔
- **ثقافتی تسلسل :** کوئی بھی معاشرہ اپنی ثقافت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا ثقافتی شناخت انسان میں شعورِ خودی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ تعلیم ایک طاقتور ثقافت کے غلبے سے ذیلی ثقافت کی تشکیل کرتی ہے اور اس طرح یہ اپنی متنوع سرگرمیوں اور پروگراموں کے ذریعے ثقافت کے تسلسل کو برقرار رکھتی ہے۔ یہ اقدام مختلف معاشروں کے درمیان ثقافتی انضمام کے خلاف نہیں ہے۔ یہ صرف ایک ثقافت کو دوسری ثقافت کے غلبے سے بچانے کا ذریعہ ہے۔
- **ایک جامع ثقافت کی ترقی :** جب مختلف ثقافتیں ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں آتی ہیں تو ثقافتوں کے تبادلے کی وجہ سے ایک جامع ثقافت پیدا ہوتی ہے۔۔ یہ ثقافت لوگوں پر زبردستی مسلط کی گئی ثقافت کے مقابلے میں زیادہ قابل قبول ہو سکتی ہے۔ ایسی ثقافتوں کی تشکیل اور پوری قوم کو ایک اکائی میں ضم کرنے میں تعلیم اہم کردار ادا کرتی ہے۔
- **ثقافتی برائیوں کی اصلاح :** تعلیم ثقافتی برائیوں کی اصلاح کرتی ہے اور ثقافتی مسائل کو حل کرنے میں مدد کرتی ہے۔ ثقافتی جہتوں کی وضاحت سے، تعلیم انا پرستی اور اور انفرادیت کے بارے میں غلط خیالات کو درست کرتی ہے۔ تعلیمی روشن خیالی کا مطلب صرف آرٹ اور خوبصورتی کی جمالیاتی تعریف نہیں ہےاس کا مطلب ایک مہربان اور فراخ دل شخص ہونا بھی ہے ۔ ثقافت ذہن کو آزاد کرتی ہے۔ خواندگی اور اخلاقی تعلیم اور فنون لطیفہ کی تعلیم ثقافتی اقدار کے ادراک کی حقیقی تکنیک ہے۔
- **تعلیم،نسلی تعصبات اور دشمنی :** تعلیم نسلی تعصبات اور دشمنی کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اکثر، تعصبات مختلف ثقافتوں کے بارے میں غلط فہمیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اپنی ثقافت کو اپنانا ،اس پر فخر کرنا اور اسے محفوظ رکھنا ایک قابل تحسین عمل ہے جو حب الوطنی کو فروغ دیتا ہے۔ لیکن اپنی ثقافت میں کسی بھی تبدیلی کی مزاحمت کرنا

،دوسرے متنوع ثقافتی اثرات کے داخلے کے لیے دروازے بند کرنا اور اپنی ثقافت کو محفوظ رکھنے کے لیے آہنی دیوار کھڑی کرنا جہالت اور تنگ نظری کی عکاسی کرتا ہے جسے jingoism کہا جاتا ہے۔ یہ رویہ ثقافتی ترقی کے لیے ساز گار نہیں ہے۔ ثقافتی پھیلاؤ کو اپنانا، جہاں مختلف ثقافتی عناصر آپس میں ملتے ہیں، انفرادی ثقافتی گروہ اور پوری انسانیت کے لیے فائدہ مند ہے۔ یہ ثقافتی پھیلاؤ ،افہام و تفہیم، رواداری کو فروغ دیتا ہے اور مجموعی ثقافتی ترقی میں تعاون کرتا ہے۔

- **انسانی ثقافت :**صرف اپنی ثقافت کو بہت زیادہ اہمیت دینے کا نتیجہ اختلاف اور عالمی تفہیم کی کمی کا سبب بن سکتا ہے۔ تعلیم مختلف ثقافتوں کے امتزاج کی حوصلہ افزائی کرکے بین الاقوامی ہم آہنگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم کو تنوع میں اتحاد کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور تنوع پر زیادہ زور نہیں دینا چاہیے۔
- **بین الثقافتی تفہیم :**تعلیم مختلف ثقافتوں کے درمیان بین الثقافتی تفہیم کو فروغ دے سکتی ہے۔ ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن کے مطابق،" کسی قوم کی عظمت کی پیائش اس کی مادی طاقت اور دولت سے نہیں بلکہ اس قوم کے لوگوں کے بین الثقافتی رشتوں سے کی جاتی ہے"۔ بین الثقافتی تفہیم سے مراد ان افراد میں اس بصیرت اور رویے کی نشوونما ہے جو اپنی خود غرضی اور تنگ نظری سے بالاتر ہو کر اپنی ذات کے علاوہ دیگر تمام ثقافتوں میں موجود اچھائیوں کو تلاش کرتے ہیں۔ اب یہ بات تعلیمی منصوبہ سازوں اور ماہرین تعلیم نے یکساں طور پر محسوس کی ہے کہ ہمیں ایسے تعلیمی تجربات اور پروگرام فراہم کرنے چاہئیں جو دوسروں کی ثقافت کے بارے میں اس تفہیم کو فروغ دیں اور ایسی تفہیم کی نشوونما سے آپسی تعاون کو فروغ ملے گا اور تبادلہ کے عمل کے ذریعے ایک ثقافتی تشکیل ہو گی۔ تعلیم ہی قومی ثقافت کا ہدف حاصل کرنے میں کامیاب ہو گی جو قومی یکجہتی اور قومی انضمام کے لیے ضروری ہے۔ Klausmeir کہتے ہیں" بین ثقافتی تعلیم کا مقصد طلباء کو ان افراد کے فرق اور مماثلت کو سمجھنے میں مدد کرنا ہے جن سے ہمارا معاشرہ اور دنیا بنتی ہے"۔
- **ثقافت کی تعلیم اور ثقافت کے لیے تعلیم :**ثقافت انسان کو اچھے خیالات/ آئیڈیاز اور فن کی تعریف کرنے کے قابل بناتی ہے۔ یہ انسانی مفادات اور سماجی کارکردگی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ایک مہذب شخص نہ تو زیادہ جارحانہ ہوتا ہے اور نہ ہی زیادہ کٹّر، وہ جذبات کی انتہا یا جذبات کے تشدد یا زبان کی اسراف کو ظاہر نہیں کرتا ہے۔ تعلیم ایسے مہذب افراد کو تیار کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔
- **روایتی ثقافت میں بہاؤ :**ثقافت میں مسلسل بہاؤ ہوتا ہے بدلتے سماج کے ساتھ ثقافت بدلتی رہتی ہے۔ کسی بھی قوم کی مستقل ثقافتی روایات نہیں رہی ہیں ہندوستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہر نسل کچھ نیا شامل کرتی ہے اور کچھ پرانی روایت میں ترمیم کرتی ہے۔ ہندوستان میں خاندانی رشتوں کو دنیا کے مضبوط ترین رشتوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام بتدریج غائب ہو رہا ہے نیوکلیر خاندانی نظام فروغ پارہا ہےجو کہ بیک وقت انفرادی آزادی فراہم کرتا ہے اور تنہائی اور عدم تحفظ کا بھی احساس دلاتا ہے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ نیوکلیر خاندانی نظام اور اس کی ثقافت کو پڑھے لکھے لوگوں میں تیزی سے، نیم پڑھے لکھے لوگوں میں آہستہ آہستہ اور ناخواندہ لوگوں میں بتدریج قبول کیا جا رہا

ہے۔ تعلیم اور دوسری ثقافتوں کے ساتھ رابطے میں آنے کی وجہ سے ہماری کھانے کی عادات بدل رہی ہیں، ہمارے لباس کا انداز بدل رہا ہے، ہمارے فن کی تعریف میں وقتاً فوقتاً نئے معیارات شامل ہو رہے ہیں، اور ہمارے مذہبی عقائد بدل رہے ہیں۔ لوگوں کی اکثریت بغیر کسی مزاحمت کے ان تبدیلیوں کا خیر مقدم کررہی ہے حالانکہ بعض حلقوں کی طرف سے ذاتی مفاد یا بعض مذہبی فرقوں وغیرہ کے دباؤ کی وجہ سے مزاحمت بھی ہوتی ہے۔

تعلیم میں ترقی نے ہندوستان میں دیگر تمام ذاتوں کے ساتھ یگانگت کا احساس دلاتے ہوئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی سماج کاری (Socialization)کو تیز ترکیا ہے۔ تعلیمی ترقی کا ایک اور محاصل یہ ہے کہ بین ذاتی شادیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں جہیز کے نظام کے خلاف مسلسل مہم بھی چل رہی ہے اور اس پر پابندی لگانے کے لیے کئی ریاستی حکومتوں نے قانون سازی کی ہے۔

تعلیمی ترقی نے ٹکنالوجی کو فروغ دیا۔ٹکنالوجی کی ترقی کی بدولت لوگوں کے رہن سہن و طرز زندگی میں تبدیلی آئی۔ افراد کی جگہ مشینیوں نے لے لی ۔کئی سارے کام مشینوں کی مدد سے انجام دیے جارہے ہیں۔ جس سے لوگوں کو زیادہ فرصت کے اوقات میسر ہیں اور تخلیقی صلاحیتوں اور جدت طرازی کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔

تعلیم نے روایتی عقائد اور توہمات سے ہٹ کر ہندوستانیوں کی ذہنیت کو بدل دیا ہے۔ سائنسی علم نے پرانے رسوم و رواج کی جگہ لے لی ہے۔ سائنسی رویہ ہندوستانیوں کو مورثی عقائد، توہمات، اور پہلے سے طے شدہ طرز عمل کے ماضی کے جامد پس منظر سے نجات دلا رہی ہے۔ ہندوستانی ذہن اب نہ صرف اپنا ثقافتی ورثہ بلکہ دوسرے معاشروں سے سائنسی علم کو ساتھ ساتھ لے کر چل رہا ہے۔

بڑھتی ہوئی آبادی، ماحولیاتی اور سماجی مسائل کا باعث بن رہی ہے۔اس کا اثر زندگی کے تمام شعبوں پر نظر آتا ہے۔ تعلیم یافتہ افراد چھوٹے خاندانوں کے نظام کو اپنا رہے ہیں۔ میڈیا خصوصاً بصری میڈیا نے ناخواندہ افراد کو بھی زیادہ بچوں کی پیدائش سے متعلق مسائل سے آگاہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ میڈیا ثقافتی عقائد کو چیلنج کرتا ہے جیسے چتا جلانے کے لیے بیٹا پیدا کرنے کے غلط ثقافتی عقیدے کو کمزور کیا ہے اور معاشرے کی بہت سی دوسری ثقافتی برائیوں کو بے معنی بنا دیا ہے۔

- **خواتین کی حیثیت :** ہندوستانی معاشرے میں خواتین کی حیثیت و وقار میں اضافہ ہورہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوگ جنسی مساوات کو قبول کررہے ہیں ۔مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے قانون سازی اور سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے پروگراموں نے اس مقصد کو تقویت دی ہے۔ تعلیم کا حق، والدین کی جائیداد میں مساوی حق، ملازمت کا حق، مساوی کام کے لیے مساوی اجرت وغیرہ نے خواتین کی حیثیت میں زبردست تبدیلیاں لائی ہیں اور سماجی، خاندانی، ثقافتی، معاشی، سیاسی اور زندگی کے دیگر پہلوؤں پر بہت دور رس اثرات مرتب کیے ہیں۔ مرکزی حکومت کے دونوں ایوانوں میں خواتین ریزرویشن بل پاس کرنے کی کوشش اس سمت میں ہونے والی تبدیلیوں کا واضح اشارہ ہے۔

تعلیم نے خواتین کے لیے مال اور جائیداد کی تقسیم میں ثقافتی تبدیلیاں لائی ہیں۔ اب خواتین کو والدین کی جائیداد میں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ مساوی ملازمت کے لیے مساوی اجرت ہر سطح پر ایک قبول شدہ معیار ہے۔ یقیناً مختلف حلقوں میں مزاحمت دیکھی جا سکتی ہے۔ لیکن تعلیم کے مزید پھیلاؤ سے یہ یقینی ہے کہ لوگوں کی سوچ میں تبدیلی آئے گی اور مثبت رویہ ہماری ثقافت کا لازمی حصہ بن جائے گا۔

- **مشترکہ ثقافت کا ادراک :** تعلیم کا نسل انسانی کی فکری، جذباتی، ثقافتی اور سماجی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ ایک طرف یہ فرد کو ان خوبیوں کا ادراک کرنے کے قابل بناتی ہے جن سے اسے نوازا گیا ہے اور دوسری طرف اسے یہ احساس دلاتی ہے کہ تمام انسان ایک مشترکہ ثقافت رکھتے ہیں جو مشترکہ بھلائی و بہتری میں معاون ہے۔ ایڈیسن کے الفاظ میں،" تعلیم، جب یہ ایک عظیم دماغ پر کام کرتی ہےتو ہر ایک خوبی اور کمال کو دیکھنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ "تعلیم معاشرتی نظام کی تشکیل، نوجوان نسل کی شخصیتوں کو ڈھالنےاور ثقافتی اقدار کو فروغ دینے میں ایک اہم عنصر کے طور پر کام کرتی ہےاور انھیں اس قسم کے معاشرے کے لیے تیار کرتی ہے جس میں وہ رہتے ہیں اور انھیں رہنا چاہیے۔
- **بچہ مزدوری کے تیئں رویہ :** بچہ مزدوری کے تیئں رویہ ایک اور پہلو ہے جہاں ہمیں اقدار میں زبردست تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔ ہندوستانی معاشرے میں قالین کی صنعت اور دیگر شعبوں میں بچوں کو ملازمت دینے کے خلاف ایک قدم اٹھایا گیا۔ حکومت کی کوششوں کی وجہ سے، 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کے قانون کا نفاذ، اس سمت میں میڈیا اور رضاکار تنظیموں کا مثبت کردار اور مقامی لوگوں کو شامل کرنے والے حکومت کے مختلف پروگرام جیسے سرو شکشا ابھیان۔ بالغوں کی تعلیم کے پروگراموں نے عام لوگوں کو بھی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں آگاہ کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ بچے اور بالغ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ اپنے حقوق اور فرائض سے زیادہ سے زیادہ آگاہ ہوتے جا رہے ہیں۔ فلاحی پروگرام زیادہ مقبولیت حاصل کرتے ہیں اور آسانی سے لوگوں تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں۔پر ابھی بھی بہت طویل سفر طے کرنا اور اس سلسلے میں بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

8.5 ثقافت کے تحفظ اور فروغ میں اسکولوں کا کردار

(Role of Schools in Preservation and Promotion of Culture)

ثقافت کے تحفظ اور فروغ میں اسکولوں کا کردار نمایاں ہے۔ اسکول معاشرے کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے جو ایک خاص طور پر ڈیزائن کیا گیا رسمی ادارہ ہے جسے معاشرے نے مستقبل کی نسلوں کو ایک اچھا سماجی فردبنانے کے لیے قائم کیا ہے۔

ثقافتی حصول سوشلائزیشن کے عمل کے ذریعے ہوتا ہے۔ اسکول نہ صرف ایک منظم نصاب اور مخصوص مضامین کے ذریعے تعلیم فراہم کرتے ہیں بلکہ سماجی اور ثقافتی اقدار، رویوں اور اخلاقیات کو بھی فروغ دیتے ہیں جو طلباء کی زندگیوں

پر دیرپا اثر ڈالتے ہیں۔ اسکول سرگرمیوں اور پروگراموں کی ایک جامع رینج کو مربوط کرتے ہیں جو اس مخصوص ثقافت کے ثقافتی تصورات اور اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہوتے ہیں ۔ اسکول معاشرے کے ثقافتی نمونوں کو فروغ دینے، تبدیل کرنے اور تخلیق کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی (1986) میں کہا گیا ہے کہ نصاب اور تعلیمی عمل کو ثقافتی عناصر کی ایک وسیع رینج کے ساتھ فروغ دیایا جانا چاہیے۔ تعلیم میں ترقی پسند ٹیکنالوجیز اور قوم کی پائیدار ثقافتی روایات کے ہم آہنگ امتزاج کو حاصل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ثقافتی خصوصیات تعلیمی اداروں میں حاصل کی جاتی ہیں جو مختلف عوامل سے متاثر ہوتی ہیں جن میں معلم، ہم عمر گروپ، تعلیمی مواد، غیر نصابی سرگرمیاں، تدریسی طریقے، اور ثقافتی طور پر جوابدہ تدریس شامل ہیں۔ اساتذہ اور طلباء کے درمیان تعامل کے ساتھ ساتھ طلباء کے تئیں اساتذہ کا رویہ طلباء کی ذہنیت پر نمایاں اثر ڈالتا ہے اور ثقافتی اقدار اور نمونوں کی نشوونما میں معاون ہوتا ہے۔ معاشرے کی ثقافت کا تحفظ اس کے تعلیمی نظام سے ہوتا ہے۔ اسکولوں کو ثقافتی ورثے کی منتقلی اور نقصان دہ سمجھے جانے والے ثقافتی طرز عمل کو تبدیل یا ہٹا کر معاشرے کی ترقی وفروغ کے لیے تعلیمی نظام ڈیزائن کرنا چاہیے۔

تحفظ ثقافت کی منتقلی پر محیط ہے۔ ایک نسل سے دوسری نسل تک معلومات کی منتقلی ثقافت کے تحفظ کو یقینی بناتی ہےان معلومات کو منتقل کرنے کے لیے اسکولوں کے ذریعے مختلف اراکین کے درمیان سماجی میل جول کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اوٹاوے (Ottaway)کے مطابق، ثقافت مکمل طور پر افراد اور ان کے سماجی ماحول کے درمیان تعامل پر منحصر ہے اور اسے سماجی گروہ سے حاصل کیا جانا چاہیے۔ تعلیمی اداروں کے ذریعے مروجہ معاشرتی اقدار اور اخلاقیات کو فروغ دے کر ثقافتی فروغ کی سہولت فراہم کی جانی چاہیے۔ اسکولوں کو دوسرے مقاصد کے علاوہ ثقافت کو فروغ دینے کے لیے، کمیونٹی کے انضمام کو فروغ دینے، کمیونٹی سے مربوط سیکھنے میں سہولت فراہم کرنے، اور جمہوری اصولوں کو فروغ دینے کے لیے موثر اور قابل قدر آلات کے طور پر کام کرنا چاہیے۔ کثیر الثقافتی تعلیم کو یک ثقافتی تعلیم پر ترجیح دی جانی چاہئے تاکہ کثیر ثقافتی تعلیم کے ذریعے تنوع کا احترام کو فروغ دیا جاسکے۔ تعلیم پر بین الاقوامی کانفرنس (1992) کی ثقافتی ترقی کے لیے تعلیم کے تعاون سے متعلق سفارش نمبر 78 کے مطابق " اسکولوں کو معاشرے کے سماجی، اقتصادی اور ثقافتی ماحول کے ساتھ منسلک کرنے کے قابل بنا کر ثقافتی ترقی میں تعاون کرنا چاہیے۔ اس میں بامعنی مکالمے کے لیے ایک مقام پیدا کرنا اور مختلف ثقافتوں، خواہ وہ علاقائی، قومی یا مقامی ہوں، عصری معاشرے کی ضروریات کو بہتر طریقے سے پورا کرنے اور21 ویں صدی کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے تعلیم کے دائرہ کار کو بڑھانا شامل ہے۔

استاد بطور ایجنٹ ثقافتی تعمیر نو :ایک استاد، ایک ثقافتی تعمیر نو کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہوئے، رسمی اور غیر رسمی دونوں طریقوں کو بروئے کار لا کر معاشرے کی بدلتی ہوئی خواہشات و ضروریات کے مطابق نئے ثقافتی ماڈل تیار کر سکتا ہے ۔ جونوجوان نسل کو موافقت کی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور معاشرے میں ہونے والی تبدیلیوں کو اپنانے کے قابل بنائے گا

۔ استاد ثقافت کا محافظ اور جمہوری وسیلہ ہوتا ہے۔ وہ ثقافت کا معمار ہے جو کہ پرانے ثقافتی تجربات اور نئے تجربات کی تشکیل نو کے ذریعے اختراعات پیدا کرتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ ثقافت سماجی کنٹرول کی ایک ---------------ایجنسی ہے ۔
2۔ ثقافتی شناخت انسان میں ---------------پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے۔
3۔ ثقافتوں کے تبادلے کی وجہ سے ایک ----------------ثقافت پیدا ہوتی ہے۔
4۔ "تعلیم، جب یہ ایک عظیم دماغ پر کام کرتی ہےتو ہر ایک خوبی اور کمال کو دیکھنے کے لیے تیار کرتی ہے۔"------------نے کہا؟
5۔ ثقافت کے تحفظ اور فروغ میں اسکولوں کے کردار پر نوٹ لکھیے؟

8.6 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں تعلیم اور ثقافت کے باہمی تعلق اور ان کے اثر و تاثر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ثقافت اور تعلیم ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں—جہاں ثقافت تعلیم کی سمت متعین کرتی ہے، وہیں تعلیم ثقافت کے تحفظ، فروغ اور منتقلی کا مؤثر ذریعہ ہے۔ تعلیم کے ذریعے کسی معاشرے کی ثقافت کو نسل در نسل منتقل کیا جاتا ہے تاکہ آنے والی نسلیں اپنے ثقافتی ورثے سے واقف رہیں۔

تعلیم طلبہ میں برداشت، رواداری اور مختلف ثقافتوں کے احترام کا جذبہ پیدا کرتی ہے، انہیں سائنسی نقطۂ نظر سے سوچنے اور دیگر ثقافتوں کی مثبت اقدار کو اپنانے کی ترغیب دیتی ہے۔ تعلیم نہ صرف سماجی تعاملات کے ذریعے شخصیت کی تشکیل کرتی ہے بلکہ ثقافتی اقدار، طرزِ عمل اور اصولوں کی پاسداری بھی سکھاتی ہے۔

یہ اکائی یہ بھی واضح کرتی ہے کہ تعلیم ثقافتی ترقی کا محرک ہے۔ یہ مختلف پروگراموں اور سرگرمیوں کے ذریعے مادی و غیر مادی ثقافت کے درمیان فاصلے کو کم کرتی ہے، ثقافتی تعطل کو ختم کرتی ہے، اور سماجی تبدیلی کو فروغ دیتی ہے۔ تعلیم ثقافتی عناصر کا تنقیدی جائزہ لے کر ناپسندیدہ پہلوؤں کی اصلاح کرتی ہے اور بہتر سماجی نظم قائم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

تعلیم خواتین کو بااختیار بنانے، صنفی مساوات کے فروغ، اور چائلڈ لیبر کے خاتمے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ یہ معاشروں میں مشترکہ ثقافتی اقدار کو نمایاں کرکے اتحاد، ہم آہنگی اور قومی یکجہتی کو مضبوط بناتی ہے۔

اسکول معاشرے کا ایک مصغر نمونہ (miniature society) ہے جو تعلیمی ادارے کے ساتھ ساتھ ثقافتی تربیت کا مرکز بھی ہے۔ اسکولوں کے ذریعے طلبہ میں سماجی و ثقافتی اقدار، رویے، اصول اور اخلاقیات منتقل ہوتے ہیں، جو ان کی شخصیت سازی اور قومی ترقی میں دیرپا کردار ادا کرتے ہیں۔

بالآخر، اس اکائی کا نچوڑ یہ ہے کہ تعلیم ثقافت کی آئینہ دار بھی ہے اور اس کی معمار بھی —یہ نہ صرف ثقافت کو محفوظ رکھتی ہے بلکہ اسے ترقی، ہم آہنگی اور انسانی فلاح کی سمت بھی لے جاتی ہے۔

8.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- ثقافت تعلیم کو اسی طرح متاثر کرتی ہے جس طرح تعلیم کسی ملک کی ثقافت کو متاثر کرتی ہے۔ آنے والی نسل کے فائدے کے لیے کسی بھی معاشرے کی ثقافت کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ اسے نسل در نسل درست طریقے سے منتقل ہونا چاہیے۔
- ثقافت کے تحفظ، فروغ اور نسل در نسل اسے منتقل کرنے میں تعلیم ایک مؤثر ذریعہ ہے۔
- تعلیم برائے ثقافت ایک اہم تعلیمی مقصد ہے۔ کسی مخصوص ثقافت کے حامل افراد میں دیگر ثقافتوں کے تئیں تحمل اور رواداری کو پروان چڑھانا تعلیم کی ذمہ داری ہے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر، بہتر یہ ہے کہ طلبا میں ایسا سائنسی نقطۂ نظر پیدا کیا جائے کہ وہ دیگر ثقافتوں کی اچھی باتیں بھی سیکھنے کی کوشش کریں۔
- تعلیم افراد کو بدلتے ہوئے ثقافتی اصولوں اور نمونوں کو اپنانے کے قابل بناتی ہے او راس کی سمجھ اور انضمام کے ذریعے کامیاب زندگی گزارنے میں سہولت فراہم کرتی ہے۔
- تعلیم سماجی تعاملات کے ذریعے شخصیت کی تشکیل کرتی ہے معاشرے میں موجود طرز عمل کے اصولوں اور ثقافتی اقدار کی پاسداری کرتی ہے۔
- تعلیم ثقافتی پھیلاؤ کو فروغ دیتی ہے۔ جدید اقدار جیسے کہ تعاون، باہمی افہام و تفہیم اور تحسین کو فروغ دے کر متنوع ثقافتوں کے درمیان اتحاد کو فروغ دیتی ہے۔
- تعلیم ثقافتی تعطل کو دور کرتی ہے۔مختلف پروگراموں اور سرگرمیوں کے ذریعے مادی اور غیر مادی ثقافت کے درمیان فرق کو ختم کرتی ہے اور سماجی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔
- تعلیم بچوں کے ثقافتی تجربات کو تقویت دیتی ہے جامع ثقافتی تعلیم کو یقینی بناتی ہے۔
- تعلیم رواداری اور افہام و تفہیم کو فروغ دیتی ہے مشترکات commonalities پر زور دے کر اور احترام کو فروغ دے کر ثقافتی اختلافات سے پیدا ہونے والے تنازعات کو کم کرتی ہے۔
- تعلیم ثقافتی عناصر کی جانچ پڑتال کرتی ہے، سماجی ترقی کے لیے ناپسندیدہ پہلوؤں کی نشاندہی اور ان کی اصلاح کرتی ہے۔
- تعلیم ثقافتی شناخت اور تسلسل کو محفوظ رکھتی ہے ثقافتی انضمام کو فروغ دیتے ہوئے ثقافتی غلبہ کے خلاف تحفظ فراہم کرتی ہے۔

- تعلیم ثقافتی تبادلے اور انضمام، قبولیت اور اتحاد کو فروغ دے کر جامع ثقافتوں کی تخلیق میں سہولت فراہم کرتی ہے۔
- تعلیم ثقافتی خامیوں کو دور کرتی ہے، اخلاقی اقدار کو فروغ دیتی ہے اور انا پرستی اور جھوٹی انفرادیت کا مقابلہ کرنے کے لیے ثقافتی بیداری کو فروغ دیتی ہے۔
- تعلیم نسلی تعصبات کو کم کرتی ہے، ثقافتی پھیلاؤ اور افہام و تفہیم کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، ثقافتی ترقی اور اتحاد کو فروغ دیتی ہے۔
- تعلیم بین الثقافتی تفہیم کو فروغ دیتی ہے، متنوع ثقافتوں کے درمیان بصیرت اور تعاون کو فروغ دیتی ہے، جس سے قومی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔
- تعلیم ثقافتی ارتقاء کو تسلیم کرتی ہے فرد کو سماجی تبدیلیوں کے مطابق ڈھالتی ہے اور ثقافتی تنوع کی قبولیت کو فروغ دیتی ہے۔
- تعلیم تکنیکی ترقی کو فروغ دیتی ہے سماجی اصولوں اور طرز عمل کو متاثر کرتی ہے جبکہ سماجی کاری اور بیداری کو بڑھاتی ہے۔
- تعلیم خواتین کو بااختیار بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے جس سے صنفی مساوات اور معاشرتی اصولوں میں ثقافتی تبدیلیاں آتی ہیں۔
- تعلیم مشترکہ ثقافتی اقدار کو اجاگر کرتی ہے معاشروں کے درمیان مشترکات کے احساس کو فروغ دیتی ہے اور سماجی ہم آہنگی میں تعاون کرتی ہے۔
- تعلیم چائلڈ لیبر کے خلاف سماجی اقدار کو فروغ دیتی ہے۔ تعلیم کو بنیادی حق کے طور پر فروغ دیتی اور سماجی بیداری اور تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔
- اسکول معاشرے کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے جو ایک خاص طور پر ڈیزائن کیا گیا رسمی ادارہ ہے جسے معاشرے نے آنے والی نسلوں کو سماجی بنانے کے لیے قائم کیا ہے۔ اسکول نہ صرف بچے کو مخصوص نصاب کی پیروی کرتے ہوئے تعلیم دیتے ہیں اور منتخب کردہ کورسز کی تکمیل پر درجات فراہم کرتے ہیں، بلکہ سماجی اور ثقافتی اقدار، رویوں، اصولوں اور اخلاقیات کو بھی فروغ دیتے ہیں جو طلباء کی زندگیوں پر دیرپا اثر ڈالتے ہیں۔ ہر معاشرے کی ثقافت کو اس کے تعلیمی نظام کے ذریعے محفوظ اور فروغ دیا جاتا ہے۔ اسکول ثقافتی ورثے کی ترسیل کے مقصد سے بنائے جاتے ہیں۔

8.8 فرہنگ(Glossary)

تحفظ	تعلیم ثقافت کے تحفظ میں تاریخی تسلسل کو برقرار رکھنے اور ماضی کی کامیابیوں کو محفوظ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔
ترسیل	تعلیم ثقافتی اقدار اور نظریات کو ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کرنے کے لیے ذمہ دار ہے، اور اس بات کو یقینی بنانا کہ روایات کو منتقل کیا جائے اور آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کیا جائے۔
سوشلائزیشن	اسکول مستقبل کی نسلوں کو سماجی بنانے کے لیے رسمی ایجنسیوں کے طور پر کام کرتے ہیں، جو نہ صرف ۔علم فراہم کرتے ہیں بلکہ ثقافتی اقدار، رویے، اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے ضروری اصول بھی فراہم کرتے ہیں۔
کمیونٹی انٹیگریشن	اسکولوں کو کمیونٹی انضمام اور کثیر ثقافتی تعلیم کی سہولت فراہم کرنی چاہیے،تنوع کے احترام کو فروغ دینا اور مختلف ثقافتی پس منظر کے درمیان مکالمے کو فروغ دینا چاہیے۔
بین نسلی تعامل	اسکول نسلوں کے درمیان تعامل کو آسان بناتے ہیں، طلباء اور اساتذہ کے درمیان سماجی تبادلے کے ذریعے ثقافت کی منتقلی کو یقینی بناتے ہیں۔
ثقافتی اختراعات	اساتذہ، ثقافت کے ثالث کے طور پر، ثقافتی اصولوں کی تشکیل نو کے لیے ماضی کے تجربات کو شامل کرتے ہوئے ان اختراعات کو فروغ دیتے ہیں جو معاشرے کی ابھرتی ہوئی امنگوں سے ہم آہنگ ہوں۔
موافقت	بدلتے ہوئے ثقافتی نمونوں کو قبول کرنا۔
شخصیت کی تعمیر	انفرادی رویے اور خصلتوں کی تشکیل۔
اتحاد	مختلف ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی کی بحالی۔
تعطل	مادی اور غیر مادی ثقافت کے درمیان فرق۔
افزودگی	ثقافتی تفہیم اور علم کو بڑھانا۔
تنازعات کا حل	متنوع ثقافتی گروہوں کے درمیان تناؤ کو کم کرنا۔
اصلاحات	ثقافتی طریقوں کے اندر مثبت تبدیلیاں شروع کرنا۔

8.9 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ ثقافت کے تئیں تعلیم کی تین اہم ذمہ داریاں ہیں۔ تحفظ،۔۔۔۔۔۔۔۔ اور منتقلی ہے۔

a) اصلاح　b) جائزہ　c) فروغ　d) بربادی

2۔ درج ذیل میں سے کون سا ثقافت کے سلسلے میں تعلیم کا کردار نہیں ہے؟

a) تحفظ　b) تبدیلی　c) منتقلی　d) فروغ

3۔ ثقافت کے تحفظ میں تعلیم کا بنیادی کام کیا ہے؟

a) نئے ثقافتی طریقوں کو متعارف کرانا　b) تاریخی کامیابیوں کو مستحکم کرنا

c) ثقافتی تنوع کی حوصلہ افزائی کرنا　d) روایتی اقدار کو ختم کرنا

4۔ اسکول ثقافت کی منتقلی میں کردار ادا کرتے ہیں؟

a) تکنیکی ترقی کے فروغ کے ذریعے　b) انفرادی رجحانات کو فروغ دے کر

c) اراکین کے درمیان سماجی کاری اور تعامل کے ذریعے　d) سماجی ماحول کے ساتھ تعامل کی حوصلہ شکنی کرکے

5۔ ثقافتی موافقت اور نسلوں کے ارتقاء کو سہل بنانے میں تعلیم کیا کردار ادا کرتی ہے؟

a) تعلیم پرانی ثقافتی شکلوں کو بغیر کسی ترمیم کے محفوظ رکھتی ہے

b) تعلیم نئے ثقافتی عناصر کے اضافے کو روکتی ہے

c) تعلیم افراد کو بدلتے ہوئے ثقافتی نمونوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے تیار کرتی ہے

d) تعلیم افراد کو معاشرے کے دیگر ارکان کے ساتھ بات چیت سے روکتی ہے

6۔ "ثقافتی تعطل "کا تصور کیا ہے؟

a) ایک ایسی صورتحال جہاں مادی ثقافت غیر مادی ثقافت کے مقابلے میں تیزی سے ترقی کرتی ہے

b) ایک ایسی حالت جہاں غیر مادی ثقافت مادی ثقافت سے پہلے ہو

c) ایسی ریاست جہاں ثقافتی تبدیلی تیزی سے ہوتی ہے

d) ایک ایسا رجحان جہاں ثقافتی تنوع کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے

7۔ تعلیم کس طرح بنی نوع انسان کے اتحاد کو بحال کرنے میں کردار ادا کرتی ہے؟

a) ثقافتی تنہائی کو فروغ دے کر اور اختلافات کو تقویت دے کر

b) مختلف گروہوں کے درمیان ثقافت کے پھیلاؤ کو نظر انداز کر کے

c) ثقافتی تفہیم اور تعاون کو فروغ دے کر

d) ایک ثقافت کو دوسروں پر زبردستی مسلط کر کے

8۔ تعلیم ثقافت کے تسلسل کو برقرار رکھنے میں کس طرح مدد کرتی ہے؟

a) ثقافتی تنوع کو ختم کرکے

b) ایک گروہ کے دوسرے گروہ پر ثقافتی غلبہ کو فروغ دے کر
c) ایک ثقافت کو دوسرے کے زیر اثر ہونے سے بچا کر
d) ثقافتی خیالات کے تبادلے کی حوصلہ شکنی کر کے

9۔ کس ماہر عمرانیات کو" ثقافتی تعطل "کے تصور کا سہرا دیا جاتا ہے؟
a) ڈاکٹر ذاکر حسین b) ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن c) اوگبرن d) کلٹومیٹر

10۔ تعلیم کو ثقافتی برائیوں کے لیے اصلاحی کیوں سمجھا جاتا ہے؟
a) یہ انا پرستی اور جھوٹی انفرادیت کو فروغ دیتی ہے
b) یہ تبدیلی کے خلاف مزاحمت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے
c) یہ آرٹ اور خوبصورتی کی جمالیاتی تعریف کو فروغ دیتی ہے
d) یہ اخلاقی تعلیم اور خواندگی کو فروغ دیتی ہے

11۔ تعلیم بین الثقافتی تفہیم میں کس طرح تعاون کرتی ہے؟
a) اپنی ثقافت کی برتری پر زور دے کر b) ثقافتی یکسانیت کو فروغ دے کر
c) دوسری ثقافتوں کے لیے بصیرت اور تعریف پیدا کر کے d) سخت ثقافتی حدود کو نافذ کر کے

12۔ ثقافتی تحفظ اور فروغ میں اساتذہ کے اہم کردار کے طور پر کس چیز پر زور دیا گیا ہے؟
a) معلومات کو منتقل کرنےوالے کے طور پر کام کرنا b) بنیاد پرست ثقافتی تبدیلیاں شروع کرنا
c) نسلوں کے درمیان ثالث کے طور پر کام کرنا d) سماجی تبدیلیوں کے لیے غیر فعال رہنا

13۔ ثقافتی فروغ کے حوالے سے اسکولوں کے لیے کیا سفارش کی گئی ہے؟
a) مکمل طور پر قومی ثقافتی اقدار پر توجہ دیں
b) یک ثقافتی تعلیم کے حق میں کثیر الثقافتی تعلیم کو مسترد کریں
c) متنوع ثقافتوں کو اپنائے اور نتیجہ خیز مکالمے میں مشغول ہوں
d) ثقافتی ماحول کو نظر انداز کریں اور صرف اور صرف تعلیمی نصاب پر توجہ دیں۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ تعلیم ثقافت کو کیسے متاثر کرتی ہے؟ وضاحت کیجیے۔
2۔ تعلیم کس طرح افراد کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ بدلتے ہوئے ثقافتی نمونوں کو اپنا سکیں؟

3۔ سماجی رویے کے نمونوں کے مطابق شخصیت کی تشکیل اور تشکیل میں تعلیم کے کردار پر بحث کریں۔

4۔ تعلیم ثقافت کے پھیلاؤ کے ذریعے بنی نوع انسان کے اتحاد کو بحال کرنے میں کس طرح کردار ادا کرتی ہے؟

5۔ ثقافتی تعطل کے تصور کی وضاحت کریں۔ تعلیم اس سے نمٹنے میں کس طرح کردار ادا کرتی ہے؟

6۔ تعلیم بچوں کے ثقافتی تجربات کو کیسے تقویت بخشتی ہے؟

7۔ معاشروں کے اندر ثقافتی تنازعات کو حل کرنے میں تعلیم کیا کردار ادا کرتی ہے؟

8۔ ثقافتی اصلاحات کے تصور کی وضاحت کریں اور تعلیم اس میں کس طرح اپنا کردار ادا کرتی ہے؟

9۔ معاشروں میں ثقافت کے تسلسل کو برقرار رکھنے میں تعلیم کی اہمیت پر بحث کریں۔

10۔ تعلیم کس طرح معاشروں میں ایک جامع ثقافت کی ترقی میں سہولت فراہم کرتی ہے؟

11۔ کن طریقوں سے تعلیم ثقافتی برائیوں کو درست کرتی ہے اور ثقافتی روشن خیالی کو فروغ دیتی ہے؟

12۔ تعلیم نسلی تعصبات کو کم کرنے اور بین الثقافتی تفہیم کو فروغ دینے میں کس طرح مدد کرتی ہے؟

13۔ تعلیم انسانوں کے درمیان مشترکہ ثقافتی اقدار کے ادراک میں کس طرح کردار ادا کرتی ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ثقافت کے تحفظ، ترسیل اور فروغ میں تعلیم کس طرح ایک اہم آلہ کے طور پر کام کرتی ہے؟ اس عمل میں اسکول اور اساتذہ کے کردار پر تبادلہ خیال کریں۔

2۔ بدلتے ہوئے معاشرتی اصولوں اور اقدار کے تناظر میں ثقافتی موافقت اور اتحاد کو فروغ دینے میں تعلیم کے کردار پر تبادلہ خیال کریں۔

3۔ تنوع میں اتحاد اور بین الاقوامی تفہیم کو فروغ دینے میں تعلیم کی اہمیت پر تفصیلی گفتگو کیجیے۔

4۔ ثقافتی تحفظ اور فروغ میں اسکولوں کے کردار پر زور دیتے ہوئے، تعلیم اور ثقافتی ترقی کے درمیان گہرے تعلق کو بیان کریں۔

5۔ اساتذہ کس طرح ثقافتی تعمیر نو کے لیے کام اور تعلیمی طریقوں کو ابھرتی ہوئی سماجی امنگوں اور اقدار کے مطابق ڈھال سکتے ہیں؟ تفصیلی جائزہ پیش کیجیے۔

معروضی سوالات کی جوابی کلید

1۔ فروغ

2۔ تبدیلی

3۔ تاریخی کامیابیوں کو مستحکم کرنا

4۔ اراکین کے درمیان سماجی کاری اور تعامل کے ذریعے

5۔ تعلیم افراد کو بدلتے ہوئے ثقافتی نمونوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے تیار کرتی ہے۔

6۔ ایک ایسی صورتحال جہاں مادی ثقافت غیر مادی ثقافت کے مقابلے میں تیزی سے ترقی کرتی ہے۔

7۔ ثقافتی تفہیم اور تعاون کو فروغ دے کر۔

8۔ ایک ثقافت کو دوسرے کے زیر اثر ہونے سے بچا کر۔

9۔ اوگبرن

10۔ یہ اخلاقی تعلیم اور خواندگی کو فروغ دیتی ہے۔

11۔ دوسری ثقافتوں کے لیے بصیرت اور تعریف و تحسین کرکے

12۔ نسلوں کے درمیان ثالث کے طور پر کام کرنا

13۔ متنوع ثقافتوں کو اپنائے اور نتیجہ خیز مکالمے میں مشغول ہوں۔

8.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Arulsamy S.(2014), Philosophical and Sociological Perspectives on Education, Hyderabad, Neelkamal

2۔ Ballantine, Jeanne (1993). The Sociology of Education: A systematic Analysis, Englewood Cliff. New Jersy: Prentice Hall.

3۔ Bilton, Tony, et at. (1987). Introductory Sociology, London: MacMillan.

4۔ Chaube S.P. and Akhilesh (1981), "Philosophical and Sociological Foundation of Education". Agra: Vinod Pustak Mandir

5۔ Durkheim, E. (1956). Education and Sociology, New York: The Free Press.

6۔ Giddens, Anthonu. (1990). Sociology, Cambridge: Polity Press.

7۔ Gross, Neal. (1960). 'The Sociology of Education', in Morton, R. (Ed.) Sociology Today: Problems and Prospects, USA: Basic Books.

8۔ Latchanna, Foundation of Education, Hyderabad, Neelkamal Publication.

9. Shankar U. (1991). Sociology of Education for Modern India, New Delhi: Enkay Publishers Private Limited.

10. Taneja, V.R., 1987, Socio-Philosophical Approach to Education, Atlantic publishers & Distributors, New Delhi.

11. Yogesh Kumar Singh (2009), Sociological Foundations of Education, New Delhi: All Publishing Corporation.

اکائی 9۔ سماجی تبدیلی کا مفہوم، سماجی تبدیلی کے ذمہ دار عوامل، سماجی تبدیلی میں تعلیم کا کردار

(Meaning and Factors Responsible for Social Change, Role of Education in Social Change)*

اکائی کے اجزاء

9.0 تعارف (Introduction)

9.1 مقاصد (Objectives)

9.2 سماجی تبدیلی کا مفہوم (Meaning of Social Change)

9.3 سماجی تبدیلی کی تعریف (Definitions of Social Change)

9.4 سماجی تبدیلی کی خصوصیات (Characteristics of Social Change)

9.5 سماجی تبدیلی کے لیے ذمہ دار عوامل (Factors Responsible for Social Change)

9.6 سماجی تبدیلی میں تعلیم کا کردار (Role of Education in Social Change)

9.7 سماجی تبدیلی کے لیے معاون کے طور پر تعلیم (Education as a Facilitator for Social Change)

9.8 سماجی تبدیلی کے عمل میں اساتذہ کا کردار (Role of Teacher in Social Change)

9.9 تعلیم اور سماجی تبدیلی میں تعلق (Relation between Social Change and Education)

9.10 خلاصہ (Summary)

9.11 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

9.12 فرہنگ (Glossary)

9.13 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

9.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

* Dr. Mozaffar Islam, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

9.0 تعارف (Introduction)

کسی بھی سماج کی تعمیر اُس سماج میں رہنے والے فرد مل کر کرتے ہیں۔ سماج کی بنیاد اُن کے آپسی رشتوں کو قائم کرنے ، آپسی تعاون اور تبادلہ خیال پر منحصر ہے ۔ جس طرح سے انسان کی زندگی میں تبدیلیاں ہورہی ہے اُسی طرح سے انسانی سماج میں بھی تبدیلیاں ہورہی ہے ۔ آج سماج جدت پسندی کی طرح گامزن ہے ، اُس کی سوچ، عقائد ، اقدار ، رویہ اور طرز زندگی میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے ۔ تعلیم جہاں سماج میں ہونے والی تبدیلیوں کا ایک اہم ذریعہ ہے وہیں دوسری طرف تعلیم ان سماجی تبدیلیوں کو مثبت سمت دیتی ہے اور اُس کے لیے سازگار ماحول پیدا کرتی ہے۔طلباء کو یہ معلوم ہونا چاہیے کی موجودہ دورمیں تعلیم کس طرح سماجی تبدیلی اور جدت پسندی کے لیے ضروری ہے ۔ اس ذیلی اکائی میں دیئے گئے مواد کے ذریعہ اس مقصد کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ذیلی اکائی میں آپ سماجی تبدیلی ، اُس کی خصوصیات اور اُس کے لیے ذمہ دار اہم عوامل ، جدت پسندی اور اُس کی خصوصیات کے بارے میں مطالعہ کرینگے۔ اس کے ساتھ ہی تعلیم کی سماجی تبدیلی،سماجی طبقہ بندی،سماجی ہم آہنگی،سماجی ربط واتصال اور اُ س سے متعلق معلم کے کردار کے بارے میں بھی مطالعہ کریں گے۔

9.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ۔

- سماجی تبدیلی کے مفہوم کو بیان کرسکیں۔
- سماجی تبدیلی کی تعریف کرسکیں۔
- سماجی تبدیلی کے لیے ذمہ دار عوامل کی تشریح کرسکیں۔
- سماجی تبدیلی کے عمل میں تعلیم کے کردار کو سمجھ سکیں۔

9.2 سماجی تبدیلی کا مفہوم (Meaning of Social Change)

سماجی تبدیلی سے مراد معاشرے کے سماجی نظام میں تبدیلی سے ہے ۔ انسانی سماج کا سفر مسلسل جاری ہے ۔ہر انسان اور انسانی سماج میں تبدیلی ہورہی ہے۔ تبدیلی فطرت کا قانون ہے اور ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے کیونکہ کوئی بھی تبدیلی مستقل نہیں ہے تبدیلی یقینا بعض دفعہ تکلیف دہ ہوتی ہے مگر ضروری ہے۔

سماجی تبدیلی کا مطلب ہوتا ہے سماج کی ساخت اور اس کی کارکردگی میں تبدیلی اس طرح فطرت میں تبدیلی ،سماجی اداروں ، سماجی رویوں اور سماجی تعلقات میں ہونے والی تبدیلی سماجی تبدیلی میں شامل ہے۔

سماج کی تعمیر انسان نے کی ہے سماج کی بنیاد انسانوں کے آپسی تعلق ،باہمی تبادلہ خیال اور ربط وضبط پر منحصر ہے۔

جان ایف کینیڈی نے کہا تھا کہ دنیا ساکت نہیں ہے تبدیلی زندگی کا قانون ہے ہمارے آس پاس کوئی شئے ساکت نہیں ہے ہر شئے میں تبدیلی ہورہی ہے ہر حیاتیاتی جسم (Organism) فروغ پذیر ہے۔ اس طرح انسان کی زندگی میں مسلسل تبدیلیاں ہورہی ہیں رجحانات اور اقدار میں تیزی سے تبدیلی ہورہی ہے ہمارے سماج میں بھی تبدیلی ہورہی ہے ہم سبھی اس سماجی تبدیلی کو محسوس کرتے ہیں ۔اتنا ضرور ہے کہ کچھ سماج میں تیزی سے تبدیلی ہوتی ہے اور کچھ میں بہت آہستہ -آہستہ تبدیلی کی بنیاد پر کچھ ماہر سماجیات سماج کو بند سماج (Closed Society)اور کھلا سماج (Open Society)میں تقسیم کرتے ہے ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بند سماج میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے تبدیلی ہر سماج میں ہوتی ہے تبدیلی بند سماج میں بھی ہوتی ہے لیکن اتنی آہستہ ہوتی ہے کہ ہمیں احساس نہیں ہوتا۔

9.3 سماجی تبدیلی کی تعریف(Definitions of Social Change)

سماجی تبدیلی وہ تبدیلی ہے جو سماج کی تنظیم ،سماج کی تخلیق اور سماج کے کاموں سے تعلق رکھتی ہے۔ سماجی تبدیل کے مفہوم کو اور بہتر طریقہ سے سمجھنے کے لئے اس کی مختلف تعریف مندرجہ ذیل دی گئی ہیں۔

سماجی تبدیلی ،سماجی رویے میں اور سماجی ساخت میں کچھ تبدیلی ہے۔B. Kuppu Swamy

سماجی تبدیلی صرف اس طرح کی تبدیلی ہے جو سماج کے افعال اور ساخت میں پائی جاتی ہے۔Kingslay Davis

سماجی تبدیلی سماجی ارتقاءہے۔ Spencer

سماج تبدیلی ایک ایسا عمل ہے جو بہت ساری تبدیلیوں کے لیے ذمہ دار ہے۔ جیسے انسان کے رہن سہن کے حالات میں تبدیلی ، انسان کے رویوں اور رجحانات میں تبدیلی ، طبعیاتی اورحیاتیاتی نوعیت کی تبدیلیاں جو انسان کے قابو میں نہیں ہیں۔McIver & Page

ثقافتی تبدیلی سماجی تبدیلی ہے کیونکہ تمام ثقافتیں اپنی بنیاد، معنی اور استعال میں سماجی ہے۔ Dawson and Geltys

ماہر عمرانیات Herry Jonson نے سماجی تبدیلی میں مندرجہ ذیل پانچ تبدیلیاں کو شامل کیا ہے۔

1۔ سماجی اقدار میں تبدیلی

2۔ اداراجاتی تبدیلی

3۔ ملکیت اور انعامات کے تقسیم میں تبدیلی

4۔ انسان میں تبدیلی

5۔ انسانوں کی صلاحیت اور رویے میں تبدیلی

سماجی تبدیلی ایک اصطلاح ہے جو سماجی عمل سماجی تعلقات یا سماجی تنظیم کے کسی بھی پہلو میں مختلف حالتوں کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیاجاتا ہے۔ Jones

سماجی تبدیلی کی تعریف لوگوں کے سوچنے اور کام کرنے کے طریقے میں ترمیم کرنے کے طور پر بھی کی جاسکتی ہے۔M.D. Jenson

9.4 سماجی تبدیلی کی خصوصیات(Characteristic of Social Change)

سماجی تبدیلی کی مختلف تعریفوں کا تجزیہ کرنے کے بعد اس کی بہت سی خصوصیات کے بارے میں معلوم ہوتا ہے سماجی تبدیلی کی کچھ اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ سماجی تبدیلی سماجی ہے ۔ کیونکہ سماج ایک سماجی رشتوں کا تانابانا ہے سماجی تبدیلی ایک فطری امر ہے ہر سماج کا زندگی بسر کرنے کا اپنا مخصوص اور منفرد انداز ہوتا ہے ۔ سماجی تبدیلی دوسرے سماج کے افراد کے میل جول سے ظہور پذیر ہوتی ہے، سماجی تبدیلی کو سماجی رشتوں، سماجی عمل، سماجی گفت و شنید اور سماجی تنظیموں کی بنیاد پر سمجھا جا سکتا ہے۔

2۔ سماجی تبدیلی آفاقی (Universal) ہے کیونکہ تبدیلی فطرت کا آفاقی قانون ہے تمام سماجی ساخت ، تنظیم اور ادارے حرکیاتی (Dynamic) ہیں سماجی تبدیلی تمام معاشروں میں ہر وقت وقوع پذیر رہتی ہے ۔ کوئی بھی معاشرہ پوری طرح جامد (Static) نہیں ہے ہر معاشرہ چاہیے وہ روایتی ہو (Traditional) یا قدامت پسند (Conservative) مسلسل تبدیلی سے گزررہا ہے.

سماجی تبدیلی کی خصوصیات

3۔ سماجی تبدیلی کی رفتار ایک جیسی نہیں ہوتی ہے۔ بعض سماجوں میں سماجی تبدیلی کی رفتار تیزہوتی ہے اور بعض میں آہستہ آہستہ رونما ہوتی ہے سماجی تبدیلی میں ضروری نہیں ہے کہ زندگی کے تمام اجزا میں ایک ساتھ تبدیلی آیئے۔ چونکہ سماجی تبدیلی یکے بعد دیگرے رفتہ رفتہ پورے معاشرے اور سماج پر اپنی گرفت مضبوط کرتی ہے ۔

4۔ سماجی تبدیلی انسانی زندگی کی ترقی اور تنزلی کا ایک لازمی جز ہے انسان زندگی کے ہر موڑ پر تبدیلی کے خواہاں ہوتا ہے چاہے وہ سماجی رشتے ہوں رسم و روایات یا پھر انسانی اقدار یہ تمام مراحل سماجی تبدیلی کو دعوت دیتے ہیں ۔

5۔ سماجی تبدیلی ایک مسلسل حرکیاتی عمل ہے ۔

6۔ سماجی تبدیلی سماج کے ایک بڑے طبقہ کو متاثر کرتی ہے۔

7۔ سماجی تبدیلی سماج میں ایک نیا رخ او رجحان پیدا کرتی ہے ۔

8۔ سماج تبدیلی سے ہونے والا اثر مستقل نہیں ہوتا لیکن اس کا اثر کافی دیر پا ہوتاہے۔

9۔ سماجی تبدیلی منصوبہ بندی (Planned) اور غیر منصوبہ بندی (Non-Planned) دونوں طریقوں سے لائی جاسکتی ہے۔ منصوبہ بندی سماجی تبدیلی با مقصد ہوتی ہے اور افراد کے ذریعہ جان بوجھ کر لائی جاتی ہے جبکہ غیر منصوبہ بندی سماجی

تبدیلی سے مراد ایسی سماجی تبدیلی ہے جو قدرتی آفات کے زیر اثر وقوع پذیر ہوتی ہے جیسے قحط، سیلاب، زلزلے، وغیرہ موسمی تبدیلی اور جنگی حالات اس تبدیلی کا سبب بنتے ہیں ۔

10۔ سماجی تدبیلی کن شکلوں میں ہوگی اس کے بارے میں کسی بھی طرح کی پیشن گوئی کرنا بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

11۔ سماجی تبدیي کی شرح اور رفتار ناہموار (Uneven) ہے اس سے مراد ہے کہ سماجی تبدیلی ہر سماج میں ہورہی ہے لیکن اس کی شرح و رفتار ہر سماج میں الگ الگ ہیں ۔

12۔ سماجی تبدیلی مختلف عوامل کی وجہ سے ہوتی ہے۔

13۔ سماجی تبدیلی کو اصطلاحات (Modification) یا بدلاو (Replacement) کے طور پر بھی ماناجاسکتا ہے یہ ترمیم یا متبادل طبعی یا سماجی تعلقات کی بنا پر ہوسکتی ہے۔

14۔ سماجی تبدیلی چھوٹے پیمانے پر یا بڑے پیمانے پر ہوسکتی ہیں چھوٹے پیمانے پر تبدیلی گروہ یا تنظیموں کے اندر جبکہ بڑے پیمانے پر تبدیلی پورا سماج اس کی تہذیب و ثقافت میں ہونے والی تبدیلی ہے۔

15۔ سماجی تبدیلیاں اندرونی (Indigenous) یابیرونی (Exogenous) ہوسکتی ہے Indigenous و سائل سےمراد وہ تبدیلیاں ہیں جو سماج یا اسکے کسی حصہ یا افعال کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے مواصلات ،علاقائیت ،تنازعات روز مرہ کی گفت وشنید وغیرہ ۔ سماجی تبدیلی کا Exogenous پس منظر ہے کہ سماج بنیادی طور پر بہت مستحکم (Stable) اور ایک ہم آہنگ نظام (Well Integrated System) ہے جس میں تبدیلی خارجی عوامل کے وجوہات سے آتی ہے جیسے دنیا کے حالات ، جنگ،قحط، ٹیکنالوجی وغیرہ۔

16۔ سماجی تبدیلی قلیل مدّتی (Short Term) اور طویل مدّتی (Long Term) دونوں ہوسکتی ہیں۔

9.5 سماجی تبدیلی کے لیے ذمہ دار عوامل(Factors Responsible for Social Change)

Mexweberکے الفاظ میں سماجی تبدیلی کی وجہ ثقافت ہے انہوں نے مختلف مذہبوں اور معاشیاتی نظام کا موازنہ کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ثقافت میں تبدیلی ہونے کی وجہ سے ہی معاشرے میں تبدیلی ہیں۔

سماجی تبدیلی محض ثقافتی تبدیلیوں کی وجہ سے نہیں ہوتی ہیں بلکہ قدرتی ، طبعی ، سیاسی ، سائنس ٹیکنالوجکل ودیگر عوامل بھی ذمہ دار ہے۔

قدرتی عوامل(Natural Factors)

قدرت اپنے طورپر سماجی تبدیلیوں کی ایک اہم وجہ ہے۔ جس ملک یا سماج میں کوئی قدرتی آفت جیسے زلزلہ ،سیلاب ، سوکھا،مختلف بیماریوں کا پھیلنا وغیرہ نازل ہوتی ہیں تو بہت بڑی تعداد میں لوگ بے گھر ہوجاتے ہیں اور دوسری جگہوں پر جا کر پناہ لیتے ہیں دوسری جگہوں پر جاکر رہنے سے ان کی زندگی کے طور طریقوں میں تبدیلی آتی ہے۔

آبادیاتی عوامل(Demographic Factors)

آبادیات انسانی آبادی کے سائز، ساخت ، آبادی کی تقسیم انسانی نسل ، ذات، جنس وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے جب کسی سماج یا ملک میں بہت زیادہ آبادی ہوتی ہے تب اس میں بیکاری غربت ناخواندگی اور خراب صحت جیسے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے سماج میں تبدیلی نظر آتی ہے ۔

آبادیاتی عناصر میں بنیادی طورپر تین عوامل شرح پیدائش (Birth Rate)شرح اموات(Mortal Rate)و (Migration)منتقلی پر مبنی ہے ۔ پیدائش کی شرح کم ہونے اور شرح اموات زیادہ ہونے پر آبادی کم ہوتی ہے جس سے معاشرے میں کام کرنے والے افراد کی کمی ہوجائیگی اور قدرتی وسائل کا بھر پور استعمال نہیں ہوسکے گا اور ملک کی ترقی نہیں ہوگی اور ان کا اثر سماج پر پڑے گا اور تبدیلی ہوگی۔

اس طرح پیدائش کی شرح زیادہ ہونے اور شرح اموات کم ہونے پر ایک حد تک ملک کی معاشیاتی اور ٹیکنالوجیکل ترقی ہوگی لیکن اس کے بعد آبادی بہت زیادہ ہونے پر اس کے منفی اثرات ہونگے اور ان حالات میں سماجی تبدیلی ہوگی۔

آبادیاتی عناصر میں فرد کی عمر، بچوں اور نوجوانوں میں تناسب ، عورتوں اور مردوں میں تناسب وغیرہ بھی شامل ہیں ان کا سماجی تنظیم اور اس کی نوعیت پر اثر پڑتا ہے۔

سیاسی عوامل(Political Factor)

سیاسی عوامل بھی کافی حد تک سماجی تبدیلی کے لیے ذمہ دار ہیں پہلی اور دوسری جنگ عظیم، برطانیہ ، روس، فرانس اور امریکہ کا انقلاب ،دوسری جنگ عظیم کے بعد بڑھتے ہوئے کمیونزم کا دائرہ ، بنگلہ دیش کا مسئلہ ،کشمیر کا مسئلہ ،ہندوستان کی تقسیم، جنگ آزادی ، آزاد ہندوستان میں ریزوریشن ، ایمرجنسی کا نفاذ، جیسے مسائل اور بعد کے نئے صوبوں کی مانگ وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کافی حد تک تبدیلیاں سیاسی نظام کی وجہ سے آتی ہیں کیونکہ ان سب مسائل نے مختلف سماجی تبدیلی برپا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

معاشی عوامل(Economical Factor)

سماجی تبدیلی میں معاشیات کا بھی اہم کردار ہوتا ہے کسی زمانے میں ہمارے ملک کی پوری معیشت زراعت پر منحصر تھی لیکن آج یہ صنعت کاری کی طرف بڑھ رہی ہے ۔تنظیموںاور زندگی بسر کرنے کے طریقہ کار میں ایک نیا انقلاب برپا کیا ہے ۔

روایتی پیداواری نظام میں پیداوار کی سطح کافی مستحکم تھی جبکہ جدید صنعتی سرمایہ دارانہ نظام پیداواریت میں ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دیتا ہے صنعت کاری اور اس کی وجہ سے بڑھتی شہرکاری (Urbanization) کے اثرات ہم اپنے ملک میں دیکھ سکتے ہیں۔ صنعت کاری ،سبز انقلاب (Green Revolution) آزادروی (Liberalization) ،عالمگیریت (Privatization)نج کاری وغیرہ نے سماجی تبدیلی کے لیے اہم کردار ادا کیے ہیں اس کی وجہ سے لوگوں کے اخلاق اور رویوں میں تبدیلی آتی ہے۔

ٹیکنالوجیکل عوامل(Technological Factor)

ٹیکنالوجی سماجی تبدیلی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ جس سماج میں جتنی اعلیٰ درجہ کی ٹیکنالوجی کا استعمال ہوتا ہے اس سماج میں اتنی ہی زیادہ تیزی سے سماجی تبدیلی ہوتی ہے۔ ٹیکنالوجی اور سائنس نے انسانی تہذیب کے نشونما میں اہم رول ادا کیا ہے۔ آج ایسی مشینوں کا ایجاد ہوگیا ہے جس نے ہر کام کو آسان بنا دیا ہے جس نے مواصلات (Communication) شہرکاری، سرمایاداری اور انفرادیت کو فروغ دینے میں‌مدد کی ہے۔ ٹیکنالوجی نے لوگوں کو T.V. Radio, Computer وغیرہ مختلف آلات مہیا کرائے ہیں جنہوں نے لوگوں کی طرز زندگی اور سماجی تعلقات کو کافی حد تک متاثر کیا ہے۔

میڈیا(Media)

سماجی تبدیلی لانے میں میڈیا کا بہت اہم کردار ہے ۔ میڈیا مختلف سماجی ،معاشی، سیاسی اور دیگر مسائل کے بارے میں عوام میں بیداری پیداکرتاہے ۔اور عوام کو منفی و مثبت حالات سے وقتاًفوقتاً آگاہ کرتا رہتا ہے جیسے رشوت خوری ،ملاوٹ ،فرقہ پرستی وغیرہ جیسی برائیوں سے دور رہنے اور ان کو سماج سے خارج کرنے کے لیے تدبیریں وغیرہ شامل ہیں ۔ اس طرح میڈیا کے ذریعہ سماج کے کسی حصہ میں چل رہے فیشن، سماجی وسیاسی تازہ ترین معلومات و مسائل سے واقفیت کرائی جاتی ہے ۔

تعلیم(Education)

کسی بھی سماج میں ہونے والی تبدیلی کو ذہنی طورپر قبول کرنے کے لیے لوگوں کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ تعلیم ہی لوگوں میں تبدیلی کے لیے ایک مثبت سوچ پیدا کرتی ہے اور لوگوں کو ذہنی طورپر کسی تبدیلی کو قبول کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔

اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ ہر ترقی اور تبدیلی کی بنیاد تعلیم ہی ہے اور تعلیم ہی نئے علوم کی کھوج کرتی ہے نئے آلات ایجاد کرتی ہے اس سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم اور سماجی تبدیلی میں ایک گہرا تعلق ہے۔

دیگر عوامل(Others Factor)

اس کے علاوہ بھی بہت سے دیگر عوامل ہیں جیسے مغربیت(Westernization)،جدت پسندی(Modernization) ، جمہوریت (Democracy) ،مادی رویہ (Materialistic Attitude) وغیرہ جو سماجی تبدیلی کو متاثر کرتے ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماجی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ 2۔ سماجی تبدیلی کی دو اہم خصوصیات بیان کریں۔ 3۔ سماجی تبدیلی کے تین اہم عوامل لکھیں۔

9.6 سماجی تبدیلی میں تعلیم کا کردار(Role of Education in Social Change)

- تعلیم سے سماجی تبدیلی کے عمل میں تیزی لائی جاسکتی ہے۔
- تعلیم کے ذریعہ سماجی تبدیلی کا تعین قدر کرنے کی قابلیت پیدا کی جاسکتی ہے اس بنیاد پر اسے قبول کرنے یا انکار کرنے کا فیصلہ کیاجاسکتا ہے۔
- تعلیم سماجی تبدیلی کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو سمجھنے اور انہیں دور کرنے میں مدد گار ہے۔
- طلبہ کے اندر جمہوری اقدار، سائنسی رجحان ،قومی یکجہتی اور بین الاقوامی سمجھ پیدا کرتی ہے۔
- تعلیم سماجی تبدیلی کی پہل کرتی ہے اور اس کو صحیح سمت دیتی ہے۔
- تعلیم نے ہی سماج میں ایسے راہنما پیداکیے ہیں، جنہوں نے شعوری سماجی تبدیلی لانے کے لیے تمام ممکن کوششیں کی ہیں۔
- تعلیم سماجی تبدیلی کے لیے افراد کو تیار کرتی ہے۔
- تعلیم علم کے مختلف علاقوں میں اضافہ کرتی ہے۔
- تعلیم نئی تبدیلیوں کی ماں ہے۔
- نئی نسل کے کردار کو قابوکرنے اور انھیں صحیح رہنمائی دینے میں مدد گار ہے۔
- اسکول شہریت کی تربیت دینے کے لیے ایک ورکشاپ کے طورپر کام کرتا ہے۔
- تعلیم نئی نسل کی سوچ و برتاؤ کو جدید بناتی ہے
- تعلیم سماجی برائیوں کے خلاف بیداری لاتی ہے۔
- تعلیم کے ذریعہ ہی ہم مساوات، سماجی بیداری اور قومی ترقی کی راہوں پر گامزن ہوسکتے ہیں۔

9.7 سماجی تبدیلی کے لیے معاون کے طورپر تعلیم

تعلیم ایک سماجی عمل ہے اس کا سماج کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے اس لیے سماجی تبدیلی میں تعلیم کا اہم رول ہے سماج کی ضرورتوں اور خواہشات کی تکمیل تعلیم کے ذریعہ ہی پوری کی جاسکتی ہے تعلیم کے زریعہ ہی طلبہ میں مثبت اقدار و نظریات ،آزادانہ طور پر سوچنے ،فیصلہ کرنے کی عادتوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جا سکتا ہے ۔جب سماج کا ہر فرد تعلیم یافتہ ہوگا تو جدت پسندی کے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹیں جیسے ذات پات ،آبادی میں اضافہ ،توہم پرستی وغیرہ خود بخود ختم ہوجائینگے۔

1۔ ہر معاشرے کے کچھ مستقل اقدار ہوتے ہیں جو سماج کو استحکام فراہم کرتے ہیں۔ جب کبھی ان اقدار میں معاشرے کے ارکان (Member) کا اعتماد اٹھنے لگتا ہے تو تعلیم ہی ان اقدار کی حفاظت کرتی ہے۔اس طرح تعلیم ہی سماج میں آفاقی اقدار (Eternal Values) کا تحفظ کرتی ہے۔
2۔ تعلیم میں ترقی کی وجہ سے ہی سماج میں تمام نئے ایجاد ہوتے ہے جو سماجی تبدیلی کی بنیاد ہے۔
3۔ تبدیلیوں کو تسلیم / قبول کرنے کے لیے تعلیم ایک سماجی اور مثبت ماحول پیدا کرتا ہے اور لوگوں کو ان تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لیے ذہنی طورپر تیار کرتی ہے۔
4۔ تعلیم کے ذریعے ہی سماج میں برائیوں مثلاً ذات پات کے رسم ورواج، جہیز کا رسم، ستی ہونے کی رسم وغیرہ کو دور کیا گیا اور نئی نئی تحریکات شروع کی گئیں، تعلیم کے ذریعہ ہی لوگوں میں بیداری لائی گئی۔
5۔ تعلیم ہی کی بنیاد پر سماج میں ہونے والی تبدیلیوں کی تعین کیاجاتا ہے اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کی بنیاد پر انہیں تسلیم / قبول ودور کیاجاتا ہے۔
6۔ سماج میں تبدیلی لانے کے لیے بہتر رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تعلیم لوگوں میں رہنمائی کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ ٹیگور، مہاتما گاندھی ، جواہر لال نہرو وغیرہ عظیم ہستیوں نے سیاسی ،سماجی اور مذہبی برائیوں کو دور کیا اور رہنمائی کی ۔
7۔ سائنس کی تعلیم نے ہندوستانی سماج میں توہم پرستی اور روایتی سوچ کو دور کیااور جدیدہندوستان کو فروغ دیا ہے۔

9.8 سماجی تبدیلی کے عمل میں اساتذہ کا کردار (Role of Teacher in Social Change)

کسی بھی تعلیمی نظام میں استاد کا ایک اہم کردار ہوتا ہے وہ سماجی تبدیلی کا نمائندہ ماناجاتا ہے اور مندرجہ ذیل باتیں اس کے رول کو واضح کرتی ہے۔

1۔ استاد کو جمہوری زندگی کے راستے کو قبول کرنے والا ہونا چاہیے اور اسے اپنے کمرہ جماعت کا ماحول متوازن رکھنا چاہیے انہیں کسی بھی طالب علم کے ساتھ تعصب نہیں برتنا چاہیے۔

2۔ استاد سماجی تبدیلی کے عمل میں تیزی لاسکتا ہے

3۔ سماجی تبدیلی لانے کے لیے استاد کو کمرہ جماعت کے باہر بھی تدریس کا کام کرنا چاہیے۔

4۔ طلبہ میں خود سے ہی نظم و ضبط میں رہنے کی صلاحیت پید اکرنی چاہیے۔

5۔ سماج کو بھی اساتذہ سے مختلف اعمال میں رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

6۔ اساتذہ طلبہ کو مختلف تجربات ،سرگرمیوں سماجی خدمات میں حصہ لینے کا موقع فراہم کر نا چاہیے۔

7۔ طلبہ کو آپس میں مل جل کررہنا، صبر و تحمل ، تعاون ، ہمدردی کے جذبہ کو پیدا کرے کی تعلیم دی جانی چاہیے۔

8۔ طلبہ میں سماجی تبدیلیوں کے لیے بیداری لانی چاہیے۔

9۔ اساتذہ کو سماجی تبدیلیوں کے بارے میں خود بھی آگاہ رہنا چاہیے اور طلبہ کے سامنے بھی اس طرح پیش کرنا چاہیے کی وہ اسے آسانی سے قبول کرسکیں۔

10۔ سماج اور اساتذہ کے مشترکہ کوششوں سے بہت سی رکاوٹوں پر کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

9.9 تعلیم اور سماجی تبدیلی میں تعلق

(Relation between Social Change & Education)

تعلیم اور سماجی تبدیلی کا گہرا تعلق ہے اور کسی بھی سماج کی ضرورتوں کو تعلیمی نظام کے ذریعہ ہی پورا کیاجاسکتا ہے تعلیم سماج کا ایک اہم ذریعہ ہے سماجی تبدیلی تعلیم کے مقاصد ، نصاب و طریقہ تدریس وغیرہ کو متاثر کرتی ہے سماجی تبدیلی اور تعلیم کے بیچ کے تعلق کو ہم مندرجہ ذیل طریقے سے دیکھ سکتے ہے۔

1۔ تعلیم سماجی تبدیلی کےلیے ایک ذریعے کے طورپر

(Education as an Instrument/ Agent of Social Change)

تعلیم سماجی تبدیلی کے ایک آلہ یا ذریعہ کے طور پر ہے تو یہ کہاجاتا ہے کہ تعلیم کے نہ ہونے پر سماجی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے اس سے مراد یہ ہے کے سماجی تبدیلی لانے کے لیے اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے تعلیم کا انتظام کیاجاتا ہے اور سماج میں بہت سی تبدیلی لائی جاتی ہے تعلیم کے ذریعہ ہی فرد کے تصورات، رویوں اور اقدار میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے ان میں ترقی کے لیے جذبہ پیدا کیاجاسکتا ہے۔ اس نظریہ سے تعلیم سماجی تبدیلیوں کی ایک اہم ایجنسی ہے ۔"ایجوکیشن کمیشن کے لفظوں میں تعلیم سماجی تبدیلی کاایک اہم ذریعہ ہے تعلیم سماجی تبدیلیوں کو صحیح سمت دیتی ہے جو سماج میں اپنے آپ ہوتی ہیں اور ساتھ ہی ان تبدیلیوں کے لیے ساز گار ماحول تیارکرتی ہے جو کہ سماج اپنے آپ میں لانا چاہتا ہے"۔

2۔ تعلیم سماجی تبدیلی کا ایک نتیجہ ہے(Education as a Result of Social Change)

تعلیم سماجی تبدیلی کا ایک نتیجہ ہے اس سے یہ مراد ہے کہ سماجی تبدیلی نے تعلیم کو نئ مستقبل دی ہے تعلیم کے لیے موجودہ ضرورتوں کے متعلق مقاصد کو پورا کرنے کے لیے نصاب میں تبدیلیاں پیش کی ہے تعلیم نے تبدیلیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مطابقت پیدا کی ہے اور تعلیم کا انتظام کیا ہے دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہے کہ تعلیم سماجی تبدیلیوں کی پیروی کرتی ہے ۔کیونکہ سماج ہی فیصلہ کرتا ہے کہ اس کی تعلیم کی نوعیت کیسی ہوگی ۔ جس طرح تعلیم سماجی تبدیلی کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے اتنا ہی یہ بھی صحیح ہے کہ سماجی تبدیلی کی وجہ سے تعلیمی تبدیلی بھی ہوتی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیم نہ صرف سماج میں ہونے والی تبدیلیوں کو قبول کرتی ہے اور انہیں آگے بڑھاتی ہے بلکہ بدلے ہوئے سماج کی ضرورتوں کو بھی پورا کرتی ہے۔

"ماہر عمرانیات A.K.C. Ottway کہتے ہیں کہ کبھی کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ تعلیم سماجی تبدیلی کی ایک وجہ ہے اس کا الٹ زیادہ صحیح ہے تعلیم دوسری سماجی تبدیلیوں کو پیدا کرنے کے بجائے ان کا اتباع کرتی ہیں او ر تعلیم بھی سماجی تبدیلیوں کے مطابق اپنے اندر تبدیلی لانے کو مجبور ہے۔"

3۔ سماجی تبدیلی کے عمل میں تعلیم کی محدودیت

(Limitation of Education in the Process of Social Change)

سماج کے ذریعہ تعلیم میں تبدیلی کی جاتی ہے اس بات کو سبھی ماہرین عمرانیات تسلیم کرتے ہیں جبکہ تعلیم کے ذریعہ سماج میں تبدیلی ہوتی ہے اس بارے میں سبھی ماہرین عمرانیات اتفاق نہیں رکھتے ہیں۔

ماہرین عمرانیات نے سماجی تبدیلی کے کئی وجوہات بتائے ہیں ان میں تعلیم کو جگہ نہیں دی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کی وہ تعلیم کو معاشرہ پر منحصر رہنے والی اور اس کے مطابق اپنی نوعیت میں تبدیلی لانے والا عمل مانتے ہیں۔

بیشک تعلیم سماجی تبدیلی میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ تعلیم کے سماج پر اثر کو Primary نہ مان کر Secondary مانا جاتا ہے اس بارے میں) Ottaway "اوٹاوے کہتے ہے کہ تعلیم کو سماجی تبدیلی کی وجہ تسلیم نہیں کیاجاتا ہے یہ تو معاشرے پر منحصر رہنے والی چیز ہے یہ سماجی تبدیلی کی وجہ نہ ہو کر ایک ذریعہ ہے تعلیم کے اپنے حدود ہیں ہم دیکھتے ہے کہ جب سماج کے مقاصد میں تبدیلی ہوتی ہے تو اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے تعلیم کی نوعیت میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔"

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماجی تبدیلی میں تعلیم کا کردار کیا ہے؟ 2۔ استاد سماجی تبدیلی میں کس طرح مددگار ثابت ہوتا ہے؟ 3۔ تعلیم اور سماجی تبدیلی کے تعلق کو مختصراً واضح کریں۔

9.10 خلاصہ (Summary)

یہ اکائی سماجی تبدیلی کے مفہوم، اس کی تعریفات، خصوصیات، عوامل، اور تعلیم کے ساتھ اس کے گہرے تعلق کو واضح کرتی ہے۔ سماجی تبدیلی دراصل انسانی معاشرے کی ساخت، اقدار، رویوں اور اداروں میں آنے والی تبدیلیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ تبدیلی فطرت کا قانون ہے اور ہر سماج میں مختلف رفتار سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ سماجی تبدیلی کے عوامل میں قدرتی، آبادیاتی، سیاسی، معاشی، سائنسی، ٹیکنالوجیکل، میڈیا اور تعلیمی عوامل شامل ہیں۔

تعلیم سماجی تبدیلی کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے اور اس کا ایک نتیجہ بھی۔ یہ نئی اقدار پیدا کرتی ہے، سماجی برائیوں کے خلاف بیداری لاتی ہے، اور افراد کو ترقی پسند سماج کے لیے تیار کرتی ہے۔

اساتذہ سماجی تبدیلی کے نمائندہ ہوتے ہیں جو اپنے طلبہ میں مثبت رویہ، جمہوری اقدار، اور اجتماعی ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔ اس اکائی میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ تعلیم نہ صرف سماجی تبدیلی کو ممکن بناتی ہے بلکہ سماجی ضروریات کے مطابق خود بھی تبدیل ہوتی ہے۔ اس طرح تعلیم اور سماجی تبدیلی ایک دوسرے کے تکمیلی (Complementary) عمل ہیں۔

9.11 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہوں گے کہ:

- سماجی تبدیلی کے مفہوم اور تعریف کو واضح کر سکیں۔
- سماجی تبدیلی کی اہم خصوصیات اور عوامل کو بیان کر سکیں۔
- مختلف عوامل (قدرتی، سیاسی، معاشی، ٹیکنالوجیکل، تعلیمی وغیرہ) کے اثرات کی وضاحت کر سکیں۔
- تعلیم کے سماجی تبدیلی میں کردار کو سمجھا سکیں۔
- یہ بتا سکیں کہ تعلیم سماجی تبدیلی کے لیے ایک ذریعہ اور نتیجہ دونوں کے طور پر کیسے کام کرتی ہے۔
- اساتذہ کے سماجی تبدیلی کے عمل میں کردار کی وضاحت کر سکیں۔
- تعلیم اور سماجی تبدیلی کے باہمی تعلق کو تجزیاتی انداز میں بیان کر سکیں۔
- تعلیم کے سماجی تبدیلی میں حدود (Limitations) کی نشاندہی کر سکیں۔

9.12 فرہنگ (Glossary)

Sr. No.	Words	Meaning	English Pronunciation (in Urdu)
•	Joint Family	مشترکہ خاندان	جوائنٹ فیملی

•	Value Crisis	اقدار کا بحران	ویلیو کرائسس
•	Closed Society	بند سماج	کلوزڈ سوسائٹی
•	Member	ارکان	ممبر
•	Eternal Values	آفاقی اقدار	اٹرنل ویلوس
•	Primary	ابتدائی	پرائمری
•	Secondary	ثانوی	سکنڈری
•	Social Change	سماجی تبدیلی	سوشل چینج
•	Structure	ساخت	اسٹرکچر
•	Universal	آفاقی	یونی ورسل
•	Dynamic	حرکی	ڈائینمک
•	Static	جامد	اسٹیٹک
•	Traditional	روایتی	ٹریڈیشنل
•	Conservative	قدامت پسند	کنزرویٹیو
•	Planned	منصوبی	پلانڈ
•	Non-Planned	غیر منصوبی	نن پلانڈ
•	Rate	شرح	ریٹ
•	Speed	رفتار	اسپیڈ
•	Modification	اصطلاحات	ماڈیفکیشن
•	Stable	مستحکم	اسٹیبل
•	Well Integrated System	ہم آہنگ نظام	ویل انٹی گریٹڈ سسٹم
•	Famine	قحط	فیمن
•	Long Term	طویل مدتی	لونگ ٹرم
•	Short Term	قلیل مدتی	شارٹ ٹرم
•	Factors	عوامل	فیکٹرس
•	Birth Rate	شرح پیدائش	برتھ ریٹ

مورٹل ریٹ	شرح اموات	Mortal Rate	•
مائگریشن	منتقلی	Migration	•

9.13 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ ان میں سے سماجی تبدیلی کے ذمہ دار عوامل ہیں۔

a) تعلیم b) میڈیا c) معلوماتی اور مواصلات ٹیکنالوجی d) سب ہی

2۔ سماجی تبدیلی نہیں ہے۔

a) مسلسل چلنے والا عمل b) آفاقی عمل

c) مختلف رفتار سے چلنے والا عمل d) غیر سماجی عمل

3۔ ”سماجی تبدیلی ،سماجی رویہ میں اور سماجی ساخت میں کچھ تبدیلی ہے“کس نے کہا۔

a) Spencer b) Jones c) B.Kuppuswamy d) Kingsley Davis

4۔ __________نے کہا سماجی تبدیلی ، سماجی ارتقاہے۔

5۔ سماجی نظام میں تبدیلی کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تبدیلی کہتے ہیں۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ سماجی تبدیلی کی کوئی ایک تعریف لکھیے۔

2۔ سماجی تبدیلی کی کوئی دو خصوصیات لکھیے۔

3۔ سماجی تبدیلی میں تعلیم کا کردار کی تعریف کریں۔

4۔ سماجی تبدیلی کے ذمہ دار کوئی دو عوامل بتائیے؟

5۔ سماجی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟

6۔ سماجی تبدیلی کے لئے معاون کے طور پر تعلیم کو بیان کریں۔

7۔ سماجی تبدیلی میں اساتذہ کے کردار کو بیان کریں۔

8۔ سماجی تبدیلی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

9۔ تعلیم اور سماجی تبدیلی میں کیا تعلق ہے؟ بیان کریں۔

10۔ سماجی تبدیلی میں تعلیم اور اساتذہ کے کردار کو بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ سماجی تبدیلی سے کیا سمجھتے ہیں؟ اس کی اہم خصوصیات بتاتے ہوئے اس لیے ذمہ دار مختلف عوامل کی تشریح کیجیے۔

2۔ سماجی تبدیلی اور تعلیم میں آپس میں کیا تعلق ہے اور اس عمل میں تعلیم کا کیا کردار ہے واضح کیجیے۔

3۔ سماجی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ اور اسکی کیا کیا خصوصیات ہیں؟

4۔ سماجی تبدیلی سے آکیا سمجھتے ہیں؟ سماجی تبدیلی میں آپ اساتذہ کے کردار کو وضاحت کیجئے۔

5۔ سماجی تبدیلی کو وضاحت کرتے ہوئے سماجی تبدیلی کے لئے معاون کے طور پو تعلیم کو بیان کریں۔

معروضی سوالات کے جوابات (Answer key of Objective Questions)

1۔ سبھی
2۔ غیر سماجی عمل
3۔ B.Kuppuswamy
4۔ Spencer
5۔ سماجی تبدیلی

9.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Dash, B.N. & Ghanta R (2006), Foundations of Education, Hyderabad: Neelkamal Publications Pvt. Ltd.

2۔ Jamal, Sajid & Raheem, Abdul (2012), Ubharte Huwe Hindustani Samaj me Taleem, New Delhi, Shipra Publication.

3۔ Khaleel, Ibrahim Mohammad (2012), Foundation of Education; Hyderabad Deccan Traders Educational Publishers.

4۔ Pathak, R.P. (2012), Philosophical & Sociological Foundation of Education; New Delhi, Kanisha Publishers & Distributors.

5۔ Siddiqui, M.H. (2014), 'Philosophical and Sociological Foundations of Education', New Delhi: APH Publishing Corporation.

6۔ Singh, Y.K. (2013), 'Sociological Foundation of Education', New Delhi: APH

7. Publishing Corporation.

8. Sharma, S.P. (2011), 'Basic Principles of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

9. Sharma,Y.K.(2012), 'Foundations in Sociology of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

10. Thamarasseri, Ismail (2008), 'Education in the Emerging Indian Society', New Delhi: APH Publishing Corporation

11. SLM (Sociological Foundation of Education -DD

اکائی 10۔ جدت پسندی کا تصور اور خصوصیات

(Concept and Attributes of Modernization)*

اکائی کے اجزاء

10.0 تمہید(Introduction)

10.1 مقاصد(Objectives)

10.2 جدت پسندی کے معنی(Meaning of Modernization)

10.3 جدت پسندی کی تعریف(Definitions of Modernization)

10.4 جدت پسندی کی خصوصیات(Attributes of Modernization)

10.5 جدت پسندی کے مسائل(Problems of Modernization)

10.6 جدت پسندی اور تعلیم(Modernization and Education)

10.7 جدت پسندی کے تصور سے متعلق غلط فہمیاں (Misconceptions Related to Modernization)

10.8 جدت پسندی کی خصوصیات(Attributes of Modernization)

10.9 جدت پسندی اور مغربیت(Modernization and Westernization)

10.10 جدت پسندی میں تعلیم کی اہمیت(Importance of Education in Modernization)

10.11 تعلیم اور جدت پسندی(Education and Modernization)

10.12 خلاصہ(Summary)

10.13 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

10.14 فرہنگ(Glossary)

10.15 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

10.16 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

* Dr. Mozaffar Islam, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

10.0 تمہید (Introduction)

جدت پسندی ایک ایسا عمل ہے جو سماج میں مثبت اور تعمیری تبدیلی لاتا ہے۔ یہ صرف مادی اشیاء یا سائنسی ایجادات تک محدود نہیں بلکہ انسانی فکر، رویّوں، اقدار، عقائد اور طرزِ زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ جدت پسندی دراصل پرانے اور جامد تصورات سے نکل کر نئے خیالات، سائنسی رویّے اور ٹیکنالوجی کو اختیار کرنے کا نام ہے، جس کے ذریعے سماج ترقی کی راہوں پر گامزن ہوتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کے معیار کو بلند کرنا، معاشی و سماجی ڈھانچے کو مضبوط بنانا اور افراد میں سائنسی و منطقی سوچ پیدا کرنا ہے۔ تعلیم اس عمل کا مرکزی ستون ہے کیونکہ تعلیم ہی افراد میں نئی سوچ، تحقیق، تجزیہ اور فیصلہ سازی کی صلاحیت کو فروغ دیتی ہے، جو کسی بھی سماج کو جدید اور ترقی یافتہ بناتی ہے۔ چنانچہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ تعلیم ہی وہ قوت ہے جو روایت سے جدیدیت کی جانب سفر کو ممکن بناتی ہے۔

10.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طالبِ علم:

- جدت پسندی کے مفہوم کو سمجھے گا۔
- جدت پسندی کی خصوصیات بیان کرے گا۔
- جدت پسندی کے مسائل کی نشاندہی کرے گا۔
- تعلیم اور جدت پسندی کے تعلق کو سمجھے گا۔
- تعلیم کے ذریعے جدت پسندی کے فروغ کو واضح کرے گا۔
- اساتذہ کے کردار کو بیان کرے گا۔
- تعلیمی منصوبہ بندی میں جدت پسندی کی اہمیت کو سمجھے گا۔

10.2 جدت پسندی کے معنی (Meaning of Modernization)

جدت پسندی ایک ایسا عمل ہے جو کسی سماج میں مثبت تبدیلی لاتا ہے ۔جدت پسندی سے مراد مادی چیزوں کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سوچ، عقائد، اقدار، رویہ اور پوری طرز زندگی میں ہونے والی تبدیلی، حالیہ طریقوں، خیالات، سامان وغیرہ کا استعمال کرنے یا اختیار کرنے کا عمل جس سے زیادہ سے زیادہ جدید ہوسکیں جدت پسندی کہلاتا ہے۔

(Cambridge Business English Dictionary)

جدت پسندی کے عمل کا سماج کی تبدیلی اور ترقی میں اہم مقام ہے جدت پسندی سے پورے عالم کے لیے ایک نئی سوچ ، رویہ کی شروعات کی ہے جو سائنس اور ٹیکنالوجی سے گہرا تعلق ہے جدت پسندی ،سائنس اور ٹیکنالوجی کی کامیابیوں میں ہیں جس سے انسانی سماجی کو نئی نئی ایجادات ، دریافت خیالات اور کامیابیوں سے متعارف کرایا ہے۔

جدت پسندی ایک وسیع تصور ہے اسے مختلف معنی میں استعمال کیاجاتا ہے اس کے صحیح معنی کو سمجھنے کے لیے اس کے لفظی معنی اور مختلف معنی اور نظریہ کو سمجھنا بہت ضروری ہے Modernization لفظ Modern سے بنا ہے جس سے مراد ہے کہ جو موجودہ دور میں چل رہا ہے وہی جدید ہے اور اس کو قبول کرنے کا عمل جدت پسندی کہلاتا ہے۔

جدت پسندی کے معنی ہیں جدیدیت کی طرف گام زن ہونا ہے۔ لیکن جب اسے ذہنی حیثیت کے طور پر قبول کیاجاتا ہے تو اسے موجودہ تبدیلیوں کو قبول کرنا اور نئی تبدیلیوں کو ترکیب دینا ہوتا ہے۔جدّت پسندی ایک ارتباطی الفاظ (Co relational Word)ہے ۔

جدت پسندی کے بارے میں لوگوں کے خیالات میں فرق ہے یہ عام طورپر مندرجہ ذیل معنی میں استعمال کیاجاتا ہے ۔

1۔ کہیں کہیں پر لوگ بڑے بڑے قومی وبین الا اقوامی یونین کی رکن بن جانے یا رکنیت حاصل کر لینے کو جدت پسندی مانتے ہیں جس سے بڑے بڑے ممالک کے سامنے ان کے خیالات کو پوری دنیا کو جان سکے۔
2۔ کچھ لوگوں کے مطابق وہ سماج جدید ہے جس نے سائنس پر مبنی ٹیکنالوجی کو قبول کیا ہے ایسے سماج نے اقتصادی پیداوار کوبڑی تیزی سے بڑھایا ہے۔ سائنسی آلات کا استعمال بڑے بڑے صنعتوں کا قیام ،نئی چیزوں کی تعمیر وغیرہ جدت پسندی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔
3۔ کچھ لوگو آزادی اور ترقی کو ہی جدت پسندی مانتے ہیں ۔
4۔ کچھ لوگ کے مطابق اپنی پہچان بنانے دوسروں کو پر کھنے کی صلاحیت ،مثبت ور موثر سماجی رویہ ،جدید اور قدیم اقداروں کو سمجھنے کی قابلیت ہی جدت پسندی ہے۔

10.3 جدت پسندی کی تعریف(Definitions of Modernization)

جدت پسندی کی کچھ تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

- کسی قوم کی جدت پسندی سے مراد سائنس اور ٹیکنالوجی کے استعمال سے اس قوم کی اقتصادی ترقی اور عوام کی زندگی کے معیار کو بلند کرنے سے ہے۔Kothari Commission
- ایک روایتی ، دیہی سماج کا ایک شہری اور صنعتی سماجی میں تبدیل ہونا جدت پسندی کہلاتا ہے۔ Encyclopedia Britannica
- جدت پسندی ایک ایسا عمل ہے جو کسی روایتی نظام کوایک ایسے نظام میں تبدیل کرتا ہے جو سائنس اور ٹیکنالوجی پر منحصر ہو اور نئے اقدارا ور تحریکوں کو جنم دے۔(McIver & Page)

- اب جدت پسندی کو بہت وسع طورپر لیاجارہا ہے۔ جیسے زراعت ، ٹریفک ، مواصلات، محمکہ پولیس، محکمہ دفاع وغیرہ کی جدت پسندی ایک انقلابی تبدیلی ہے جو ایک روایتی معاشرے کو ترقی یافتہ اقتصادی طورپر خوشحال، سیاسی طورپر مستحکم معاشرے میں تبدیل کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔Moor
- جدت پسندی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعہ جدید سائنسی علم معاشرے میں تبلیغ کی جاتی ہے جس سے افراد کی اصلاح ہوتی ہے اور سماج نیکی کی طرف بڑھتا ہے۔Alatas
- جدت پسندی ایک کثیری الابعاد عمل (Multi Dimensional Process) ہے جس کے تحت ان سبھی علاقوں میں تبدیلی آتی ہے جن کی تمام سیاسی، سماجی معاشی ، ذہنی ،مذہبی اور نفسیاتی سرگرمیوں میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔Helpern

10.4 جدت پسندی کی خصوصیات(Attribute of Modernization)

Stuartنے جدت پسندی کی پانچ نشانیاں بتائی ہیں۔

- منطق پر زور
- پیش رفت یا ترقی میں یقیں
- فطرت اور ماحول پر قابو
- دانشورانہ خصوصیات
- سیکولرزم کو فوقیت

ڈاکٹر پرسادنے جدت پسندی کی تین خصوصیات بتائی ہیں۔

- شہرکاری
- خواندگی
- شمولیت(Participation)

Mirdleنے قومی خود مختاری (National Sovereignty) اقتصادی ترقی مادی سہولیات ،سماجی اقتصادی انصاف کو جدت پسندی کی اہم خصوصیات مانا۔

Learner نے جدت پسندی کی سات خصوصیات کا ذکر کیا۔

- سائنسی احساس
- مواصلات کے ذرائع میں انقلاب
- شہریت میں اضافہ

- تعلیم کو پھیلانا
- معاشی شراکت
- سیاسی شراکت
- فی کس آمدنی میں اضافہ

جدت پسندی کی بہت سی خصوصیات ہیں جن میں سے کچھ اہم خصوصیات اس طرح ہیں۔

1۔ جدت پسندی ایک عالمی عمل ہے جو پوری دنیا میں وقوع پذیر ہوتا ہے اس سے ہونے والی تبدیلی زراعت،صنعت،سیاسی نظام،معاشی نظام سماجی نظام،ادویات، انتظامیہ اور تعلیم وغیرہ سبھی علاقوں میں ہوتی ہے ۔

2۔ جدت پسندی ایک طویل مدت اور پیچیدہ عمل ہے یہ ایک دن یا ایک ماہ میں واقع نہیں ہوتی ہے یہ مسلسل چلنے والا عمل ہے جس کا نتیجہ ہوتا ہے تبدیلی۔

3۔ جدت پسندی ایک انقلابی عمل ہے جس کے تحت بڑے پیمانے پر تبدیلیاں ہوتی ہیں جو کسی قوم کی سماجی ساخت کو پوری طرح بدل دیتی ہیں۔

4۔ جدت پسندی ایک ترقّیاتی عمل ہے۔یہ دنیا کے کئی حصوں میں چلتا رہتا ہے اور تمام معاشرہ جدید ہونے کی کوشش میں ہے اگرچہ مختلف معاشروں میں جدیدیت کی رفتار الگ ہوتی ہے (Parameter) ضابطے الگ ہوتے ہیں لیکن پھر بھی سبھی معاشرے روایت سے جدیدیت کی راہ پر گامزن ہے ۔

5۔ جیسے جیسے جدت پسندی کا عمل واقع ہو تا ہے ویسے ویسے افراد کی زندگی میں بنیادی تبدیلیاں دکھائی دینے لگتی ہیں۔

6۔ جدت پسندی کی کامیابی کے لیے کچھ چیزوں کا پہلے سے ہونا ضروری ہوتا ہے مثلاَ ٹریفک اور مواصلات کے ذرائع علم وسائنس کی اعلیٰ درجے کے ادارے ، توانائی کے نئے وسائل ، بینک اور مالیاتی ادارے وغیرہ کا ہونا ضروری ہے ۔

7۔ جدت پسند معاشرے کے سامنے واضح طورپر کچھ ضابطے ہوتے ہیں یہ ضابطے ہی اس کے لیے حوصلہ افزائی کاکام کرتے ہیں اور اس کے مطابق ہی وہ سماج خود کو بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

8۔ جدت پسندی کا عمل ایک ایسا عمل ہے جو ایک بار جب کسی سماج میں یہ شروع ہوجاتا ہے تو اس سماج کا پھر ماضی میں واپس لوٹنا ممکن نہیں ہوتا ۔صنعت کاری، شہریت اور تعلیمی ترقی کے بعد پرانے حالات پر واپس نہیں جایا جاسکتا ہے۔

9۔ معاشرے کو جدیدیت کی آنکھ بند کرکے پیروی نہیں کرنی چاہیے ہر سماج کو اپنی ثقافت اور حالات کے مطابق اسے اپنانا ہوتا ہے۔

10۔ جدت پسندی کا عمل افراد کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے علاقہ میں‌ہونے والی نئی تبدیلیوں کو اپنانے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔

11۔ جدت پسندی منطق ہے اور ہمیشہ کسی بھی واقعہ کی سائنس تشریح کی مانگ کرتی ہے۔ سائنسی نقطہ نظر ، رویہ اور ٹیکنالوجی پر زور دیتی ہے۔

12۔ جدت پسندی سماج میں آزادی ،اقتصادی خوشحالی ،نئے جمہوری اقدار جیسے ، مساوات ،عالمگیریت ،نج کاری وغیرہ کے نشونما پر زور دیاجاتا ہے اور نئے تصورات اور خیالات کو قبول کیاجاتا ہے۔

13۔ جدت پسندی سکولرزم ،جمہوریت اور عالمی سطح پر وسیع نظریے پر یقین رکھتی ہے اس کے ساتھ ہی کمپیوٹر اور اقتصادی ترقی پر زور دیتی ہے۔

14۔ جدت پسندی کا مقصد زندگی کے معیار کو بلند کرنا بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانا اور اوہام پرستی کو ترک کرنا ہے۔

10.5 جدت پسندی کے مسائل(Problems of Modernization)

1۔ جدت پسندی سماج میں روایتی طرززندگی کے ساتھ جدو جہد پیدا کرتا ہے مثلاََ تربیت یافتہ ڈاکٹر روایتی طبیب/ویدھوں کے لیے خطرہ ہوجاتے ہیں۔

2۔ جدت پسندی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ وراثت میں ملی قدریں روایتی طورپر ان کے یہاں جاری رہتی ہیں مثلاً دوائی اور آپریشن میں قابلیت حاصل کرنے کے بعد بھی داکٹر اپنے مریض سے یہی کہتا ہے کہ علاج تو کر رہاہوں باقی اُوپر والے کی مرضی ۔جیسے اسے اپنے پریقین ہی نہ ہو۔

3۔ وہ ذرائع جو جدید بناتے ہیں اور وہ ادارے جن کو جدید ہونا ہے دونوں کے بیچ تعاون کی کمی ہے ۔

4۔ جدت پسندی ایک طرف لوگوں کی توقعات کو بڑھاتی ہے وہیں دوسری طرف سماجی انتظامات ان کی توقعات کو پورا کرنے کے لے موقع فراہم کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ جو افراد میں مایوسی اور سماجی عدم اطمینان پیدا کرتی ہے۔

جدت پسندی کے راستے میں آنے والے رکاوٹیں درج ذیل ہیں۔

ناقص تعلیمی نظام، مذہبی عقائداور روایتی رسومات،آبادی میں اضافہ،ذات پات اور رسم ورواج، انسانی وسائل کا کم سطح کا ہونا / فروغ نہ دینا، سائنس ، ٹیکنالوجی اور انتظامیہ کی تعلیم کا کمتر درجہ کا ہونا، معاشی خوشحالی کی کمی،مشترکہ خاندان (Joint Family)، اقدار کا بحران ،تعلیمی مواقع میں یکسانیت کا نہ ہونا،تعلیم بالغان کا صحیح انتظام نہ ہونا ، بند سماج (Closed Society)، اتحاد کی کمی ،ناخواندگی ،غربت ، تنگ نظری، علاقاییٔت ،نسل ،ذاتی دلچسپی ، نئے بدلاوکاخوف وغیرہ۔ اس کے ساتھ ہیجدت پسندی میں کچھ مددگار عوامل جیسے ،تعلیم ،معلوماتی اور مواصلاتی ٹیکنالوجی ، قومیت پر مبنی نظریہ بھی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1. جدت پسندی سے کیامراد ہے؟ 2. جدت پسندی کی دواہم خصوصیات بیان کریں۔

3. جدت پسندی کے عمل میں کون سے بڑے مسائل درپیش ہیں؟

10.6 جدت پسندی اور تعلیم (Moderation and Education)

تعلیمی نقطہ نظر سے جدت پسندی وہ عمل ہے جس سے ذہنی افق (Mental Horizon) کو وسعت ملتی ہے ہر فرد میں نئے مقاصد کو حاصل کرنے اور روایت کا تعین قدر کرنے کی صلاحیت کانشونما کرتی ہے۔

جدیدیت اورروایت پسندی ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں ۔جدیدیت روایت پسندی یا ماضی کے مخالفت کا درس نہیں دیتی۔ جدت پسندی میں تعلیم کا اہم کردار ہے۔ تعلیم ہی ایک ایسا عنصر ہے جو افراد کے نظریہ کو جدید بناتا ہے اور جدیدیت کے عمل کو شدید رفتار دیتا ہے تعلیم کے نہ ہونے پر لوگوں میں سائنسی رویہ کا نشونما نہیں کیاجاسکتا اور اس کے بغیر جدت پسندی کے عمل کو رفتار نہیں دی جاسکتی۔

تعلیم کی وجہ سے ہی انسان تو ہم پرستی، برائیوں اور دقیانوسیت کو قربان کرکے برابری،آزادی، عدل، انصاف،گلوبلائزیشن، لبرلائزیشن، نج کاری وغیرہ نئے اقدار کو قبول کرتا ہے۔ جو تعلیم یافتہ ہے وہ جدت پسندی کی طرف متوجہ ہے اور جدیدیت کے لیے ان کی سوچ کھلی ہے اور وہ اسے منظور کرتا ہے۔

تعلیم ہی ایک ایسا عنصر ہے جو لوگوں میں جدت پسندی کے عمل کو فروغ دیتا ہے ۔ افراد میں سائنسی نظریہ کو پیدا کرتا ہے۔ آج دیش ودیش میں ہونے والی سائنسی اور تکنیکی دریافت کا فائدہ ملک کی پوری آبادی کو نہیں مل پارہا ہے ۔ کیونکہ ملک میں ناخواندگی زیادہ ہے جب سماج میں زیادہ سے زیادہ لوگ تعلیم یافتہ ہونگے تو وہ جدت پسندی کے عمل کہ نہ صرف حامی ہونگے بلکہ مدد گار بھی ہونگے۔

کوٹھاری کمیشن (1966) نے اس بات پر خصوصی زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ جدت پسندی کا سیدھا تعلق تعلیم میں ترقی سے ہے اس لیے جدت پسندی کے لیے تعلیم کو ایک اہم ذریعہ بنایاجانا چاہیے ۔ تعلیم کے ذریعہ ہی طلبہ میں مثبت اقدار و نظریات، آزادانہ طورپر سوچنے ، فیصلہ لینے کی عادتوں کا نشوونما کیاجاسکتا ہے ۔جب سماج کا ہر انسان تعلیم یافتہ ہوگا تو جدت پسندی کے راستے میں آنے والی رکاوٹیں جیسے ذات پات، آبادی میں اضافہ ،تو ہم پرستی وغیرہ اپنے آپ دور ہوجائیگی۔

10.7 جدت پسندی کے تصور سے متعلق غلط فہمیاں

(Misconceptions Related to Modernization)

اکثر ماہرین بھی طرح کی نئ تبدیلیوں کو جدت پسندی کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اس لیے یہاں اس سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ ضروری ہے۔ مثال کے طور پر موجودہ ہندوستانی سماج میں بہت تیزی سے تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور اس کی مختلف وجوہات بھی ہیں۔ ان میں تین وجوہات بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ اول جمہوری حکومتی نظام ، دوم تعلیم کی تشہیر و تبلیغ ، سوم سائنس کے بڑھتے ہوئے قدم لیکن یہ تینوں تبدیلیاں جدت پسندی کے دائرے میں نہیں آتی ہیں۔ ان تینوں میں جدت پسندی کے دائرے میں صرف سائنس کے استعمال سے ہونے والی تبدیلیاں ہی شامل ہوتی ہیں۔ اس کی وضاحت یہاں پیش کی جارہی ہے؛

1۔ موجودہ دور میں ہندوستانی سماج میں نسل اور ذات پر مبنی چھوا چھوت ختم ہوئی ہے، مجموعی خاندانوں کی جگہ پر انفرادی خاندانی نظام میں اضافہ ہوا ہے۔ مردو خواتین کے مابین تفریق میں کمی آئی ہے، خواتین بے پردہ اور نیم برہنہ بازاروں میں گھوم رہی ہیں۔ پیزا، برگر، سینڈوچ اور چاکلیٹ کھانے کا رواج ہے۔ یہاں ذہن نشین کرنے کی بات یہ ہے کہ ان تبدیلیوں کو جدت پسندی نہیں بلکہ سماجی تبدیلی کہتے ہیں۔ اسے جدت پسندی سمجھنا ہماری غلط نہی ہے۔

2۔ موجودہ ہندوستانی سماج میں مغربی تہذیب کا اثر بڑھ رہا ہے۔ برتھ ڈے منانا ، شادی کی انیورسری منانا، مس کالج او مسٹر کالج کا انتخاب کرنا، فینسی ڈریس کے مقابلے منعقد کرنا ، وغیرہ۔ یہ تمام تبدیلیاں بھی جدت پسندی نہیں بلکہ تہذیبی تبدیلی کے زمرے میں شامل ہیں۔ اسے جدت پسندی سمجھنا ہماری غلط فہمی ہے۔

3۔ موجودہ ہندوستانی سماج میں مذہبی اوہام پرستی کم ہوئی ہے اور اکثر لوگ مذہبی تنگ نظری سے اوپر اٹھ چکے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح کی تہذیبی تبدیلی ہے۔ اسے جدت پسندی سمجھنا ہماری غلط نہیں ہے۔

4۔ موجودہ ہندوستان میں معاشی استحصال میں کمی آئی ہے۔ صنعت میں مزدوروں کی حصہ داری میں اضافہ ہوا ہے اور بچہ مزدور (Child Labour) کی روایت میں بھی کمی آئی ہے۔ وغیرہ ۔ یہ بھی ایک طرح کی اقتصادی تبدیلی ہے۔ اسے جدت پسندی سمجھنا ہماری غلط نہیں ہے۔

5۔ اسی طرح ملک میں غلامی، بادشاہت اور تانا شاہی کی جگہ پر آزادی اور جمہوری نظام قائم ہوا ہے۔ یہ سیاسی تبدیلی کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔ اسے

6۔ جدت پسندی سمجھنا ہماری غلط نہیں ہے۔ اکثر لوگ نجی کاری (Privatization) ، شہر کاری (Urbanization) اور عالم گیریت (Globalization) آزادروی (Liberalization) کوجدت پسندی کے دائرے میں شامل کرتے ہیں۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ شہر کاری سماجی تبدیلی کے زمرے میں آتا ہے اور نج کاری، آزاد روی و عالم گیریت یہ سب اقتصادی حکمت عملیاں ہیں اور یہ سب اقتصادی تبدیلی کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان سب کو جدت پسندی سمجھنا غلط فہمی ہے۔

10.8 جدت پسندی کی خصوصیات(Attributes of Modernization)

جدت پسندی کی خصوصیات میں درج ذیل اجزاء شامل ہیں۔ اگر کسی سماج میں ، ان میں سے اکثر اوصاف موجود ہوتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ سماج ایک جدید سماج کے طور پر ترقی کر رہا ہے، یعنی اس میں جدت پسندی کا عمل جاری اور ساری ہے۔ یہ اوصاف درج ذیل ہیں۔

- سماجی سرگرمیوں میں سائنس اور تکنیک کا استعمال
- عوام الناس کی معیار زندگی میں ترقی
- مواصلاتی تعلیم اور انتظامیہ کی تعلیم کا بندو بست
- افراد کی پیشہ ورانہ مہارتوں میں فروغ
- جدید تعلیمی نظام
- لازمی اور مفت بنیادی تعلیم کا انتظام
- قدرتی وسائل کی دریافت اور ان کا بہترین استعمال
- اقتصادی ترقی کی رفتار میں اضافہ
- انسانی وسائل کا اعلیٰ معیار
- شرح پیدائش اور شرح اموات میں کمی
- بہترین اور عمدہ معالجاتی خدمات
- شہر کاری کی رفتار میں اضافہ
- پیداواری عمل میں جدید مشینوں کا استعمال
- جدید ترسیلی آلات کا استعمال
- منتظم آمد ورفت کے وسائل کا فروغ
- خود کی کوشش اور خود کے وسائل کے ذریعے ترقی کا رجحان
- صنعت کاری میں اضافہ
- اشیاء اور خدمات کی پیداوار میں اضافہ
- حرکت پذیری کی تیز رفتاری
- قومی کردار کی تعمیر ۔ وغیرہ

10.9 جدت پسندی اور مغربیت (Modernization and Westernization)

اکثر لوگ جدت پسندی کا مفہوم مغربیت کے طور پر تصور کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں کے مفہوم میں بہت زیادہ فرق ہے۔ مغربیت سے مراد مشرقی ممالک کے افراد کے ذریعے مغربی ممالک کے رہن سہن اور خوردو نوش، رسم ورواج فن و مہارت، موسیقی اور رقص وغیرہ کی اندھی تقلید کرنے اور انہیں اپنانے سے ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں ہی برٹش حکومت کے زمانہ میں اس کی شروعات ہوئی۔ اُس وقت ملک میں کچھ اعلیٰ طبقے کے انگریز پرست لوگوں نے ان کی زبان)انگریزی زبان (، رہن سہن) سوٹ ، بوٹ ، ٹائی (خورد و نوش کے طریقوں) چھری کانٹا کا استعمال (اور رسم و رواج) برتھ ڈے، انیورسری (وغیرہ کو اپنا کر خود کو جدت پسند کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ آج بھی جو لوگ مغربی ممالک کے لوگوں کی طرح اپنی زندگی جیتے ہیں انہیں لوگ ماڈرن کہتے ہیں۔ شاید اسی لیے لوگ مغربیت کو جدت پسندی سمجھنے کی بھول کرتے ہیں۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ مغربیت سے مراد مشرقی ممالک کے افراد کے ذریعے مغربی ممالک کی طرز زندگی اپنانے سے ہے۔ اس سے ان کی زندگی کا معیار او پر بھی اٹھ سکتا ہے اور نیچے بھی گر سکتا ہے۔ اس کے برخلاف جدت پسندی سے مراد زندگی کے ہر شعبے ،زراعت ، صنعت، انتظام و انصرام وغیرہ میں پورے عالم کی تازہ ترین سائنسی دریافتوں ، تکنیکوں اور انتظام و انصرام کی تکنیک کو اپنا کر اس کی عملی استعداد میں اضافہ، پیداوار میں اضافہ اور اقتصادی ترقی کرنے اور زندگی کے معیار بلند کرنے سے ہوتا ہے۔ زندگی کے معیار کا اونچا اٹھنا جدت پسندی کی ایک لازمی شرط ہے۔ بالکل ظاہر ہے کہ مغربیت کی بنیاد میں احساس کمتری کے جذبات ہوتے ہیں اور جدت پسندی کی بنیاد میں خود انحصاری اور ترقی کے جذبات ہوتے ہیں۔

10.10 جدت پسندی میں تعلیم کی اہمیت

(Importance of Education in Modernization)

جدت پسندی میں تعلیم کی اہمیت کو درج ذیل نکات کے ذریعے واضح کیا جا سکتا ہے۔

1۔ سائنس اور تکنیک کا فروغ (Development of Science & Technology)

تعلیم کے ذریعے ہی سائنس اور جدید تکنیک کا فروغ ممکن ہے۔ سائنسی ایجا دات نے انسانی زندگی کی خلاء کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ انسانی زندگی کے لیے لازمی تمام چیزیں سائنسی ایجادات نے فراہم کر دی ہیں اور انسانوں کی زندگی کو خوش گوار بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انسانوں نے تکنیک کا سہارا لے کر چاند اور سیاروں پر اپنی فتح کا جھنڈا بلند کیا ہے۔ انسانوں نے علاج و معالجہ، آمد و رفت ، پیغامات کی ترسیل، ذراعت تعلیم و غیر : تمام شعبوں میں کامیابی کے رکارڈ قائم

کیے ہیں۔ تعلیم یافتہ سماج نے ان کی افادیت کی جانچ کے ذریعے قدیم تکنیک کی جگہ پر نئی تکنیک کو قبول کر لیا ہے۔ جس سے جدت پسندی کو ایک نئی رفتار فراہم ہوئی ہے۔

2۔ عدم توازن کو ختم کرنا:

تہذیب کے دو بنیادی پہلو ہوتے ہیں۔ اوّل مادی پہلو اور دوم غیر مادی پہلو ! انسان کا مادی پہلو کی جانب گامزن ہونا آسان ہوتا ہے، اس کے برخلاف غیر مادی اور روحانی پہلو کو قبول کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اکثر سماجی تبدیلیاں ایک پہلوئی ہوتی ہیں اور دوسرا پہلو ناقص رہ جاتا ہے یا ٹھہر جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ، ہندوستانی سماج میں ماڑی تبدیلیوں کی رفتار بہت تیزی سے ہو رہی ہے۔ رہن سہن ، خوردنوش ، رسم و رواج ، فن و مہارت، موسیقی اور رقص وغیرہ کے معیارات کو قبول کر لیا گیا ہے اور انہیں جدید بنا لیا گیا ہے۔ اس کے بر خلاف غیر مادی اور روحانی پہلو میں ٹھہراؤ آگیا ہے اور اس کی رفتار بہت ست ہوگئی ہے۔ تعلیم ان موضوعات پر غور وفکر کرتی ہے اور عدم توازن کی کیفیت کو ختم کر کےکاج کے دونوں پہلوؤں میں توازن قائم کرتی ہے۔

3۔ دیگر سماجوں کی ترقی کا علم:

انسان ایک تقلیدی مخلوق ہے۔ جو بات سماج یا فرد کے لیے مفید ہوتی ہے ، اسے وہ قبول کر لیتا ہے اور غیر مفید چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ انگریزی تعلیم کی تبلیغ اور تشہیر سے ہندوستانی لوگ غیر ملکی ادب کے ربط میں آئے ۔ آمد و رفت کے جدید وسائل نے دوریوں کوختم کر کے پوری دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔ نتیجتاً غیر ملکی ادب کا مطالعہ اور دوریوں کے خاتمہ کی وجہ سے مغربی سماج کی ترقی اور خیالات و افکار کی معلومات ہمیں حاصل ہوئی ہیں۔ ہندوستانیوں نے اپنے اور مغربی سماج کا موازناتی مطالعہ کیا تو نہیں ہندوستانی سماج کی خامیوں اور مغربی سماج کی خوبیوں کا علم ہوا۔ نتیجتاً ہم ان کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کے لیے جدت پسندی کی سمت میں گامزن ہو گئے۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم جدت پسندی میں معاون ہے۔

4۔ تنگ نظری کو دور کرتا:

تعلیم کیا ہے؟ کہتے ہیں ہم آہنگی قائم کرناہی تعلیم ہے ۔ ہندوستان صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑا رہا۔ نتیجتاً وجود کو قائم رکھنے کے لیے ہندوستانی سماج طبقاتی نظم کو چھوڑ کر ذات پر مبنی نظام میں تبدیل ہو گیا مختلف ذات کے مابین بھی ذیلی ذات کا ایک جال بچھا دیا گیا۔ تا کہ ہندوستانی سماجی ماحول ختم نہ ہو سکے ۔ آزادی کے بعد اس تنگ نظری کو بھی ختم کرنا ضروری سمجھا گیا۔ آئین کے ذریعے اسے ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔اس کے لیے اسکولوں میں ، نصاب میں ، حکومت کی حکمت عملیوں میں تبدیلی کی گئی۔ اس طرح سے تعلیم کے ذریعے سماج میں پھیلی ہوئی تنگ نظری، غلط رسم و رواج وغیرہ کو کوختم کرنے کی کوششیں کی گئیں اور جدت پسندی کو قبول کر لیا گیا۔

5۔ سماجی تبدیلی کا مضبوط وسیلہ:

تعلیم سماجی تبدیلی کا سب سے اہم وسیلہ ہے۔ سماج میں وقت اور حالات کے مطابق جو بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں فرد انہیں اپنانے میں پس و پیش میں رہتا ہے۔ تعلیم یافتہ انسان ان تبدیلیوں پر غور و فکر کرتا ہے اور انہیں وقت کے مطابق مفید سمجھ کر تسلیم کر لیتا ہے ۔ مثال کے طور پر ہندوستانی آئین نے چھوا چھوت کو جرم کے مساوی تسلیم کیا ہے۔ مرد د خواتین کو یکساں حقوق فراہم کیے ہیں تحریر، تقریر اور اظہار خیال کرنے کا بنیادی حق فراہم کیا ہے۔ ابتداء میں چھوا چھوت کا خاتمہ ،مردو خواتین کے یکساں حقوق و غیرہ پر شدید رد عمل ہوا۔ لیکن تعلیم یافتہ افراد نے ان پر غور و فکر کیا اور رفتہ رفتہ انہیں تسلیم کر لیا۔ اس طرح ہم کہ سکتے ہیں کہ تعلیم سماجی تبدیلی کا ایک مضبوط وسیلہ ہے اور سماجی تبدیلی جدت پسندی کے لیے راستہ ہموار کرتی ہے۔

10.11 تعلیم اور تجدید کاری(Education and Modernization)

تعلیم انسان کے خیالات ، افکار اور طرز عمل میں تبدیلی کرنے کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ کسی بھی ملک کی جدت پسندی کے لیے تعلیم ایک لازمی جز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو جدت پسندی کی جن تراکیب اقتصادی ترقی، قدرتی وسائل کی دریافت ، انسانی وسائل کی تعمیر ، آبادی پر قابو ، اور قومی کردار کی تعمیر کی ضرورت ہے ان سب کی حصولیا بی تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم جدت پسندی کا بنیادی عنصر ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم یہ کام کب اور کیسے کر سکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ " سماجی تبدیلی کے ذریعے" ۔ اس ضمن میں ہمارے ملک میں سب سے پہلے کوٹھاری کمیشن نے اپنی سفارشات پیش کی تھیں۔ کوٹھاری کمیشن کے مطابق جدت پسندی کے لیے تعلیم کو وسیلہ کے طور پر استعمال کرنا چاہئے ۔ اس کے لیے تعلیم کے شعبے میں درج ذیل تراکیب کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

1۔ 14سے 16 سال تک کے بچوں کے لیے لازمی اور مفت تعلیم کا انتظام کیاجائے۔ RTE ,2009کے ذریعے اب یہ حق حاصل ہو چکا ہے۔
2۔ عوام کی تعلیمی سطح کو بلند کیا جائے۔
3۔ اعلیٰ سطح پر سائنس اور تکنیکی تعلیم کا مناسب نظم کیا جائے۔
4۔ طلباء میں آزادانہ غور و فکر اور قوت فیصلہ کی نشونما کی جائے۔

اس کے بعد این سی ای آر ٹی (NCERT) نے اس تعلق سے مختلف سیمینار اورکا نفرنس کا انعقاد کیا۔ یونیورٹی کی سطح پر بھی بہت زیادہ بحث ومباحثہ کیا گیا ، اور ماہرین اس نتیجے پر پہنچے کہ

1۔ سائنس کی تعلیم پر ابتدائی سطح سے ہی زور دیا جائے اور بچوں میں سائنسی رجحان کی نشونما کی جائے۔
2۔ سائنس کے نظریاتی پہلوؤں کی بہ نسبت اس کے تجرباتی پہلوؤں پر زیادہ زور دیا جائے۔

3۔ یونیورسٹی میں نئے نئے تکنیکی کورس شروع کیے جائیں اور ساتھ ہی انتظامی تعلیم (Management Education) کا مناسب انتظام کیا جائے۔

4۔ تعلیم اور تکنیک کے شعبے میں تحقیق کا فروغ کیا جائے۔

جدت پسندی کے عمل کو فروغ دینے کی تراکیب(Tips to Foster Modernization Process)

ہمارے ملک میں جدت پسندی عمل کی شروعات انگریزی دور حکومت میں ہوگئی تھی۔ آزادی کے حصول کے بعد اس کی رفتار میں کچھ تیزی رونما ہوئی لیکن اتنی تیزی نہیں آئی جتنی مطلوب تھی۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ ان میں لازمی اور مفت تعلیم کا فقدان، سائنس، تکنیک، انتظامی تعلیم کی پسماندہ سطح، اقتصادی پسماندگی، قدرتی وسائل کی کمی، انسانی وسائل کی پسماندہ سطح آبادی میں اضافہ، ایمانداری اور اخلاص کی کمی اہم ہے۔ اگر ان وجوہات کو دور کر دیا جائے تو ان سے منسلک دیگر وجوہات خود بہ خود ختم ہو جائیں گی ، اور پھر تیز رفتار جدت پسندی کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔

1۔ **لازمی اور مفت تعلیم کا انتظام:**

سائنسی رجحان کی نشود نما جدت پسندی کے لیے بنیادی ضرورت ہے۔ یہ نشو نما اپنی صحیح صورت میں ابتدائی آٹھ سالہ تعلیم کی سطح پر نہیں کی جاسکتی ہے، اس لیے موجودہ وقت کے ضمن میں یہ ضروری ہے کہ ملک میں دس سالہ تعلیم لازمی اور مفت کی جائے اور اسے سب کہ رسالہ اور مفت کی اور اسے سب کے لیے دستیاب کیا جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بھی بچے داخلہ لیں بھی بچے تعلیمی سفر جاری رکھیں اور بھی بچے کم از کم درجہ س تک کی تعلیم حاصل کریں اوراس میں کامیاب ہوں ۔ اس ضمن میں دوسرا مشورہ یہ ہے کہ عمومی سائنس کو انصاب میں ابتداء سے ہی مقام دیا جائے اور اس کا نصاب فطری اور مفید ہو۔ ایسی حالت میں ہی بچوں میں سائنس کے مطالعہ سرتیں دلچسپی پیدا ہوگی اور ان میں سائنسی رجحان کی نشونما بھی ہوگی وہ باشعور بنیں گے اور کےنئے نئے حقائق اور طریقوں کو اپنانے کی جانب گامزن ہوں گے۔

2۔ **سائنس، تکنیک اور انتظامی تعلیم کی معیاری تعلیم کا بندو بست:**

حالانکہ آزادی کے حصول کے بعد اس تعلیم کی کافی تشہیر ہوتی ہے لیکن اس کے دروازے سب کے لیے کھول دینے سے اس کی سطح میں گراوٹ آئی ہے۔ اول یہ کہ عام بچےاسے حاصل نہیں کر پا رہے ہیں اور دوسرے اس لیے کہ اتنے بڑے پیمانے پر اس طرح کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرنے کے لیے حکومت کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ2+ کی سطح پر ذہین طلباء کو یو نیورسٹی تعلیم کے لیے تیار کیا جائے ۔ 2+ میں کامیاب ہو جانے کے بعد دوبارہ ذہین اور محنتی طلباء کا انتخاب کیا جائے اور انہیں یونیورسٹی کے سائنس تکنیک اور انتظامی تعلیم کے کورس میں داخلہ دیا جائے ۔ اس طرح ہم ایک جانب اتنے ہی سرمائے سے سائنس داں، تکنیک کے ماہر اور منتظم تیار کر سکیں گے۔ اس ضمن میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس شعبے میں بنیادی تحقیق کو فروغ دیا جائے ۔ اس وقت سائنس، تکنیک اور انتظامی تعلیم کی تشہیر کی

نہیں ان کی ترقی کی ضرورت ہے۔ حالانکہ کہنے کو تو ہم خلائی تکنیک تک میں خود پر منحصر ہو چکے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمیں آلات ، اوزار اور خام مال دوسرے ممالک سے خریدنا پڑتا ہے۔

3۔ اقتصادی ترقی کی رفتار:

اس وقت ملک کی اقتصادی ترقی کے لیے سب سے بڑی ضرورت صنعت کاری کی ہے ، اور صنعت کاری کے لیے سب سے بڑی ضرورت جدت پسندی ہے۔ بالکل واضح ہے کہ جدت پسندی اور صنعت کاری ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں اور ان دونوں پر ملک کی ترقی کا انحصار ہے۔ اس طرح یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ دونوں کام ساتھ ساتھ ہونے چاہئے۔ ملک میں صنعت کاری کو رفتار فراہم کرنے کے لیے صنعت کی جدت پسندی کرنا ضروری ہے۔ اس طرح ملک کی پیداوار میں اضافہ ہوگا اور ملک اقتصادی طور پر مضبوط بنے گا۔ اقتصادی ترقی کے لیے آج یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت ذراعت کو صنعت کا درجہ فراہم کرے اور ملک میں کھلے بازار کا نظم قائم کرے۔

4۔ قدرتی وسائل کی دریافت :

اس زمین کے شکم میں پتہ نہیں کہاں؟ کون سا خزانہ چھپا ہوا ہے؟ ہمیں زمین میں اس کی دریافت کرنے کی کوشش کرنا چاہئے ۔ زمین کے چہار جانب توانائی ہی توانائی ہے، ہمیں اس کا بھی بھر پور استعمال کرنا چاہئے ۔ یہ سب ہماری اقتصادی ترقی میں معاون ہوں گے اور اقتصادی ترقی ملک کی جدت پسندی میں معاون ہوگی ۔ ملک کی جدت پسندی اور زیادہ اقتصادی ترقی میں معاون ہوگی ۔ اگر یہ سلسلہ اپنی صحیح رفتار سے چلا تو ہماری زندگی کا معیار بھی اسی رفتار سے بلندی کی جانب گامزن ہوگا۔ ہمیں اس کے لیے کوشش کرنی چاہئے۔

5۔ معیاری سطح کے انسانی وسائل کی تعمیر و تشکیل:

اول یہ کہ اعلی سطح پر سائنس اور انتظامی تعلیم کے معیار کو اوپر اٹھایا جائے ، اسے ترقی یافتہ ممالک کی سطح کا بنایا جائے اور دوم یہ کہ صلاحیتوں کے ملک چھوڑنے پر پروک لگائی جائے۔ اس کو اس وقت روکا جاسکتا ہے جب ملک میں ہی انہیں اچھے مواقع فراہم کیے جائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب انتہائی ذہین افراد کے لیے مخصوص اجرت متعین کی جائے ۔ اس طرح اعلیٰ درجے کی معیاری تعلیم کرنے اور ذہانت کت بہائو کو روکنے ، دونوں کے لیے سرمایہ کی ضرورت ہے۔حکومت کو اس کی اہمیت سمجھنا چاہئے۔

6۔ بڑھتی ہوئی آبادی پر کنٹرول :

سچ بات تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کے تقریبا تمام مسئلوں کی ایک بڑی وجہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ جدت پسندی کی رفتار تیز نہ ہونے اور عوام کی زندگی کا معیار تیزی سے اپر نہ اٹھنے کی بھی اہم وجہ کثیر آبادی ہے ۔ ہمارے ملک ہی نہیں کسی بھی ملک کی عوام کی زندگی کا معیار اسی وقت اوپر اٹھ سکتا ہے جب آبادی میں اضافہ کی رفتار کو کنٹرول کیاجائے ۔ آبادی اتنی ہی ہو جس سے کہ بڑھتی ہوئی مانگ کی تکمیل کی جاسکے۔

قومی کردار کی تعمیر:

ہمارے ملک میں تجدید کاری، اقتصادی ترقی اور زندگی کے معیار کو اونچا اٹھانے کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ فرائض سے کنارہ کشی اور ایمانداری میں کمی ہے۔ حب الوطنی کا نعرہ لگانے سے کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ ملک سے اگر محبت ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں جو ذمہ داریاں دی گئی ہیں ان کی تکمیل کا کام ہم مکمل ایمانداری اور جاں نثاری کے ساتھ انجام دیں۔ ملک آزاد ہو چکا ہے اب ملک کے لیے مرنے کی ضرورت نہیں ہے، ملک پر مرنے کے لیے ہماری فوج ہمہ وقت تیار رہتی ہے۔ اگر ہم سچے محب وطن ہیں تو ہمیں ملک کے لیے جینا ہو گا۔ ملک کی غریب، پسماندہ عوام کے لیے جینا ہو گا، ملک کی ترقی اور جدت پسندی کے لیے جینا ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں میں قومی کردار کی تعمیر کی جائے۔ یہ کام تقریروں کے ذریعے نہیں بلکہ عملی نمونہ پیش کرنے سے ہی ممکن ہے۔ کردار کی تعلیم کردار پیش کر کے ہی دی جاسکتی ہے اور یہ کام معلمین زیادہ احسن طریقے سے کر سکتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)
1۔ تعلیم جدت پسندی کو کیسے فروغ دیتی ہے؟ 2۔ جدت پسندی اور مغربیت میں بنیادی فرق کیا ہے؟ 3۔ جدید معاشرے میں تعلیم کی اہمیت کیوں بڑھ گئی ہے؟ ________________________ ________________

10.12 خلاصہ (Summary)

جدت پسندی ایک کثیر الابعاد (Multi-dimensional) عمل ہے جو انسانی زندگی کے مختلف شعبوں — سماجی، معاشی، سیاسی، تعلیمی اور فکری — میں ہمہ گیر تبدیلی لاتا ہے۔ یہ صرف مغربی طرزِ زندگی کی تقلید نہیں بلکہ سائنسی علم، منطق، ٹیکنالوجی، اور مثبت اقدار کو اپنانے کا نام ہے۔ جدت پسندی کی کامیابی کے لیے تعلیم بنیادی کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ تعلیم ہی افراد کو توہم پرستی، تنگ نظری اور دقیانوسی تصورات سے آزاد کر کے جدید سائنسی و فکری رویّے کو فروغ دیتی ہے۔ کوٹھاری کمیشن (1966) اور این سی ای آر ٹی نے واضح طور پر اس بات پر زور دیا ہے کہ تعلیم کو جدت پسندی کے فروغ کا اہم ذریعہ بنایا جائے، تاکہ سماج میں سائنسی سوچ، خود انحصاری، اور ترقی کے جذبے کو تقویت مل سکے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ جدت پسندی کا اصل ہدف زندگی کے معیار میں بہتری، مساوات، آزادی، اور عالمی سطح پر ہم آہنگ ترقی کا حصول ہے — اور اس کے لیے تعلیم ہی سب سے مؤثر اور پائیدار وسیلہ ہے۔

10.13 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طالبِ علم:

- جدت پسندی کے معنی و مفہوم کو بیان کر سکے گا۔
- جدت پسندی کی خصوصیات اور مسائل کی وضاحت کرے گا۔
- تعلیم اور جدت پسندی کے باہمی تعلق کو سمجھ سکے گا۔
- تجدید کاری اور مغربیت میں فرق کر سکے گا۔
- تعلیمی عمل میں جدت پسندی کی اہمیت کو پہچانے گا۔
- سماجی و تعلیمی ترقی میں تعلیم کے کردار کو بیان کرے گا۔

10.14 فرہنگ (Glossary)

Sr. No.	Words	Meaning	English Pronunciation (in Urdu)
•	Capitalist	سرمایہ داری	کیپٹلسٹ
•	Westernization	مغربیت	ویسٹرنیزیشن
•	Modernization	جدت پسندی	ماڈرنیزیشن
•	Democracy	جمہوریت	ڈیموکریسی
•	Materialistic Attitude	مادی رویہ	مٹرلیسٹک ایٹیٹوڈ
•	Literacy	خوانگی	لیٹریسی
•	Participation	شمولیت) شراکت(	پارٹیشپشن
•	National Sovereignty	ملکی خودمختاری	نیشنل سورنیسٹی
•	Parameter	ضابطے) معیار(	پیرامیٹر
•	Superstitions	توہم پرستی	سوپرسٹیشن
	Defective Education	ناقص تعلیمی نظام	ڈیفکٹو ایجوکیشن

10.15 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ جدت پسندی کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہے۔

a) علاقائیت b) غربت c) ناخواندگی d) معلوماتی و موصلاتی ٹیکنالوجی

2۔ جدت پسندی میں مدد گار عوامل ہے۔

a) نئے بدلاو کا خوف b) بند سماج c) آبادی میں اضافہ d) ان میں سے کوئی نہیں

3۔ جدت پسندی کا عمل سماج میں مثبت تبدیلی لاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

4۔ جدت پسندی ایک عالمی عمل نہیں ہے۔ (صحیح / غلط)

5۔ تعلیمی لحاظ سے جدت پسندی ذہنی افق کو وسعت ملتی ہے۔ (صحیح / غلط)

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ جدت پسندی اور تعلیم میں کیا تعلق ہے مختصراََ بیان کیجیے۔

2۔ جدت پسندی کا تصور اور اسکی خصوصیات مختصر بیان کریں۔

3۔ جدت پسندی کے مسائل کو بیان کریں۔

4۔ جدت پسندی کے عمل سماج میں کس طرح تبدیلی لاتا ہے۔

5۔ جدت پسندی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

6۔ جدیدت اور روایت ایک دوسرے کے مخالف ہیں واضح کریں۔

7۔ جدت پسندی میں تعلیم کے کردار کو بیان کریں۔

8۔ جدت پسندی میں آنے والے روکاوٹوں کو بیان کریں۔

9۔ جدت پسندی کے تصور سے متعلق غلط فہمیوں کو بتائیں۔

10۔ تدید کاری کی اہمیت کو بتائیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ جدت پسندی کی اہم خصوصیات بتایئے۔ اس کے راستہ میں آنے والی روکاوٹیں بتاتے ہوئے تعلیم کے جدت پسندی میں کردار کو واضح کیجیے۔

2۔ جدت پسندی اور تعلیم کے تعلق کو مختصر بیان کریں۔

3۔ جدت پسندی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ جدت پسندی کے در پیش مسائل کی وضاحت کریں۔

4۔ جدت پسندی کے تعلیمی کردار کی وضاحت کیجئے۔

5۔ جدیدیت اور روایت ایک دوسرے کے مخالف ہیں واضح کریں۔

10.16 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Dash, B.N. & Ghanta R (2006), Foundations of Education, Hyderabad: Neelkamal Publications Pvt. Ltd.

2۔ Jamal, Sajid & Raheem, Abdul (2012), Ubharte Huwe Hindustani Samaj me Taleem, New Delhi, Shipra Publication.

3۔ Khaleel, Ibrahim Mohammad (2012), Foundation of Education; Hyderabad Deccan Traders Educational Publishers.

4۔ Pathak, R.P. (2012), Philosophical & Sociological Foundation of Education; New Delhi, Kanisha Publishers & Distributors.

5۔ Siddiqui, M.H. (2014), 'Philosophical and Sociological Foundations of Education', New Delhi: APH Publishing Corporation.

6۔ Singh, Y.K. (2013), 'Sociological Foundation of Education', New Delhi: APH

7۔ Publishing Corporation.

8۔ Sharma, S.P. (2011), 'Basic Principles of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

9۔ Sharma,Y.K.(2012), 'Foundations in Sociology of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

10۔ Thamarasseri, Ismail (2008), 'Education in the Emerging Indian Society', New Delhi: APH Publishing Corporation

11۔ SLM (Sociological Foundation of Education -DDE) MANUU 2018

اکائی 11۔ سماجی طبقہ بندی ، تغیر پذیری اور تعلیم

(Social Stratification, Mobility and Education)*

اکائی کے اجزاء

11.0 تمہید(Introduction)

11.1 مقاصد(Objectives)

11.2 سماجی طبقہ بندی کا مفہوم(Meaning of Social Stratification)

11.3 سماجی طبقہ بندی کی خصوصیات(Characteristics of Social Stratification)

11.4 سماجی طبقہ بندی، تغیر پذیری اور تعلیم
(Social Stratification, Social Mobility and Education)

11.5 سماجی تغیر پذیری(Social Mobility)

11.6 سماجی تغیر پذیری اور تعلیم کا کردار(Role of Education & Social Mobility)

11.7 سماجی حرکت پذیری کے طول و عرض یا دائرے(Dimensions of Social Mobility)

11.8 سماجی حرکت پذیری کی وجوہات(Causes of Social Mobility)

11.9 سماجی حرکت پذیری کو متاثر کرنے والے عناصر(Factors Affecting Social Mobility)

11.10 تعلیم اور سماجی حرکت پذیری(Education and Social Mobility)

11.11 خلاصہ(Summary)

11.12 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

11.13 فرہنگ(Glossary)

11.14 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

11.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

* Dr. Mozaffar Islam, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

11.0 تمہید(Introduction)

سماج اور معاشرت کبھی بھی متجانس نہیں ہوتے بلکہ ہر معاشرہ مختلف النوع اور متنوع عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر سماج میں لوگ مختلف طبقوں اور درجوں میں منقسم ہوتے ہیں، جیسے امیر اور غریب، صنعت کار اور کاشتکار، منیجر اور کاریگر، زمین دار اور مزدور۔ یہ تقسیم سماجی، معاشی، سیاسی اور مذہبی حیثیت کے اعتبار سے بھی ہو سکتی ہے۔ سماجی طبقہ بندی (Social Stratification) وہ عمل ہے جس کے ذریعے افراد اور گروہوں کو ادنیٰ یا اعلیٰ معیار پر درجہ بندی کیا جاتا ہے اور سماجی نابرابری کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

سماجی طبقہ بندی کا اثر تعلیم، سماجی حرکت پذیری (Social Mobility) اور معاشرتی ترقی پر بھی پڑتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے افراد اپنی سماجی حیثیت اور معیار کو بہتر بنا سکتے ہیں، جبکہ معاشرتی ڈھانچے میں مختلف عناصر اور مواقع سماجی حرکت پذیری کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ اکائی سماجی طبقہ بندی، اس کی خصوصیات، اس کے اثرات، سماجی حرکت پذیری کی اقسام، اس کے اسباب اور تعلیم کے کردار پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے۔

11.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ درج ذیل اہداف حاصل کر سکیں گے:

- سماجی طبقہ بندی (Social Stratification) کے مفہوم اور خصوصیات کو بیان کر سکیں۔
- سماجی تغیر پذیری (Social Mobility) کی نوعیت، سمت اور طول و عرض سمجھ سکیں۔
- تعلیم اور سماجی طبقہ بندی کے باہمی تعلق اور اثرات کی وضاحت کر سکیں۔
- تعلیم کے ذریعے سماجی حرکت پذیری (Social Mobility) کو فروغ دینے کے عوامل اور کردار کی تشریح کر سکیں۔
- مختلف عوامل جیسے معیشت، آبادی، حرفت، سیاسی طاقت اور نصاب کے ذریعے سماجی حرکت پذیری پر اثرات کی شناخت کر سکیں۔

11.2 سماجی طبقہ بندی کا مفہوم(Social Stratification)

دنیا میں کوئی سماج اور معاشرہ ایسا نہیں جو متجانس (Homogeneous) ہو اور جس میں ایک ہی طبقہ اور درجہ کے لوگ رہتے ہوں بلکہ ہر سماج مختلف العناصر (Heterogeneous) ہوتا ہے اور اس میں ہر قسم اور طبقہ کے لوگ رہتے ہیں کوئی امیر، کوئی غریب، کوئی صنعت کار کوئی کاشتکار کوئی مینیجر، کوئی کاریگر کوئی زمین دار اور کوئی مزدور ہوتا ہے۔ یعنی ہر سماج اور سوسائٹی مختلف طبقوں اور متعدد درجوں میں منقسم ہوتا ہے مثلاً سماجی، معاشی، سیاسی اور مذہبی وغیرہ کے اعتبار سے سماج کے لوگوں میں تفاوت اور امتیاز پایا جاتا ہے۔

چنانچہ جس عمل کے ذریعے افراد اور جماعتوں کے ادنی یا اعلیٰ معیار میں درجہ بندی کی جاتی ہے اسے طبقہ بندی (Stratification) کہا جاتا ہے۔ اور اسی طرح سماجی ڈھانچہ میں نابرابری وعدم مساوات کا مطالعہ بھی (Stratification)

کہلاتا ہے۔سماج میں طبقہ بندی یکساں طبقات کے گروہوں کا نظم ہوتا ہے۔ جس طرح زمین کی ترکیب مختلف قسموں کی پرتوں پر مشتمل ہوتی ہے ۔ اسی طرح سماج میں مختلف نوعیت کے گروہ اور طبقےپائے جاتے ہیں۔

سماجی طبقہ بندی کی تعریفات (Definitions of Social Stratification)

ذیل میں سماجی طبقہ بندی کی مختلف تعریفات (Definitions) جو مختلف ماہر سماجیات اور دانشوروں نے پیش کی ہیں۔ اس سے سماجی طبقہ بندی (Social Stratification) کا تصور اچھی طرح واضح اور نمایاں ہوتا ہے۔

1۔ ”سماجی درجہ بندی اور طبقہ بندی سماج کی اعلیٰ اور ادنی تراکائیوں کی افقی تقسیم ہے۔“(R.W.Murry)

2۔ ”ایک طبقہ بند سماج وہ ہے جس میں عدم مساوات نمایاں طور پر پائی جاتی ہے اور عوام میں فرق کی قدر پیائی اعلی اور ادنی کے طور پر کی جاتی ہے“(Lundberg)

سماجی طبقہ بندی کا آغاز درج ذیل دو نظریات کی وجہ سے ہوا ہے ۔

1۔ تصادم کا نظریہ(Conflict Theory)

2۔ فعلیت کا نظریہ((Functionalist Theory

Max Weberنے سماجی طبقہ بندی تین بنیادوں پر کی ہے۔

1۔ معاشی اسباب، ملکیت اور آمدنی کے مواقع ۔

2۔ سیاسی اقتدار تک رسائی۔

3۔ عزت نفس یا سماجی اعزاز–

11.3 سماجی طبقہ بندی کی خصوصیات(Characteristics of Social Stratification)

سماجی طبہ بندی کی خصوصیات کو عمومی طور پر درجہ ذیل نکات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

1۔ سماجی طبقہ بندی، آفاقی نوعیت

دینا میں کوئی بھی سماج ایسا نہیں ہے جس میں کسی قسم کی کوئی تقسیم یا تفریق نہ پائی جاتی ہو، زمانہ قدیم میں طبقہ بندی عمر اور جنس کے اعتبار سے ہوتی تھی ، دور جدید میں دولت اقدار اور عہدوں کو اہمیت دی جاتی ہے، اور سیاسی ، سماجی ، معاشی طبعی صلاحیت کی بناپر بھی طبقہ بندی کی بنیاد قائم کی جاتی ہے یعنی سماجی طبقہ بندی کی نوعیت آفاقی (Universal) ہے۔

2۔ سماجی طبقہ بندی کی مختلف شکلیں

ہندوستانی سماج میں طبقہ بندی کی مختلف شکلیں ہیں۔ یہ سماجی حیثیت (Class) اور ذات پات (Caste) کی بنیاد پر مختلف حصوں میں منقسم ہے۔ قدیم آریائی ہندوستانی سماج میں ورن نظام کے تحت چار طبقے برہمن ، چھتریا، ویشیا اور شودرا تھے ۔ ورن سے مراد ہندوؤں کی مختلف ذاتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی پیدائشی حیثیت ہے ۔ یہ لوگوں کے فرق اور مراتب کی وضاحت کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا تھا۔

3۔ سماجی طبقہ بندی ایک قدیم مظہر

سماج میں طبقہ بندی اور درجہ بندی کا نظام قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے یہ کوئی نیا عمل نہیں ہے چنانچہ تاریخی شواہد اور ماہرین آثارقدیمہ نے اس کی تصدیق بھی کی ہے۔

4۔ عدم مساوات

کسی بھی سماج میں افراد کو سماجی ثقافت کی بنا پر کوئی بھی مساویانہ یا غیر مساویانہ مقام کو قبول کرنا پڑتا ہے، بعض اعلیٰ مقام پر پہنچنے کی کوشش میں سماج کی تغیر پذیری کی وجہ سے کامیاب یا ناکام ہو جاتے ہیں یعنی سماج میں موجود طبقات میں تفاوت ایک فطری چیز ہے۔

5۔ مسلسل عمل

سماجی طبقہ بندی کے عوامل دو نوعیت کے ہوتے ہیں۔

1۔ مستقل یا موروثی
2۔ مہارتیں اور دنیاوی امور

مستقل یا موروثی عنصر پیدائشی ہوتے ہیں جیسے ذات نسل، قوم وغیرہ یہ کسی سماجی تغیر سے تبدیل نہیں ہوتے ہیں مہارتیں اور دنیوی امور تغیر پذیر ہوتے رہتے ہیں جیسے تعلیم ، دولت ، پیشے اور ذریعہ معاش جیسی تبدیلیوں کے لیے انسان شعوری طور پر کوشش کرتا رہتا ہے۔

11.4 سماجی طبقہ بندی اور تعلیم

(Social Stratification, Social Mobility and Education)

(A) سماجی طبقہ بندی اور تعلیم (Social Stratification and Education)

سماجی طبقہ بندی اور تعلیم کے تعلق یا سماجی طبقہ بندی میں تعلیم کے اثرات اور اس کے کردار و عمل کو ذیل دیے گئے تین اہم نکات کے ذریعے بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

1۔ ذات پات اور تعلیم

آزادی سے قبل پسماندہ اور پچھڑے طبقات کو تعلیم سے محروم رکھا گیا اس لیے وہ سماج کے ادنی طبقے میں شمار کیے جانے لگے لیکن آزادی کے بعد ان کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ان کو ضروری امداد و مراعات فراہم کی گئیں اور متعدد جگہوں میں ریزرویشن دیا گیا۔ اس کے نتیجہ میں ان کو سماج کے اعلیٰ طبقات میں شامل ہونے اور ملک کے مرکزی دھارے میں شامل ہونے کے موقع ملے۔

2۔ غریب طبقات اور تعلیم

اقتصادی اور مالی اعتبار سے کمزور اور غریب طبقات جو پسماندہ ذاتوں کی فرست میں شامل نہیں ہیں لیکن تعلیمی اعتبار سے وہ بھی درجہ فہرست طبقات کے برابر سمجھے جاتے ہیں لیکن تعلیم کے مناسب مواقع فراہم کیے جانے کی وجہ سے ان کو بھی اعلیٰ طبقات میں شامل ہونے کے مواقع مل رہے ہیں۔

3۔ تعلیم نسواں اور طبقہ بندی

زمانہ قدیم میں عورتوں کو تعلیم کے اہل نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن آزادی کے بعد اس طرف خاص طور سے توجہ دی گئی اور عورتوں کے لیے متعدد تعلیمی سہولیات ، داخلوں میں ریز ویشن، ملازمت میں تحفظات اور مفت اعلی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ حکومت نے انہیں با اختیار اور خود انحصار بنانے کے لیے متعدد اسکیموں اور منصوبوں کو رو بہ عمل لایا ہے اس سے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کا موقع ملا رہا ہے اور اُن کے لیے ہر میدان میں ترقی کے راستے ہم وار ہونے لگے ہیں اور تعلیمی اعتبار سے انہوں نے نہ صرف مردوں کی برابری کی بلکہ کئی مقامات پر ان کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

11.5 سماجی تغیر پذیری (Social Mobility)

سماجیات میں سماجی تغیر پذیری (Social Mobility) سے مراد خارجی پوزیشن اور معاشرتی مقام اور معیار میں تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔ فطری اختلافات کے علاوہ انسانوں میں مختلف سماجی اعتبار سے مثلاً جنس ، عمر ، پیشہ، اور رشتہ داری کی بنیاد پر متعدد انواع کی تفریقات اور امتیازات پالے جایئے ہیں۔ اور لوگوں میں سماجی نا برابری اور عدم مساوات پائی جاتی ہے جو عمرانیاتی اعتبار سے کافی اہمیت کی حامل ہے۔

The Movement of an Individual or a Group from One Social Class or Social Stratum to Another and Change in Relative Social Position is Called Social Mobility.

اور یہ سماجی تغیر پذیری (Social Mobility) تین نوعیت میں اور سمتوں (Directions) میں ہوتی ہے۔

1۔ نیچے سے اوپر ، ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف (Upward Mobility)

2۔ اوپر سے نیچے، اعلیٰ سے ادنی کی طرف (Downward Mobility)

3۔ یکساں سطح کے دو پوزیشن اور مقام و مرتبہ کے درمیان یعنی افقی تغیر پذیری (Horizontal Mobility) پہلے دونوں انواع کو (Vertical Mobility) بھی کہا جاتا ہے۔

اعلیٰ عمودی تغیر پذیری (Upward Vertical Mobility) میں انسان کے سماجی معیار اور معاشرتی پوزیشن میں بہتری آتی ہے اوروہ سماجی حیثیت سے اعلیٰ طبقہ کا فرد سمجھا جانے لگتا ہے۔

ادنیٰ عمودی تغیر پذیری (Downward Vertical Mobility) میں ایک انسان کے سماجی معیار اور معاشرتی مقام و پوزیشن میں زوال یعنی گراوٹ آتی ہے وہ پہلے طبقہ کے مقابلے میں ادنی طبقہ کا فرد مانا جانے لگتا ہے۔ لیکن افقی تغیر پذیری (Horizental Mobility)میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس میں کسی بھی شخص کے سماجی معیار میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں آتی ہے۔

موجودہ دور اور حالات میں ہر سماج اور معاشرہ اعلیٰ سے ادنی کی طرف تبدیلی اور تغیر پذیری Downward) (Mobilitysکے عمل کوبرا سمجھتا ہے اور اس سے اپنے سماج کے لوگوں کو روکتا ہے لیکن (Upward Mobility) سے سماج اور سوسائٹی میں لوگوں کو نہیں روکا جاتا۔

کسی بھی سماج میں (Social Mobility) چاہے وہ اعلیٰ سے ادنی کی طرف ہو یا ادنی سے اعلیٰ کی جانب اس کے لیے مختلف عناصر اورعوامل ذمہ دار ہوتے ہیں ان میں سے اہم عوامل مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ **معاشی ترقی(Economic Progress):** کسی بھی ملک میں معاشی ترقی اور اقتصادی تبدیلی (Social Mobility) کی شرح کو بڑھانے یا گھٹانے میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔

2۔ **بین ذات شادی(Inter-Caste Marriage):** اکثر و بیشتر ایک طبقے کے لوگ دوسرے طبقے کی ذات میں شادی کرنے کی وجہ سے سماج کا خاندانی معیار عروج و انحطاط کا شکار ہوتا ہے۔

3۔ **سماجی رویہ اور زمین کی ملکیت(Social Status and Land Ownership):** یہ بھی سماج میں وقار، طاقت واقتدار حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

4۔ **سیاسی حیثیت و طاقت(Political Power):** سماج کے کچھ پسماندہ طبقات کے لوگ سیاسی طاقت اور پہنچ بنا کر اپنا طرز زندگی بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اور اعلیٰ طبقات میں شامل ہونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

5۔ **سماجی تبدیلی(Social Change):** تیز رفتار سماجی تبدیلی اور معاشرتی بدلاؤ کے حالات کی وجہ سے بہت سے صنعتی انقلاب ، علاقائی وسعت و پھیلاؤ(Social (Mobilityکو بڑھاوا دیئے ہیں۔

11.6 سماجی تغیر پذیری اور تعلیم کا کردار

(Role of Education & Social Mobility)

تعلیم اور سماجی تغیر پذیری ان دونوں کا ایک دوسرے سے بڑا گہرا تعلق اور ربط ہے تعلیم ہی افراد، جماعت اور گروہوں کو وہ صلاحیت اور لیاقت عطا کرتی ہے۔ جس سے سماج کے نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والا فرد تعلیم کے نتیجے میں اوپر کی جانب بڑھتا ہے ۔ اس اوپر کی جانب افراد کے بڑھنے کا راست اثر سماج پر پڑتا ہے اور سماج کا نظام بھی بہتر ہوتا ہے اور تعلیمی نظام میں اصلاح و سدھار کی نئی نئی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ (Social Mobility) کو فروغ دینے کے لیے تعلیمی نظام میں مندرجہ ذیل عناصر کو خیال میں رکھنا اوران پر عملدرآمد کرنا ضروری ہے۔

- **کرپشن کا خاتمہ**

سوسائٹی سماج کے اسکول اور تعلیمی اداروں میں اساتذہ کے انتخاب ، ملازمت اور مختلف مشاغل وامور میں ہر شعبے کواقربا پروری (Nepotism) ، جانبداری اور رشوت خوری کے عیب سے پاک ہونا چاہیئے۔

1۔ **تعلیمی معیار میں ترقی اور نکھار(Development in the Standard of Education)**

اسکول اور سوسائٹی کو چاہیئے کہ وہ انتظامیہ اور تعلیمی نظام میں سختی کرے اور سدھار لائے تا کہ ہر معلم واستاد اور طلبہ و طالبات بہتر سے بہتر علم وفن اور ہنر سے آراستہ ہوں اور (Social Mobility) میں اہم رول نبھائیں۔

- معاون پسندیدہ رجحانات و نظریے (Favourable Attitudes)
- مختلف ذات ، زبان ، دھرم ، ثقافت، اور ہر طبقے کے لوگوں میں پسندیدہ رجحانات و نظریئے کو فروغ دینے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں۔

2۔ **اعلیٰ سطح کی آرزو تمنا(Love and Affection for High Level)**

اعلیٰ سطح کی آرزو و تمنا رکھنے اور بلند مقام حاصل کرنے میں ہر شخص اور انسان ایک دوسرے کی مدد کرے، حوصلہ افزائی کرے اور اسے حاصل کرنے کے لیے جدو جہد کریں۔

3۔ **رہنمائی اور مشاورت(Guidance & Counseling)**

رہنمائی اور صلاح مشورہ کے مختلف اور مناسب خدمات کے ذریعے سماج اور معاشرہ عظمت و بلندی کے اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتا ہے اور (Social Mobility)کو فروغ دینے میں ایک نمایاں رول ادا کر سکتا ہے ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
مندرجہ ذیل جملوں میں صحیح اورغلط پہچانے۔
1۔ اپنی ترکیب کے لحاظ سے ہر سماج مختلف العناصر ہوتا ہے۔ (   )
2۔ ہر سماج مختلف طبقات میں منقسم ہوتا ہے۔ (   )

3۔ سماجی ڈھانچہ میں برابری اور مساوات کا مطالعہ سماجی طبقہ بندی کہلاتا ہے۔	( ) ( )
4۔ طبقہ بند سماج میں مساوات نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔	( ) ( )

11.7 سماجی حرکت پذیری کے طول و عرض یا دائرے

(Dimensions of Social Mobility)

لیپسیٹ اور ذٹربرگ (Lipset and Zitterberg) کے مطابق سماجی حرکت پذیری کے درج ذیل طول و عرض ہیں۔

1۔ **حرفتی مرتبہ(Occupational Ranking):** حرفت اور پیشہ سماجی مرتبہ یا رتبہ کی بنیاد ہے۔ جن حرفتوں اور پیشوں کی سماجی اور اقتصادی شعبے میں یکساں حیثیت ہوتی ہے انہیں ایک حرفتی یا پیشہ ور گروہ سے منسوب کیا جات ہے۔ تجربہ کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک حرفت اور پیشے کی عظمت اور عزت سماج میں مختلف ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ہر ایک حرفتی شعبے سے منسلک لوگوں کے خیالات ، عقائد، جذبات ، برتاؤ اور اقدار میں بھی کافی حد تک فرق پایا جاتا ہے۔ اس لیے عام طور پر کم حیثیت والے پیشے یا حرفت میں کام کرنے والے لوگ ہمیشہ زیادہ حیثیت یا عظمت والے پیشے یا حرفت کی جانب حرکت پذیری کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کسی مزدور کا مینجر بن جانا حرفتی حرکت پذیری کی مثال ہے۔

2۔ **سماجی طبقہ(Social Class):** ہر ایک فرد کسی بھی حرفت کو تبدیل کرنے کے لیے یقینا آزاد ہے۔ لیکن ایک ساتھی طبقہ سے دوسرے سماجی طبقہ میں داخل ہونا فرد کی خواہش سے باہر کی بات ہے۔ اس تعلق سے یہ بات جاننے کے لائق ہے کہ جب تک اونچے طبقے کے لوگ کسی فرد کو اپنی طرح یا گہرے تعلقات کے اہل نہیں سمجھتے اس وقت تک وہ فرد اس طبقہ کا رکن نہیں بن سکتا۔ اس نقطہ نظر سے کسی فرد کے ساتھ رہنے والے دیگر افرایاد دوستوں کی حرفتی اور اقتصادی حیثیت کی بنیاد پر اس فرد کے سماجی طبقہ کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

3۔ **مردکا مرتبہ:** لیپسیٹ اور ذٹربرگ (Lipset and Zitterberg) کے مطابق حرفی حیثیت اور اقتصادی حیثیت میں فرق ہوتا ہے۔ حرفت کی حیثیت کا تعین قدر آمدنی سے کیا جا سکتا ہے لیکن فرد کی اقتصادی حیثیت کا تعین قدر کرنے کے لیے اس کی آمدنی کی بہ نسبت خرچ کرنے کی حیثیت کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ چونکہ خرچ کا تعلق زندگی کے معیار سے ہوتا ہے، اس لیے یکساں معیار زندگی یا اسلوب والے لوگوں کو مساوی صارفین گروہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مثال کے لیے پسماندہ طبقہ سے متعلق محدود بچوں والے مزدور خاندان کے بچے اوسط درجے سے متعلق خاندان کے بچوں کی بہ نسبت اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ سماجی حیثیت میں چلے جاتے ہیں ۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ صارف کی حیثیت کی بنیادانکے ذریعے کیا گیا خرچ ہے صرف آمدنی نہیں!

4۔ **قوت کا مرتبہ(Power Ranking):** فرد کے کردار کا سماجی نظام پر پڑنے والے اثر کو قوت کہتے ہیں۔ اس نقطہ نظر سے مساوی قوت رکھنے والے لوگوں کے گروہ کو قوت طبقہ (Power Class) سے منسوب کیا جاتا ہے۔ قوت ور طبقے آزاد ہوتے ہیں ۔ ان کی قوت اور حیثیت(Power Status) کا دیگر طبقات کی حرفت اور اور اقتصادی حیثیت پر اثر بھی مرتب ہوتا ہے مثال کے طور پر کسی بھی یونین لیڈر کا بچہ اوسط طبقے کی حرفتی حیثیت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔ ایسے ہی ایک مزدور لیڈر راقتصادی نقطہ نظر سے پسماندہ ہونے کے باوجود بھی اچھا سیاسی اثر رکھتا ہے۔

11.8 سماجی حرکت پذیری کی وجوہات(Causes of Social Mobility)

لپسیٹ اور ذٹربرگ (Lipset and Zitterberg) نے کاجی حرکت پذیری کی درج ذیل وجوہات کا ذکر کیا ہے۔

1۔ **خالی عہدوں کو پر کرنا(Supply of Vacant Statuses):**

سماجی حرکت پذیری کی پہلی وجہ خالی جگہوں یا عہدوں کو پُر کرتا ہے۔ ہر سماجی ساخت میں عہدوں کی تعداد میں ہمیشہ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ دور جدید میں سرکاری یا انتظامیہ سے متعلق دفتروں میں سفید پوش اور حرفتی حیثیتوں کا اضافہ ہو رہا ہے اور غیر تربیت یافتہ مزدور اور ملازمین کی تعداد میں کمی آرہی ہے۔ آبادی میں اضافہ کی وجہ سے بھی عہدوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ نتیجے کے طور پر پسماندہ اور اوسط حیثیتوں کے لوگ عہدوں کی حصولیابی کے لیے اوپر کی جانب بڑھتے ہیں۔ اس طرح آبادی کی کمی اور اعلیٰ و پر وقار حیثیتوں میں اضافہ دونوں ہی عمل سماجی حرکت پذیری کو متاثر کرتے ہے۔

2۔ **مراتب کا تبادلہ(Interchange of Ranks):**

سماجی حرکت پذیری کی دوسری وجہ مراتب کا تبادلہ ہے۔ جو سماج نیچی حیثیت میں رہنے والے لوگوں کو اونچی حیثیت والے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے جتنے زیادہ مواقع فراہم کرتا ہے، اس سماج میں مراتب کے تبادلہ کے ذریعے اتنی ہی زیادہ مقدار میں حرکت پذیری ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر سماج کے بھی افراد کو حرفی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دستیاب ہوں تو حرفتی حرکت پذیری میں یقینا اضافہ ہوگا۔ مراتب میں تبادلہ کے لیے درج ذیل عناصر اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

i) تحریکی عناصر(Motivational Factors): مراتب میں تبادلہ یاسماجی حرکت پذیری کو فروغ دینے کے لیے تحریک اور تمناؤں کا بہت زیادہ کردار ہوتا ہے۔ ویبلین (Veblen) کے مطابق ہر فرد فطری طور پر سماجی سطح میں اونچی حیثیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس تعلق سے یہ بات غور کرنے کی ہے کہ سماج کے دوسرے لوگ فرد کا جو بھی تعین قدر کرتے ہیں وہ اس کے اپنے ذاتی تعین قدر پر اثر مرتب کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں فرد اپنی حیثیت کا تعین دوسرے لوگوں کے تعین قدر کی بنیاد پر کرتا ہے۔ فرد اپنا ذاتی تعین قدر کر کے اونچا اٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے اگر کسی سماج میں اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے کے لیے زیادہ پیسہ خرچ کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے

تو فرد بھی اپنی سماجی حیثیت کو اونچا اٹھانے کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسہ خرچ کرنے لگتا ہے۔ اس طرح سماجی تعین قدر کی بنیاد پر حرکت پذیری کے شعبے میں اونچی حیثیت حاصل کرنے کے لیے فرد مسلسل کوشش کرتا رہتا ہے۔ مختصراً تحریک اور تمنا میں دونوں کا سماجی حرکت پذیری پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔

(ii ساختی عناصر(Structural Factors): سماجی حرکت پذیری کو متاثر کرنے میں ساختی یا بناوٹی عنصر بھی بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کھلے سماج میں جو افراد اس وقت اونچی حیثیتوں پر کام کر رہے ہیں ضروری نہیں ہے کہ ان کی آئندہ نسل بھی وہ حیثیت قائم رکھے۔ اوسط طبقہ کے لوگ جو سرکاری ملازمتوں میں ہیں اپنے بچوں کو اونچی حیثیت حاصل کرانے کے لیے مناسب تعلیم کے ذریعے متحرک تو کر سکتے ہیں لیکن انہیں اپنی خواہش کے مطابق اونچے عہدوں پر جس پر وہ موجود میں پہنچا نہیں سکتے ۔ ایسی حالت میں یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے بچے مناسب تعلیم کی عدم موجودگی میں اور پسماندہ حالت کو پہنچ جائیں اور ان کی جگہ پر پسماندہ لوگ آجائیں۔ ہند سماج کے برعکس کھلے سماج میں سماجی حرکت پذیری کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔ مختصر اساختی عناصر کی بنیاد پر بھی اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کی حیثیتوں میں حرکت پذیری ہوتی رہتی ہے۔

11.9 سماجی حرکت پذیری کو متاثر کرنے والے عناصر

(Factors Affecting Social Mobility)

سماجی حرکت پذیری یا سماجی حیثیت میں تبدیلی کو متاثر کرنے والے اہم عناصر درج ذیل ہیں۔

1۔ **مواقع کی ساخت(Opportunity Structure):** سماج کی ساخت اور اس میں موجود ترقی کے مواقع کا سماجی حرکت پذیری پر بہت زیادہ اثر مرتب ہوتا ہے۔ سماج دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اول بند سماج(Closed Society) اور دوم کھلا سماج !(Open Society) بند سماج کی ساخت پیدائش اورتوارث کی بنیاد پر ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں فرد کو اپنی سماجی حیثیت کو اونچایا نیچا کرنے کا کوئی راستہ میسر نہیں ہوتا ہے۔ اس سے حرکت پذیری رک جاتی ہے۔ اس کے برخلاف کھلے سماج کے ڈھانچے میں ہر فرد کواپنی اہلیت کے مطابق اپنی سماجی حیثیت کو اونچایا نیچا کرنے کے لیے مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے سماجی حرکت پذیری کا فروغ ہوتا ہے ۔ ہندوستان میں نسل اور ذات پر مبنی نظام کی جڑیں بہت مضبوط ہیں۔ اس کی وجہ سے اونچی ذات کے لوگ نیچی ذات کے لوگوں کو اب بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اب اپنے ملک میں جمہوری حکومتی نظام قائم ہے اور ذات پر بنی نظام کے بندھن ڈھیلے پڑرہے ہیں جس سے حرکت پذیری کا راستہ ہموار ہو رہا ہے۔

2۔ **آبادی کی ساخت(Demographic Structure):** سماجی حرکت پذیری کا آبادی کی تقسیم (Distribution of Population)، جسامت،(Size of Population) اور آبادی کی کثافت (Density of Population) سے بہت

گہرا تعلق ہے۔شرح پیدائش میں کمی اور زیادتی یا گاؤں کے لوگوں کی شہروں کی جانب نقل مکانی ہونے سے حرکت پذیری متاثر ہوتی ہے۔ جن مقامات پر آبادی کی کثافت زیادہ ہوتی ہے وہاں پر باہر سے آئے ہوئے لوگ نیچی حیثیتوں میں بھی کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس سے وہاں پر پہلے سے رہائش پذیر لوگوں کی سماجی حیثیت اونچی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اونچے طبقے کے لوگوں میں اکثر بچوں کی تعداد کم ہوتی ہے ، جس سے پسماندہ لوگوں کو ان کی حیثیت حاصل کرنے کا ایک موقع فراہم ہوتا ہے۔ آزادی کے بعد ہمارے ملک میں زراعت کے ساتھ ساتھ صنعتی شعبے میں بھی حیرت انگیز ترقی رونما ہوئی ہے۔ اس صنعتی ترقی کی وجہ سے گاؤں کے لوگ اب شہروں میں کام کرنے لگے ہیں۔ اس سے سماجی حرکت پذیری کو رفتار فراہم ہوئی ہے۔

3۔ **اقتصادی کامیابی(Economic Success):** اقتصادی نقطہ نظر سے سماج میں تین طبقے ہوتے ہیں ۔

i) دولت مند

ii) اوسط

iii) غریب

ان تینوں طبقات میں دولت مند طبقہ کے لوگوں کی عزت زیادہ ہوتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے بھی افراد خواہ ان کا تعلق کسی بھی طبقہ سے ہو، زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے کہ ان کی سماجی حیثیت او پر اُٹھ جائے ۔ بالکل واضح ہے کہ اقتصادی کامیابی ایک طبقے سے دوسرے طبقے میں سماجی حرکت پذیری کو متاثر کرتی ہے۔

4۔ **حرفتی اصلاح(Occupational Improvement):** کچھ حرفتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں سماجی نقطہ نظر سے پُر وقار اور اونچا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لیے ہر فرد اپنی ترقی کے لیے پسماندہ حیثیت والی حرفت کو چھوڑ کر اعلیٰ حیثیت والی حرفت کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے سماجی حرکت پذیری میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہندوستان میں حرفتی اصلاحات کا سلسلہ جاری ہے، اس لیے سماجی حرکت پذیری میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

5۔ **تعلیم(Education):** فرد کی سماجی حیثیت کو اونچا اٹھانے یا نیچا کرنے میں تعلیم کی ترقی تبلیغ اور تشہیر کا اہم مقام ہے۔ جو فرد جتنا زیادہ تعلیم حاصل کرتا ہے ، اس کی سماجی حیثیت اتنی ہی اونچی ہوجاتی ہے۔ اس سے سماجی حرکت پذیری میں اضافہ ہونا فطری بات ہے۔

6۔ **انتظامیہ(Administration):** کسی ملک کے حکومتی نظام اور وہاں کی سماجی حرکت پذیری میں بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جمہوری حکومتی نظام میں دیگر حکومتی نظام کی بہ نسبت سماجی حرکت پذیری کے زیادہ مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جمہوریت میں کھلے سماج ہوتے ہیں۔ جمہوریت اپنے شہریوں کو ہر طرح کی ترقی کے لیے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوری حکومتی نظام میں سماجی حرکت پذیری زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس تانا شاہی ، آمرانہ یا بادشاہی حکومتی نظام میں حرکت پذیری بہ نسبت کم پائی جاتی ہے۔

7۔ **خودکاری کا اثر(Effects of Automation):** خود کار مشینوں کے فروغ سے بہت سارے لوگ بے روز گار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے وہ دوسری حرفت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان مشینوں کے استعمال کی وجہ سے تربیت یافتہ اور پیشہ ور لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ ان مشینوں کے استعمال سے سفید پوش ملازمین کی تعداد میں بھی بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح خود کاری کی وجہ سے حرکت پذیری میں اضافہ ہوا ہے۔

8۔ **چاہت کی سطح(Aspirational Level):** سماج میں اکثر کچھ لوگوں کے مزاج میں آرزوؤں اور تمناؤں کی بہتات ہوتی ہے۔ یہ چیزیں انہیں سماج میں اعلیٰ حیثیت حاصل کرنے کے لیے متحرک کرتی ہیں۔ ایسے لوگ کوشش کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کی تکمیل بھی کرتے ہیں۔ اس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ جس سماج میں ایسے لوگ جتنے زیادہ ہوتے ہیں اس سماج کی حرکت پذیری اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

11.10 تعلیم اور سماجی حرکت پذیری (Education and Social Mobility)

تعلیم ایک سماجی عمل ہے۔ جو فر تعلیم حاصل کرتا ہے اس کا سماج میں مقام، مرتبہ اور قد بڑھتا ہے۔ اسے عزت، عظمت، عہدہ اور وقار سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقدیم سماجی ساخت کی دقیانوسی کو ختم کرتی ہے، پیدائش پر بنی طبقاتی نظام کی تفریق کو ختم کرتی ہے اور سماج کی تنگ سطح بندی کو زائل کرتی ہے۔ یہی نہیں تعلیم جمہوری اقدار کو حاصل کرنے ، اعلیٰ سماجی حیثیتوں یا عہدوں کے حصول ، بہترین جذبات ، کردار اور عادات کی تشکیل و تعمیر میں مدد فراہم کرتی ہے۔ مختصر تعلیم فرد کو اس کی اہلیت ، استعداد اور خصلت کے مطابق سماجی حیثیت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے، جس سے سماجی حرکت پذیری میں اضافہ ہوتا ہے۔ کسی سماج میں سماجی حرکت پذیری کا بنیادی عنصر اور وسیلہ تعلیم ہی ہے۔ کسی پذیری کا اور دی ہے سماج میں سماجی حرکت پذیری کی مقدر اور رفتار اس بات پر منحصر ہے کہ اس سماج میں سب کی کے لیے لازمی اور مفت تعلیم کی سطح کیا ہے؟ اعلی تعلیم کے نصاب میں تنوع پر کتنا زور دیا گیاہے؟ سائنسی اور تکنیکی تعلیم کا کیسا انتظام ہے؟ حرفتی تعلیم پر کتنا زور دیا گیا ہے؟ تعلیم سماج کی ضروریات اور مطالبہ کی تکمیل کسی حد تک کرتی ہے؟ اور تعلیمی مواقع کسی حد تک دستیاب ہیں؟ وغیرہ۔ تعلیم اور سماج کی حرکت پذیری کے مابین تعلقات کو ہم درج ذیل چار نکات پر بیان کر سکتے ہیں۔

1۔ تعلیمی نظام میں تبدیلی(Change in Educational System)

2۔ معلمین کی حرکت پذیری(Teacher's Mobility)

3۔ طلباء کی سماجی حرکت پذیری (Social Mobility of Students)

4۔ اسکول اور سماجی حرکت پذیری (Mobility School and Social)

اس کی تفصیلی وضاحت درج ذیل ہے۔

I. تعلیمی نظام میں تبدیلی(Change in Educational System):

1۔ سب کو لازمی اور مفت تعلیم کا انتظام:یہ امر بالکل حقیقت ہے کہ جس سماج میں بھی بچوں کی لازمی اور مفت تعلیم کا انتظام جتنا زیادہ وسیع اور موثر ہو گا اس سماج میں اتنی ہی زیادہ سماجی حرکت پذیری ممکن ہوتی ہے۔ تعلیم سے انسان میں آگہی آتی ۔ ، وہ سماج میں اپنی حیثیت کو اونچا اٹھانے کے لیے کوشاں ہوتا ہے اور وہ اپنی اہلیت اور استعداد کے مطابق ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔

2۔ اعلیٰ تعلیم کا انتظام:سماجی حرکت پذیری کے فروغ کے لیے سماج میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام ضروری ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد فرد سماج میں اونچی حیثیت اور عہدہ حاصل کرتا ہے۔ جب تک پسماندہ سماج کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع حاصل نہیں ہوں گے تب تک وہ اپنی حیثیت کو تبدیل کرنے سے قاصر رہیں گے۔ اعلیٰ تعلیم کی عدم موجودگی میں اعلیٰ عہدے پر فائز لوگوں کے بچے بھی پسماندہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اگر سماج میں مثبت حرکت پذیری کا فروغ کرنا ہے تو اس کے لیے اعلی تعلیم کا انتظام لازمی ہے۔

3۔ تعلیمی نصاب میں تنوع:مناسب تعلیم کا مطلب ہے کہ بچوں کو ان کی اہلیت اور استعداد کے مطابق تعلیم فراہم کی جائے۔ اس کے لیے عمومی تعلیم کے ختم ہونے کے بعد تعلیمی نصاب میں تنوع لانا ضروری ہے۔ جس سماج کی تعلیم میں جتنے زیادہ قسم کے نصاب ہوتے ہیں اس سماج میں فرد کو اپنی اہلیت اور استعداد کے مطابق ترقی کرنے کے اتنے ہی زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں اور وہ ایک سماجی سطح سے دوسری سماجی سطح کو حاصل کرتے ہیں۔

4۔ حرفی تعلیم کا انتظام صرف ادبی اور نظریاتی تعلیم سے سماجی حرکت پذیری میں اضافہ ممکن نہیں ہے۔ اس کے لیے حرفتی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سماج میں جتنی زیادہ حرفت کی تعلیم دی جاتی ہے اس سماج میں سماجی حرکت پذیری اتنی ہی زیادہ مقدار میں اتنی پائی جاتی ہے۔

5۔ سائنسی اور تکنیکی تعلیم:صنعتی سماج میں سماجی حرکت پذیری سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ صنعت کو قائم کرنے اور ترقی دینے کے لیے جہاں خام مال کی ضرورت ہوتی ہے و میں تربیت یافتہ کارکنان، انجینر اور کینٹین کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی تکمیل کے جن لیے سائنسی اور تکنیکی تعلیم فراہم کرنا ضروری ہے۔ جس سماج میں سائنس اور تکنیک کی تعلیم کا جتنا اچھا انتظام ہوتا ہے اس سماج میں اتنے ہی اچھے کارکنان، انجینئر اور ٹیکنیشین تیار ہوتے ہیں اور وہ اپنی اہلیوں کے مطابق ترقی کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی سماجی سطح کو بلندی حاصل ہوتی ہے اور تعلیمی حرکت پذیری میں اضافہ ہوتا ہے۔

6۔ سماج کی تعلیمی ضروریات کی تکمیل:تعلیم اور سماجی حرکت پذیری کے ضمن میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ تعلیمی نظام سماج کی تعلیمی ضروریات کی تحصیل کرے ۔ اگر سماج میں انجینئروں کی ضرورت ہے اور تعلیمی نظام ڈاکٹر، وکیل اور معلم تیار کر رہا ہے تو ایک جانب بے روزگاری میں اضافہ ہوگا اور دوسری جانب انجینئروں کے بغیر سماجی حرکت پذیری کو

نقصان پہنچے گا۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی اگر فرد یا سماج میں حرکت پذیری نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تعلیمی نظام سماج کی ضرورت کے عین مطابق نہیں ہے۔

7۔ تعلیمی مواقع کی مساوات: سماجی حرکت پذیری کے فروغ کے لیے سب سے بڑی ضرورت تعلیمی مواقع کی مساوات ہے۔ جب تک سماج میں سبھی بچوں کو ذات، مذہب، جائے پیدائش و غیرہ کسی بھی بنیاد پر تفریق کیے بغیر ان کی اہلیتوں اور صلاحیتوں کے مطابق ترقی کے مواقع فراہم نہیں کیے جاتے تب تک سماجی حرکت پذیری کی فضا عام نہیں کی جاسکتی ہے۔

II. معلمین کی حرکت پذیری(Teacher's Mobility)

تعلیم سماجی حرکت پذیری کا بنیادی عنصر اور وسیلہ ہے، لیکن تعلیم یہ کام اس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک کہ اسکول اور معلم اس کے لیے متحرک نہ ہوں۔ سماج میں حرکت پذیری کے لیے ضروری ہے کہ معلمین میں حرکت پذیری کے اوصاف موجود ہوں ۔ معلمین اپنی سماجی حیثیت کو اکثر تعلیمی گروہوں کی ساخت کے ضمن میں ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعلیمی گروہوں کے ضمن میں ٹیچر لیکچرر، اسٹنٹ پروفیسر، ایسوسیٹ پروفیسر، پروفیسر، پرنسپل، چیئر مین، ڈین وغیرہ عہدے آتے ہیں۔ جو ٹیچر اپنے موجودہ عہدے سے اونچے عہدے کو حاصل کر لیتا ہے اس کی مالی حیثیت اور عظمت اونچی ہو جاتی ہے۔

III. طلباء کی سماجی حرکت پذیری (Social Mobility of Student)

تعلیم سماج میں اعلیٰ سطح یا عہدہ حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ اس لیے طلباء اکثر اسی لیے تعلیم حاصل کرتے ہیں کہ وہ اپنی اہلیتوں کے مطابق سماجی حیثیت حاصل کر سکیں۔ تعلیم کی عدم موجودگی میں عہدے یا سچ میں تبدیلی یا سماجی حرکت پذیری ناممکن ہے۔ اسکول کالج اور یونیورسٹی کی مختلف سطح پر مختلف طرح کی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ کوئی بھی طالب علم کی جس سطح کی تعلیم اور جس طرح کی تعلیم حاصل کرتا ہے اسے اسی طرح کا سماجی عہدہ حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہر طالب علم اپنی اہلیتوں کے مطابق سماجی عہدہ حاصل کر سکتا ہے اور اس طرح سماجی حرکت پذیری کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

سماجی حرکت پذیری پر تعلیمی نصاب کا بھی بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مضمون کی اہمیت کا الگ الگ میدان ہے۔ اس لیے سماجی مضامین کی بہ نسبت سائنس، انجینئرنگ، میڈیکل ٹیکنولوجی اور تجارت و انتظام سے متعلق مضامین کے مطالعہ سے اچھے اور اونچے عہدے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ بالکل واضح ہے کہ نصاب کی ساخت کا سماجی حرکت پذیری سے گہرا تعلق ہے۔

IV. اسکول اور سماجی حرکت پذیری(School and Social Mobility)

کسی سماج کی حرکت پذیری کے فروغ کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اسکولوں میں بھی بچوں کو بغیر کسی تفریق و امتیاز کے داخلہ دیا جائے ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کو ان کی اہلیت اور استعداد کے مطابق نصاب کے انتخاب میں

چھوٹ ملے۔ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسکولوں میں مختلف طرح کے نصاب کا انتظام ہو اور سائنس کو اسکولی نصاب میں لازمی مضمون بنایا جائے ۔ جو طلباء سائنس کے شعبے میں مزید مطالعہ کرنے کے لائق ہوں ، انہیں اس شعبے میں مزید آگے بڑھنے کے خصوصی مواقع فراہم کیے جائیں۔ سائنس اور تکنیکی تعلیم کا سماجی حرکت پذیری پر براہ راست اثر مرتب ہوتا ہے۔ اس لیے کبھی بچوں کی تعلیم ضروری ہے۔ اگر اسکول دوری پر واقع ہے تو بچوں کو آمد و رفت کی سہولیات فراہم کرانا چاہیئے۔ بہت زیادہ دور سے آنے والے طلباء کے لیے ہاسٹل کا انتظام ہونا چاہیئے۔ غریب اور نادار لیکن ذہین طلباء کے لیے وظیفہ، مفت کتابیں اور دیگر معاشی معاونت فراہم کرنا چاہیئے۔

جب اسکولوں میں بچوں کو اپنی اہلیتوں اور صلاحیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کے مساوی مواقع حاصل ہوں گے تو سماج میں بھی وہ اپنی تعلیمی لیاقت کے مطابق عہدہ حاصل کر سکیں گے، اور جیسے جیسے ان کی تعلیمی لیاقت میں اضافہ ہو گا اس کے عین مطابق ان کی ترقی ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سماجی حرکت پذیری کا فروغ ہوگا۔ اسکول اور معلمین کو اپنی اس ذمہ داری کی تکمیل کرنا چاہیئے ۔ اس شعبے میں تعلیم مسلسل، تعلیم بالغان، فاصلاتی تعلیم دیگر ذرائع تعلیم کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ حکومت کو اس طرح کی تعلیم کا بھی انتظام کرنا چاہیئے۔

تعلیم اور نزولی حرکت پذیری (Education and Downward Mobility)

تعلیم طلوعی حرکت پذیری (Upward Mobility) کو متحرک کرتی ہے۔ تعلیم کی عدم موجودگی میں سماج میں نزولی حرکت پذیری کی شروعات ہو جاتی ہے ۔ دوسرے لفظوں میں تعلیم حاصل کر کے فرد اپنی خواہشات، اہلیتوں اور صلاحیتوں کے مطابق سماجی عہدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس سے سماجی حرکت پذیری اوپر کی جانب گامزن ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف جو فرد مناسب تعلیم حاصل نہیں کرتا ہے اس کی حرکت پذیری نیچے کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے تعلیم سے ناخواندہ بچہ خواہ اعلیٰ طبقے کا ہی کیوں نہ ہوا گر وہ تعلیم سے دور ہو گا تو ناکامی اس کا مقدر ہوگی ، ایسے بچوں کی حرکت پذیری نیچے کی جانب چلی جائے گی اور ان کی جگہ پر پسماندہ طبقے کے تعلیم یافتہ بچوں کا قبضہ ہو جائے گا۔

تعلیم کے تعلق سے سماجی حرکت پذیری کا مستقبل

(Future of Social Mobility in Relation to Education)

تعلیم اور سماجی حرکت پذیری کا تعلق بہت گہرا ہے۔ جو ممالک اب بھی صنعتی نقطہ نظر سے پسماندہ ہیں، ان میں تعلیم کے ذریعے پیداوار میں اضافہ کے امکانات ہیں۔ لیکن عہد حاضر میں کچھ ایسے ممالک ہیں جو ٹیکنالوجی اور پیداوار کے نقطہ نظر سے اتنے زیادہ ترقی یافتہ ہو چکے ہیں کہ ان میں اور زیادہ ترقی کے امکانات بہت کم ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں سماجی حرکت پذیری میں ابھی اور اضافہ ہو گا اور ترقی یافتہ ممالک میں اس میں اضافہ کی امید کم ہے یا برائے نام ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں سماجی حرکت پذیری کا کتنا فروغ ہوگا یہ ان ممالک کی تعلیم پر انحصار کرتا ہے۔ یہ ذہن نشین کرنے کی بات ہے کہ دور جدید کے صنعتی سماج میں ذہین، اختراعی اور محنتی بچوں کو اگر وہ تعلیم حاصل کرتے ہیں تو

انہیں اونچا عہدہ لازمی طور پر حاصل ہوگا۔ لیکن ایسے لوگ جو سب کچھ ہونے کے باوجود تعلیم سے دور ہیں انہیں پسماندگی میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں تعلیم کے ذریعے طلوعی اور نزولی دونوں طرح کی حرکت پذیری کے لیے راستہ بالکل ہموار ہے۔ کوئی بھی انسان اپنی خواہش کے مطابق اپنے راستے کا انتخاب کر سکتا ہے۔

سماجی حرکت پذیری کی خوبیاں اور خامیاں(Merits and Demerits of Social Mobility)

سماجی حرکت پذیری کی درج ذیل خوبیاں اور خامیاں ہیں۔

خوبیاں:

- فرد کی ہمہ جہت نشو نما کرنا۔
- موزوں فرد کو مناسب سماجی حیثیت فراہم کرنا۔
- سماجی مہارتوں کا فروغ کرنا۔
- سماجی ترقی کو رفتار فراہم کرنا ۔
- غیر ہم آہنگی کے مسئلے کو حل کرنا۔
- قومی مضبوطی اور خوشحالی میں اضافہ کرنا۔
- سماجی استحکام کی جانب سماج کو گامزن کرنا۔
- صبر اور شکر کے جذبات کا فروغ کرنا۔

خامیاں:

- شہری اور دیہاتی سماجوں میں عدم توازن
- فرد میں غرور اور گھمنڈ کے جذبات میں اضافہ
- فرد کا سماجی حیثیت سے ہمیشہ ناخوش رہنا

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماجی طبقہ بندی کیا ہے؟ 2۔ کسی بھی معاشرے میں افراد کس بنیاد پر تقسیم ہوتے ہیں؟ 3۔ سماجی طبقہ بندی کا تعلیم پر کیا اثر ہوتا ہے؟ 4۔ سماجی حرکت پذیری سے کیا مراد ہے؟ 5۔ تعلیم کس طرح سماجی حرکت پذیری کو فروغ دے سکتی ہے؟ 6۔ یہ اکائی کن موضوعات پر روشنی ڈالتی ہے؟

11.11 خلاصہ (Summary)

یہ اکائی سماج میں طبقاتی نظام اور اس کے اثرات پر روشنی ڈالتی ہے۔ دنیا کے تمام معاشرے متنوع (Heterogeneous) ہیں اور مختلف طبقوں، درجات اور معاشرتی پوزیشنز پر مشتمل ہیں۔ سماجی طبقہ بندی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے افراد اور گروہوں کو اعلیٰ یا ادنیٰ معیار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ سماجی طبقہ بندی کی خصوصیات میں آفاقی نوعیت، تاریخی جڑیں، عدم مساوات، اور مسلسل عمل شامل ہیں۔ تعلیم سماجی طبقہ بندی اور حرکت پذیری میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے، جس سے افراد نچلے طبقے سے اوپر کی طرف جاسکتے ہیں۔ سماجی حرکت پذیری کی مختلف اقسام ہیں: عمودی (Vertical: Upward & Downward) اور افقی (Horizontal)۔ اس میں اقتصادی ترقی، بین ذات شادی، زمین کی ملکیت، سیاسی طاقت، سماجی رویہ، اور تعلیمی مواقع جیسے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ تعلیم نہ صرف فرد کی اہلیت، استعداد اور سماجی مقام میں بہتری لاتی ہے بلکہ معاشرتی ڈھانچے میں غیر مساوات کو کم کرنے، جمہوری اقدار کے فروغ اور نصاب کی تنوع کے ذریعے سماجی حرکت پذیری کو ممکن بناتی ہے۔

11.12 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ درج ذیل نتائج حاصل کر سکیں گے:

- سماجی طبقہ بندی کے مفہوم اور خصوصیات کی وضاحت کر سکیں گے۔
- سماجی تغیر پذیری کی اقسام اور سمتوں (Upward, Downward, Horizontal) کی شناخت کر سکیں گے۔
- سماجی حرکت پذیری پر اثر ڈالنے والے اقتصادی، سیاسی، تعلیمی اور ساختی عوامل کو بیان کر سکیں گے۔
- تعلیم کے ذریعے سماجی حرکت پذیری کو فروغ دینے کے مختلف طریقے سمجھ سکیں گے۔
- اسکول اور تعلیمی نصاب کے کردار اور تعلیمی مواقع کی مساوات کو سماجی حرکت پذیری کے تناظر میں تجزیہ کر سکیں گے۔
- عملی زندگی میں سماجی طبقہ بندی اور تغیر پذیری کے اثرات کی شناخت کر کے معاشرتی مسائل پر غور و فکر کر سکیں گے۔

11.13 فرہنگ (Glossary)

Sr. No.	Words	Meaning	English Pronunciation (in Urdu)
•	Communication	مواصلات	کمیونیکیشن
•	Individuality	انفرادیت	انڈیویجولیٹی

ان اوین	ناہموار	Uneven	•
ریپلیسمنٹ	بدلاو	Replacement	•
ڈیموگرافک فیکٹر	آبادیاتی عوامل	Demographic Factor	•
پولیٹکل فیکٹر	سیاسی عوامل	Political Factor	•
ایکونومک فیکٹر	معاسی عوامل	Economic Factor	•
کوریشنل ورڈ	ارتباطی الفاظ	Co relational Word	•
ملٹی ڈائمیشنل پروسیس	کثیرالالبعادی عمل	Multi Dimensional Process	•

11.14 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objectives Answer Type Questions)

1۔ اپنی ترکیب کے لحاظ سے ہر سماج مختلف العناصر ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)

2۔ ہر سماج مختلف طبقات میں منقسم ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)

3۔ سماجی ڈھانچہ میں برابری اور مساوات کا مطالعہ سماجی طبقہ بندی کہلاتا ہے۔ (صحیح / غلط)

4۔ طبقہ بند سماج میں مساوات نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ (صحیح / غلط)

5۔ سماجی تہ بندی اور طبقہ بندی سماج کے اعلیٰ اور ادنیٰ تراکائیوں کی افقی تقسیم ہے۔کس نے کہا ہے؟ (صحیح / غلط)

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ سماجی طبقہ بندی سے کیا مراد ہے؟

2۔ سماجی تغیرپذیری سے اپنی واقفیت کی اظہار کریں؟

3۔ سماجی طبقہ بندی کی خصوصیات کی وضاحت کریں۔

4۔ سماجی طبقہ بندی اور تعلیم کے اثرات کی وضاحت کریں۔

5۔ سماجی تغیر پذیری میں تعلیم کے کردار کی وضاحت کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ سماجی طبقہ بندی سے اپنی واقفیت کا اظہار کرتے ہوئے تعلیم کے کردار کی وضاحت کریں۔

2۔ سماجی طبقہ بندی کا تعارف پیش کرتے ہوئے سماجی طبقہ بندی کے فروغ میں تعلیم کے تعلق کو بیان کریں۔

3۔ سماجی تغیر پذیری اور سماجی طبقہ بندی کے درمیان فرق کو واضح کریں۔

4۔ سماجی طبقہ بندی کے خاتمے کے لئے تعلیم کے نمایاں کردار کو مثالوں کے ذریعہ بیان کریں۔

5۔ سماجی تغیر پذیری کی مکمل وضاحت کرتے ہوئے تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

11.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Dash, B.N. & Ghanta R (2006), Foundations of Education, Hyderabad: Neelkamal Publications Pvt. Ltd.

2۔ Jamal, Sajid & Raheem, Abdul (2012), Ubharte Huwe Hindustani Samaj me Taleem, New Delhi, Shipra Publication.

3۔ Khaleel, Ibrahim Mohammad (2012), Foundation of Education; Hyderabad Deccan Traders Educational Publishers.

4۔ Pathak, R.P. (2012), Philosophical & Sociological Foundation of Education; New Delhi, Kanisha Publishers & Distributors.

5۔ Siddiqui, M.H. (2014), 'Philosophical and Sociological Foundations of Education', New Delhi: APH Publishing Corporation.

6۔ Singh, Y.K. (2013), 'Sociological Foundation of Education', New Delhi: APH

7۔ Publishing Corporation.

8۔ Sharma, S.P. (2011), 'Basic Principles of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

9۔ Sharma,Y.K.(2012), 'Foundations in Sociology of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

10۔ Thamarasseri, Ismail (2008), 'Education in the Emerging Indian Society', New Delhi: APH Publishing Corporation

11۔ SLM (Sociological Foundation of Education -DDE) MANUU 2018

اکائی 12۔ سماجی رابطہ کاری اور سماجی اتصال اور تعلیم پر اس کے اثرات

(Social Networking and its Implications on Social Cohesion and Education)*

اکائی کے اجزاء

12.0 تمہید (Introduction)

12.1 مقاصد (Objectives)

12.2 سماجی ہم آہنگی (Social Networking)

12.3 سماجی جال کی تعریفات (Definitions of Social Networking)

12.4 سماجی ربط واتصال (Social Cohesion)

12.5 سماجی ہم آہنگی، سماجی ربط اور تعلیم پر اس کے مضمرات
(Social Networking; its Implications on Social Cohesion and Education)

12.6 سماجی نیٹ ورکنگ کی اقسام (Types of Social Networking)

12.7 خلاصہ (Summary)

12.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

12.9 فرہنگ (Glossary)

12.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

12.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

12.0 تمہید (Introduction)

سماجی ہم آہنگی (Social Cohesion) اور سماجی جال یارابطہ کاری (Social Networking) آج کے جدید دور میں تعلیم اور معاشرتی تعلقات میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ سماجی جال افراد، گروہوں اور اداروں کے درمیان روابط قائم کرنے، خیالات اور معلومات کے تبادلے، اور باہمی تعاون کو فروغ دینے کا ذریعہ ہے۔

* Dr. Mozaffar Islam, Assistant Professor, MANUU CTE, Darbhanga

تعلیم ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے اور یہ سماجی تبدیلیوں سے براہِ راست متاثر ہوتی ہے۔ اسکول، خاندان، مذہب، کلب، میڈیا اور دیگر سماجی ادارے سماجی نیٹ ورکنگ اور سماجی ربط و اتصال میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

یہ اکائی طلبا کو یہ سمجھنے میں مدد دے گی کہ سماجی جال اور سماجی ہم آہنگی کے مفہوم کیا ہیں، یہ تعلیم اور سماجی ربط و اتصال پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں، اور سماجی نیٹ ورکنگ کے مختلف استعمالات اور اقسام کیا ہیں۔ اس علم کے ذریعے طلبا اپنی سماجی سمجھ بوجھ کو بڑھا سکیں گے اور معاشرتی تعلقات اور تعلیم کے فروغ میں مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔

12.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا:

- سماجی جال (Social Networking) کے مفہوم اور اہمیت کو بیان کر سکیں۔
- سماجی ربط و اتصال (Social Cohesion) کی تعریف اور اس کی خصوصیات سمجھ سکیں۔
- تعلیم پر سماجی نیٹ ورکنگ کے اثرات کی وضاحت کر سکیں۔
- سماجی نیٹ ورکنگ کی اقسام اور ان کے استعمالات بیان کر سکیں۔
- سماجی ربط و اتصال کو فروغ دینے والے اہم عوامل جان سکیں۔

12.2 سماجی ہم آہنگی (Social Networking)

سماجی جال کے معنی و مفہوم اور تعلیم و سماجی ربط و اتصال پر پڑنے والے اس کے اثرات کو جاننے اور سمجھنے کے لیے سب سے پہلے سماج (Society) سماجی جال (Social Networking) اور سماجی ربط و تعلق اور اتصال (Social Cohesion) کو سرسری طور پر جاننا ہوگا اور اس پر روشنی ڈالنی ہوگی۔

12.3 سماجی جال کی تعریفات (Definitions of Social Networking)

جیسا کہ Maclver and Page نے کہا ہے: ” Society is the web of social relationships and it is always chaning“ عمومی طور پر سماجی جال (Social Networking) میں جن اسباب و ذرائع کا اہم رول ہوتا ہے اور سماجی ربط و اتصال (Social Cohesion) کو فروغ دینے میں جن وسائل کا اہم کردار ہوتا ہے ان کو مندرجہ ذیل نکات بیان کیا گیا ہے۔

1۔ گھر یا خاندان
2۔ اسکول و ادارہ
3۔ سماج و معاشرہ
4۔ مذہب

5۔ کلب(Club)

6۔ ساتی اور دوست(Friends and Colleague)

7۔ سماجی فلاحی مراکز

8۔ ریاست و علاقہ

9۔ تفریح گاہ اور میوزیم

10۔ عوامی میڈیا(Mass Media)

تعلیم ایک تا عمر مسلسل چلنے والا عمل ہے اور سماجی تبدیلیوں سے کافی حد تک متاثر ہوتا ہے، انسان اپنے سماج سے فطرتاً متاثر ہوتا ہے اور اس کے کردار و عمل(Behaviour) اور رجحانات و رویئے (Attitudes) میں سماجی جال اور سماج کافی تبدیلیاں لاتا ہے۔

12.4 سماجی ربط و اتصال(Social Cohesion)

کسی بھی سماج کے رابطہ تعلق اور مربوط ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس س سوسائٹی کے لوگوں کا مشترکہ قدروں کی حفاظت میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا اور آپسی تعاون وامداد کا ماحول بنانا، سماجی ربط و تعلق سے سماج میں بسنے والے لوگوں کے درمیان خوبصورت سماجی تعلقات کاماحول بنتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے مندرجہ ذیل صفات کا ہونا ضروری ہے۔

1۔ عدم تشدد اور آپسی تعاون کا ماحول۔

2۔ انسانیت و جمہوریت میں اعتماد و بھروسہ۔

3۔ میل و ملاپ اور خود غرضی و مطلب پرستی سے اجتناب۔

4۔ سماجی حساسیت اور ذمہ داری کا احساس۔

5۔ سماجی ، معاشی اور اخلاقی عدل و انصاف کے جذبات کا فروغ۔

6۔ مذہبی تعصب ، جانب داری، جماعتی عصبیت کا خاتمہ۔

7۔ لوگوں میں اتحاد اور بھائی چارگی کا ماحول۔

8۔ لوگوں کی زندگی جینے کے سلیقہ و معیار میں عمومی اصلاح و سدھار۔

سماجی ربط و اتصال (Social Cohesion) دو طرح کا ہوتا ہے۔

i) ابتدائی سماجی اتصال(Primary Social Cohesion)

ii) ثانوی سماجی ربط واتصال(Secondary Social Cohesion)

سماجی جال (Social Networking) کے تین اہم ستون جس کے اثرات سماجی ربط و اتصال Social) (Cohesion اور تعلیم پر نمایاں طور سے ظاہر ہوتے ہیں اس کو درج ذیل سطور میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

1۔ **سماج و معاشرہ(Society):** کسی بھی معاشرہ و سماج کے تعلیمی اعمال و سرگرمیاں اور سماجی روابط و تعلقات کو استوار کرنے میں ایک اہم رول ادا کرتے ہیں، چناچہ کسی سماج کے سماجی تعلقات کو بڑھانے اور تعلیم ک مفید بنانے کے لیے

سماج میں اچھے اسکول، لائبریریاں اور مختلف تعلیمی مراکز اور سماجی اداروں کا قیام عمل میں لانا ضروری ہے، اخلاقی، تربیتی اور عظیم الشان اقدار کو فروغ دینے کے لیے متعدد سر گر میاں اور تحریکیں چلائی جانی چا ہیے ۔ سماجی سرگرمیوں اورانسانی زندگی کے طور طریقوں میں مختلف تعلقات سے ایک مثبت بدلاء آسکتا ہے۔

2۔ **اسکول(School):** اسکول بنیادی طور پر سماجی جال اور معاشرتی ربط و اتصال کا اہم ادارہ ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی اسکولوں کی کافی اہمیت رہی ہے اور وہ تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہے ہیں آج سماجی تعلقات و روابط کو بڑھانےاور اسے مضبوط کرنے اور پھیلانے میں اسکول ایک نمایاں کردارنبھا رہا ہے یہ مختلف سماجی ثقافتی ورثے کا تحفظ کر سکتا ہے عوام اور سماج کے بیچ جمہوری اقدار ،سیکولرزم اور بین الاقوامی تفہیم قومی ہمدردی اور رواداری کو فروغ دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا سما جی جال ہے جہاں مختلف طبقوں، گروہوں اور مختلف ثقافت و لسانیات کے افراد کے بچے آتے ہیں لہذ ادور جدید میں یہ ایک متحرک سماجی جال کا کردار نبھارہا ہے۔

3۔ **ابلاغ عامہ(Mass Media):** موجود و حالات و ضروریات کے تناظر میں دیکھا جائے تو آج میڈیا سماہی جال (Social Networking)کا ایک عظیم حصہ بن چکا ہے اور یہ تعلیم اور سماجی رابط و اتصال کو فروغ دینے میں سب سے نمایاں رول ادا کر رہا ہے، پرنٹ میڈیا، الکٹرانک میڈیا، ریڈیو ،انٹرنیت سینما، اختبارات، رسائل و جرائد میگزین وغیرہ آج عالمی پیمانے پر سماجی تعلقات وروابط اور لوگوں کو آپس میں جوڑ نے، عوام کے تعلقات کو بہتر بنانے ، پبلک کو ایک دوسرے کے افکار و خیالات سے روشناس کرانے کا ایک بڑا پلیٹ فارم بن چکا ہے۔ خلاصہ یہ کہ میڈ یا سماجی روابط و تعلقات اور تعلیم کو فروغ دینے، مختلف سماج و معاشرہ کے درمیان میل ملاپ اور اس کے آپسی تعلقات کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کرتا رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سما جی جال (Social Networking) کا آج کے دور جدید میں تعلیم اور سماجی تعلقات و روابط اور معاشرتی میں ملاپ اور اتصال میں ایک اہم کردار نظر آ رہا ہے اور طلبا وطالبات ، اساتذہ و ماہریں تعلیمات کو اس موضوع پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

12.5 سماجی ہم آہنگی سماجی ربط اور تعلیم پر اس کے مضمرات

سماجی نیٹ ورک افراد، گروہوں اور تنظیموں کی ایک ایسی سماجی ساخت ہے جس میں افراد نیٹ ورک سے جڑ کر ایک دوسرے سے آپسی تعامل کرتے ہیں اور اپنے خیالات،احساسات، تصورات ، معلومات اور نظریات وغیرہ کا تبادلہ کرتے ہیں۔

سماجی نیٹ ورکنگ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے افراد ، گروہ یا تنظیمیں؛ دوسرے افراد، گروہ یا تنظیموں کے ساتھ اپنے سماجی تعلقات، روابط تجارت اور معلومات کا فروغ سماجی میڈیا جیسے فیس بک ، ٹویٹر، لنکڈن اور گوگل وغیرہ کے استعمال کے ذریعے کرتی ہیں۔ سماجی نیٹ ورکنگ کے ذریعے کوئی بھی دو فرد خواہ وہ دنیا کے الگ الگ کسی بھی خطے میں موجود ہوں ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

سماجی نیٹ ورکنگ خدمات نے لوگوں کے انٹرنیٹ کے استعمال اور اس پر کیے جانے والے مشاغل میں تبدیلیاں رونما کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نوجوان لوگ نئی تکنیک کو خاص طور پر بہت جلد سیکھ جاتے ہیں ۔ جیسے جیسے موبائل اور کمپیوٹر کی خصوصیات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سماجی نیٹ ورکنگ خدمات بھی بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک کے بچے جو کہ اس تکنیک کے دور میں پیدا ہو رہے ہیں اور پرورش پا رہے ہیں انٹرنیٹ اور موبائل ٹیکنالوجی کے بالکل عادی ہو چکے ہیں۔ اس کے بغیر وہ اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے اکثر ماہرین انہیں بیٹانسل (Beta Generation)کہتے ہیں۔ عہد حاضر میں سماجی نیٹ ورکنگ خدمات عالمی پیمانے پر بہت تیزی سے اپنا پیر جما رہی ہیں۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں بھی موجودہ دور کے سب سے زیادہ مقبول سماجی نیٹ ورک وہاٹس اپ، فیس بک، ٹویٹر، یوٹیوب، انسٹا گرام، لنکڈن، مائی اسپیس وغیرہ ہیں۔ یہ سماجی نیٹ ورکنگ خدمات تصویر مرکوز(Profile Focused)اور سرگرمی مرکوز(Activity Centered)ہوتی ہیں۔ اس میں نیٹ ورک سے جڑے افراد اپنی سرگرمیاں، دلچسپیاں، پسند اور ناپسند کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے جیسے کا جی نیٹ ورکنگ کا استعمال کرنے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے نیٹورکنگ سے متعلق نئی نئی خدمات کا بھی فروغ ہو رہا ہے۔

"Social networking services can be broadly defined as Internet or mobile-device-based social spaces designed to facilitate communication and content sharing across networks of contacts".

سماجی نیٹ ورکنگ افراد کو اجازت دیتی ہے کہ وہ آن لائن اپنے سماجی نیٹ ورک کی تخلیق،تعمیر ، پیش کش ، انتظام اور نمائندگی کریں۔

12.6 سماجی نیٹ ورکنگ کی اقسام(Types of Social Networking)

سماجی نیٹ ورکنگ کی مختلف اقسام ہیں ۔ جن کا احاطہ کرنا بہت مشکل عمل ہے۔ لیکن اہم خصوصیات کی بنیاد پر انہیں دوز مروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اول تصویر مرکوز (Profile Focused)) اور دوم مواد مرکوز (Content Centered)، اس کی تفصیل درج ذیلہے۔

1۔ **تصویر مرکوز(Profile Focused)**

تصویر مرکوز سماجی نیٹ ورکنگ میں عام طور پر نیٹ ورک کے ممبران سے متعلق معلومات ہوتی ہیں۔ اس میں فرد کی تصویر ، تفصیلات ، دلچسپیاں ، پسند ، نا پسند وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاٹس اپ فیس بک، ٹویٹر، انسٹا گرام ، لنکڈن ، مائی اسپیس وغیرہ۔ اس کی مثال ہیں۔ اس طرح کی نیٹ ورکنگ میں استعمال کنندہ (User) اپنے خیالات ، معلومات احساسات، تصورات اور نظریات وغیرہ کو شائع کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ دوسروں کے بھی خیالات ، معلومات، احساسات، تصورات اور نظریات وغیرہ کی اشاعت، تقسیم ی تشہیر کرتا ہے۔ دوسروں کے خیالات پر اپنی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے یا اس پر تبصرہ بھی کرتا ہے۔

2۔ **مواد مرکوز(Content Centered)**

اس طرح کی نیٹ ورکنگ میں استعمال کنندہ (User) کی پر فائل کو اہمیت تو حاصل ہوتی ہے، لیکن اس کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔ اس طرح کی نیٹ ورکنگ میں مواد کو زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ فلیکر ، ، یوٹیوب وغیرہ۔ اس کی مثالیں ہیں۔

سماجی نیٹ ورکنگ کا استعمال (Uses of Social Networking)

سماجی نیٹ ورکنگ کا استعمال ہم اپنی مختلف ضروریات، خواہشات اور سرگرمیوں کی تکمیل کے لیے کر سکتے ہیں۔ اس کے کچھ اہم استعمال درج ذیل ہیں۔

1۔ موجودہ نیٹ ورک سے منسلک ہونے کے لیے۔

2۔ دوستوں سے رابطہ کرنے اور دوست بنانے کے لیے۔

3۔ خود کو آن لائن پیش کرنے اور دنیا کے سامنے اپنے وجود کا تعارف کرانے کے لیے۔

4۔ مواد کا مطالعہ اور معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے۔

5۔ پروفائل بنانا اور اس کی ترقی کرنا۔

6۔ مواد کی تصنیف کرنا اور اسے اپ لوڈ کرنا۔

7۔ دوسرے لوگوں کے مواد میں کچھ جوڑنا اور اس کو مشترک کرنا۔

8۔ انفرادی یا عوامی پیغامات پڑھنا اور پوسٹ کرنا۔

9۔ دوسرے لوگوں کا تعاون کرنا اور ان سے تعاون حاصل کرنا۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)	
صحیح / غلط کی نشاندہی کیجیے:	
1۔ تعلیم تا عمر جاری رہنے والا ایک عمل ہے۔	( )
2۔ سماج کے مربوط ہونے کا مطلب ہوتا ہے، آپسی تعاون واعداد کا ماحول نہ بنانا۔	( )
3۔ سماجی ربط و اتصال کے لیے انسانیت اور جمہوریت پر بھروسہ ہونا ضروری ہے۔	( )
4۔ اسکول بنیادی طور پر سماجی جال اور معاشری ربط و اتصال کا اہم ادارہ ہے۔	( )
5۔ ابلاغ عامہ سماجی جال Social Networking کا ایک غیر اہم حصہ ہے۔	( )

12.7 خلاصہ(Summary)

اس اکائی میں سماجی ہم آہنگی (Social Cohesion) اور سماجی جال (Social Networking) کے مفہوم پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ طلبا نے یہ جانا کہ سماج، اسکول اور ابلاغ عامہ کس طرح سماجی ربط و اتصال اور تعلیم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سماجی نیٹ ورکنگ کے ذریعے افراد اور گروہ آپس میں تعلقات قائم کرتے ہیں، خیالات اور معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں، اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔ اس عمل کے ذریعے معاشرتی روابط مضبوط ہوتے ہیں اور تعلیم کے فروغ میں بھی مدد ملتی ہے۔

سماجی نیٹ ورکنگ کی دو بنیادی اقسام ہیں:

1۔ تصویر مرکوز(Profile Focused)　　　2۔ مواد مرکوز(Content Centered)

مزید برآں، سماجی نیٹ ورکنگ کے اہم استعمالات میں دوستوں سے رابطہ قائم کرنا، معلومات کا اشتراک، مواد کی تخلیق اور پیشکش، اور سماجی تعلقات کو مضبوط بنانا شامل ہیں۔ اختتاماً، سماجی جال تعلیم اور معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ میں ایک نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے، اور اس موضوع پر طلبا و اساتذہ کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

12.8 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبا:

- سماجی جال اور سماجی ربط و اتصال کی تعریف اور اہمیت بیان کر سکیں گے۔
- تعلیم پر سماجی نیٹ ورکنگ کے اثرات کی وضاحت کر سکیں گے۔
- سماجی نیٹ ورکنگ کی اقسام اور ان کے استعمالات شناخت کر سکیں گے۔
- سماجی ہم آہنگی کو فروغ دینے والے عوامل کی فہرست تیار کر سکیں گے۔
- سماجی تعلقات اور روابط کو بہتر بنانے میں سماجی جال کے کردار کو سمجھ سکیں گے۔

12.9 فرہنگ(Glossary)

جدول1

Sr. No.	Words	Meaning	English Pronunciation (in Urdu)
-1	Capitalist	سرمایہ داری	کیپٹلسٹ
-2	Westernization	مغربیت	ویسٹرنیزیشن
-3	Modernization	جدت پسندی	ماڈرنیزیشن
-4	Democracy	جمہوریت	ڈیموکریسی
-5	Materialistic Attitude	مادی رویہ	مٹلیسٹک اٹیٹوڈ
-6	Literacy	خواندگی	لیٹریسی
-7	Participation	شمولیت) شراکت(	پارٹیشپشن
-8	National Sovereignty	ملکی خودمختاری	نیشنل سورنیسٹی
-9	Parameter	ضابطے) معیار(	پیرامیٹر
-10	Superstitions	توہم پرستی	سوپرسٹیشن
-11	Defective Education	ناقص تعلیمی نظام	ڈیفکٹو ایجوکیشن
-12	Joint Family	مشترکہ خاندان	جوائنٹ فیملی
-13	Value Crisis	اقدار کا بحران	ویلوکراسیس
-14	Closed Society	بند سماج	کلوزڈ سوسائٹی
-15	Member	ارکان	ممبر
-16	Eternal Values	آفاقی اقدار	اٹرنل ویلوس
-17	Primary	ابتدائی	پرائمری
-18	Secondary	ثانوی	سکنڈری
-19	Social Change	سماجی تبدیلی	سوشل چینج
-20	Structure	ساخت	اسٹرکچر
-21	Universal	آفاقی	یونی ورسل

22۔	Dynamic	حرکی	ڈائینمک
23۔	Static	جامد	اسٹیٹک
24۔	Traditional	روایتی	ٹریڈیشنل
25۔	Conservative	قدامت پسند	کنزرویٹیو
26۔	Planned	منصوبی	پلانڈ
27۔	Non-Planned	غیر منصوبی	نن پلانڈ
28۔	Rate	شرح	ریٹ
29۔	Speed	رفتار	اسپیڈ
30۔	Modification	اصطلاحات	ماڈیفکیشن
31۔	Stable	مستحکم	اسٹیبل
32۔	Well Integrated System	ہم آہنگ نظام	ویل انٹی گریٹڈ سسٹم
33۔	Famine	قحط	فیمن
34۔	Long Term	طویل مدتی	لونگ ٹرم
35۔	Short Term	قلیل مدتی	شارٹ ٹرم
36۔	Factors	عوامل	فیکٹرس
37۔	Birth Rate	شرح پیدائش	برتھ ریٹ
38۔	Mortal Rate	شرح اموات	مورٹل ریٹ
39۔	Migration	منتقلی	مائگریشن
40۔	Industrialization	صنعت یانہ	انڈیسٹیلائزشن
41۔	Urbanization	شہریانہ	اربنائزشین
42۔	Privatization	نجیکاری	پرائیویٹائزشن
43۔	Liberalization	آزادروی	لبرالائزیشن
44۔	Globalization	عالمگیریت	گلابلائزیشن
45۔	Green Revolution	سبز انقلاب	گرین رویلوشن

46۔	White Revolution	سفید انقلاب	واہیٹ رویلوشن
47۔	Communication	مواصلات	کمیونیکیشن
48۔	Individuality	انفرادیت	انڈیویجولیٹی
49۔	Uneven	ناہموار	ان اوین
50۔	Replacement	بدلاو	ویلیسمنٹ
51۔	Demographic Factor	آبادیاتی عوامل	ڈیموگرافک فیکٹر
52۔	Political Factor	سیاسی عوامل	پولیٹکل فیکٹر
53۔	Economic Factor	معاسی عوامل	ایکونومک فیکٹر
54۔	Co relational Word	ارتباطی الفاظ	کوریشنل ورڈ
55۔	Multi Dimensional Process	کثیر الابعادی عمل	ملٹی ڈائمیشنل پروسیس

12.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ تعلیم تا عمر جاری رہنے والا ایک عمل ہے۔ (صحیح/غلط)

2۔ سماج کے مربوط ہونے کا مطلب ہوتا ہے آپسی تعاون و امداد کا ماحول نہ بنانا۔ (صحیح/غلط)

3۔ سماجی ربط و اتصال کے لئے انسانیت اور جمہوریت پر بھروسہ ہونا ضروری ہے۔ (صحیح/غلط)

4۔ اسکول بنیادی طور پر سماجی ہم آہنگی اور معاشری ربط و اتصال کا اہم ادارہ ہے۔ (صحیح/غلط)

5۔ ابلاغ عامہ سماجی ہم آہنگی (Social Networking) کا ایک غیر اہم حصہ ہے۔ (صحیح/غلط)

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ سماجی ہم آہنگی سے اپنی واقفیت کا اظہار کریں۔

2۔ سماجی ہم آہنگی اور سماجی ربط و اتصال کو بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ سماجی ہم آہنگی سے کیا مراد ہے ؟ وضاحت کریں۔

2۔ سماجی ہم آہنگی / سماجی ربط و اتصال سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

3۔ سماجی ہم آہنگی / سماجی ربط و تعلیم کے مضمرات کو بتائیں۔
4۔ سماجی ہم آہنگی کے اقسام کو بیان کریں۔
5۔ سماجی ہم آہنگی کے استعمال کو وضاحت کریں۔

12.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Dash, B.N. & Ghanta R (2006), Foundations of Education, Hyderabad: Neelkamal Publications Pvt. Ltd.

2۔ Jamal, Sajid & Raheem, Abdul (2012), Ubharte Huwe Hindustani Samaj me Taleem, New Delhi, Shipra Publication.

3۔ Khaleel, Ibrahim Mohammad (2012), Foundation of Education; Hyderabad Deccan Traders Educational Publishers.

4۔ Pathak, R.P. (2012), Philosophical & Sociological Foundation of Education; New Delhi, Kanisha Publishers & Distributors.

5۔ Siddiqui, M.H. (2014), 'Philosophical and Sociological Foundations of Education', New Delhi: APH Publishing Corporation.

6۔ Singh, Y.K. (2013), 'Sociological Foundation of Education', New Delhi: APH

7۔ Publishing Corporation.

8۔ Sharma, S.P. (2011), 'Basic Principles of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

9۔ Sharma,Y.K.(2012), 'Foundations in Sociology of Education', New Delhi: Kanishka Publishers & Distributors.

10۔ Thamarasseri, Ismail (2008), 'Education in the Emerging Indian Society', New Delhi: APH Publishing Corporation

11۔ SLM (Sociological Foundation of Education -DDE) MANUU 2018

اکائی 13۔ جمہوریت اور تعلیم

(Democracy and Education)*

اکائی کے اجزاء

13.0 تمہید (Introduction)

13.1 مقاصد (Objectives)

13.2 جمہوریت کا تصور اور اس کے اصول (Concept & Principles of Democracy)

13.2.1 جمہوریت کے معنی (Meaning of Democracy)

13.2.2 جمہوریت کی تعریف (Definition of Democracy)

13.2.3 جمہوریت کا تصور (Concept of Democracy)

13.2.4 جمہوریت کے اصول (Principles of Democracy)

13.3 تعلیم میں مساوات و معدلت (Equality and Equity in Education)

13.3.1 مساوات و معدلت کا مفہوم (Meaning of Equality and Equity)

13.3.2 تعلیم میں مساوات و معدلت (Equality and Equity in Education)

13.3.3 تعلیم میں مساوات اور معدلت کی ضرورت اور اہمیت
(Need and Importance of Equality and Equity in Education)

13.4 آئین کا دیباچہ تعلیم کے حوالے سے
(Preamble of the Constitution with reference to Education)

13.4.1 تعلیم سے متعلق آئین ہند کی دفعات
(Provisions of the Constitution of India relating to Education)

13.5 جمہوریت کے استحکام میں تعلیم کا رول
(Role of Education in Strengthening Democracy)

13.5.1 معلم بحیثیت ایک جمہور نواز (Teacher as a Democrat)

---

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

13.6 خلاصہ (Summary)

13.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

13.8 فرہنگ (Glossary)

13.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

13.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

13.0 تمہید (Introduction)

دورحاضر جمہوریت کا دور کہلاتا ہے۔ جمہوریت ایک طرز زندگی یا زندگی کا وہ راستہ ہے جس پر چل کر فرد دوسروں کے بارے میں سونچتا ، ان کا خیال کرتا اور خدمتی جذبے کو پیدا کرتا ہے۔ جمہوری ماحول سماج کے ہر فرد کو آزادانہ طور پر محسوس کرنے، سوچنے اور فیصلہ کرنے کی ترغیب دیتا ہےاور ہر شہری کو تمام طرح کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل و معاملات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ جمہوریت کا تعلق مساوات، انصاف، ہمدردی، رواداری،حریت، احترام انسانیت اور بقائے باہمی جیسے اصولوں اور اقدار سے ہوتا ہے۔جمہوریت علاقائی تعصب، مذہبی منافرت، فرقہ پرستی، لسانی عصبیت اور طبقاتی یا گروہی بالادستی کی نفی کرتی ہے۔ جمہوریت ایک خوشگوار اور شفاف ماحول کے قیام میں مددگارومعاون ثابت ہوتی ہے تاکہ افراد کی موافق اور مطلوب ذہن سازی ممکن ہو سکے۔ جمہوری ماحول میں ایک شہری استحصال، ناانصافی، امتیازیا تفاوت سے محفوظ رہتا ہے۔ بلکہ حقوق کی حصولیابی اور فرائض کی ادائیگی میں خود کو مطمئن سمجھتا ہے تاکہ احساس تحفظ کے ساتھ ایک آزاد اور ذمہ دار شہری کی طرح معمول کی زندگی گزار سکے۔

آزادی کے بعد ہندوستان ایک جمہوری ملک کے طور پر ابھرا۔ ہندوستان نے اپنے سیاسی نظام کے لیے جمہوریت کا انتخاب کیا جس کا مقصد آئین سازوں کے سامنے یہ تھا کہ عوام کی خواہشات کے موافق حکومت چلائی جائے۔ عوامی رائے کا احترام کیا جائے، اختیارات کو غیر مرکوز (Decentralised) کرکے انتظامیہ کو ہر سطح پر جواب دہ بنایا جائے۔ہندوستان میں جمہوریت کو کامیاب بنانے کے لیے تعلیم کے ذریعہ افراد کی ذہن سازی کی جانی چاہیے۔بقول اندرا گاندھی، تعلیم ایک ایسی قوت ہے جو افراد کو آزادی دیتی ہے۔ یہ ایک جمہوری قوت بھی ہے جو سماجی حیثیت اور دولت کی تقسیم سے بالاتر ہے کسی کے نسب اور دیگر عوامل سے مسلط تفاوت کو کم کرتی ہے۔درحقیقت تعلیم جمہوریت کا ہتھیار ہے اور سب کے لیے معیاری تعلیم کے بغیر جمہوریت کامیاب نہیں ہوسکتی۔ تعلیم کی ترویج و اشاعت اور فروغ کے بغیر جمہوریت نامکمل ہے اسے تعلیم اور صحت مند فلسفہ زندگی کے ذریعے ہی لوگوں سے روبرو کیا جا سکتا ہے۔ تعلیمی نظام اپنے مقاصد، نصاب، طریقہ تدریس، طلباء، اساتذہ اور اسکول کے ذریعے ہی جمہوریت کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔ تعلیم کا جمہوری فلسفہ نہ صرف جمہوری تعلیم کا نظم کرتا ہے بلکہ جمہوریت کو تعلیم کے توسط سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا تعلیم کو جمہوری طور پر نظریاتی اصولوں اور اس کی تنظیم

پر مبنی ہونا چاہیے تاکہ اس میں محبت، تعاون، انصاف، مساوات، عدم تشدد،اخوت /بھائی چارہ اور سیکولرازم جیسی بنیادی خصوصیات پیدا ہوں۔ یہ ہندوستان میں جمہوری زندگی کی کامیابی کے لیے لازمی ہے۔

اس اکائی میں خاص بات جس پر ہمارے معلمین اور متعلمین کو یکساں طور پر اپنے فکر و عمل کے ذریعے سے غور کرنا ہوگا کہ دورحاضر کے تناظر میں وہ عمومی مسائل و مشکلات جن سے ہمارا معاشرہ گزر رہا ہے اس میں جمہوریت، مساوات، معدلت کو کیسے تقویت اور فروغ دیا جاسکتا ہے۔اس ضمن میں تعلیم اور تعلیمی عمل کے ابعاد(Dimensions)کا تعلیمی پالیسی سازوں، سماج کے نظریہ ساز افراد، اہل علم و فن نیز معلمین ومتعلمین کو غیر مبہم انداز میں جائزہ لینا ہوگا، تاکہ تعلیم ایک خوشگواراور پسندیدہ تبدیلی کا باعث بن سکےاور معلم واقعی ایک سماجی معمار کے روپ میں ایک مثالی کردار ادا کرنے کے اہل ہو سکے۔

13.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- جمہوریت کا تصور اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں۔
- تعلیم میں مساوات اور معدلت کے تصورات کو واضح کر سکیں۔
- تعلیم کے لیے آئین کی بنیادی اقدار کے مضمرات کی وضاحت کر سکیں ۔
- تعلیم سے متعلق ہندوستانی آئین کے دفعات کی نشاندہی کر سکیں ۔
- دستور کے حوالے سے تعلیم کی مختلف تجاویز بیان کر سکیں۔
- جمہوری استحکام میں تعلیم کے کردار پر روشنی ڈال سکیں۔

13.2 جمہوریت کا تصور اور اس کے اصول

(Concept & Principles of Democracy)

13.2.1 جمہوریت کے معنی(Meaning of Democracy)

جمہوریت کی اصطلاح دو یونانی الفاظ یعنی Demos and Kratos کا مجموعہ ہے، جس کا مطلب بالترتیب طاقت اور عوام کی حکمرانی ہے۔ اس طرح مشترکہ لفظ جمہوریت Democracy کے لغوی معنی عوام کی اجتماعی طاقت ہے۔ امریکہ کے سابق صدر ابراہم لنکن کہتے ہیں کہ جمہوریت سے مراد ایسی حکومت ہے جو"عوام کے ذریعہ حکومت، عوام کے لیے حکومت اور عوام کی حکومت"ہو۔ عام اور مقبول معنوں میں جمہوریت کا مطلب حکومت کی ایک ایسی شکل ہے جس میں

سب سے زیادہ طاقت عوام کو اجتماعی طور پر سونپی جاتی ہے۔یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جمہوریت حکومت کی ایک ایسی شکل ہے جس میں حکمرانوں کو عوام منتخب کرتی ہیں۔

13.2.2 جمہوریت کی تعریف(Definition of Democracy)

مندرجہ ذیل تعریفیں جمہوریت کے معنی کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں۔

ارسطو(Aristotle): بہت سے لوگوں کی حکومت۔

سیلی(Seeley): جمہوریت ایک ایسی حکومت ہے جس میں ملک کی ساری عوام کو شریک ہونا ہوتا ہے۔

لارڈبرائس(Lord Bryce): جمہوریت حکومت کی ایک شکل ہے جس میں ریاست کی حکمرانی کا اختیار قانونی طور پر کسی خاص فرد یا طبقے کے پاس نہیں بلکہ مجموعی طور پر ہر رکن کو حاصل ہوتا ہے۔

مازین(Mazzine): حقیقی جمہوریت سے مراد دانشمند قیادت میں سب کے ذریعے ترقی کرنا ہے۔

Bode: جمہوریت ایک طرز زندگی ہے اور طرز زندگی کا مطلب زندگی کے ہر شعبے میں اثر و رسوخ کا تعین کرنا ہے۔

ابراہم لنکن(Abraham Lincoln): جمہوریت عوام کے ذریعہ حکومت، عوام کے لیے حکومت اور عوام کی حکومت ہے۔

ڈاکٹر سرو پلی رادھا کرشنن: جمہوریت ایک طرز زندگی ہے جو نہ صرف ایک سیاسی انتظام کا نام ہے۔ بلکہ یہ آزادی، مساوات سے عبارت ہے جس میں مذہب، نسل، جنس، پیشہ یا معاشی رتبے سے پرے سارے شہریوں کو یکساں حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

13.2.3 جمہوریت کا تصور(Concept of Democracy)

جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جسے معاشرے کے ہر سطح پر قبول کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کو حکومت کی ایسی شکل سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جہاں تمام شہریوں کو اپنے مشترکہ فائدے کے لیے فیصلے کرنے کا یکساں حق حاصل ہے جس کا مقصد بہتر زندگی گزارنا ہے۔ بعض ماہرین نے جمہوریت کی تین طرح کی تشریحات پیش کی ہیں:

- سیاسی جمہوریت
- سماجی جمہوریت
- اقتصادی جمہوریت

1۔ سیاسی جمہوریت

جمہوریت کی اس شکل کا مطلب عوام کے ذریعے عوام کی اور عوام کے لیے حکومت ہے۔ یہ اس وقت قائم ہوتی ہے جب ملک کے تمام مرد و خواتین اپنے ووٹ کے ذریعے ریاستی امور میں حصہ لیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں سیاسی جمہوریت حکومت کا ایک رسمی ڈھانچہ ہے جو عوام کے منتخب نمائندوں کے کندھوں پر کھڑی ہوتی ہے۔ ریاست کے قوانین رنگ، ذات، عقیدہ اور جنس سے قطع نظر تمام شہریوں پر لاگو ہوتے ہیں۔ سیاسی جمہوریت میں انتظامیہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اور عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ اس جمہوریت کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

- سیاسی اقتدار کسی ایک یا چند افراد کے ہاتھوں میں نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ حق رائے دہی کے ذریعے منتخب افراد کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔
- ملک کے ہر شہری کو اپنا ووٹ ڈالنے کا یکساں حق حاصل ہے ۔
- ریاست کا قانون،عقیدہ، برادری، جنس، مذہب اور رنگ سے قطع نظر تمام شہریوں پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔
- اقتدار کی تقسیم کے ہر قدم پر احتساب ہوتا ہے۔ ایک ایگزیکٹو، مقننہ کو جوابدہ ہے اور مقننہ عوام کے سامنے جوابدہ ہے وغیرہ۔
- سیاسی قوت اقدار اور توقعات کی تبدیلی سے بدلتی ہے۔

2۔ سماجی جمہوریت

جمہوریت کی یہ شکل رنگ، ذات، عقیدہ، جنس، زبان، علاقہ اور معاشی حیثیت کے تمام امتیازات کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ ہمدردی اور تعاون کو سمجھنے کا جذبہ ہے۔ اس جمہوریت کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- ذات،برادری، رنگ یا جنس کی بنیاد پر تفریق کو ختم کرکے مساوات کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر عوامی کنویں سے پانی نکالنے سے کوئی کسی کوروک نہیں سکتا۔
- تمام بچوں کے لیے یکساں تعلیمی مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ بچوں کو تعلیم دینا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔
- لوگوں کو اپنی دلچسپی اور صلاحیتوں کے مطابق خود کو ترقی دینے کے لیے زیادہ سے زیادہ آزادی کی اجازت ہے۔
- اخوت، عالمگیر بھائی چارہ، تعاون، مساوات اور آزادی معاشرے میں منصفانہ طور پر قائم رہتی ہے۔
- افراد کو اپنی تنظیمیں بنانے کی اجازت ہوتی ہے تاکہ وہ ایک گروپ کے طور پر ترقی کر سکیں۔

3۔ معاشی جمہوریت

جمہوریت کی اس شکل کا مطلب یہ ہے کہ تمام افراد معاشی طاقت رکھتے ہیں۔ معاشی جمہوریت کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- اشیاء اور خدمات کی پیداوار اور تقسیم کے ثمرات سے امیر غریب ہر شہری یکساں طور پر مستفید ہوگا۔
- ہر شہری ملک کی معاشی خوشحالی میں شریک ہوتا ہے اور ملک کی معاشی ترقی میں اپنے طریقے سے حصہ لیتا ہے۔

- تمام افراد کو ان کی دلچسپی اور قابلیت کی بنیاد پر ان کی پسند کے پیشے کا کام فراہم کیا جاتا ہے۔
- تمام شہریوں کو یکساں مواقع فراہم کیے جائیں اور ساتھ ہی کمزور طبقوں کے لیے امدادی اسکیموں کے ذریعے غربت کو کم کیا جا سکے۔
- بے روزگاری اور استحصال کے مسائل کے خاتمے اور روک تھام کے لیے مختلف فلاحی اسکیموں و اقدامات کی پیش کش کی جاتی ہے۔
- تمام لوگوں کی مشترکہ فلاح و بہبود کے لئے اشیاء اور خدمات انہیں کے ذریعہ تیار اور انہیں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

13.2.4 جمہوریت کے اصول(Principles of Democracy)

مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں" حق (Truth) "اور" عدم تشدد(Non-Violence)"جیسے نظریات کی اساس پر ہندوستان نے جدید تقاضوں کی روشنی میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ چند ایسے اقدار کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر سیاسی، معاشی اور سماجی افعال کی بجا آوری میں اختیار کرنےاور اُن پر عمل پیرا ہونے کی بھی بات کی گئی۔ ہندوستان کی فلسفیانہ روایات اورمتذکرہ اقدار کے آئینے میں آزادی کےبعدایک نئے آئین کی تدوین عمل میں آئی۔آئین میں جن اقدارونظریات کو کلیدی مقام دیا گیاہے، وہ جمہویت (Democracy)سوشلزم(Socialism)اورغیر مذہبیت (Secularism)ہیں اور ان ہی اقدار و نظریات کے پس منظر میں درج ذیل جمہوری اصولوں جیسے حریت(Liberty)،مساوات (Equality)،رواداری (Tolerance)، انصاف(Justice)، بھائی چارگی (Fraternity) کو وضع کیاگیا ہے۔جمہوریت کے ان اصولوں (Principles)کی وضاحت ذیل میں پیش کی گئی ہے:

i) حریت / آزادی(Liberty/Freedom)

آزادی جمہوریت کا بنیادی اصول ہے۔عہد یونان سے لے کر اب تک تاریخ کے ہر دور میں مفکرین اور دانشوروں نے حریت اور آزادی کے حوالے سے مختلف افکار اور آرا پیش کی ہیں، حضرت عمر فاروق نے بحیثیت سربراہ حکومت، ایک گورنر کے نام اپنے مکتوب میں یہ کہتے ہوئے تنبیہ کی کہ" ماؤں نے بچوں کو آزاد جنم دیا ہے آپ نے کب سے اُنھیں غلام بنا رکھا ہے؟"۔ فرانس کے ممتاز مفکر اور ماہر تعلیمات روسو نے آواز بلند کی تھی کہ" آدمی آزاد پیدا ہوتا ہے، لیکن وہ ہر حیثیت میں قید ہے"۔

"Man is born free but everywhere he is in chain."

مغربی مفکرAldour Huxleyکے مطابق"اگرآپ کامقصدحریت اورجمہوریت ہےتب عوام کووہ طریقےاورآداب سکھانے پڑیں گے تاکہ وہ جان لیں کہ ایک آزاد سوچ اور خود حکمرانی کیا چیز ہوتی ہے"۔تحریک آزادی کے دوران عدالت کے سامنے بال گنگا دھر تلک نے کہا تھا"آزادی میراپیدائشی حق ہے"۔ آزادی اورحریت انسان کی فطرت میں داخل

ہے۔آزادیِ فکر پر قدغن کے نتیجے میں سماج کے اندر تناؤ، ٹکراؤ، منافرت کا ماحول پیدا ہوجاتا ہے، نتیجے میں امن متاثر ہوتاہے، ترقی اور خوشحالی اور انصاف کی راہیں مسدود ہوجاتی ہیں۔

اصول آزادی خیالات،اظہار،عقیدہ،ایمان اور نقل وحرکت کی آزادی پر عمل پیراہے۔اس قسم کی آزادی ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو ہر ممکن طریقے سے تیار کرے جس کی وہ صلاحیت رکھتاہے۔درحقیقت مکمل آزادی ایک فرد کواپنے طریقے سے سوچنے کی اجازت دیتی ہے کہ وہ جس بات پر بحث کرنا چاہتاہے اسے نصیحت کرنے اور تنقید کرنے کے لیے آزادانہ طور پر سوچ سکتا ہے اور وہ اپنی شخصیت کو زیادہ سے زیادہ ترقی دیتا ہے۔تعلیم میں جمہوریت علمی انصاف کے ساتھ ساتھ علمی آزادی بھی دیتی ہے۔ اس طرح، یہ فرد کو ایک حقیقی آوٹ لیٹ(outlet)تلاش کرنے کے لیےایک آزاد ماحول فراہم کرتا ہے۔حریت فکر یا آزادی اظہار کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مذہب، زبان،رنگ ونسل یا علاقہ کی بنیاد پر کسی فرد یا گروہ کی دل آزاری کی جائے۔ ظاہر ہے ایسا قول و فعل اورطرز فکر حریت اور آزادی کے تصور کے بالکل برعکس ہے۔ جس کی اجازت ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ آزادی اظہار کے دوران اخلاقیات کو ملحوظ خاطر رکھنا بے حد ضروری ہے۔

ii) مساوات(Equality)

زندگی کا ایک جمہوری فلسفہ ذات، عقیدہ، جنس، محل وقوع، لسانیت، سیاسیات اور معاشی حیثیت سے بالاتر ہو کر سب کے لیے مواقع کی مساوی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بچے کو اس کی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق اپنی شخصیت کی نشوونما کے یکساں مواقع ملنے چاہئیں۔ جمہوریت میں تعلیمی مواقع کی مساوات کا مطلب ہے کہ تمام بچوں کو ان کی پیدائشی صلاحیتوں کے مطابق تعلیم دی جائے۔ اگر ملک کے تعلیمی نظام میں مساوات کو تقویت ملتی ہے تو ایک ترقی یافتہ اور خوشحال سماج کے ظہور میں تاخیر نہیں ہو سکتی۔

iii) بھائی چارہ(Fraternity)

ایک بلیغ اور سبق آموز قول ہے" انسان، انسان کا آئینہ ہوتا ہے"۔ یہ خیال دراصل سماج میں برادری اور اخوت کے قیام کے عروج کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ اس لیے آپس میں مروت و مودت کے بجائے اگر نفرت اور تعصب کو اپنے فکر و عمل کے ذریعے سے حوصلہ افزائی کی جاتی ہےتو سماجی ساخت کوشدید خطرہ لاحق ہوسکتاہے۔ سماج میں بھائی چارہ نہ ہونا ملک و قوم کی بدنامی اور رسوائی کا باعث بن جاتا ہے۔ آئین سازوں نے تدوین آئین کےوقت ہی بھائی چارہ کوایک بیش قیمتی جمہوری اصول کےطور پر قبول کرتےہوئےایک خوشحال پرامن اورتشدد سے پاک سماج کی وکالت کی تھی۔جمہوری فلسفہ زندگی بھائی چارے اور گروہی زندگی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ جمہوریت میں ہر فرد کو معاشرے میں مناسب احترام ملتا ہے نہ

کہ ہندو، مسلم، عیسائی، بدھ، سکھ یا جین۔ ہر فرد کا حق ہے کہ وہ معاشرے کی ترقی میں اپنی بھرپور شراکت کرے۔گروہ بندی،ہمدردی اوربھائی چارہ جمہوریت کے ستون ہیں۔پروفیسر وی۔آر۔ تھانیجاProfessor VR Thanejaکہتے ہیں کہ جمہوریت کا ایک اور جوہر یہ ہے کہ تمام افراد کو تعاون کرنا چاہیے۔ خوشحالی اور ترقی مقابلہ کے بجائے تعاون میں مضمر ہے۔

iv) **انصاف(Justice)**

جمہوریت کی کامیابی کے لیے انصاف لازمی ہے۔ اس اصول کے مطابق تمام سماجی معاشی سیاسی اور دیگر ادارے یکساں غور و فکر کرتے ہیں اور تمام افراد کو ان کے ذات پات کے رنگ یا جنس سے قطع نظر یکساں مواقع فراہم کرتے ہیں۔ جب معاشرے میں انصاف کا بول بالا ہو تو فرد کو اپنے نفس کو دبانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تمام افراد لطف اندوز ہونے اور پورے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے اپنے اپنے حقوق اور فرائض ادا کرنے کے لیے آزاد ہیں۔ یہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ قانون اور ریاست کی نظر میں تمام افراد مساوی حثیت رکھتے ہیں۔ایک ترقی یافتہ اور با اخلاق سماج کی تعریف یہ ہے کہ اس میں انصاف کا بول بالا ہو۔ کسی کا قول ہے" جہاں انصاف نہیں وہاں امن نہیں"انصاف کے حصول و اطلاق میں اگر تاخیر بھی ہوجاتی ہے تو اُس کوناانصافی سے تعبیر کیاگیا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے (Justice Delayed Is Justice Denied)ناانصافی ایک فرد کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کی نفی کرنے کے برابر ہے۔ حقوق کی ادائیگی دراصل انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔

v) **رواداری(Tolerance)**

رواداری کو جمہوریت کا ایک خوشنما روپ قرار دیا گیا ہے۔ جمہوری سماج کے قیام اور بقا میں اصولِ رواداری کا ایک اہم رول ہے۔ اس کی تفہیم کے بغیر افراد کے مابین باہم احترام و اعتبار کی فضا قائم نہیں کی جاسکتی۔ سماج کے اندر مختلف عقائد، مشرب و مسلک اور افکار کے لوگ رہتے ہیں۔ ان کے درمیان تعاون و موافقت پیدا کرنا یقننا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ دراصل اصولِ رواداری ہی ہے جو انسانوں کے درمیان قوت برداشت کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مختلف متفرق خیالات و نظریات رکھنے کے باوجود سماج میں ایک دوسرے کے لیے خیر سگالی، ہمدردی، تعاون و اعانت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ اس سلسلے میں جذبہ رواداری، برداشت اور خیر سگالی (Good will) کی تفہیم و ترویج میں تعلیم کا کردار نہایت ہی اہمیت کا حامل ہوجاتا ہے۔عدم رواداری کی صورت میں چاہے اس کی وجہ مذہب، زبان، رنگ یا نسل ہو ترقی کے مواقع کو ممکن نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے بقول مولانا آزاد"نصاب تعلیم میں سائنسی علوم اور سماجی علوم کے باہمی اور لازمی ربط وتعلق سے سماج کے اندر معروضی زاویہ نگاہ پیدا کیا جاسکتا ہے جو رواداری صبر و برداشت اور جذبہ ہمدردی کو بڑھا وادے سکتا ہے"۔آج کی سیاسی، سماجی اور معاشی کشمکش کے ماحول میں بچوں کی صبح کی اسکولی مجلس (Morning Assembly)کی دعا ہر اعتبار سے ہر چھوٹے بڑے کے لیے یکساں اہمیت کی حامل ہے۔

13.3 تعلیم میں مساوات ومعدلت(Equality and Equity in Education)

ہندوستان ایک جمہوری اور سوشلسٹ ملک ہے۔ ہمارا آئین بھی مساوات کے اصول پر کاربند ہے۔ ہم نے جمہوریت کو بھی اپنی سماجی اور سیاسی زندگی کا لازمی جزو تسلیم کر لیا ہے۔ مواقع کی مساوات، معاشرے کے مساوات پسند، جمہوری اور سوشلسٹ پیٹرن کا ٹرمپ کارڈ ہے۔ ڈاکٹر ایس۔ رادھا کرشنن کے مطابق، جمہوریت صرف یہ فراہم کرتی ہے کہ تمام افراد کو ان کی غیر مساوی صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے یکساں مواقع حاصل ہوں۔ مساوات کے آئیڈیل کو کیسے محسوس کیا جائے یا مساوات پر مبنی سماج کی تعمیر کیسے کی جائے یہ آزادی کے حصول کے بعد سے ہی جمہوری ہندوستان کے لیے بہت زیادہ دلچسپی کا موضوع رہا ہے۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ آزادی کے بعد تعلیمی سہولیات میں غیر معمولی ترقی کے ساتھ ساتھ، سب کے لیےیکساں مواقع کی فراہمی نہیں کی جا رہی ہے۔ ہندوستان میں جہاں سماجی اور معاشی عدم مساوات اب بھی گہری تشویش کا باعث ہے،مساوی تعلیمی سہولیات کو مساوات سے جوڑنا ضروری ہے۔ تعلیم ایک ایسا موثر ذریعہ ہے جس کے ذریعے کوئی بھی معاشرہ سماجی مساوات کے لیے کوشش کر سکتا ہے یا کم از کم اپنے سماج میں سماجی عدم مساوات کو کم کرنے کی کوشش کر سکتا ہے یہ تبھی ممکن ہو سکے گا جب ذات، مذہب، جنس، محل وقوع، عقیدہ، زبان، سماجی و اقتصادی حیثیت وغیرہ سے قطع نظر اس معاشرے کے تمام افراد کے لیےمساوی تعلیمی مواقع کا انتظام ہو۔

13.3.1 مساوات و معدلت کا مفہوم(Meaning of Equality and Equity)

تعلیم، صحت،اور کھیل وغیرہ کے شعبوں میں مساوات اور معدلت کے مابین فرق کے متعلق ہمارے بیچ ایک عام غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ دونوں اصطلاحات کو ایک دوسرے کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ مساوات و معدلت ایک ہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں مختلف ہیں۔ اسکالرز نے مندرجہ ذیل طریقوں سے دونوں اصطلاحات میں فرق کیا ہے:

D. Corson (2001): اصطلاح' مساوات 'سے مراد معاشرے میں کسی خاص گروہ کے ساتھ ترجیحی سلوک کی عدم موجودگی، اور بغیر کسی تعصب کے تمام افراد کے لیے مناسب مواقع کی فراہمی ہے۔' معدلت 'کا تصور تعلیم یا دیگر فوائد کی فراہمی میں انصاف سے متعلق ہے اور یہ انفرادی حالات کو مد نظر رکھتا ہے۔

D. Corson (2001): The term ‘equality’ basically means the absence of special privileges to any section of the society, and the provision of adequate opportunities for all individuals without any discrimination. The ‘equity’ concept is associated with fairness or justice in the provision of education or other benefits and it takes individual circumstances into consideration.

W. J. Jacob & D. B. Holsinger (2009): مساوات سے مراد مقدار، درجہ، حیثیت، قدر، یا ڈگری کے لحاظ سے یکساں یا مساوی ہونے کی شرط ہے۔ معدلت ایک حکمت عملی کا طریقہ ہے جو ایک مخصوص تناظر میں مختلف گروہوں اور افراد کے درمیان وسائل اور مواقع کی غیر مساوی تقسیم کو حل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

W. J. Jacob & D. B. Holsinger (2009): Equality as the state of being equal in terms of quantity, rank, status, value, or degree. Equity refers to a strategic approach to ensure distribution of resources or opportunities, in order to compensate for uneven distribution of opportunities and resources amongst differently situated groups and individuals in a given context.

مذکورہ بالا تعریفوں کا بغور تجزیہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مساوات ایک ایسا نظام ہے جہاں ہر ایک کے ساتھ ان کی ضروریات پر کوئی توجہ دیے بغیر یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔ اس طرح مساوات ایک ایسی صورت حال ہے جس میں ہر فرد کو ان کے انفرادی اختلافات سے قطع نظر ایک جیسے حقوق اور سہولیات دی جاتی ہیں۔ لہٰذا، مساوات صرف اس صورت میں کام کرتی ہے جب ہر فرد کا نقطہ آغاز یکساں ہو۔ معدلت کی اصطلاح سے مراد عدل و انصاف کا نظام ہے اور جس کے تحت فرد کی ضروریات، مفادات اور تقاضوں کو مدنظر رکھا جاتا ہےاور اس کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے۔

تفہیم و تفکر کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تصور مساوات و معدلت یہ ہے کہ ریاست کا ہر شہری بلا کسی تفریق کے مساوات کی بنیاد پر ملک کی تعمیر و ترقی اور اس کی پیداواریت میں مساویانہ حصہ داری رکھتا ہو۔ اس حصہ داری میں اگر اُس کے خلاف کوئی بھی قدم یا کوشش کی جاتی ہے تو انصاف کا راستہ اُس کے لیے ہموار ہونا چاہئے۔ اس طرح تصو ر مساوات اور معدلت کا آپس میں قریب ترین تعلق اور رشتہ ہے بلکہ مساوات کی اصل کسوٹی معدلت ہے۔

13.3.2 تعلیم میں مساوات و معدلت (Equality and Equity in Education)

دو الفاظ 'Equity' اور 'Equality' تعلیمی نظام میں بنیادی تشویش کا باعث ہیں۔ جس سے عام آدمی اکثر الجھتا ہے یا ان دو اہم لفظ کو ایک دوسرے کے متبادل استعمال کرتا ہے۔ آیئے درج ذیل دو تصویروں کی مدد سے ان دونوں الفاظ کے معنی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

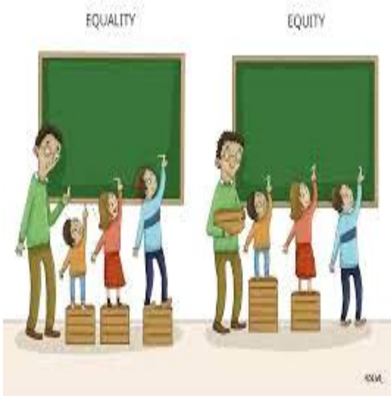

Picture-2

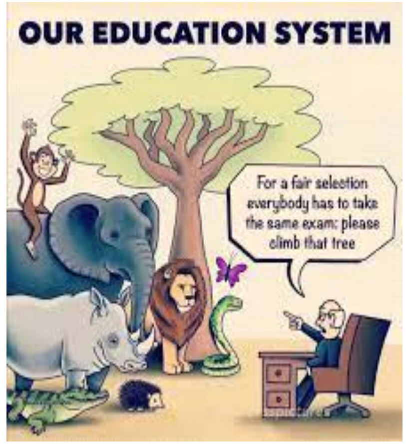

Picture-1

اگر آپ تصویر 1-دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ سب کو یکساں موقع دیا جا رہا ہے جو درخت پر چڑھیں گے ان کو داخلہ دیا جائے گا۔ لیکن سوچئے کیا یہ انصاف ہے؟ مساوات موجود ہے لیکن کیا ہمیں ایسی مساوات کی ضرورت ہے؟ کیا اس طرح کی مساوات مسئلہ کو حل کر سکتی ہے؟ یا کچھ مخفی ہے؟ مخفی جزمعدلت ہے۔ اب تصویر 2-دیکھیں یہ آپ کو دونوں اصطلاحات کی بہتر سمجھ دے گا۔

اصطلاح' مساوات 'سے مراد توازن، ہم آہنگی اور یکسانیت ہے یا' ہر لحاظ سے یکساں 'جبکہ' معدلت ' سے مراد انصاف کے اصول ہیں۔ معدلت کا استعمال اکثر معدلت کے متعلقہ اصول کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ کیا جاتا ہے جس میں تعلیمی ماڈلز، پروگرامز، اور حکمت عملیوں کی ایک وسیع اقسام شامل ہیں جنہیں منصفانہ سمجھا جا سکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ مساوی ہوں۔ یہ ایک عام تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اگر معدلت عمل ہے تو مساوات اس کا نتیجہ ہے۔ تعلیم میں معدلت، حصولیابی، کامیابی، تقرری اور مواقع کا پیمانہ ہے۔ تعلیمی معدلت دو اہم عوامل پر منحصر ہے :موزوں مواقع کی شمولیت؛ مواقع کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے ذاتی حالات سے متعلق عوامل کو تعلیمی کامیابی اور شمولیت کی صلاحیت میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے، جس سے مراد ایک جامع معیار ہے جو ایک مخصوص تعلیمی نظام میں ہر ایک پر لاگو ہوتا ہے۔ یہ دونوں عوامل ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور تعلیمی نظام کی بامعنی تعلیمی کامیابی کے لیے ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ اب، پہلے سے کہیں زیادہ تعلیمی معدلت کی بڑھتی ہوئی اہمیت اس مفروضے پر مبنی ہے چونکہ فرد کی تعلیم کی سطح کا براہ راست تعلق زندگی کے معیار سے ہے جو اسے مستقبل میں درپیش ہو گی۔ لہٰذا، ایک تعلیمی نظام جو تعلیمی معدلت پر عمل کرتا ہے ایک ایسے معاشرے کی مضبوط بنیاد ہے جو منصفانہ اور ترقی پذیرہے۔ تاہم،تعلیم میں عدم مساوات سے بچنا مشکل ہے اور سماجی و اقتصادی حیثیت، نسل، جنس یا معذوری کی وجہ سے عدم مساوات ہو سکتی ہے۔ تعلیم میں مساوات کا مطلب یہ ہو گا کہ تمام طلباء کو ذات، طبقے، علاقہ، مذہب، جنس وغیرہ جیسی تفریقات سے قطع نظر یکساں مواقع تک رسائی حاصل ہوگی اور بالکل یکساں مواقع حاصل ہوں گے۔

13.3.3 تعلیم میں مساوات اور معدلت کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Equality and Equity in Education)

درج ذیل پہلو تعلیم میں مساوات اور معدلت کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہیں:

انسانی حقوق: انسانی حقوق کے عالمی منشور Universal Declaration of Human Rights، 1948 کو اپنانے کے بعد سے تعلیم کو ایک عالمی اور بنیادی انسانی حق سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی پایا گیا ہے کہ تعلیم کا حق نہ صرف اپنے آپ میں ایک انسانی حق ہے بلکہ دوسرے حقوق کے استعمال کے لیے بھی ضروری ہے۔ مواقع کی مساوات کی بھی انسانی حقوق کے عالمی منشور UDHR، 1948 کے دفعہ I میں تصدیق کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ" تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں وقار اور حقوق میں برابر ہیں"۔ اس کی ایک کڑی کے طور پر" غیر امتیازی سلوک "اور" تعلیم کے حق "کے اصولوں کی بھرپور وکالت کی گئی ہے۔ ان دو اصولوں نے" تعلیم میں مواقع کی مساوات "کے تصور کو جنم دیا۔ اس لیے تعلیم کو ہر فرد کا پیدائشی حق سمجھا جاتا ہے۔ یہ تمام بچوں کو بلا تفریق ذات، عقیدہ، مذہب، زبان، جنس اور دیگر سماجی سطح پر فراہم کیا جانا چاہیے۔ مذہب، نسل یا طبقے کی بنیاد پر کسی بھی فرد کو تعلیم سے محروم کرنا انسانی حقوق کی نفی ہو گی۔

سوشلزم کے لیے ضروری: مساوات کا تصور صدیوں سے سوشلسٹ آئیڈیلزم کی اصل قوت رہا ہے۔ سوشلزم کے دائرہ کار کے تحت ہر فرد کو اس کی فطری صلاحیتوں کے مطابق سماجی، اقتصادی، ثقافتی اور تعلیمی ترقی کے یکساں مواقع ملنے چاہئیں۔ یہاں تک کہ ہندوستان کے آئین کی تمہید تمام شہریوں کے لیے" مساوات اور مواقع "کی ضمانت دیتی ہے۔

جمہوریت کی کامیابی: مساوات جمہوری معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا مقصد امتیازی سلوک کو روکنا اور سب کو یکساں مواقع فراہم کرنا ہے۔ مساوات کا مرکزی خیال یہ ہے کہ تمام افراد معاشرے میں مساوی سلوک کے حقدار ہیں اور ان کے ساتھ نسل، جنس، ذات، عقیدہ، قومیت، معذوری، عمر، مذہب وغیرہ کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں برتا جاسکتا ہے۔ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے۔ حقیقی جمہوریت کچھ عالمی اقدار جیسے آزادی، مساوات، بھائی چارے اور انصاف کے عمل سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس لیے جمہوری اداروں کی کامیابی کے لیے تعلیم میں مساوات اور معدلت ضروری ہے۔

مساوی معاشرہ: جمہوری ہندوستان کا آئین مساوات پر مبنی معاشرے کے تصور کو بیان کرتا ہے جس میں مساوات اور سماجی انصاف بنیادی اصول ہیں۔ جدید معاشرہ تعلیم کو ایک اہم سماجی وسیلہ اور مساوات کے ہدف کی بازرسائی کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ تعلیم کے مساوی مواقع شہریوں کو معاشرے میں مساوی حیثیت کے حصول کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ اسی لیے، ایجوکیشن کمیشن (66-1964) نے کہا کہ تعلیمی مواقع کی یکسانیت ہی' ایک مساوات اور انسانی معاشرے کی تعمیر کی واحد ضمانت ہے جس میں کمزوروں کا استحصال کم کیا جائے گا'۔

اقتصادی اور سماجی ترقی: ایک اور نقطہ نظر یہ ہے کہ معاشرے اور فرد کی ترقی ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ لہٰذا، ہر اعتبارسے تعلیم کا مقصد فرد کو معاشرے کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کی صلاحیت کے مطابق ترقی دینا ہے اور معاشرے کی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ مساوی اور معدلت تعلیم کو فرد کی سماجی اور معاشی حیثیت کو پروان چڑھانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ تعلیم لوگوں کو سماجی اور معاشی طور پر بااختیار بنانے کا ایک طاقتور ذریعہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تعلیم ہندوستان کے تمام شہری، ایس سی، ایس ٹی، لڑکیوں، دیہی بچے اور معاشی طور پر غریب بچوں تک پہنچنی چاہیے۔

قوم کی ترقی: کسی بھی قوم کی تیز رفتار ترقی کے لیے تعلیم میں مساوات اور معدلت ضروری ہے۔ آج کسی قوم کی ترقی کو بنیادی طور پر اس کے انسانی وسائل کی ترقی کے اعتبار سے پیمائش کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کو اب سرمایہ کاری سمجھا جانے لگاہے۔ اگر لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کے یکساں مواقع میسر ہوں تو انہیں اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا موقع ملے گا اور اس طرح قوم کی ترقی میں اپنا تعاون دیں گے۔

ٹیلنٹ کی تلاش: مساوات اور معدلت کے اصول سب کے لیے تعلیمی مواقع تک رسائی کے حق کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس طرح کے اصول اہلیت اور صلاحیت کے مطابق انسان کی اندرونی صلاحیتوں کے اظہار کے وسیع تر مواقع فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح تعلیم میں مساوات اور معدلت کسی قوم میں ٹیلنٹ کی تلاش کو آسان بناتی ہے لہٰذا بڑی تعداد میں خصوصی ملازمتوں کے لیے خصوصی صلاحیتوں کے حامل افراد دستیاب ہوں گے اور معاشرے کو فائدہ پہنچے گا۔

قریبی ربط: تعلیم میں مساوات اور معدلت معاشرے کی ضروریات اور ہنر مند افراد کی دستیابی کے درمیان قریبی تعلق کو وسیع کرے گی۔ معاشرے اور اس کے ارکان کی توقعات اسی وقت پوری ہو سکتی ہیں جب تعلیم میں مساوات اور معدلت کی دستیابی ہو۔

جدیدیت: تعلیم کا جدیدیت کے عمل سے گہرا تعلق ہے۔ مساوی اور معدلت تعلیم معاشرے کے سماجی اور معاشی طور پر پسماندہ طبقات کے استحصال کو کم کرتی ہے۔ تعلیم میں مساوات غربت، ناخواندگی، توہمات اور جہالت کو بھی دور کرتی ہے۔ تعلیم میں مساوات اور معدلت اس طرح افراد کو سماجی، اقتصادی، سیاسی اور تعلیمی میدانوں میں جدیدیت کے عمل میں شریک کرتی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)
1۔ مساوات سے کیا مراد ہے؟ 2۔ معدلت (Equity) کسے کہتے ہیں؟ 3۔ تعلیم میں 'معدلت اور مساوات' سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟

13.4 آئین کا دیباچہ تعلیم کے حوالے سے

(Preamble of the Constitution with reference to Education)

"ہندوستانی آئین کا دیباچہ آزاد ہندوستان کی روح ہے "اگر آپ اس دیباچہ کو پڑھیں اور اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کریں تو آپ کو اس بیان سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں ملے گی۔ یہ آئین کے بنیادی مقصد کو بیان کرتا ہے۔ ہمارا آئین یہاں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہے کہ ہندوستان کے تمام افراد کو مساوی سمجھا جائے۔ سب کو بغیر کسی خوف اور تعصب کے اظہار خیال کے مساوی حقوق حاصل ہیں، سب کو انصاف تک مساوی رسائی حاصل ہے اور سب کو مواقع تک رسائی کے مساوی حقوق حاصل ہیں آپ کہہ سکتے ہیں کہ مساوات اور معدلت ہمارے آئین کی بنیادی اقدار میں شامل ہیں۔ آئین ہند کا دیباچہ تمام ہندوستانیوں کی اجتماعی رضامندی اور خواہشات کا مظہر ہے۔ دیباچہ تمام شہریوں کے لیے انصاف، آزادی، مساوات اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے۔ ایک ہندوستانی کی زندگی کے تمام شعبوں میں اس کے اثرات ہیں۔ اسکولی نظام میں، یہ ہر بچے کو زندگی، آزادی اور سلامتی کے حق اور کسی بھی طرح کے ظلم، غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک سے آزادی کو یقینی بناتا ہے۔ آئین ہند کے دیباچے کا بنیادی مقصد ایک خوشگوار، خوشحال، پرامن اور استحصال سے پاک و صاف سماج کی تعمیر و تشکیل سے ہے۔اس تصور کی عملی تعبیر ظاہر ہے تعلیم اور تعلیمی افعال کے ایک منصوبہ بند لیکن جذبہ و ایثار سے سرشار پروگراموں اور سرگرمیوں کے ذریعے ہی ممکن ہوپائے گی۔ چنانچہ آئین کے دیباچے میں تعلیم کے کردار کو نہایت ہی سنجیدگی اور ذمہ داری کے ساتھ آئین سازوں نے تسلیم کیاہے۔ ہندوستان نے آزادی کے بعد اپنے لیے ایک موثر جمہوریت کے راستے کا انتخاب کیا۔ اس کی کامیابی کے لیے موثر تعلیم اور تعلیمی عمل پر زور دیا گیا تاکہ قومی ترقی کی رفتار کو تیز تر کیاجاسکے۔

13.4.1 تعلیم سے متعلق آئین ہند کی دفعات

(Provisions of the Constitution of India relating to Education)

آئینی دفعات نے مختلف مراحل میں تعلیم پر براہ راست اور بالواسطہ اثر ڈالا ہے۔ ہندوستان میں تعلیم کے حوالے سے مختلف آئینی دفعات ہماری سماجی، اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی ضروریات کے مطابق ہیں۔ ہندوستان کا آئین ملک میں تعلیم کے درج ذیل اہم شعبوں کے لیے دفعات فراہم کرتا ہے:

1۔ مفت اور لازمی تعلیم کا حق - دفعہ 45

2۔ تعلیم کا حق -دفعہ 21 A

3۔ خواتین کے لیے تعلیم - دفعہ 15 (3) (1)

4۔ تعلیم کا فروغ اور ایس سی، ایس ٹی اور دیگر کمزور طبقات کے معاشی مفادات - دفعہ 46

5۔ مذہبی تعلیم - دفعہ 25 ،(1) ،(2)، 28 (3)

6۔ اقلیتوں کی تعلیم، اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ -دفعہ 29

7۔ اقلیتوں کے لیے تعلیمی اداروں کے قیام اور نظم و نسق کا حق -دفعہ 30

8۔ ابتدائی مرحلے میں مادری زبان میں تعلیم – دفعہ 350 A

9۔ ہندی کا فروغ- دفعہ 351

10۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں تعلیم - دفعہ 239

11۔ تعلیم کا موقع فراہم کرنا بنیادی فرض – دفعہ 51 (A)

1۔ **مفت اور لازمی تعلیم(Free and compulsory Education)**

آئین کی دفعہ 45 میں کہا گیا ہے" :ریاست کی یہ کوشش رہے گی کہ وہ اس آئین کے نافذ العمل ہونے سے لے کر دس سال کے اندر سارے بچوں کواُن کی 14 برس کی عمر تک مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے"۔

یہاں لفظ" ریاست "سے مراد سرکار، ہندوستانی پارلیمان اور وہ سارے مقامی سرکاری حکام اور ادارے ہیں جوہندوستان کے ملکی حدود کے اندر پائے جاتے ہوں اور حکومت ہند کے ماتحت ہوں۔ اس طرح ابتدائی مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی اور اس کا انتظام مرکزی سرکار، صوبائی سرکاروں، بلدیاتی اداروں اور رضاکار تنظیموں کی ذمہ داری ہے۔ دفعہ 45 میں ترمیم کی گئی ہے تاکہ اس کے دائرہ کار کو 6 سال کی عمر تک کی پری پرائمری تعلیم تک محدود رکھا جائے۔

چھ سال سے کم عمر کے بچوں کو ابتدائی بچپن کی نگہداشت اور تعلیم کی فراہمی دفعہ :45 ریاست تمام بچوں کے لیے ابتدائی بچپن کی دیکھ بھال اور تعلیم فراہم کرنے کی کوشش کرے گی جب تک کہ وہ چھ سال کی عمر مکمل نہ کر لیں۔

2۔ **تعلیم کا حق(Right to Education)**

دفعہ 21 A:ریاست 6 سے 14 سال کی عمر کے تمام بچوں کو اس طریقے سے مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی جیسا کہ ریاست قانون کے توسط سے طے کر سکتی ہے 86) ترمیم، ایکٹ(2002 ۔

93ترمیم(ابتدائی تعلیم ایک بنیادی حق):اب آئین کی93 ویں ترمیم کے ذریعے پرائمری تعلیم کو' بنیادی حق 'بنا دیا گیا ہے۔ یہ قانونی حق بن چکا ہے۔

3۔ **خواتین کی تعلیم(Women Education)**

دفعہ15:یہ دفعہ کسی بھی شہری کے ساتھ جنس، مذہب، نسل، جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیازی سلوک سے متعلق ہے۔

دفعہ(1)15:ریاست کسی بھی شہری کے ساتھ جنس، مذہب، نسل، جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کرے گی۔

آئین کی دفعہ(3) 15:ریاست کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ خواتین کے لیے خاص بندوبست کرے اور اس میں ان کی تعلیم بھی شامل ہے۔ اس طرح آئین ہندنے خواتین کو مردوں کے برابر مکمل مساوات کا یقین دلایا ہے۔ اور آئین سازوں نے اس کی

اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا تھا کہ خواتین کی حصول تعلیم میں حصہ داری سے ہی صدفیصد خواندگی کا ہدف پورا کیاجا سکتا ہے اور مجموعی طور پر قومی ترقی کے لیے راستے ہموار ہو سکتے ہیں۔

4۔ **تعلیم برائے کمزور طبقات(Education for Weaker Sections)**

آئین کی دفعہ 15 ، 17 اور 46 میں سماج کے کمزور طبقات کے تعلیمی مفادات کے تحفظ کی بات کی گئی ہے۔ یہ کمزور طبقات سماج میں رہنے والے پسماندہ طبقات، درج فہرست ذاتوں اور قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔لہٰذا ریاست کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ ان طبقات کے تعلیمی اور معاشی مفادات کا خیال کرتے ہوئے سماجی ناانصافیوں اور تمام قسم کے استحصال سے تحفظ فراہم کرے ۔ جس کی روسے درج فہرست ذاتوں، قبائل کے علاوہ سکھ اور بدھ مذاہب سے تعلق رکھنے والے تعلیمی اور معاشی طور پر کمزور طبقات کو تحفظات(Reservation)فراہم کیے گئے ہیں۔

5۔ **مذہبی تعلیم کا انتظام(Provision for Religious Education)**

دفعہ25:مذہب کی تبلیغ کا حق

آئین کی دفعہ (1)25:تمام شہریوں کو ضمیر کی آزادی اور مذہب کا دعویٰ کرنے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اس کی تبلیغ واشاعت کے حق کی ضمانت دیتا ہے۔

دفعہ28:مذہبی تعلیمات میں شرکت کی آزادی

دفعہ 28 کا تعلق' مذہبی تعلیمات یا بعض تعلیمی اداروں میں مذہبی عبادات میں شرکت کی آزادی 'سے ہے۔ اس دفعہ میں تین شقیں ہیں۔

دفعہ(1)28: کہتی ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں کوئی مذہبی تعلیم فراہم نہیں کی جائے گی جو مکمل طور پر ریاستی فنڈز سے چل رہیں ہو ۔

دفعہ(2)28: کہتی ہے کہ" شق (1) کا اطلاق کسی ایسے تعلیمی ادارے پر نہیں ہوتا جو ریاست کے زیرِ انتظام ہے لیکن اس کی بنیاد کسی وقف یا ٹرسٹ کے تحت رکھی گئی ہے جو اس ادارے میں مذہبی تعلیم کی فراہمی کو لازمی قرار دیتا ہے۔"

دفعہ(3)28: کہتی ہے کہ حکومت کی طرف سے منظور شدہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں داخلہ لینے والے یا حکومت سے مالی امداد حاصل کرنے والے افراد کسی بھی مذہبی تعلیمات میں شرکت کرنے یا ادارے یا اس سے منسلک احاطے میں منعقد ہونے والی کسی مذہبی تقریب میں شرکت کے پابند نہیں ہیں، جب تک کہ وہ یا ان کے قانونی سرپرست نے رضامندی فراہم نہ کی ہو۔

6۔ **اقلیتوں کے تعلیمی حقوق(Educational Rights of Minorities)**

آئین کی دفعہ 29 اور 30 میں اقلیتوں کے تعلیمی حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ان دفعات کی روشنی میں آئین ہند اقلیتوں کے ثقافتی اور تعلیمی حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ اُنہیں اپنے اسکول قائم کرنے کی پوری آزادی دینے کے علاوہ انہیں اپنی زبان کے رسم الخط Script کو محفوظ رکھنے کی بھی ضمانت دیتا ہے۔دفعہ 99 یہ صراحت کرتا ہے کہ کسی بھی شہری کو ملک کے کسی بھی اسکول میں جو سرکار کے تحت یا سرکاری امداد سے چلایا جارہا ہوداخلے سے روکا نہیں جا سکتا۔ بھلے ہی وہ شہری کسی مذہب، ذات،علاقہ، نسل اور زبان سے تعلق رکھتا ہو۔ دفعہ 30 کے حصہ دوم میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی اقلیتی انتظام کے تحت چلائے جانے والے تعلیمی ادارے کو سرکاری امداد کی فراہمی کے حوالے سے کوئی بھی امتیاز اور بھید بھاؤ نہیں برتا جائے گا۔ خواہ اُس کا تعلق کسی مذہب اور زبان سے کیوں نہ ہو۔دفعہ 350 اقلیتوں کے تعلیمی حقوق کی مزید وضاحت کرتی ہے۔ ریاست ہر ممکن کوشش کرے گی کہ وہ تمام سہولیات بہم پہنچائی جائیں جن کا اقلیتوں کو یقین دلایا گیا ہے۔ کسی بھی فرد کو یونین یا ریاست کی طرف سے استعمال کی جانے والی کسی بھی زبان میں یونین یا ریاست کے کسی بھی افسر یا اتھارٹی کو شکایت پہنچانے کا حق حاصل ہے تاکہ ان کی شکایات کا ازالہ کیا جا سکے۔ سرکار لسانی اقلیتوں کے سارے بچوں کے تعلیمی فائدے کے لیے اور ان کی زبان کی تحفظ کے سلسلے میں ایک خصوصی آفیسر کے ذریعے سے تحقیقات کروا سکتی ہے۔ یہ اس وجہ سے لازمی ہے کہ ایک تو یہ مادری زبان کا مسئلہ ہے اور دوسرا اس کا تعلق لسانی اقلیتی گروہوں سے بھی ہے۔

7۔ **مادری زبان کے ذریعے ابتدائی تعلیم(Instruction in Mother Tongue at the Primary Stage)**

دفعہA-350: دفعہ A-350 ابتدائی مرحلے میں مادری زبان میں تعلیم کی سہولیات سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ " یہ ہر ریاست اور ریاست کے ساتھ ہر مقامی اتھارٹی کی کوشش ہوگی کہ لسانی اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو تعلیم کے ابتدائی مرحلے میں مادری زبان میں تعلیم کے لیے مناسب سہولیات فراہم کی جائیں، اور صدر کسی بھی ریاست کو ایسی ہدایات جاری کر سکتا ہے جیسا کہ وہ اس طرح کی سہولیات کی فراہمی کے لیے ضروری یا مناسب سمجھے۔

دفعہB-350: آئین کے تحت لسانی اقلیتوں کے لیے فراہم کردہ تحفظات سے متعلق معاملے کی تحقیقات کے مقصد کے ساتھ لسانی اقلیتوں کے لیے ایک خصوصی افسر کی تقرری کا بندوبست کرتا ہے۔

8۔ **ہندی کا فروغ**

دفعہ351: دفعہ 351 ہندی کے فروغ سے متعلق ہے۔ آئین ہندی کی ترقی اور ترویج کا بھی انتظام کرتا ہے۔

9۔ **مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں تعلیم**

دفعہ239: آئین کا دفعہ 239 کہتا ہے کہ ہر مرکز زیر انتظام علاقہ میں تعلیم کی ذمہ داری یونین یا مرکزی حکومت کے ماتحت ہوگی۔

10۔ **تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کے بنیادی فرائض**

دفعہ 51-A شق 'K': یہ ہندوستان کے ہر شہری والدین یا سرپرست کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے بچوں کو جن کی عمر چھ سے چودہ سال کے درمیان ہو تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

11۔ **تعلیمی افعال کے لیے قانون سازی کے اختیارات (Legislative Powers for Educational Functions)**

آئین ہند کی ایک خصوصیت وفاقی ڈھانچہ (Structure Federal) بھی ہے۔ اس تعلق سے مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کی گئی ہیں۔ اور کچھ اختیارات کو مشترکہ فہرست (Concurrent list) میں رکھا گیا ہے دونوں مرکز اور ریاستیں اس حوالے سے اپنے اپنے دائرے میں رہ کر قانون سازی کرسکتے ہیں۔ مرکزی فہرست میں Items 97 ہیں جن میں 7 کا تعلق تعلیم سے ہے۔ جس میں بیرونی ممالک کے ساتھ تعلیمی اور تمدنی معاہدے، قومی سطح پر کتب خانوں، عجائب گھروں وغیرہ کا قیام اور مرکزی جامعات، سائنسی اور تکنیکی اداروں کے قیام کے لیے قانون سازی شامل ہے۔ ریاستی Items میں شامل 66 میں 2 کا تعلق تعلیم سے ہے۔ صوبائی سرکاریں، جامعات، دیگر فنی اور تکنیکی کالجز، کتب خانہ، آثارقدیمہ اور عجائب گھر وغیرہ کے حوالے سے قانون سازی کر سکتی ہے۔

تعلیم سے متعلق تمام دفعات ہمارے ملک کے آئین میں درج ہیں اور آئین تمام دفعات کی ضمانت دیتا ہے۔ لیکن صرف بنیادی حقوق سے متعلق دفعات عدالت کی طرف سے عائد ہوتی ہیں اور ریاستی پالیسی کے ہدایتی اصولوں پر مبنی دفعات کو عدالت کے ذریعے نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ان تمام دفعات کی کامیابی حکومت کی نیک نیتی پر منحصر ہے۔ لہٰذا دفعہ 21 جو کہ 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم کی ضمانت دیتا ہے اور یہ بنیادی حق ہے کیونکہ اس کی خلاف ورزی قانون کی نظر میں قابل سزا ہے۔ دفعہ 51 جس میں 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے والدین کی ذمہ داریوں کو واضح کیا گیا ہے کہ وہ تعلیم کی فراہمی کو قومی فریضہ قرار دیتے ہوئے آئین ہند کی ایک اہم شق سمجھی جائے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)
1۔ آئین کی کس دفعہ میں مفت اور لازمی تعلیم کی بات کہی گئی؟ 2۔ آئین کی دفعات 15، 17 اور 46 میں کیا بات کہی گئی ہے؟ ______________________________________ _______________________

13.5 جمہوریت کے استحکام میں تعلیم کا کردار

(Role of Education in Strengthening Democracy)

جمہوریت میں حکمرانی کی طاقت کسی ایک شخص کی نہیں بلکہ عوام کے منتخب نمائندوں پر مرکوز ہوتی ہے۔ عوام کے منتخب کردہ نمائندے عوامی فلاح و بہبود کے لیے مسلسل کام کرتے ہیں ۔ جب یہ نمائندے اپنے حقوق یا اختیارات کا غلط

استعمال کرنے لگتے ہیں تو عوام ان سے ان کے حق حکمرانی کو چھین لیتی ہیں اور ان کے بجائے دوسرے فرد کو اپنا نمائندہ منتخب کرتی ہیں۔ اس طرح جمہوری ریاست میں خود حکمرانی کا بندوبست ہوتا ہے۔ افراد کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خود حکمرانی کے لیےمناسب تعلیم یافتہ ہوں۔ جب جمہوریت میں افراد کو اپنا حکمران منتخب کرنے کا حق حاصل ہے تو لازما ان کے پاس اتنا علم اور دانش بھی ہونا چاہیے کہ وہ مناسب حکمران منتخب کر سکیں۔ وہ ایسے حکمرانوں کا انتخاب کریں جو عوام کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرم ہو سکیں۔ مطلوبہ علم و دانش کی کمی کی صورت میں لوگ لا شعوری طور پر خودغرض، بدعنوان اور غدار امیدواروں کا انتخاب کریں گے جو حکمرانی کے اہل نہیں ہیں اور نا اہل حکمرانوں کی حکمرانی میں معاشرہ ترقی نہیں کر سکے گا۔ اس لیے جمہوریت میں افراد کو باشعور کرنا ضروری ہے اور انہیں سیاسی طور پر باشعور کیا جانا چاہیے۔ تعلیم یافتہ عوام کے بغیر جمہوریت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تعلیم جمہوریت کی بنیاد کے علاوہ ریڑھ کی ہڈی بھی ہے۔ یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن نے اس سلسے میں اپنی سفارشات میں جمہوریت اور تعلیم کے درمیان تعلق کو اس طرح سے بیان کیا ہے۔" سماجی آزادی کے لیے تعلیم ایک موثر ترین ذریعہ ہے جس سے جمہوریت کو قائم و دائم اور سماج کے افراد کے درمیان جذبہ اخوت کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے"۔

جمہوریت کے استحکام میں تعلیمی افعال:

1۔ **قابل شہری بنانا:** جمہوریت کی کامیابی کا دارومدار ان شہریوں پر ہے جو قابل، باصلاحیت اور بہترین کردار کے حامل ہیں، آزادی، مساوات اور انصاف کو اہمیت دیتے ہیں اور نسل پرستی، فرقہ واریت، برتری اور کمتری کے جذبات سے دور ہیں۔یہ بہترین شہری تعلیم کے ذریعے ہی تیار ہوسکتے ہیں۔ اس طرح جمہوری ریاست میں باکمال اور باشعور شہری تیارکرنے کے لیے تعلیم لازمی جز ہے۔

2۔ **فرائض اور حقوق :** جمہوری نظام میں شہریوں کا نہ صرف یہ کہ وہ اپنے فرائض اور حقوق سے واقف ہوں بلکہ وہ اپنے فرائض کو بحسن خوبی انجام دے سکیں اور اپنے حقوق کا صحیح استعمال کریں۔ ایک ریاست اسی صورت میں آسانی سے کام کر سکتی ہے جب اس کے تمام شہری اپنے فرائض اور حقوق سے واقف ہوں اور یہ صرف تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ تعلیم جمہوریت کا ایک اہم ہتھیار ہے کیونکہ ایک تعلیم یافتہ شہری ہی جمہوریت کی حفاظت کر سکتا ہے۔

3۔ **ملک سے محبت کا جذبہ:** جمہوریت کی ترقی اور تحفظ کی ذمہ داری اس کے شہریوں پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ان میں اپنے ملک سے محبت اور عقیدت کا جذبہ ہو۔ ان کے اندر ایثار وقربانی کا جذبہ اس قدر پیدا ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات سےبالاتر ہوکر ملک کی بھلائی و بہتری کے لیے سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہوں۔ انہیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ ملک ان کا اپنا ہے، اس کی ترقی ان کی ترقی ہے، لہٰذا ہمیں اس کے تحفظ کے لیے اپنی جان تک دینے سے گریز نہ ہو۔ شہریوں میں اس قسم کا احساس پیدا کرنا صرف تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

4۔ **سیاسی شعور:**جمہوریت میں ملک کی حکومت چلانے کے لیے شہری اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس لیے انہیں ووٹ کی اہمیت سے کافی حد تک واقف ہونا چاہیے۔ انہیں گورننس سسٹم کے بارے میں بھی مکمل علم اور معلومات ہونی چاہیے۔ انہیں ان کے نمائندوں کے حکومت کرنے کے طریقے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ عوامی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے کی سطح کے بارے میں مکمل معلومات ہونی چاہئےاوریہ تعلیم کے توسط سے ہی ممکن ہے ۔ تعلیم ایک فرد کو ووٹ کی اہمیت سے واقف کرتی ہے، نظام حکومت اور سیاسی نظام کے بارے میں آگاہ کرتی ہے اورافرد میں ان سرگرمیوں میں حصہ لینے کی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جمہوری نظام کو چلانے کی ذمہ داری تعلیم یافتہ عوام پر عائد ہوتی ہے۔

5۔ **جمہوری نظریات پر اعتماد:**جمہوریت کے اپنے معیار اور اقدار ہوتے ہیں۔ جمہوریت کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کے شہری ان نظریات اور اقدار پر یقین رکھتے ہوں اور ان کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہوں۔ اس کے لیے تعلیم ضروری ہے اور تعلیم ہی یہ اہم کام کرسکتی ہے۔ تعلیم ہی شہریوں میں ان نظریات اور اقدار کے لیے اعتماد پیدا کرتی ہے اور ان اصولوں اور اقدار کے مطابق عمل کرنے کی عادت کو فروغ دیتی ہے۔

6۔ **انسانی خوبیوں کو فروغ دینا:**جمہوریت کے لیے ایسے شہریوں کی ضرورت ہے جو انسانی صفات سے معمور ہوں جن میں محبت، تعاون،، ہمدردی، صبر، ایثار اور قربانی جیسی صفات ہونی چاہئیں۔ ان انسانی صفات سے بھرپور شہری جمہوریت کی بنیاد ہیں۔ جمہوریت کی کامیابی انہیں شہریوں پر منحصر ہے۔ یہ خوبیاں تعلیم کے ذریعے ہی لوگوں میں پیدا کی جا سکتی ہیں اس لیے جمہوریت میں تعلیم کی اہمیت ہے۔

7۔ **ثقافت کے تحفظ اور ارتقاء کے لیے:**جمہوریت میں یہ ضروری ہے کہ تمام شہری اپنی ثقافت، تہذیب، تعلیم اور سائنس وغیرہ جیسی خوبیوں سے واقف ہوں اور ان کی ترقی میں بھی اپنی شراکت کو یقینی بنائے ۔ یہ صرف تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ تعلیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہماری ثقافت اور سماجی ورثے کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اور ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جمہوریت کی کامیابی کے لیے تعلیم انتہائی ضروری ہے۔ اگر ہم جمہوری نظام کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں شہریوں کو تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ ہیدرنگٹن نے صحیح کہا ہے کہ" جمہوری حکومت ایک تعلیم یافتہ عوام کا مطالبہ کرتی ہے۔ "جمہوریت اور تعلیم ایک دوسرے پر منحصر ستون ہیں جو ایک منصفانہ اور جامع معاشرے کی ترقی کی حمایت کرتے ہیں۔ تعلیم افراد کو جمہوری عمل میں بامعنی شراکت داری کا اختیار دیتی ہے۔ یہ سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے، مساوات، انصاف اور آزادی کے اصولوں پر مبنی معاشرے کی تعمیر میں مدد کرتی ہے۔ اس کے برعکس، جمہوریت تعلیم کے فروغ کے لیے ضروری خاکہ اور ماحول فراہم کرتی ہے اور ذمہ دار شہریوں کی تشکیل میں اپنا اہم کردار اداکرتی ہے۔

13.5.1 معلم بحیثیت ایک جمہور نواز(Teacher as a Democrat)

جمہوری ماحول میں ایک معلم بیک وقت ایک رہبر، ایک مفکر اور ایک دوست کارول انجام دیتا ہے۔ تعلیم میں معلم کا کردار کلیدی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کے بقول" معلم بجائے خود ایک مثال ہوتا ہے، وہ عمل، محبت اور ہمدردی کا مجسمہ ہوتا ہے "ایک جمہور نواز ہونے کے ناطے وہ بچوں کے ساتھ بلا کسی تفریق اور امتیاز کے یکساں سلوک کرتا ہے۔ علم سے محبت، پیشہ وارانہ قابلیت، خلوص واعتماد اس کے خاص ہنر ہوتے ہیں جس کو بروئے کار لاکر تعلیمی ادارے کے اندر ایک خوشنما جمہوری ماحول کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ معلم اپنے علم اور مثبت سوچ اور تجربے کی روشنی میں تعمیری تنقید کے سہارے سے بچوں کے اندر خود اعتمادی اور احساس ذمہ داری پیدا کرتا ہے جو بہر صورت مستقبل میں ایک باشعور جمہوری شہریت کا ثبوت دیتا ہے۔

ایک جمہوری معاشرے میں معلم بچوں اور والدین کے درمیان ایک موثر کڑی کے طور پر اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ معلم اپنے آپ میں ایک محرکہ(Motivation) ہوتاہے۔ یعنی معلم کی شخصیت سے دوسرے لوگ اور خاص طور پر طلباتحریک پاتے ہیں۔ اسکول کی آزاد جمہوری فضا میں بچوں کے درمیان جذباتی ہم آہنگی، احساس ذمہ داری اور سماجی خدمت پیدا کرنے میں معلم بلاواسطہ اور بالواسطہ ایک مثالی کردار اداکرسکتا ہے۔ جمہوریت کے فروغ میں ظاہر ہے معلم کا رول اور ذمہ داری بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے،لیکن اس کے لیے یہ بات بھی ضروری ہو جاتی ہے کہ معلم کو سماج میں وہ مقام، عزت اور وقار عطا کیاجائے جس کا وہ حقدار ہے۔

دور حاضر میں معلم کے رول میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ نئے تدریسی طریقے جو اپنی نوعیت میں جمہوری مزاج رکھتے ہیں انہیں اپنانے کی ضرورت ہے۔ چونکہ معلم اب بچوں کے لیے ایک دوست ہے۔ وہ ایک مطلق العنان شخص (Dictator)کی طرح نہیں ہو سکتا۔مولانا آزاد کا یہ خیال اپنے اندر بیش قیمتی تعلیمی مضمرات کا حامل ہے کہ اسکولی نصاب میں جدید سائنسی علوم کے ساتھ ساتھ سماجی علوم کو بھی برابری کا مقام ملنا چاہئے۔ اس سے سماج کے اندر اخلاقیات کا ماحول قائم ہوسکتا ہے۔ بچوں کے اندر ایمان داری، راست بازی، ہمدردی جیسے اقدار کو جلا مل سکتی ہے اور ایک مثالی جمہوری سماج وجود میں آسکتا ہے۔

تعلیم اور جمہوریت کے درمیان قریب ترین ربط اور تعلق کے پس منظر میں جب اسکول انتظامیہ، مقاصد تعلیم، نصاب تعلیم، طریقہ تدریس اور معلم کے رول کی بنیاد جمہوری اصولوں اور اقدار پر قائم ہوتی ہے تواسکول واقعی ایک مثالی مرکز جمہوریت بن سکتا ہے جہاں باہمی مفاہمت کی روشنی کی کرنیں ایک تسلسل کے ساتھ پھوٹتی رہیں گی۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)

1	سماجی آزادی	ایک چھوٹاسماج

2	مہاتمابدھ	بلاکسی تفریق کے حصول تعلیم کی تعلیمات	
3	آج کا بچہ	کل کا شہری	
4	اسکول	تعلیم ایک موثر ذریعہ	
5	تعلیم	کل کا چور	

13.6 خلاصہ (Summary)

یہ اکائی جمہوریت، تعلیم، مساوات اور معدلت کے تصورات پر مرکوز ہے اور ان کے معاشرتی و تعلیمی پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔ دور حاضر کی جمہوریت ایک طرز زندگی ہے جو ہر فرد کو آزادانہ سوچ، فیصلے اور خدمت کی ترغیب دیتی ہے۔ جمہوریت مساوات، انصاف، حریت، رواداری، بھائی چارہ اور انسانی احترام جیسے اصولوں پر قائم ہے اور مذہبی، لسانی، علاقائی یا طبقاتی تعصبات کی نفی کرتی ہے۔ تعلیم جمہوریت کو فروغ دینے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ معیاری اور مساوی تعلیم ہر شہری کو آزادی، خوداعتمادی اور ذمہ دار شہری بننے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ذہن سازی، سماجی مساوات اور جمہوری اقدار کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ جمہوریت کے اصولوں میں حریت، مساوات، بھائی چارہ، انصاف اور رواداری شامل ہیں۔ حریت کا مطلب ہے فکر، اظہار اور عمل میں آزادی، مگر اخلاقیات کے دائرے میں۔ مساوات ہر فرد کو یکساں حقوق اور مواقع فراہم کرتی ہے۔ بھائی چارہ سماجی تعاون، ہمدردی اور گروہی رشتوں کے فروغ پر مبنی ہے۔ انصاف سب کے لیے مساوی قوانین اور حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ رواداری مختلف عقائد اور نظریات کے احترام اور تحمل پر زور دیتی ہے۔ تعلیم میں مساوات اور معدلت بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ مساوات ہر فرد کو یکساں حقوق اور مواقع فراہم کرتی ہے جبکہ معدلت انفرادی ضروریات اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انصاف کو یقینی بناتی ہے۔ تعلیم میں مساوات اور معدلت انسانی حقوق، جمہوری اقدار، اقتصادی و سماجی ترقی اور قوم کی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ آئین ہند کے دیباچے میں تعلیم کو جمہوریت کے استحکام اور سماجی ترقی کے لیے کلیدی حیثیت دی گئی ہے اور آئینی دفعات نے ہر فرد کے لیے مساوی تعلیمی مواقع، خواتین کی تعلیم، کمزور طبقوں کے لیے اقدامات اور بنیادی تعلیمی حقوق کی ضمانت فراہم کی ہے۔

یہ اکائی اس بات پر زور دیتی ہے کہ تعلیم جمہوریت کا مضبوط ستون ہے اور مساوات، معدلت، انصاف، حریت، بھائی چارہ اور رواداری جیسے اصولوں کے فروغ کے ذریعے معاشرے میں ایک خوشحال، پرامن اور ترقی یافتہ ماحول قائم کیا جاسکتا ہے

13.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- جمہوریت (Democracy) دو یونانی الفاظ Demos and Kratia کا مجموعہ ہے۔ جس کا مطلب طاقت اورعوام یا عوام کی حکمرانی ہے۔

- جمہوریت ایک طرز حکومت، ایک سماجی تنظیم اور ایک طریقہ زندگی کا نام ہے۔
- جمہوریت طرز حکومت کی تشکیل میں ہر ایک مرد اور عورت حصہ لیتا ہے۔
- جمہوریت عدم مساوات، سماجی تفریق اورامتیاز کی نفی کرتا ہے۔
- جمہوریت کے استحکام میں تعلیم کا رول نہایت اہم ہے۔
- مفت اور لازمی تعلیم ایک جمہوری ماحول سے ہی ممکن ہے۔
- تعلیم کے ذریعے سے جمہوریت کو فروغ دینے سے آج کا بچہ کل کا ایک ذمہ دار شہری بن سکتا ہے۔
- اسکول کو ایک چھوٹا سماج کہا گیا ہے۔ اس حیثیت میں اسکول جمہوری ماحول کی تفہیم کے تعلق سے ایک بہترین تجربہ گاہ ہے۔
- جمہوریت کی تفہیم و ترقی میں ایک معلم ایک نظریہ ساز کے ساتھ ایک رہنما، ایک مفکر اور ایک دوست کا رول ادا کرتا ہے۔
- مساوات (Equality) کا مطلب ہے برابری، امتیاز اور تفاوت سے پاک فکر و عمل، معدلت (Equity) سے مراد محروم اور پس ماندہ طبقات میں بدلاؤ لانے سے ہے۔
- تعلیم کا مقصد معدلت (Equity) یہ ہے کہ سماجی انصاف کے ارتقائی عمل کو تسلسل کے ساتھ قائم رکھنا۔

13.8 فرہنگ(Glossary)

جمہوریت(Democracy)	جمہوریت کسی ملک میں افراد کے ذریعے، افراد کے لیے اور افراد کی حکومت ہے۔
مساوات(Equality)	مساوات (Equality) کا مطلب ہے برابری، امتیاز اور تفاوت سے پاک فکر و عمل۔
معدلت(Equity)	معدلت (Equity) سے مراد محروم اور پس ماندہ طبقات میں بدلاؤ لانے سے ہے۔
سیاسی جمہوریت	جمہوریت کی اس شکل کا مطلب عوام کے ذریعے عوام کی اور عوام کے لیے حکومت ہے
سماجی جمہوریت	جمہوریت کی یہ شکل رنگ، ذات، عقیدہ، جنس، زبان، علاقہ اور معاشی حیثیت کے تمام امتیازات کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ ہمدردی اور تعاون کو سمجھنے کا جذبہ ہے۔
معاشی جمہوریت	جمہوریت کی اس شکل کا مطلب یہ ہے کہ تمام افراد معاشی طاقت رکھتے ہیں۔

ریاست	ریاست سے مراد سرکار، ہندوستانی پارلیمان اور وہ سارے مقامی سرکاری حکام اور ادارے ہیں جو ہندوستان کے ملکی حدود کے اندر پائے جاتے ہوں اور حکومت ہند کے ماتحت ہوں۔
مشترکہ فہرست	مشترکہ فہرست مرکز اور ریاستوں دونوں کی مشترکہ دلچسپی کے مضامین پر مشتمل ہے۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ دونوں اس فہرست میں شامل مضامین پر قانون بنا سکتے ہیں۔
دیباچہ	آئین کا دیباچہ ان بنیادی آئینی اقدار کی عکاسی کرتا ہے جو آئین میں شامل ہیں۔

13.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ جمہوریت ایک طرز حکومت ہے، جس میں اپنا رول ادا کرتے ہیں۔

a) چند لوگ b) ایک گروہ c) ایک سیاسی جماعت d) سارے لوگ

2۔ مفت اور لازمی تعلیم کا ذکر آئین کی کس دفعہ میں کیا گیا ہے۔

a) 45 b) 61 c) 70 d) 37

3۔ جمہوریت Democracy دو لفظ Kratia اور Demos کا مجموعہ ہے ان کا تعلق کس زبان سے ہے

a) لاطینی b) یونانی c) جرمن d) عربی

4۔ "اسکول ایک چھوٹا سماج ہوتا ہے "کس کا قول ہے؟

a) مہاتما گاندھی b) جان ڈیوی c) روسو d) فروبل

5۔ اقلیتوں کے تعلیمی حق کو آئین کی کن دفعات میں تسلیم کیا گیا ہے؟

a) 29اور30 b) 39اور40 c) 27اور28 d) 51اور55

6۔ آئین ہند میں خواتین کے حصول تعلیم کا حق کس دفعہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے؟

a) 15 b) 17 c) 29 d) 37

7۔ "آزادی میرا پیدائشی حق ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے کہا۔

8۔ دفعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے والدین کی ذمہ داریوں کو واضح کیا گیا ہے۔

9۔ اصطلاح' مساوات 'سے مراد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

10۔ معدلت ' سے مراد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے اصول ہیں۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ جمہوریت کے معنی ہیں لوگوں کی حکومت، مختصر طور پر واضح کریں۔

2۔ آئین ہند میں مذہبی تعلیمات سے متعلق کیا کیا مراعات دی گئی ہیں؟

3۔ مساوات اور معدلت کے کیا معنی ہیں اوراس کی وسعت بیان کریں؟

4۔ آئین ہند کے دیباچے میں تعلیم کے حوالے سے کیا کہا گیا ہے؟

5۔ اقلیتوں کی تعلیم کے بارے میں آئین ہند میں کیا کہا گیا ہے؟

6۔ جمہوریت کا تصور کہاں سے پیدا ہوا؟

7۔ اصطلاح ''جمہوریت'' کی وضاحت کریں۔

8۔ جمہوریت کے استحکام میں تعلیم کے کردار کو واضح کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ جمہوریت کے استحکام میں تعلیم کے نظری (Theoretical)اور فعالی (Functional) پہلوؤں کو دلائل کے ساتھ بیان کریں۔

2۔ تعلیم میں مساوات اور معدلت کے تمام پہلوؤں کوتفصیل سے واضح کیجیے۔

3۔ معلم بحثیت جمہور نواز سے آپ کیا سمجھتے ہیں تحریر کریں۔

4۔ مساوات اور معدلت کی تعریف پیش کریں۔ تعلیم اس سلسلے میں کیا کردار ادا کرسکتی ہے؟

5۔ سماج کے وہ کون سے طبقات ہیں جن کے حصول تعلیم پر آئین ہند میں خاص طور سے تذکرہ کیا گیا ہے؟

جوابی کلید

1۔ سارے لوگ	2۔ 45
3۔ یونانی	4۔ جان ڈیوی
5۔ 29اور 30	6۔ دفعہ 15
7۔ بال گنگا دھر تلک	8۔ دفعہ51
9۔ توازن	10۔ انصاف

13.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Pivotal issues in Indian Education, S. K. Kochhar, Sterling Publishers Private Ltd., New Delhi.

2۔ History and Problems of Education, Yogendra K. Sharma, Kanishka Publishers, New Delhi.

3۔ Moderna Indian Education, C. E. S. Chauhan, Kanishka Publishers, New Delhi.

4۔ Educating in Emerging Indian Society, Prof. B. K. Nayak, Axis Publishers, New Delhi.

5۔ Philosophical and Sociological Perspectives on Education, J. C. Agarwal, Shipra Publication, New Delhi

6۔ Philosophical and Social Foundations of Education—S.S. Mathur, Vinod Pustak Mandir

7۔ Philosophical Foundations of Education—Yogendra Kumar Sharma, Madhulika Sharma

8۔ Philosophical Foundations of Education—O. P. Sharma

9۔ Education and Psychology—Measurement and Evaluation: Shashi Prabh

10۔ Philosophical Foundations of Education—Ramshackle Pandey

11۔ Sociological Foundation of Education—S.P. Chaubey, International Books, Meerut

12۔ Philosophical Foundations of Education—Dr. N. K. Sharma

13۔ Coleman, J.S. (et.al.) (1966). Equality of Educational Opportunity. Washington, D.C.: U.S. Government Printing office.

14۔ Bhatia, K.K. (2008). Philosophical and Sociological Foundations of Education, New Delhi, India: Kalyani Publishers.

15۔ Arulsamy, S. (2011). Philosophical and Sociological Perspectives on Education, New Delhi – Hyderabad, India: Neelkamal Publications Pvt. Ltd.

16۔ Jacob, W. J. & Holsinger, D. B. (2009). Inequality in Education: A Critical Analysis, in Holsinger, D.B. & Jacob, W.J. (eds.), Inequality in Education: Comparative and International Perspective, Hong Kong: Springer and the Comparative Education Research Centre, University of Hong Kong.

17۔ Talwar, M.S. & Kumar, T. Pradeep. (2010). Philosophical and Sociological Foundations of Education, New Delhi, India: Himalaya Publishing House.

18۔ Dewey, John (1916). Democracy and Education: An Introduction to the Philosophy of Education. New York: Macmillan.

اکائی 14۔ سوشلزم اور سیکولرازم

(Socialism and Secularism)*

اکائی کے اجزاء

14.0 تمہید (Introduction)
14.1 مقاصد (Objectives)
14.2 سوشلزم: معنی و مفہوم (Meaning of Socialism)
14.2.1 سوشلسٹ سوسائٹی (Socialist Society)
14.2.2 سوشلسٹ حکمت عملی (Socialist Strategy)
14.3 ہندوستانی سوشلزم (Indian Socialism)
14.4 سوشلزم اور تعلیم (Socialism and Education)
14.5 سوشلزم کے فروغ میں تعلیم کا کردار
(Role of Education in the Promotion of Socialism)
14.6 سیکولرازم (Secularism)
14.6.1 سیکولرازم کے معنی (Meaning of Secularism)
14.6.2 سیکولرازم کا تصور (Concept of Secularism)
14.6.2.1 مغربی سیکولرازم (Western Secularism)
14.6.2.2 سیکولرازم کا ہندوستانی تصور (Indian Concept of Secularism)
14.6.3 سیکولرازم کی تعریف (Definition of Secularism)
14.6.4 سیکولرازم کی خصوصیات (Characteristics of Secularism)
14.7 ہندوستانی آئین میں سیکولرازم
(Secularism under the Constitutional Framework of India)
14.8 سیکولرازم کے فروغ میں تعلیم کا رول

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

(Role of Education in the Promotion of Secularism)

14.9 خلاصہ (Summary)

14.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

14.11 فرہنگ (Glossary)

14.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

14.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

14.0 تمہید (Introduction)

دورِ جدید میں جو بعض سیاسی، معاشی اور سماجی تصورات اور نظریات وجود میں آئے ہیں، انہوں نے ساری دنیا میں اقوام، ریاستوں اور معاشروں کو متاثر کیا۔ سماج کی تعمیر و تشکیل میں اِن تصورات کا خاص عمل دخل رہا۔ آئین سازوں نے اپنی عوام کے لیے دستور سازی کے وقت اِن تصورات اور نظریات کو پیش نگاہ رکھا۔ سوشلزم کوایک سماجی اور معاشی مضمرات کے پس منظر میں پیش کیا گیاہے۔ سوشلزم، باہمی اتحاداور امدادِ باہمی پر زور دیتے ہوئے سماجی ترقی کے تصور کا قائل ہے۔ یہ نظریہ محنت اور اجتماعی فلاح کو زندگی کے بنیادی عناصر قرار دیتا ہے۔ اِسی طرح سیکولرازم بھی ایک سیاسی اور سماجی تصور ہے جومذاہب اور عقائد سے ماورا ہوکر ایک آزادانہ، ثقافتی، مادی ترقی اور خوشحالی کی جانب لوگوں کو مائل کرتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے جمہوریت اور سیکولرازم کاآپس میں چولی دامن کا رشتہ ہے۔ ایک حقیقی جمہوری سماج میں سیکولرازم کا پودا نشوونما پاکر ایک تناور درخت کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ کرنا بے حد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ملکوں اور معاشروں میں سیکولرازم کی مختلف تعبیرات اور تشریحات پیش کی گئی ہیں۔

14.1 مقاصد (Objectives)

- سوشلزم اور سیکولرزم کے تصورات کی وضاحت کرسکیں۔
- سیکولرازم کی خصوصیات بیان کرسکیں۔
- سوشلزم اور سیکولرازم کے فروغ میں تعلیم کے کردار کو بیان کر سکیں۔

14.2 سوشلزم: معنی ومفہوم(Meaning of Socialism)

سوشلز م کی اصطلاح پہلی بار انیسویں صدی کی پہلی دہائی1803 ء میں اٹلی میں استعمال میں آئی۔اسی صدی میں آگے کئی مفکرین نے اس کی تفہیم اور تشریح پیش کیں ۔ جرمن سیاسی مفکر کارل مارکس (1832-1818) اور اُن کے ہم وطن فیڈرک انجیلز (1895-1820)(Friedrich Engles) سوشلزم کے نمایاں نظریہ ساز رہے۔ سوشلزم ایک معاشی نظریہ کے ساتھ ساتھ ایک سیاسی نظریہ بھی ہے اور یہ سرمایہ داری (Capitalism) سے متصادم نظریہ ہے۔

سوشلزم ایک سماجی و سیاسی نظریہ ہے جس کی بنیاد انسان اور معاشرے پر ہے۔ سوشلزم مندرجہ ذیل چیزوں پر زور دیتا ہے۔

- انسان کے سماجی تعامل اور اس کی ضروری سماجیت پر
- سماجی ذمہ داری پر
- آئین کے بجائے تعاون پر
- منصوبہ بندی پر
- پیداوار کے سماجی کنٹرول اور دولت اور مواقع کی منصفانہ تقسیم پر

گاندھی جی سوشلزم کی تعریف ایک ایسےخوبصورت لفظ کے طور پر کرتے ہیں جس میں معاشرے کے تمام افراد کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے جہاں کوئی بھی اعلیٰ یا ادنیٰ نہیں ہے"۔

ایک معاشرہ جس کی خصوصیات سوشلزم ہے جہاں افراد کو اپنی زندگیوں پر مکمل خود مختاری حاصل ہے۔ یہ ایک ایسا معاشرہ ہے جہاں ہر کسی کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے، قطع نظر نسل یا طبقے کے، اور جہاں مرد اور عورت دونوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اس قسم کے معاشرے میں، لوگ اپنی ملازمتوں، اپنے گھروں اور اپنی برادریوں میں مل کر کام کرتے ہیں۔ سوشلزم ایک نیا سماجی اور معاشی نظام ہے جس میں مزدور اور صارفین پیداوار کو کنٹرول کرتے ہیں اور کمیونٹی کے رہائشی اپنے محلوں، گھروں اور اسکولوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ سماجی پیداوار کا مقصد چند لوگوں کے انفرادی مالی فائدے کے بجائے انسانیت کی اجتماعی فلاح و بہبود ہے۔ سوشلزم زمینی وسائل کے استحصال سے پرہیز کرتے ہوئے ایک دائمی مستقبل کو یقینی بناتا ہے۔

14.2.1 سوشلسٹ سوسائٹی(Socialist Society)

سوشلسٹ معاشرے میں درج ذیل خصوصیات ہوتی ہیں۔

آزادی اور مساوات: سوشلزم ایک سیاسی اور معاشی نظام ہے جس کا مقصد عالمگیر آزادی اور مساوات کو یقینی بنانا ہے، جس سے افراد دوسروں کے ساتھ ہم آہنگ تعلقات کو فروغ دیتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کے مطابق ترقی کر سکیں۔ سوشلزم تقریر،

اسمبلی، پریس اور مذہب کی مکمل آزادی اور کثیر الجماعتی نظام کا پابند ہے۔ یہ تمام قسم کے جبر کو ختم کرتا ہےبشمول نسل، ذات، عمر، جنسی ترجیحات، اور معذوری کی شرائط پر مبنی۔

پیداوار استعمال کے لیے، منافع کے لیے نہیں:ایک سوشلسٹ نظام میں عوام جمہوری طور پر کنٹرول شدہ عوامی ایجنسیوں، کوآپریٹیو، یا دیگر اجتماعی گروہوں کے ذریعے پیداوار اور تقسیم کے ذرائع کے مالک ہوتےہیں اوروہ اسے کنٹرول کرتے ہیں۔ جس کا مقصد منافع کی بجائے استعمال کے لیے پیداوار کرنا ہوتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں کا بنیادی ہدف اہم ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے جیسے کہ رزق، رہائش، طبی دیکھ بھال، تعلیم، بچوں کی دیکھ بھال، ثقافتی افزودگی، اور سماجی خدمات۔ ان سماجی خدمات میں دائمی طور پر بیمار، ذہنی معذور افراد، کمزور اور ضعیف افراد کی دیکھ بھال شامل ہیں۔ منصوبہ بندی مختلف سطحوں پر ہوتی ہے بشمول کمیونٹی، علاقائی اور قومی سطح۔ اس کا تعین ایک جمہوری عمل کے ذریعے ہوتا ہے جس میں کارکنوں، صارفین اور عوام کی شرکت شامل ہوتی ہیں جو منصوبہ بندی سے مستفید ہوں گے۔

ورکر اور کمیونٹی کنٹرول:ایک سوشلسٹ معاشرے میں، اختیار ان فرموں کو حاصل ہوتا ہے جو کارکنوں کے زیر انتظام ہیں اور کوآپریٹو بنیادوں پر کام کرتی ہیں۔ کمیونٹی پر مبنی کوآپریٹیو متحرک سوشلسٹ معیشت میں مطلوبہ لچک اور اختراع فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ملازمین کو خود مختاری سے مزدور یونین قائم کرنے اور ہڑتالوں اور ملازمت سے متعلقہ سرگرمیوں میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔ ورکر اور کمیونٹی کنٹرول کام، گھر اور کمیونٹی کی زندگی کو قابل انضمام بناتا ہےجس سے بالغوں اور بچوں دونوں کے لیے ایک مربوط اور بامقصد تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے فیصلوںکو آزادانہ طور پر کرنے اور صنفی یا نسلی دقیانوسی تصورات سے آزاد اپنے کیریئر کو آگے بڑھانے کی صلاحیت پیدا کریں۔ ہر قسم کی بدسلوکی سے محفوظ رہتے ہوئے بچوں کی جامع دیکھ بھال، ضروری مصنوعات اور خدمات، اور ضروری مدد فراہم کی جاتی ہیں جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے ۔

ماحولیاتی ہم آہنگی:ایک سوشلسٹ معاشرہ احتیاط سے اپنے طرز زندگی اور ٹیکنالوجی کی منصوبہ بندی کرتا ہے تاکہ ہمارے قدرتی ماحول کا ہم آہنگ حصہ بن سکے۔ یہ منصوبہ بندی علاقائی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہوتی ہے اور اس میں توانائی کی پیداوار، قلیل وسائل کا استعمال، زمینی وسائل کے استعمال کی منصوبہ بندی، آلودگی کی روک تھام اور جنگلی حیات کے تحفظ کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ ایک سوشلسٹ معاشرے کے بنیادی مقاصد میں سے ایک آلودہ ماحول کا ازالہ کرنا اور ایٹمی ہتھیاروں سے پاک دنیا کا قیام ہے۔

14.2.2 سوشلسٹ حکمت عملی(Socialist Strategy)

سوشلسٹ فیمینزم: سوشلسٹ فیمینزم اس بنیادی وجہ کو حل کرتا ہے جو جنس پرستی، نسل پرستی اور طبقاتی تعصب کو بنیاد بناتا ہے، جو کہ یہ قیاس ہے کہ کسی کی سماجی حیثیت یا حالات جبر یا استحقاق کے قابل ہیں۔ سوشلسٹ فیمینزم سماجی تبدیلی پیدا کرنے کا ایک جامع طریقہ ہے۔ یہ تصادم اور مسابقت کی بجائے ترکیب اور تعاون کو اہمیت دیتا ہے۔ یہ خواتین کے استحصال کی مخالفت کرتا ہے جو کام کے غیر معیاری حالات، کم اجرت، اور گھریلو اور سیاسی ماتحتی کو برداشت کرتی ہیں۔ سوشلسٹ خواتین اور مردوں کی مکمل آزادی کے لیے جدوجہد کرتے ہیں ۔ سوشلزم میں تبدیلی سے پہلے اور بعد میں خواتین کی آزاد تنظیمیں مکمل آزادی کے لیے ضروری ہیں۔ خواتین اپنی آزادی کا تعین خود کریں گی۔

مظلوم گروہوں کی آزادی: تعصب اور امتیاز وہ اوزار ہیں جنہیں حکمران طبقہ ملک کے ساتھ ساتھ دنیا کے کسی بھی دوسرے حصے میں محنت کشوں کو تقسیم کرنے، ان کا استحصال کرنے اور ان کے ساتھ زیادتی کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ سوشلزم ایک نظریہ ہے جو اپنے تمام مظاہر میں تعصب اور امتیاز کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ نہ صرف حملوں کی صورت میں اپنے دفاع کے حق کو تسلیم کرتا ہے بلکہ یہ ظلم کے خلاف براہ راست غیر متشدد کارروائی کی بھی حمایت کرتا ہے۔ جبر کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم جنس پرستوں اور دیگر مظلوم کمیونٹیز کو علیحدہ تنظیموں کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف سرمایہ داری کو ختم کرنے سے نسل پرستی کا خاتمہ نہیں ہو گا۔

عالمی یکجہتی اور امن: دنیا بھر میں افراد اپنے حکمرانوں کے مقابلے میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ سوشلزم، جنگ، فوجی تیاری، اور عسکری ثقافت کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کی زندگیوں میں خلل ڈالتے ہیں اور وسائل کو فائدہ مند سماجی کوششوں سے دور کر دیتے ہیں۔ مزید برآں، عسکریت پسندی ان افراد کی ایک چھوٹی تعداد کے ہاتھ میں طاقت کا اور بھی بڑا ارتکاز رکھتی ہے جو طاقتور اور سفاک دونوں ہوتے ہیں۔ سوشلزم کا تعلق کسی مخصوص قوم سے نہیں بلکہ عالمی محنت کش طبقے سے ہے۔

داخلی جمہوریت: سوشلزم اور جمہوریت فطری طور پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ سوشلزم ایک جمہوری فریم ورک کی خصوصیت ہے جہاں اس کے طرز عمل شفاف اور تمام اراکین کے لیے کھلے ہیں۔ یہ عقیدہ کی مخالفت کرتا ہے اور اندرونی بحث کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ سوشلزم خود کو اپنے اصولوں پر مرکوز کرتا ہے اور ایک مشترکہ پروگرام تیار کرتا ہے لیکن اس کے ارکان دنیا کے بارے میں مختلف بنیادی فلسفے اور نظریات رکھتے ہیں۔

ثقافتی آزادی: آرٹ روزمرہ کی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے اسے محض اشرافیہ گروہ کی سرگرمیوں سے پیدا ہونے والی شے کے طور پر نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ سوشلسٹ فن اور ثقافتی سرگرمیوں میں شرکت کے مواقع پیدا کرنے کے لیے کام کرتے ہیں۔ سوشلزم محنت کش لوگوں، خواتین اور مظلوم اقلیتوں کی تاریخ اور ثقافت کی بحالی اور تحفظ میں موثر ہے۔

14.3 ہندوستانی سوشلزم (Indian Socialism)

تحریک آزادی کے دوران اور آزادی کے بعد ہندوستان کی سیاسی، معاشی صورت حال پر سوشلزم کا خاصا اثر رہا۔ گاندھی جی، جواہر لعل نہرو، رام منوہر لوہیا، جے پرکاش نارائن وغیرہ نے ہندوستان کے سیاسی، معاشی اور سماجی تناظرات کے حوالے سے سوشلزم کو متعارف کرانے میں اہم رول ادا کیا۔ بعض سیاسی اور معاشی تجزیہ نگاروں نے اس کو"ہندوستانی سوشلزم"کا نام دیا۔ جس کا خاص مقصد ہندوستان کے اندر سماج کے ہر فرد کی زیادہ سے زیادہ بھلائی اور بہتری کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا، فرد کی انفرادی آزادی، مساوات، انصاف، عدم تشدد اور دولت کی مساوی تقسیم، نیز کام اور ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے لیے راستہ ہموار کرنا چنانچہ اس نئے سوشلسٹ سماج کو Sarvodaya Samaj کا نام دیا گیا۔اس طرح ہندوستانی سوشلزم کی بنیاد جمہوریت پر رکھی گئی جو سابقہ سوویت یونین اور چین کے تصور سوشلزم سے مختلف ہے۔

آزاد ہندوستان کا مقصد ہمہ گیر مساوات (Egalitarian)پر مبنی سماج کی تعمیر و تشکیل ہے، جس میں معاشی خوشحالی کے دائرے کے اندر زیادہ سے زیادہ لوگوں کی شمولیت ہو۔آئین ہند کی سرکاری پالیسی کے رہنمایانہ اصولوں کے اہم ترین حصے میں سوشلزم کے بارے میں واضح انداز میں صراحت کی گئی ہے۔ دفعہ 37 تا 46 تک سوشلزم کے تصورات اور سوشلسٹ ساخت پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ ان دفعات میں ہر ایک کے لیے کام کرنے کے مواقع، کام کی حصولیابی میں مرد اور عورت کے عدم تفاوت، ہر ایک کے لیے تعلیم، استحصال سے تحفظ، جیسی عوامی بھلائی کی باتوں کا ذکر ملتا ہے۔ ہندوستانی سوشلزم کے خاص نکات اس طرح سے ہیں:

1۔ ہندوستانی سوشلزم سماج واد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ بتدریج ایک غیر مسلح انقلاب کی دعوت دیتا ہے۔ استحصال (Exploitation)سے پاک سماج کی بات کرتا ہے۔
2۔ ہندوستانی سوشلزم آزادی اظہار، عوامی انصاف پر زور دیتا ہے۔
3۔ ہندوستانی سوشلزم معاشی مساوات کے حصول کے لیے عمومی قومی پیداوار میں مسلسل اضافے کے تصور کے ذریعے سے حاصل کرنے کے حق میں ہے، جس سے ایک فرد کی آمدنی میں استحکام آسکتا ہے۔
4۔ ہندوستانی سوشلزم ایک ملی جلی معیشت پر زور دیتا ہے جس میں جہاں چھوٹی صنعتوں کے ساتھ ساتھ بھاری صنعتوں کی بھی ترقی دینے کی بات کی گئی ہے۔
5۔ ہندوستانی سوشلزم اختیارات اور پیداوار یت کی غیر مرکزیت کے حق میں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انتظامیہ اور منصوبہ بندی کو بھی غیر مرکوز کرنے پر بھی زور دیتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سوشلزم کے معنی و مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔ 2۔ سوشلسٹ حکمت عملی پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

1۔ ہندوستانی سوشلزم کی بنیاد_____________ پر رکھی گئی۔

2۔ دفعہ______ تا_______ تک سوشلزم کے تصورات اور سوشلسٹ ساخت پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

3۔ ہندوستانی سوشلزم_____________ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

4۔ ہندوستانی سوشلزم____________ پر زور دیتا ہے۔

14.4 سوشلزم اور تعلیم (Socialism and Education)

ایک سوشلسٹ معاشرہ قائم کرنے کے لیے تعلیم کے درج ذیل مقاصد ہونے چاہئیں:

- پیشہ ورانہ تربیت فراہم کرنا۔
- سماجی شعور بیدار کرنا۔
- محنت کے وقار کو فروغ دینا۔
- محنت کے جذبے کو فروغ دینا۔
- معاشرے کی خدمت کے جذبے کو فروغ دینا۔
- قومی تفہیم اور بین الاقوامی تفہیم کو فروغ دینا۔
- مضبوط اخلاقی کردار کے لیے اوصاف پیدا کرنا۔
- سماجی اداروں میں شرکت کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنا۔

سوشلسٹ طرز تعلیم کے تحت نصاب سماجی علوم، جنرل سائنس، اور سوشلسٹ ممالک میں سوشلزم کے مطالعہ پر مشتمل ہے۔ تدریسی حکمت عملی جیسے کہ پروجیکٹ کا طریقہ، مسئلہ حل کرنا، اور بحث کا استعمال کیا جانا چاہیے۔

سوشلزم اور سرمایہ دارنہ نظام میں تعلیم نمایاں طور پر مختلف ہوتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت تعلیم کا معیار زیادہ تر سرمایہ دارانہ سیاسی ریاست کے ذریعے طے کیا جاتا ہےجو اپنے مفادات کو پورا کرنے والے تعلیمی طریقوں کا انتخاب کرتی ہے۔ سرمایہ داری کے تحت تعلیم کا مقصد ابتدا سے لے کر گریجویٹ تک طلباء کو سرمایہ دار طبقے کے موافق نوکروں میں ڈھالنا اور انہیں لیبر مارکیٹ میں مزدور کے طور پر کام کرنے کے لیے تیار کرنا ہے۔ آزاد سوچ، جسے لبرل آرٹس کے ذریعے فروغ دیا جاتا ہے،منطقی سوچ کے طریقوں) تعلیم میں ریاضی پر اس طرح کی مضبوط توجہ اور لبرل آرٹس پر کم زور (کے حق میں حوصلہ شکنی کی جاتی ہے جو ہمارے معاشرے پر تنقید نہیں کرتے۔

سوشلسٹ نظریے کے تحت معاشرے مادی بنیادوں میں تبدیلیاں اور بہتری لائی جاتی ہے۔ طلباء کو مل کر کام کرنے کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔ ہمیں آزادانہ طور پر سوچنے، معاشرے کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ کرنے، اختراعی خیالات پیدا

کرنے، اور ایسے خیالات جو شاید مقبول نہ ہوں لیکن مستقبل میں قبول کیے جا سکیں ان کو قبول کرنے سے خوفزدہ نہ ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے ۔

تمام طلباء کو مساوی سمجھا جاتا ہے اور طلباء کی ضروریات کے تنوع کے لیے سیکھنے اور سکھانے کے مختلف طریقے استعمال کیے جائیں گے۔۔ لہٰذا، سوشلسٹ طریقہ تعلیم کے تحت اب کسی بھی طالب علم کو" سیکھنے سے معذور "کے طور پر درجہ بندی نہیں کیا جائے گا، جو تمام شاگردوں کو ایک ہی طریقہ تدریس پر عمل کرنے پر مجبور نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک کو یکساں طریقے سے سیکھنا ضروری نہیں ہے۔ ہر کوئی یہ جان سکتا ہے کہ ان کے لیے کس قسم کا کام مثالی ہے اور وہ کس کام میں سب سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ کلاس روم کا سخت ڈھانچہ جو آپ اسکولوں میں دیکھتے ہیں جزوی طور پر اس کی جگہ فیلڈ ٹرپس نے لے لی ہیں۔ طلباء تنوع کا احترام کرنا اور سخت یکسانیت کو مسترد کرنا سیکھتے ہیں۔ اسکول اور تعلیم طلباء کے لیے بوجھ کی بجائے خوشی کا باعث بنیں گے۔ لوگ کسی حد تک تعامل اور تعاون پر مبنی تدریسی اقدامات کو ترجیح دیتے ہیں جو روایتی اسکولوں کو فعال کرتے ہیں۔ یہ بات بھی انتہائی قابل فہم ہے کہ والدین اور اساتذہ ایک ہی ہوں گے، بجائے اس کے کہ طلباء کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے افراد کے دو الگ الگ گروہ ہوں۔ یہ خاص طور پر سچ ہے کیونکہ، سوشلزم کے تحت، تمام کارکنوں کے پاس نمایاں طور پر زیادہ فارغ وقت ہوگااس لیے والدین اپنے بچوں کی تعلیمی فروغ میں زیادہ فعال دلچسپی لے سکتے ہیں۔

مختصراً، سوشلزم کے تحت تعلیم ایک نیا معنی اختیار کرے گی بالکل اسی طرح جیسے کام ایک نیا معنی اختیار کرے گا۔ تعلیم کی بہت زیادہ تعریف کی جائے گی لوگ تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دیں گے اور اصل مقصد اب ذاتی مفاد حاصل کرنا نہیں بلکہ سیکھنے کی جستجو اور علم کا حصول ہوگا۔ طالب علم مطیع مزدور و غلاموں کے بجائے آزاد سوچ کے حامل بنیں گے ۔ زندگی کا نقطہ صرف" روزی کمانا "نہیں ہوگا بلکہ نئی چیزیں سیکھنا اور اس علم سے معاشرے کو فائدہ پہنچانا زندگی کا مقصد ہوگا۔ ہر عمر کے لوگ اپنی تعلیم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اسی وقت حاصل کر سکیں گے جب تعلیمی اداروں کی سماجی ملکیت ریاستی اور نجی ملکیت کی جگہ لے لے ۔

14.5 سوشلزم کے فروغ میں تعلیم کا کردار

(Role of Education in the promotion of Socialism)

سوشلزم کی ترقی اور فروغ میں تعلیم کا رول اور زیادہ اہمیت کا حامل ہوجاتا ہے، جب ماحول اور معاشرہ جمہوری ہو۔ اس پس منظر میں تعلیم کا ایک موثر قوت کے روپ میں اُبھرنا یقینی ہوجاتا ہے۔ سماجی حیات نو Social Regenerationاور سماجی تحرک Social Revitalization میں پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے اور آج کی تاریخ میں تعلیم کو Social Engineeringسماجی تعمیرسازی کا نام بھی دیا گیا ہے۔ ایک سماج وادی نظام کے قیام میں تعلیم کے رول کو مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

1۔ سب کے لیے کام اور روزگار کا حق۔

2۔ قومی آمدنی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کے لیے ہر ایک کی سرگرم اورلازمی شرکت۔

3۔ سماجی اور معاشی انصاف۔

4۔ مسائل کے حل کے لیے عدم تشدد اور جمہوری طریقوں کا استعمال۔

5۔ اختیارات کی غیر مرکزیت کے لیے دیہی پنچایتوں اور خورد صنعتی اداروں کا قیام۔

6۔ معلمین اور متعلمین کو سوشلزم کے نظریہ اور اصولوں سے مسلسل باخبر رکھنا۔

7۔ تعلیم کے ذریعے سے سوشلزم کی ترجمانی کے نتیجے میں ہر فرد کی زندگی میں خوشگوار بدلاؤ آسکتاہے۔

8۔ قومی پیداواریت کو تعلیم کے ساتھ جوڑنے سے سماج کے اندر شمولیتی فکر و شعور Participation Sense of) (Inclusiveکو بڑھاوا مل سکتا ہے۔

9۔ معاشی خود کفالت کو سوشلزم کی روح بتایا گیاہے۔ اس لیے قومی صلاحیت اور اہلیت کی نشوونما اور ترقی پر خاص زور دیاجاتا ہے۔ اس لیے تعلیم کے ذریعے بچوں کو اس بات سے باخبر رکھا جاتا ہے کہ ملکی وسائل کی نوعیت کیا ہے اوراُنہیں کیا واقعی عام لوگوں کی عمومی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیاجاتا ہے؟ اس طرح قومی پیداواریت (National Productivity)میں اضافے کا ذریعہ تعلیم ہی بن جاتا ہے۔

14.6 سیکولرازم(Secularism)

ہندوستان ایک جمہوری اور سیکولر ملک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ملک کسی خاص مذہب کے پیروکاروں کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرتا۔ تمام ہندوستانیوں - ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، بدھ متوں، جینوں اور عیسائیوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہے۔ جیسا کہ ہم ایک جمہوری تعلیمی نظام کی پیروی کرتے ہیں سیکولرازم ہندوستانی معاشرے کا منفرد تحفہ رہا ہے۔ ونوبا بھاوے جیسے نامور ماہر تعلیم اور سنت نے ایک بار کہا تھا،" مذہب اور قوم پرستی کے دن گئے، سائنس اور روحانیت کے دن آگئے"۔ لہٰذا ہمارے کثیر الثقافتی اور کثیر المذہبی معاشرے کے تعلیمی اداروں میں روحانیت اور اخلاقی رویے کی تعلیمات دینا لازمی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیےہماری کلاس روم کی ہدایات کسی کے اپنے مذہب

پر مبنی نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب ہم بھگواد گیتا کی تعلیم دیتے ہیں تو ہمیں بائبل اور قرآن بھی پڑھانا چاہیے۔ اس سے شاگردوں میں احترام کا جذبہ بڑھے گا کیونکہ وہ اپنے ارد گرد کو انسانی وجود کی پناہ گاہ سمجھتے ہیں۔ وہ عاجزی کے ساتھ اپنے ذاتی اختلافات سے بالاتر ہو کر دنیا بھر کے معزز اساتذہ اور وکالت کی حکمت اور تعلیمات کو تسلیم کریں گے۔

14.6.1 سیکولرازم کے معنی (Meaning of Secularism)

سیکولرازم کی اصطلاح لاطینی لفظ سیکولم Seculum سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے" یہ موجودہ دور "یا" یہ موجودہ نسل"۔ جارج جیکب ہولی ڈیک George Jacob Holydake وہ پہلا شخص تھا جس نے انیسویں صدی 1841 میں لفظ سیکولرازم کا استعمال جمہوریت اور رواداری پر مبنی ایک تکثیری معاشرے کی تشکیل نو کے لیے کیا جہاں سب کو قطع نظر ان کی ذات، عقیدہ، رنگ، نسل یا ثقافت مساوی مواقع فراہم کیے جائیں۔ سیکولرازم کا اصل تصور یہ ہے کہ ریاست کسی مذہب کو لوگوں پر مسلط نہیں کرے گی اور اسے تمام مذاہب کا یکساں احترام کرنا چاہیے۔ دیگر الفاظ میں، سیکولرازم کسی ایک یا تمام مذاہب کو مسترد کرنے کے بجائے تمام مذاہب کو قبول کرنے کا رویہ ظاہر کرتا ہے۔ ہولی ڈیک Holydake کے مطابق، سیکولرازم ایک ایسا نظام ہے جس کا مقصد انسانیت کے جسمانی، اخلاقی، اور فکری پہلوؤں کو اعلیٰ ترین سطح تک ترقی دینا ہے۔ یہ الحاد، الٰہیت، یا بائبل پر بھروسہ کیے بغیر فطری اخلاقیات کی عملی تاثیر پر زور دیتا ہے، اور یہ مادی طریقوں سے انسانی حالات کو بہتر بنانے پر توجہ دیتا ہے۔ اس نے درج ذیل اصولوں پر مبنی سیکولرازم کو ایک سماجی اور اخلاقی نظام کے طور پر تیار کیا۔

- انسانوں کی مادی اور ثقافتی بہتری پر زور۔
- سچائی کا احترام اور اس کی تلاش، چاہے اس کا ذریعہ کچھ بھی ہو، جسے تجربے میں آزمایا جا سکتا ہے جو انسان کی بہتری کا باعث بنتا ہے۔
- 'اس موجودہ دور 'یا دنیا اور اس کی بہتری کے لیے فکر مند۔
- لبرل، اجازت پسند، ترقی پسند اور روادار سماجی اور اخلاقی نظم۔
- یہ مختلف مذاہب کے ہم آہنگ بقائے باہمی پر زور دیتا ہے۔
- یہ معاشرے میں تمام مذاہب کے ساتھ مساویانہ سلوک پر زور دیتا ہے۔
- آزاد، عقلی اخلاق، غیر جانبدارانہ اور مثبت طرزِ زندگی جو کسی ایک الٰہی ایمان اور حکم پر مبنی نہ ہو۔

ہولی ڈیک کے جانشین بریڈ لاف Bradlaugh کا کہنا ہے کہ " سیکولرازم مذہب کی ضد ہے اور اس کا خیال ہے کہ سیکولرازم یا مذہب کو زندہ رہنا چاہیے"۔

14.6.2 سیکولرازم کا تصور(Concept of Secularism)

سیکولرازم ایک ایساتصور ہے جس کے پیش نظر حکومت یا دیگر اداروں کو مذہب/ یا مذہبی عقائد سے الگ ہونا چاہیے۔ سیکولرازم کا انسانی اخوت و بھائی چارگی کے جدید فلسفے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اس خیال کو پیش کرتے وقت اس کا استعمال بہت تنگ معنی میں کیا جا سکتا ہے جس کا مطلب ہے کہ حکومت اور عوامی پالیسیاں" سیکولر "ہونی چاہئیں اور کسی فرقہ وارانہ یا مذہبی اہداف کی عکاسی نہ کریں۔ دوسرے لفظوں میں مذہب اور ریاست کے درمیان سخت علیحدگی ہونی چاہیے۔ اس طرح کے سیکولرازم کو بہت سے مذہب پرستوں کی حمایت حاصل ہے کیونکہ یہ تمام مذاہب اور تمام مذہبی عقائد کو حکومت اور عوامی پالیسیوں کے حوالے سے نسبتاً مساوی بنیاد پر رکھتا ہے۔

14.6.2.1 مغربی سیکولرازم(Western Secularism)

مغربی نقطہ نظر کا خیال ہے کہ سیاسی اور سماجی معاملات کو مذہبی اداروں سے آزادانہ طور پر چلایا جانا چاہیے۔ وہ مذہب کو سیاست سے یا چرچ کو ریاست سے الگ کرنے کے خیال کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر مختلف لغات میں موجود ہے۔ چیمبر کی لغت سیکولرازم کی تعریف اس تصور کے طور پر کرتی ہے کہ ریاست کے اخلاق، تعلیم وغیرہ کو مذاہب سے الگ ہونا چاہیے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (Encyclopedia Britanica) کے مطابق یہ ایک ایسا نظریہ زندگی ہے جس کا نہ مذہب اور نہ روحانی معاملات یا روحانی اقدار سے کوئی تعلق ہوتا ہے، یعنی ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

Webster Dictionary کے مطابق سیکولرازم ایک ایسا نظریہ ہے جو مذہبی عقیدہ یا طریقہ عبادت کو مسترد کرتاہے۔اس طرح سیکولرزم کے معنی لا مذہبیت بن جاتا ہے۔

پروفیسر ڈونلڈ اسمتھ ایک سیکولر ریاست کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو افراد یا گروہوں کے لیے مذہب کی آزادی کو یقینی بناتی ہے، افراد کے ساتھ ان کے مذہبی عقائد سے قطع نظر شہری کی طرح برتاؤ کرتی ہے، سرکاری طور پر کسی مخصوص مذہب سے منسلک نہیں ہے، اور اس کا مقصد مذہبی معاملات میں توثیق یا مداخلت کرنا نہیں ہے۔

ڈاکٹرK.R. Bombwall ،" ایک سیکولر سیاست میں، ریاست نہ تو مذہبی ہے، نہ غیر مذہبی، اور نہ ہی مخالف مذہبی بلکہ مذہبی عقیدوں اور سرگرمیوں سے مکمل طور پر الگ ہے اور اس طرح مذہبی معاملات میں غیر جانبدار ہے"۔

تکثیری نظریہ کے مطابق،" سیکولرازم کسی ایک یا تمام مذاہب کو مسترد کرنے کے بجائے تمام مذاہب کو قبول کرنے کا رویہ ہے"۔

14.6.2.2 سیکولرازم کا ہندوستانی تصور(Indian concept of Secularism)

بھارت کو خدشہ تھا کہ مذہبی بنیاد پرستی قومی یکجہتی اور سالمیت کے لیے بہت بڑا خطرہ بن جائے گی۔ نتیجتاً سیکولرازم کو 1976 سے ہندوستان کے آئین کے ڈھانچے کے بنیادی عناصر کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

مہاتما گاندھی نے کہا کہ مذہب کا جوہر واحد ہے لیکن یہ مختلف شکلوں میں خود کو ظاہر کرتا ہے۔ عقلمند لوگ ظاہری پرت کو نظر انداز کریں گے اور ایک ہی جوہر کو مختلف قسم کے کرسٹوں کے نیچے رہتے ہوئے دیکھیں گے"۔ وہ مزید کہتے ہیں،" دوسرے عقیدوں کے لیے میری تعظیم وہی ہے جو میرے اپنے عقیدے کے لیے ہے۔ ہم تمام عقائد اور عقیدوں کے لیے یکساں احترام رکھنے والے سرو دھرم سمبھاو Sarva dharma samabhava میں یقین رکھتے ہیں"۔ پھر 1928 میں انہوں نے کہاکہ"طویل مطالعے اور تجربے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ

- تمام مذاہب سچے ہیں۔
- تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ خامیاں ہیں۔
- تمام مذاہب مجھے تقریباً اتنے ہی عزیز ہیں جتنا میرا اپنا ہندومت۔

ایس رادھا کرشنن نے کہاکہ" سیکولرازم کا مطلب کوئی غیر مذہبی یا یہاں تک کہ مادی آسائشوں پر بھی دباؤ نہیں ہے بلکہ یہ روحانی اقدار کی آفاقیت پر زور دیتا ہے جو مختلف طریقوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں"۔

ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے کہا کہ ایک سیکولر ریاست کا مطلب یہ ہے کہ پارلیمنٹ کو کسی خاص مذہب کو باقی لوگوں پر مسلط کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

ڈاکٹر راجندر پرساد نے کہا کہ" کچھ لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ایک سیکولر ریاست کے طور پر ہماری حیثیت کا مطلب مذہب یا روحانی اصولوں میں یقین کی کمی ہے۔ ایسا ہونا تو دور کی بات ہے اس کا صحیح معنوں میں یہ مطلب ہے کہ اس ملک میں ہر کوئی اپنے پسندیدہ عقیدے کا دعویٰ کرنے یا اس کی تبلیغ کرنے کے لیے آزاد ہے اور یہ کہ ہم تمام مذاہب کی بھلائی چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ بغیر کسی رکاوٹ کے ترقی کریں۔ "

پنڈت جواہر لال نہرو نے سیکولرازم کی تعریف "مذہبی تنگ نظری نہیں بلکہ مذہبی وسعت"کے طور پر کی۔ مذہب ،ایک فرد، ایک خاندان، یا اجتماعیت کی جانب سے خود مختار انتخاب فراہم کرتا ہے۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا، "سیکولرازم مذہب کی غیر محدود آزادی کو شامل کرتا ہے جبکہ ریاست اپنے وسیع پیمانے پر مختلف مذاہب اور ثقافتوں سمیت، سب کو تحفظ اور مواقع فراہم کرتی ہے اور اس طرح رواداری اور تعاون کی فضا پیدا کرتی ہے"۔

سیکولرازم کا نظریہ ہندوستانی معاشرے کے بنیادی پہلوؤں میں سے ایک ہے۔ ہندوستان کا کوئی قومی مذہب نہیں ہے اور یہ تمام مذاہب کو یکساں مواقع فراہم کرتا ہے۔ ہندوستانی آئین کے آرٹیکل25 ، 28 اور 30 سیکولرازم کے تصور پر زور دیتے ہیں۔

آرٹیکل 28 کا تعلق' مذہبی تعلیمات یا بعض تعلیمی اداروں میں مذہبی عبادات میں شرکت کی آزادی 'سے ہے۔ اس آرٹیکل میں تین شقیں ہیں۔

آرٹیکل(1)28: کہتا ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں کوئی مذہبی تعلیم فراہم نہیں کی جائے گی جو مکمل طور پر ریاستی فنڈز سے چل رہیں ہو ۔

آرٹیکل(2)28: کہتا ہے کہ" شق (1) کا اطلاق کسی ایسے تعلیمی ادارے پر نہیں ہوتا جو ریاست کے زیرِ انتظام ہے لیکن اس کی بنیاد کسی وقف یا ٹرسٹ کے تحت رکھی گئی ہے جو اس ادارے میں مذہبی تعلیم کی فراہمی کو لازمی قرار دیتا ہے۔"

آرٹیکل (3)28 کہتا ہے کہ حکومت کی طرف سے منظور شدہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں داخلہ لینے والے یا حکومت سے مالی امداد حاصل کرنے والے افراد کسی بھی مذہبی تعلیمات میں شرکت کرنے یا ادارے یا اس سے منسلک احاطے میں منعقد ہونے والی کسی مذہبی تقریب میں شرکت کے پابند نہیں ہیں، جب تک کہ وہ یا ان کے قانونی سرپرست نے رضامندی فراہم نہ کی ہو۔

آرٹیکل 30 کے مطابق اقلیتوں کو خواہ ان کا مذہبی یا لسانی پس منظر کوئی بھی ہو، اپنی ترجیحات کے مطابق تعلیمی اداروں کی تعمیر اور انتظام کرنے کی آزادی ہے۔ کسی بھی اقلیتی انتظام کے تحت چلائے جانے والے تعلیمی ادارے کو سرکاری امداد کی فراہمی کے حوالے سے کوئی بھی امتیاز اور بھید بھاؤ نہیں برتا جائے گا۔ خواہ اُس کا تعلق کسی مذہب اور زبان سے کیوں نہ ہو۔

14.6.3 سیکولرازم کی تعریف(Definition of Secularism)

سیکولرازم کی تعریف کئی اسکالرز نے کی ہے کچھ اہم تعریفیں درج ذیل ہیں:

"سیکولرازم کا مطلب مذہبی تنگ نظری نہیں بلکہ مذہبی وسعت ہے"۔ - جواہر لال نہرو

"یہ پارلیمنٹ کسی خاص مذہب کو باقی لوگوں پر مسلط کرنے کی اہل نہیں ہوگی۔- "ڈاکٹر امبیڈکر

"انسانی معاملات میں مذہب کے کردار کے حوالے سے 'Rational Spirit' سیکولرائزیشن کی وکالت کرتا ہے جس میں مذہبی لوگوں کے لیے غیر مذہبی عقائد اور طریقوں کا متبادل شامل ہے"۔W.E. Moore-

"سیکولرازم یہ عقیدہ ہے کہ ریاست کے معاملات، اخلاقیات، تعلیم وغیرہ کو مذہب سے آزاد ہونا چاہیے۔ "چیمبر کی لغتChamber's Dictionary

"سیکولرازم ایک اعتقادی نظام ہے جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ اخلاقیات کی بنیاد صرف اور صرف موجودہ زندگی میں بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے ہونی چاہیے، خدا پر یقین سے پیدا ہونے والے تمام غور و فکر کو چھوڑ کر"۔- آکسفورڈ ڈکشنری

"سیکولرازم وہ نظریہ ہے جو مذہب اور کلیسائی معاملات کو ریاست کی حکمرانی اور کارروائیوں سے الگ کرنے کی وکالت کرتا ہے۔Webster's Dictionary - "

14.6.4 سیکولرازم کی خصوصیات(Characteristics of Secularism)

سیکولرازم کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- یہ تمام مذاہب کے ساتھ یکساں سلوک کرتا ہےحالانکہ ان کے مقاصد کو حاصل کرنے کے راستے مختلف ہو سکتے ہیں۔
- یہ ہر فرد کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دیتا ہے۔اس کا مطلب عبادت کی آزادی ہے۔
- دین کے میدان میں افہام و تفہیم کی کامل رواداری برقرار رکھی جائے۔
- یہ عقلی سوچ اور سمجھ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
- کسی کو بھی اس کے مذہبی عقائد کی بنیاد پر سیاسی یا سماجی طور پر نااہل نہیں قرار دیا جانا چاہیے۔
- یہ اخلاقی اور روحانی اقدار کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔
- یہ انتہاپسندانہ عقائد سے آزادی کو فروغ دیتا ہے۔
- اس کا مطلب مذہب کی نفی نہیں ہے بلکہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ تمام مذاہب کی قدر یکساں ہے۔
- اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی مذہب دوسرے مذاہب سے برتر یا کمتر نہیں ہے۔
- کسی بھی فرد یا گروہ کے خلاف کسی بھی قسم کی دشمنی یا تعصب سے پاک تمام مذاہب کے ہم آہنگ بقائے باہمی کو یقینی بنانا۔
- فرد اور معاشرے کی مادی اور ثقافتی ترقی پر زور دیا جاتا ہے۔
- توہمات اور کٹر عقائد سے پاک زندگی کے پہلوؤں کی طرف لوگوں کا ترقی پسند اور سائنسی رویہ۔
- ریاست تقریباً غیر مذہبی موقف کے ساتھ مذہبی مساوات کے اصول کو برقرار رکھتی ہے۔ مذہبی وابستگی سے قطع نظر تعلیم، روزگار، کاروباری امکانات اور معاشی فوائد تک مساوی رسائی کو یقینی بنانا۔

14.7 ہندوستانی آئین میں سیکولرازم

(Secularism under the Constitutional Framework of India)

ہندوستانی آئین نے ایک سیاسی تصور کو قبول کیا ہے جو تمام مذہبی عقائد اور عبادات کو برابر سمجھتا ہے اور عوامی تعلیم اور دیگر عوامی پالیسیوں کو مذہبی اثرات سے پاک رکھنے کی وکالت کرتا ہے۔ ہندوستانی آئین سیکولرازم کے تصور کی وسیع پیمانے پر وضاحت کرتا ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ وہ مذہبی خدشات کی بنیاد پر اپنے شہریوں کو سزا دینے یا فائدہ پہنچانے سے باز رہے۔ ہندوستان نے مذہبی رواداری اور ثقافتی بقائے باہمی کی ترقی کو بڑھانے کے لیے سیکولرازم کو قبول کیا (ماجد، 1985)۔

ہندوستانی آئین کے وجود کے پہلے 25 سالوں تک لفظ سیکولر کہیں بھی نمایاں نہیں ہوا اور 1976 کے 42 ویں آئینی ترمیمی ایکٹ کے بعد ہی لفظ سیکولر کو تمہید/دیباچہ(Preamble) میں شامل کیا گیا۔ 1976 کے ترمیمی ایکٹ میں سیکولر کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کرنے کی کوشش کی گئی :سیکولر کا مطلب ایک ایسی جمہوریہ ہے جس میں تمام مذاہب کا یکساں احترام ہو۔ تاہم سیکولر کی یہ تعریف مقبول عام مغربی تصورات کے برعکس ہے۔

ہندوستان میں سیکولرازم کو کلی طور پر مغربی معنی اور مفہوم کی روشنی میں قبول نہیں کیا گیا ہے، بلکہ یہاں کی تہذیب و ثقافت اور اقدار کے حوالے سے اس کی تفہیم اور تشریح پیش کی گئی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔ ملک کا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہوگا۔ لیکن تمام مذاہب کی برابری کی بنیاد پر احترام اور عزت کا مقام حاصل ہوگا۔ چنانچہ مہاتما گاندھی کے مطابق" میری عزت دیگر مذاہب کے لیے اُسی طرح کی ہے جیسے اپنے مذہب کی یعنی "سروادھرما سمان "یعنی سیکولرازم کا مطلب ہے، سارے مذاہب کی تعظیم و تکریم"۔ اس طرح آئین ہند تمام مذاہب کی مکمل آزادی، اُنھیں اختیار کرنے، نیز اُن کی ترسیل و ابلاغ کی ضمانت دیتا ہے اور آئین مذہب کے نام پر کسی بھی قسم کی تفریق اور امتیاز کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ بات صراحت کے ساتھ آئین ہند میں بتائی گئی ہے کہ سرکار نہ کسی مخصوص مذہب کو فروغ اور نہ کسی مذہب کے اندر مداخلت کرسکتی ہے۔

اگرچہ ہندوستان کا آئین مذہب کی کوئی خاص تعریف فراہم نہیں کرتا، لیکن سپریم کورٹ نے اس کی وسیع تشریح کی ہے۔ آرٹیکل 25 افراد کو اپنے مذہبی عقائد رکھنے اور اس کا اظہار کرنے، اپنے مذہب پر کھلے عام عمل کرنے اور اپنے عقائد کو دوسروں کے ساتھ بانٹنے کے بنیادی حق کی ضمانت دیتا ہے۔

ریاست کو آرٹیکل (a) (2) 25 کے تحت مذہبی طریقوں سے منسلک سیکولر سرگرمیوں کو منظم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

"ہم، ہندوستان کے لوگ، ہندوستان کو ایک خودمختار سوشلسٹ سیکولر ڈیموکریٹک ریپبلک میں تشکیل دینے کا پختہ عزم کر رہے ہیں"...

اس طرح کیا ہندوستانی آئین کی تمہید اب واضح طور پر یہ بتاتی ہے کہ ہم ایک سیکولر ریاست ہیں؟ تین اصولوں کا ذکر عام طور پر ایک سیکولر ریاست کی لازمی خصوصیات کے طور پر کیا جاتا ہے۔

پہلا آزادی کا اصول ہے جس کا تقاضا ہے کہ ریاست کسی بھی مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دے، بعض دیگر بنیادی حقوق کے متعین اصولوں کے تحت جن کا تحفظ ریاست کو کرنا بھی ضروری ہے۔

دوسرا مساوات کا اصول ہے جس کا تقاضا ہے کہ ریاست ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح نہ دے۔

تیسرا اصول غیر جانبداری کا ہے جسے اس شرط کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ریاستوں کو غیر مذہبی عقائد پر مذہبی عقائد کی طرفداری نہیں کرنی چاہیے۔

ہندوستان میں سیکولر پریکٹس کو سمجھنے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا تین اصولوں کا اطلاق کیا گیا ہے اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آیا ان پر عمل کیا گیا ہے۔ آئین میں مساوات کا اصول شامل ہے جس کے تحت ہر شہری کو مذہب کی آزادی کا حق دیا گیا ہے جس میں ہر شہری کو مذہب کا دعویٰ کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کا حق بھی شامل ہے۔ ریاست کو سماجی بہبود اور اصلاح کے مقصد کے لیے مذہبی رسومات سے متعلق سرگرمیوں کو منظم کرنے کا اختیار ہے۔

آزادی کا اصول صرف مساوات کے عالمی بنیادی حق کے تحفظ کے لیے موجود ہے جیسا کہ ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 14 کی ضمانت دی گئی ہے۔ آرٹیکل 14 کی تشریح ایسی کی گئی ہے جو ریاست کو صرف مذہب کی بنیاد پر کسی بھی شہری کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے سے منع کرتا ہے جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 15 میں خاص طور پر بیان کیا گیا ہے۔

سیکولر ریاستی اصول جیسا کہ آئین نے تسلیم کیا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی سرکاری مذہب نہیں ہونا چاہئے، ریاستی اسکولوں میں کوئی مذہبی تعلیم نہیں ہونی چاہئے اور کسی خاص مذہب کی حمایت کے لئے کوئی ٹیکس نہیں ہونا چاہئے۔

ہندوستانی آئین نے 1976 میں سیکولرازم کی اصطلاح کے متعارف ہونے سے پہلے مختلف پیراگراف میں سیکولر ریاست کے ارد گرد کلیدی دفعات کا خاکہ پیش کیا تھا۔

- یہ افراد کے ساتھ ساتھ مذاہب، کسی بھی مذہبی فرقے یا اس کے کسی بھی طبقے کو مذہب کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔
- یہ مذہبی امتیاز سے قطع نظر تمام شہریوں کے لیےمساوی حقوق کو یقینی بناتا ہے اور سرکاری ملازمت میں مساوی مواقع فراہم کرتا ہے۔ تعلیمی اداروں میں کسی بھی قسم کی تفریق نہیں ہونی چاہیے اور فرقہ وارانہ انتخاب سے گریز کیا جانا چاہیے۔
- یہ ریاست اور مذہب کی علیحدگی کو یقینی بناتا ہے۔ مذہب کے فروغ کے لیے کوئی اضافی ٹیکس نہیں اور ریاستی اسکولوں میں کوئی مذہبی تعلیم نہیں ہے۔ یہ واضح ہے کہ آئین کا مقصد نہ تو مذہب کی مخالفت کرنا ہے اور نہ ہی ثقافت کی یہ عقلیت کو فروغ دینا ہے ۔بلکہ محض مذہب کے معاملات میں ریاست کی غیر جانبداری اور غیر جانبداری کو برقرار رکھنا ہے۔

آئین ہند میں جہاں دفعہ 25 اور 26 میں مذہبی آزادی کی واضح الفاظ میں بات کی گئی ہے وہیں دفعہ 30 مذہبی اقلیتوں کو نہ صرف مذہبی آزادی تسلیم کی گئی ہے بلکہ اُنہیں اپنے مذہبی تعلیمی ادارے چلانے کی بھی مکمل آزادی دی گئی ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سیکولرازم کی کوئی دو تعریفات بیان کریں۔

2۔ سیکولرازم کی چند خصوصیات بیان کیجیے۔
3۔ سوشلسٹ معاشرہ قائم کرنے کے لیے تعلیم کے کیا مقاصد ہونے چاہئیں؟
4۔ سوشلزم کی ترقی اور فروغ میں تعلیم کے کردار پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

14.8 سیکولرازم کے فروغ میں تعلیم کا رول

(Role of Education in the Promotion of Secularism)

ہندوستانی سماج کی نوعیت اور اس کی ساخت کی روشنی میں سیکولرطرز زندگی سے زیادہ سے زیادہ عوام کو باخبر کرنے اور اُسے اختیار کرنے کی بے حد زیادہ ضرورت ہے۔ تعلیم کا اس سلسلے میں اہم ترین رول بنتا ہے۔ تعلیم ہندوستان جیسے ہمہ مذاہب والے ملک میں سیکولرازم کی تعریف و تشریح پر خاص طور سے توجہ دیتے ہوئے سماج کے مختلف طبقات کے درمیان رواداری، برداشت، جذباتی یکسوئی اور باہمی اتحاد اور ہمدردی کے لیے راہیں استوار کرسکتی ہے۔

ہندوستان کا موجودہ تعلیمی نظام اپنے وسیع البنیاد مقاصد، نصاب، روشن خیال اساتذہ اور مناسب سرگرمیوں کے ذریعے سیکولر رویوں اور اقدار کو فروغ دیتا ہے یہ سبھی کھلے ذہن، ترقی پسندی، عقلیت، تعصب اور توہم پرستی سے آزادی، اور تمام مذاہب کے یکساں احترام پر زور دیتے ہیں۔ سیکنڈری ایجوکیشن کمیشن (1952-53) نے تعلیم کے درج ذیل مقاصد کی سفارش کی جس کا سیکولرازم پر براہ راست اثر ہے:

"تعلیمی نظام کو عادات، رویوں اور کردار کی خوبیوں کی نشوونما میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے جو اس کے شہریوں کو جمہوری شہریت کی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانے کے قابل بنائے اور ان تمام متعصبانہ رجحانات کا مقابلہ کرے جو وسیع قومی اور سیکولر نقطہ نظر کے ظہور میں رکاوٹ ہیں۔"

کمیشن نے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیں:

جمہوری شہریت کی ترقی: ہندوستان ایک سیکولر، سوشلسٹ، جمہوری جمہوریہ ہے، اور اس طرح، تعلیم کو متحرک، وسائل سے بھرپور اور کاروباری شہری پیدا کرنا چاہیے۔ اس سے انسان کی فکری اور جذباتی صلاحیت اور کنٹرول پیدا کرنے میں مدد ملنی چاہیے تاکہ اسے معروضی اور منظم طریقے سے صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرنے اور سائنسی انداز میں بدل سکے۔

زندگی گزارنے کے فن کی تربیت: بچے کی صحت مند نشوونما اور معاشرے کے فائدے کے لیے، تعلیم کو بچے میں نظم و ضبط، تعاون اور رواداری پر مبنی رہائش کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ اور ایسے سماجی طور پر مطلوبہ مقاصد، قابل قبول رویوں کو فروغ دینا چاہیے جو بچے کو معاشرے کا ایک ذمہ دار اور کارآمد رکن بنائے۔

ہندوستانی آئین اور قانون کے حوالے سے ہندوستانی تعلیم اپنی نوعیت (Nature)اور اطلاق(Application) کے حوالے سے سیکولر ہے۔ ہر طبقہ خیال کے لوگوں کی تمدنی اور ثقافتی شناخت ایک سیکولر اور جمہوری ماحول میں ہی ممکن ہے۔ سیکولر تعلیم کے فروغ سے ملک کے اندر فرقہ پرستی، مذہبی انتہا پسندی کی حوصلہ شکنی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ فرقہ پرستی ملک کے مشترکہ ورثے اور کثرت میں وحدت کے تصور کے لیے سب سے بڑا خطرہ مانا جاتا ہے۔ ذیل کے چند عوامل اس سلسلے میں اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

1۔ **اخلاقی تعلیم**

سیکولر تعلیم کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تعلیم کو مذہب مخالف ہونا چاہئے بلکہ اس کی توجہ طلبا کی اخلاقی فکر اور برتاؤ پر رہتی ہے۔ سماج میں کردار سازی اور اخلاقی معیارات اس کے اہداف میں شامل ہیں۔ تعلیمی سرگرمیوں سے بعض سیکولر اقدار جیسے انسانیت، رواداری، صبر، ہمدردی، خدمت خلق اور جذبہ قربانی وغیرہ کو جِلا مل سکتی ہے۔

2۔ **جمہوری افکار کی ترسیل**

تعلیم کو جب ایک سازگار جمہوری ماحول میسر ہوتاہے تو سیکولرازم جیسے سماجی ہم آہنگی والے تصورحیات کو لازماً فروغ مل سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اسکول اور سماج کے بچے کی سیرت و شخصیت پر خاصا اثر پڑتا ہے۔ اس اہمیت کو زیر نظر رکھتے ہوئے سکنڈری ایجوکیشن کمیشن نے(53-1952) میں اپنی سفارشات میں کہا تھا" اسکولوں کی صبح کی مجلس (Morning Assembly)کے موقع پر صدر مدرس کو چاہئے کہ ایسے اساتذہ کا انتخاب کرے جو تاریخ کی عظیم اخلاقی شخصیات کی انسانی تعلیمات سے بچوں کو آگاہ کرے تاکہ بچوں کی درست خطوط پر ذہن سازی ہوسکے"۔

3۔ **روحانیت اور مادیت کا اتصال**

سیکولر تعلیم میں نہایت خوب صورتی کے ساتھ روحانی اقدار کو افراد کی بھلائی کے لیے استعمال کیاجاسکتا ہے۔ ایک فرد کو علم وہنر کی تدریس و اکتساب فرد کے ساتھ ساتھ تہذیبی اور روحانی افکار کے ساتھ جوڑاجاسکتا ہے اور تعصبات سے دور رکھا جاسکتا ہے۔

4۔ **وسعتِ نگاہ**

سیکولرازم تعلیمی عمل سماج کے افراد میں وسعت فکر و نظر پیدا کرنے میں مدد دے سکتا ہے اور ایک فرد کو سارے توہمات اورفضول خیالات اندھی تقلید اور بے جا رسومات سے دور رکھنے میں ایک اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ یہ سماج میں محدود سوچ کی نفی کرتے ہوئے بے غرض سماجی خدمات کے لیے ایک خوشگوار تربیت کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔سکولر تعلیم افراد کے اندر ہمت اور اعتماد پیدا کرسکتی ہے تاکہ وہ انفرادی اور اجتماعی مسائل کا ایک عزم اور ارادے کے ساتھ مقابلہ کرنے کے اہل ہوسکیں۔

5۔ **تکثیری انداز فکر**

ہندوستان چونکہ ایک ہمہ مذہبی ملک ہے، یہاں کا فلسفہ کثرت میں وحدت کا قائل ہے۔ اس لیے تکثیری انداز فکر کو فروغ دینے کی بے حد ضرورت ہے۔ یہ صرف ایک سیکولر نظریہ تعلیم سے ہی ممکن ہوسکتا ہے کہ نصاب تعلیم میں سائنس اور ٹکنالوجی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ مذاہب کا احترام کرتے ہوئے بنیاد پرستی اور فرقہ پرستی کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔ سیکولر تعلیم کا یہ طریقہ عمل ایک جمہوری معاشرے کو ترقی دینے میں بہت مدد دے سکتا ہے۔

سیکولرازم کا یہ سیاسی اور سماجی مطالبہ ہے کہ تعلیم کی روح ہے آدم گری۔ یعنی انسانی صلاحیتوں کی ترقی، امن، سلامتی، جذبہ خیر سگالی اس کے مقاصد قرار پاتے ہیں۔ افراد کے درمیان اتحاد و یکجہتی کا قیام اس کے افعال میں شامل ہوتے ہیں۔

6۔ سیکولر تعلیم کے اطلاقات

سیکولر تعلیم اپنی افادیت و معنویت اُس وقت تک برقرار نہیں رہ سکتی جب تک کہ اِس کو زمینی سطح پر عمل میں نہ لایا جائے۔ سیکولرطرز زندگی کو تعلیمی نظام میں موافق نصابی اور معاون نصابی سرگرمیوں کے ذریعے سے موثر طریقہ سے عام کیا جاسکتا ہے۔ نصاب کو اس طرح ترتیب دینے کی ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف نفرت یا تعصب کے جذبات پیدا نہ ہو سکیں بلکہ ایک مثبت سوچ کو فروغ ملے اس سلسلے میں خاص توجہ تدریس کے دوران تاریخ کے مضمون پر دینی پڑیگی۔ جس کے تعلق سے طلبا میں مذہبی رواداری کا جذبہ پیدا کیا جاسکے۔کوٹھاری کمیشن ہویا قومی تعلیمی پالیسی1986 یا 1992 سبھی نے اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ انسانیت کی بہتری اور بھلائی کے لیے اُن اقدامات اور احکامات کو خاص طور پر اُجاگرکیا جائے جو وقت وقت پر مختلف حکمرانوں نے اپنے اپنے زمانوں میں اُن پر عملی جامہ پہنایا تھا۔ اسی طرح تعلیم کے ذریعے سے سیکولرازم کی مشعل کو فروزاں رکھنے کے لیے ہم نصابی سرگرمیوں کو ایک تواتر کے ساتھ ترتیب دینے کی ضرورت ہے جیسے ڈرامے، مشاعرے، مذہبی تقریبات، کھیل کود کے مقابلے وغیرہ۔

7۔ معلم کا کردار

تعلیم کے ذریعے سیکولرازم کو ترقی دینے میں معلم کا رول نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ معلم خود ایک سیکولر پسند ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی شخصیت ایک نمونہ ہونی چاہئے۔ تبھی اُس کا غیر جانب دارانہ رویہ غیرمبہم انداز میں طلبا کے اندر سیکولرازم کے ابلاغ کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔معلم کو اپنے تدریسی عمل کے دوران ہمیشہ حساس رہنا پڑے گا اس کی ہر ادا اوراس کی زبان وبیاں معاشرتی اتحاد اور ہم آہنگی سے عبارت ہونی چاہئے۔ معلم اگر مضبوط ارادے اور علم و اخلاق کا مالک ہے تو ایک مثالی اورپر امن معاشرے کے قیام میں حائل ہر رکاوٹ دور ہوسکتی ہے۔

14.9 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں سوشلزم اور سیکولرازم کے بنیادی تصورات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ابتدا میں سوشلزم کے معنی اور مفہوم بیان کیے گئے، جس میں سوشلسٹ سوسائٹی اور اس کی حکمت عملی کی تفصیل شامل ہے۔ سوشلسٹ معاشرے میں مساوات، تعاون، اور سماجی انصاف پر زور دیا جاتا ہے جبکہ حکمت عملی میں سماجی اور اقتصادی اصلاحات کے ذریعے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

ہندوستانی سوشلزم کی خصوصیات اور اس کے ارتقاء پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح بھارت میں سوشلزم نے عوام کی فلاح اور ملک کی ترقی میں کردار ادا کیا۔ اس کے بعد تعلیم اور سوشلزم کے تعلق کو اجاگر کیا گیا ہے، خاص طور پر یہ کہ تعلیم کس طرح سماجی شعور اور مساوات کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ سیکولرازم کے تصور اور اس کے معنی کی وضاحت کے بعد مغربی اور ہندوستانی سیکولرازم کے مابین فرق بیان کیا گیا ہے۔ سیکولرازم کی تعریف، اس کی خصوصیات، اور ہندوستانی آئین میں اس کا قانونی فریم ورک شامل کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تعلیم کس طرح سیکولرازم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جس سے مذہبی رواداری اور سماجی ہم آہنگی کو تقویت ملتی ہے۔

آخر میں، اکائی میں سیکھنے کے نتائج، فرہنگ، نمونہ امتحانی سوالات، اور تجویز کردہ اکتسابی مواد فراہم کیے گئے ہیں تاکہ طلباء کو سوشلزم اور سیکولرازم کے گہرے فہم اور عملی پہلوؤں کی مکمل سمجھ حاصل ہو۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سیکولرازم کی ترقی میں تعلیم کے کردار پر مختصر نوٹ لکھیں۔ 2۔ سیکولرازم کو ترقی دینے میں معلم کے کردار پر نوٹ لکھیں۔

14.10 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

- سوشلزم یا اشتمالیت ایک سیاسی اور سماجی نظریہ ہے۔ اسکو پہلی بار اٹلی میں 1803 میں استعمال کیا گیا۔
- کارل مارکس (1883-1818) سوشلزم کے اہم ترین نظریہ ساز مانے جاتے ہیں۔
- ہندوستان میں مہاتما گاندھی نے Sarvodaya Samaj کا تصور پیش کیا۔
- سوشلزم (Socialism) سرمایہ داریت (Capitalism) سے متصادم نظریہ ہے۔
- ایک جمہوری ماحول میں سوشلزم اور تعلیم کا رشتہ قریب ترین ہوتا ہے اور تفاوت اور امتیاز سے پاک سماج کی تعمیر میں ایک اہم رول ادا کرتا ہے۔
- سیکولرازم ایک لاطینی لفظ Seculum سے ماخوذ ہے George Haydake نے پہلی بار اُنیسویں صدی میں اس کا استعمال کیا۔

- سیکولرازم ایک طرز زندگی ہے جس میں ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔
- آئین ہند میں جہاں ہندوستان کو ایک غیر مذہبی ریاست بتایا گیا ہے۔ وہاں سارے مذاہب کے احترام اور ان کی تبلیغ واشاعت کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔
- ہندوستان جیسے ملک جہاں مختلف مذاہب، زبانیں اور ثقافتوں کے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔ سیکولرازم اس ملک کے مزاج اور ماحول کے عین مطابق ہے جو فرقہ پرستی کو رد کرتے ہوئے مذہبی رواداری، جذبہ خدمت اور قربانی کو فروغ دینے پر خاص زور دیتاہے۔
- سوشلزم یا اشتمالیت ایک سیاسی اور معاشی نظریہ ہے، یہ نظریہ محنت اور اجتماعی فلاح پر زور دیتا ہے۔
- سیکولرازم ایک سیاسی اور سماجی نظریہ ہے۔ یہ نظریہ مذاہب سے دور رہ کرعوام کی معاشی، سماجی اورثقافتی ترقی کا قابل ہے۔
- سیکولرازم تکثیری سماج اور اصول انسانیت پر خاص زور دیتا ہے۔

14.11 فرہنگ(Glossary)

- **سوشلزم:** ایک سماجی و سیاسی نظریہ ہے جو معاشرے کے تعاون اور وسائل اور مواقع کی منصفانہ تقسیم کی وکالت کرتا ہے۔ یہ سماجی ذمہ داری، تعاون، تنظیم، اور پیداوار کے فرقہ وارانہ ضابطے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔
- **سوشلسٹ سوسائٹی:** ایک ایسا معاشرہ جو تمام افراد کے لیے آزادی اور مساوات کو ترجیح دیتا ہے، مکمل ملازمت، کارکن اور کمیونٹی کنٹرول، اور ماحولیاتی توازن پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔
- **سوشلسٹ فیمینزم:** ایک حقوق نسواں کا نقطہ نظر ہے جو سوشلسٹ اقدار کو یکجا کرتا ہے تاکہ جنس پرستی، نسل پرستی، اور طبقاتیت کو شمولیت، تعاون، اور پسماندہ گروہوں کو بااختیار بنانے کے ذریعے حل کیا جا سکے۔
- **سیکولرازم:** وہ فلسفہ ہے جو حکومت اور دیگر اداروں کو مذہب اور مذہبی عقائد سے الگ کرنے کی وکالت کرتا ہے۔ یہ مذہبی مسائل پر غیر جانبدارانہ موقف کو فروغ دیتا ہے اور تمام مذاہب کے درمیان مساوات کے لیے کوشش کرتا ہے۔

14.12 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ سوشلزم کی اصطلاح کا استعمال پہلی بار کہاں پر کیا گیا؟

a) اٹلی b) برطانیہ c) امریکہ d) جرمنی

2۔ سوشلزم کے مشہور نظریہ ساز کون تھے؟

a) اسٹالن b) چرچل c) کارل مارکس d) ٹالسٹائی

3۔ ہندوستان میں سوشلزم سروودیا سماج Sarvodaya Samaj کا نام کس نے دیا؟

a) جے پرکاش نارائن b) مہاتما گاندھی c) رام منوہر لوہیا d) اچاریہ کرپلانی

4۔ سرمایہ داری کس کی ضد ہے؟

a) جمہوریت b) مطلق العنانیت c) سیکولرازم d) سوشلزم

5۔ ________ تکثیری سماج اور اصول انسانیت پر خاص زور دیتا ہے۔

a) جمہوریت b) سرمایہ داریت c) سیکولرازم d) سوشلزم

6۔ سوشلزم کا لفظ سب سے پہلے روس میں استعمال ہوا۔ ( )

7۔ سوشلزم اور سرمایہ داری ایک ہی نظام کے دو مختلف نام ہیں۔ ( )

8۔ ہندوستانی سوشلزم، آزادی اظہار پر زور نہیں دیتا ہے۔ ( )

9۔ آئین کی دفعات 37 تا 46 میں سرمایہ داری کے تصورات پر توجہ مرکوز کی گئی۔ ( )

10۔ Webster Dictionary کے مطابق سیکولرازم کا مطلب مذہب سے محبت ہے۔ ( )

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ سوشلزم کا نظریہ سب سے پہلے کہاں پیش کیا گیا؟

2۔ سیکولرازم کا مفہوم بتائیں؟

3۔ سیکولرازم ہندوستانی معاشرے کے لیے کیوں موافق ہے؟

4۔ سیکولرازم کی خصوصیات بیان کیجیے۔

5۔ سوشلزم کے فروغ میں تعلیم کے کردار پر نوٹ لکھیے۔

6۔ سیکولرازم کی چند تعریفات بیان کریں۔

7۔ ہندوستانی آئین کے سیکولرازم کی وضاحت کریں

8۔ سیکولرازم کے فروغ میں تعلیم کے کردار پر نوٹ لکھیے۔

9۔ سوشلسٹ فیمینزم سے کیا مراد ہے۔

10۔ سوشلسٹ معاشرے کے قیام کے لیے تعلیمی مقاصد کیا ہونے چاہیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ سوشلزم ایک سیاسی اور سماجی نظریہ ہے مارکس اور گاندھی اس کے حامی مانے جاتے ہیں۔ دونوں کے خیالات کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کریں۔

2۔ سیکولرازم ایک سیاسی طرز زندگی کا نام ہے۔ ہندوستانی سماج کے پس منظر میں اس کی اہمیت پر گفتگو کریں۔

3۔ سوشلزم اور سیکولرازم کے فروغ میں تعلیم کے کردار پر نوٹ لکھیے۔

جوابی کلید

1۔ اٹلی 2۔ کارل مارکس 3۔ مہاتما گاندھی 4۔ سوشلزم 5۔ سیکولرازم

14.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Chandra, B. (2008). Communalism: A primer. New Delhi: National Book Trust.

2۔ Das, H. H. (1991). India: Democratic government and politics. Delhi: Himalaya Publishing House.

3۔ Educating in Emerging Indian Society, Prof. B. K. Nayak, Axis Publishers, New Delhi.

4۔ Gahrana, G. K. (1998). Secularism and the Indian Society. In Pachauri. V. K (Ed). Social

5۔ History and Problems of Education, Yogendra K. Sharma, Kanishka Publishers, New Delhi.

6۔ Juergensmeyer, M. (1994). Religious Nationalism: Confronts the Secular State. Delhi: Oxford University Press

7۔ Kar, P. K. (1998). Indian Society. New Delhi: Kalyan Publication.

8۔ Moderna Indian Education, C. E. S. Chauhan, Kanishka Publishers, New Delhi.

9۔ Pant, A. D. And Gupta, S. K. (Ed.). Multy-Ethnicity and National Integration: A Political Anthropological View. Allahabad: Vohra Publication and Distributors.

10۔ Pivotal issues in Indian Education, S. K. Kochhar, Sterling Publishers Private Ltd., New Delhi.

11۔ Philosophical and Sociological Perspectives on Education, J. C. Agarwal, Shipra Publication, New Delhi.

12۔ Sharma, R. N. (2000). Textbook of Educational Philosophy. New Delhi: Kanishka Publishers and Distributers.

13۔ Talesra, H. (2002). Sociological Foundation of Education. New Delhi: Kanishka Publishers, Distributors.

14۔ Tara, S. (1991). Secular India. New Delhi: Anmol Publication.

اکائی 15۔ تعلیم اور قومی یکجہتی

(Education and National Integration)*

اکائی کے اجزاء

15.0 تمہید(Introduction)

15.1 مقاصد(Objectives)

15.2 قومی یکجہتی کا تصور اور ضرورت(Concept and Need of National Integration)

15.2.1 قومی یکجہتی کے معنی(Meaning of National Integration)

15.2.2 قومی یکجہتی کی تعریف(Definition of National Integration)

15.3 قومی یکجہتی اور جذباتی انضمام(National Integration and Emotional Integration)

15.3.1 جذباتی انضمام کے معنی(Meaning of Emotional Integration)

15.4 قومی یکجہتی کی ضرورت(Need of National Integration)

15.5 قومی یکجہتی کے فائدے اور اس کی اہمیت
(Benefits and Importance of National Integration)

15.6 قومی یکجہتی کی راہ میں رکاوٹیں(Obstacles to National Integration)

15.7 قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے تعلیم بطور آلہ
(Education as an Instrument for Developing National Integration)

15.8 قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے پروگرام
(Programme to Promote National Integration)

15.9 بین الاقوامی مفاہمت کا مفہوم(Meaning of International Understanding)

15.10 تعلیم برائے بین الاقوامی مفاہمت(Education for International Understanding)

15.11 خلاصہ(Summary)

15.12 اکتسابی نتائج(Learning Outcomes)

---

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

15.13 فرہنگ(Glossary)
15.14 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)
15.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Reading Materials)

15.0 تمہید(Introduction)

کسی بھی قوم یا ملک کی ترقی کا راز وہاں کے باشندوں کے رہن سہن اور اعادات و اطوار پر منحصر ہوتا ہے۔ جن قوموں میں آپسی تعلق، الفت اور ہم رشتگی قائم رہتی ہیں وہ ہمیشہ ترقی کرتی ہیں۔ اگر قوم کے کسی فرد پر کوئی پریشانی آئے تو سب مل کر اسے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قومی یکجہتی کی ہی وجہ سے ایک فرد کا صدمہ پورے سماج کے لیے صدمہ ہوتا ہے۔ لوگ مل جل کر رہنا پسند کرتے ہیں اورایک دوسرے کے کام آتے ہیں کسی کو تنگ نہیں کرتے۔ تعلیم سے قومی یکجہتی کے فائدے لوگ بآسانی سمجھ سکتے ہیں اور ان سب عوامل سے جن سے قومی یکجہتی کو نقصان پہنچتا ہے، ان سے بچتے ہیں۔

جب کسی ملک میں لوگوں کے مختلف گروہ جنس، ذات، مذہب، زبان یا طبقے جیسے عوامل کی بنیاد پر تفریق کیے بغیر اکٹھے ہوتے ہیں تو اسے قومی یکجہتی کہا جاتا ہے۔ قومی یکجہتی کی راہ میں جو بڑی رکاوٹیں آتی ہیں وہ فرقہ واریت، علاقائیت، لسانیت اور ذات پرستی ہیں۔ قومی یکجہتی کے لیے سماجی انضمام کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ قومی یکجہتی کو مضبوط بنانے کے لیے ضروری ہے کہ لوگ فرقہ وارانہ سوچ ترک کر دیں۔ وہ خود کو ہندوستانی اور صرف ہندوستانی ہی سمجھیں۔ الغرض اس اکائی میں قومی یکجہتی، قومی یکجہتی کے تصور ، قومی یکجہتی کو فروغ دینے میں تعلیم کے کردار پر تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔ یہ یونٹ قومی یکجہتی کو فروغ دینے میں رہنماؤں اور اساتذہ کے کردار اور بین الاقوامی مفاہمت اور اس کے فروغ میں تعلیم کے کردار کی بھی وضاحت کرے گا۔

15.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

- قومی یکجہتی کی اہمیت و افادیت بیان کر سکیں۔
- قومی یکجہتی سے ہونے والے سماجی اور قومی مفادات پر روشنی ڈال سکیں۔
- قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے عناصر کی نشاندہی کر سکیں۔
- ماضی میں قومی یکجہتی سے ہوئے فائدوں کو بیان کر سکیں۔
- قومی یکجہتی کے فروغ میں تعلیم کے کردار کو بیان کر سکیں۔

- بین الاقوامی مفاہمت کا مفہوم بیان کرسکیں۔
- بین الاقوامی مفاہمت کے فروغ میں تعلیم کے کردار کو بیان کرسکیں۔

15.2 قومی یکجہتی کا تصور اور ضرورت

(Concept and Need of National Integration)

قومی یکجہتی سے مراد کسی بھی قوم کے تمام لوگوں کے بیچ" ہم "کا جذبہ۔ جب کسی ملک کے تمام لوگ مذہب، ذات، علاقے، نسل اور ثقافت کی حدیں توڑ کر ایک دوسرے سے" ہم "کے جذبے سے جڑ جاتے ہیں اور اپنے انفرادی مفادات کو قومی مفادات کے لیے قربان کرتے ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں قومی یکجہتی ہے۔ قومی یکجہتی کا مطلب ملک کے اندر مختلف زبانوں، رسم و رواج، ذات، نسل، مذاہب، پیشہ اور عقیدے کے ماننے والوں کے درمیان آپسی ہم رشتگی، میل جول اور بنا کسی خوف و خطر کے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرنے کانام قومی یکجہتی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اس ملک کے وجود کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ قومی یکجہتی کسی بھی قوم کے لوگوں کے بیچ یکسانیت (Oneness)کا وہ جذبہ ہے جوکہ مشترکہ دلچسپیوں کی بنیاد پر فروغ پاتا ہے اور لوگوں کے علاقے، ذات پات، زبان اور ثقافت مختلف ہونے کے باوجود آپس میں بھائی چارگی کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے مفادات کو قومی مفادات کے سامنے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔وہی افراد یکجہتی کے علمبردار مانے جاتے ہیں۔

15.2.1 قومی یکجہتی کے معنی(Meaning of National Integration)

قومی یکجہتی کا مطلب ہے قومی اتحاد، یعنی تنوع میں اتحاد۔ لفظ" قومی یکجہتی "دو الفاظ پر مشتمل ہے' - قومی 'اور 'یکجہتی'۔ لفظ' قومی 'کا مطلب ایک ملک ہے۔ یکجہتی کا مطلب ہے لوگوں کا ایک ساتھ مل جانا۔ اس طرح قومی یکجہتی کا مطلب ملک میں تمام قوتوں کو متحد کرنا ہے تاکہ" ایک قوم "کا تصور پیدا کیا جا سکے۔ اس کا مطلب سماجی، سیاسی، معاشی، لسانی اور ثقافتی اتحاد بھی ہے۔ یہ ذات پات، مسلک، مذہب، زبان، برادریوں، عقائد، صوبوں اور روایات کے تمام تفریقوں کی نفی ہے۔ قومی یکجہتی کو قوم پرستی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ قوم پرستی کے حامی کہتے ہیں کہ فرد قوم کے لیے ہے ۔ لہٰذا ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کی سالمیت اور طاقت کو برقرار رکھے اور اس کی ترقی میں اپنا تعاون پیش کرے۔ مختصراً، قوم پرستی کا مطلب ہے قوم کے تئیں پوری دلی لگن، فرض شناسی کے ساتھ احساسِ ذمہ داری اور اس کے شاندار مستقبل پر بلا شبہ یقین جس کی بنیاد اس کی موجودہ بھلائی اور خوشحالی ہے۔

ہندوستانی قومی یکجہتی کو سر سید نے بہت اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ سر سید احمد نے کہا تھا کہ ہندوستان ایک خوبصورت دلہن ہے ہندو اور مسلمان اس کی دو آنکھیں ہیں۔

دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قومی یکجہتی کے معنی مختلف، مذاہب، مسالک، ذات اور علاقے کے لوگوں کا اپنے مذہب، رسوم ورواج،اور ذات پات پر قائم رہتے ہوئے ملک کے دیگر طبقات کے افراد سے پرخلوص عقیدت رکھنا اور ان سے محبت کو فروغ دینا شامل ہے۔

15.2.2 قومی یکجہتی کی تعریف(Definition of National Integration)

قومی یکجہتی کی تعریف اور مفہوم کو مختلف ماہرین تعلیم نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے جن کا ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے۔

کوٹھاری کمیشن کے مطابق:"قومی یکجہتی قوم کی مستقبل میں ہونے والی ترقی میں بھروسہ، قوم کی اہمیت کا اعتبار اور قوم کے لیے ذمہ داری کے جذبے کو کہتے ہیں"

پرانی ہندوستانی کہاوت کے مطابق:"خاندان کے لیے افراد کو قربان کرو، سماج کے لیے خاندان کو قربان کرو اور قوم کے لیے سماج کو قربان کرو"

پنڈت جواہر لال نہرو کا قول:"قومی یکجہتی سے مراد دلوں اور ذہنوں کی یکجہتی ہے اور علٰحیدگی کے جذبے کا دبانا (Supperssion)ہے"

مشہورماہر تعلیم K.G. Saiyidain کا قول:"قومی یکجہتی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اختلافات کو ختم کردیا جائے بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگوں کو الگ نظریے سے دیکھنے کا اور اپنے اختلافات کے اظہار کرنے کا بے خوف و خطر اختیار دیا جائے لیکن یہ قومی اتحاد اور بنیادی وفاداریوں کے ایک بڑے ڈھانچے میں"

Brubacherکے مطابق"قوم پرستی عام طور پر حب الوطنی کے مقابلے میں وفاداری کے وسیع دائرہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ فیتے کے بندھنوں کے علاوہ، قوم پرستی کا ثبوت نسل، زبان، تاریخ، ثقافت اور روایات جیسے دیگر عوامل سے ملتا ہے"۔

ہمایوں کبیر کے مطابق" قوم پرستی وہ ہے جو قوم کے تیئں جذبہ ہم پر منحصر ہے"۔

نیشنل انٹیگریشن کانفرنس1961 کے مطابق" قوم پرستی یا قومی یکجہتی ایک نفسیاتی اور تعلیمی عمل ہے جس میں لوگوں کے دلوں میں اتحاد، یکجہتی اور ہم آہنگی کا احساس پیدا ہوتا ہے، اقتصادی شہریت کا احساس اور قوم سے وفاداری کا احساس ہوتا ہے"۔

ڈاکٹر بیدی کے مطابق" قومی یکجہتی کا مطلب ہے کہ ملک کی مختلف ریاستوں کے درمیان معاشی، سماجی، ثقافتی اور لسانی اختلافات کو قابل برداشت حد میں لانا اور لوگوں کو ہندوستان کی وحدت کا احساس دلانا"۔

قوم پرستی یا قومی یکجہتی کی دی گئی تعریفوں سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ قومی یکجہتی ان لوگوں کی ذہنی پختگی ہے جو خود کو تفریق، فرقہ وارانہ منافرت اور مذہبی جنونیت کے رجحانات پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس طرح کے رجحانات قومی یکجہتی کی بنیادی اساس کے ساتھ ساتھ قومی اتحاد اور قوموں کی ترقی میں حصہ لینے کے جذبے کو بھی خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ مختصراً ، قومی یکجہتی کا مطلب ہے کہ لوگ معمولی اختلافات کو پس پشت ڈال کر مشترکہ اہداف اور نظریات کا اشتراک کرنے کے لیے اکٹھے ہوں۔اس کا مطلب ہے کہ یہ تمام شعبوں میں یکسانیت کا احساس ہو ، یہ مذہب، ذات، زبان، یا معاشی حیثیت جیسے اختلافات سے قطع نظر، ایک قوم کے طور پر متحد محسوس کرنے سے متعلق ہے۔ جیسا کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا، ہمیں تنگ نظر نہیں ہونا چاہیے یا صرف اپنے مفادات پر توجہ مرکوز نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے بجائے، ہمیں اپنے پیروں کو زمین پر مضبوطی سے رکھتے ہوئے اونچا کھڑا ہونا چاہیے، اور تمام ہندوستانیوں کو ایک مربوط مجموعے کے طور پر اکٹھا کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے۔

لہذا، ہم قومی یکجہتی کی تعریف اس طرح کر سکتے ہیں" یہ ایک ایسا احساس ہے جو مختلف ثقافتوں کے لوگوں کو متحد کرتا ہے اور انہیں قوم کی یکجہتی اور ترقی کے لیے سوچنے اور عمل کرنے کے لیے تیار کرتا ہے"۔ جب بھی ہم قومی یکجہتی یا قوم پرستی کی بات کرتے ہیں تو درج ذیل خیالات ہمارے ذہن میں آتے ہیں۔

1۔ یہ لوگوں کے ذہنوں میں بھائی چارے کاایک جذبہ ہے۔
2۔ یہ لوگوں کے اندر باہمی اتحاد کا ایک جذبہ ہے۔
3۔ یہ ملک کے لیے محبت حب الوطنی اور وفاداری کا جذبہ ہے۔
4۔ یہ لوگوں کے آپس میں باہمی تعاون، بھروسے، اتفاق اور یکسانیت (Oneness) کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے ہیں اور ملک کو متحد (Unite) رکھنے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔
5۔ یہ دوسرے لوگوں کے عقائد کے لیے تحمل اور صبر کا جذبہ رکھتے ہیں۔
6۔ یہ ہم کا جذبہ ہے نہ کہ میں کا۔
7۔ یہ جیو اور جینے دو کا جذبہ ہے۔
8۔ یہ کثرت میں وحدت (Unity in Diversity) کا جذبہ ہے۔
9۔ یہ اپنی ضرورتوں، دلچسپیوں اور مفادات کو قوم کے لیے قربان کرنے کاجذبہ ہے۔

یعنی مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ قومی یکجہتی ایک بہت ہی جامع (Comprehensive) تصور ہے اور اس کے بہت سارے پہلو ہیں۔ اصل میں یہ قومی زندگی کے تمام پہلوؤں سے جڑا ہوا ہے اور تمام پہلو ایک دوسرے سے ہم آہنگی(Correlation)رکھتے ہیں۔

15.3 قومی یکجہتی اور جذباتی انضمام

(National Integration and Emotional Integration)

قومی یکجہتی جذباتی انضمام کے بغیر ممکن نہیں۔ درحقیقت جذباتی انضمام ہی قومی یکجہتی کی بنیاد ہے۔ عملی طور پر، جذباتی انضمام اور قومی یکجہتی کے درمیان گہرا تعلق ہے۔ عام طور پر ان دو اصطلاحوں کو ایک ہی اصطلاح کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جذباتی انضمام اور قومی یکجہتی دونوں معنی میں مختلف ہیں۔

قومی یکجہتی: یہ ایک نفسیاتی اور جذباتی عمل ہے جس میں لوگوں کے دلوں میں اتحاد، یکجہتی اور ہم آہنگی کے جذبات، مشترکہ شہریت کا احساس اور قوم سے وفاداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں سماجی، سیاسی، معاشی، لسانی اور ثقافتی اتحاد شامل ہے۔

جذباتی انضمام: اس کا مطلب ہے کہ تمام شہریوں کے خیالات اور احساسات کا اتحاد ۔ جذباتی انضمام تب ہوتا ہے جب کسی ملک میں ہر شخص اپنے خیالات اور احساسات کے ذریعےایک دوسرے سے جڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ یہ تعلق لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں قومی یکجہتی کا مضبوط دفاع تیار کرتا ہے۔ یہ قوم پرستی کو قومی فخر، اور قومی وفاداری کے احساس کو فروغ دیتا ہے۔ ایک فرد میں جذباتی انضمام کا مطلب ایک متوازن شخصیت کا ہونا ہے جہاں ہماری خواہشات، امیدوں اور جذبات کو مثبت طریقوں سے منتقل کیا جاتا ہے۔ یہ مطمئن اور پر سکون محسوس کرنے اور اپنے احساسات کو صحت مند طریقوں سے سنبھالنے کا طریقہ جاننے سے متعلق ہے۔ یہ عام طور پر اعتدال پسند اور رواداری سے سیکھا جاتا ہے۔

15.3.1 جذباتی انضمام کے معنی (Meaning of Emotional Integration)

جذباتی انضمام ایک ایسا احساس ہے جو تمام متنوع ذاتوں، عقیدوں اور افراد کے مختلف گروہوں کو تنگ فرقوں اور تقسیموں سے بالا تر ہوکر ایک ساتھ جوڑتا ہے۔ اس سے کئی چیزیں مراد ہوسکتی ہیں جیسے کسی فرد کی شخصیت کا جذباتی انضمام، اور علاقائی جذباتی انضمام اور قومی جذباتی انضمام، خاندانی جذباتی انضمام، ذات کا جذباتی انضمام، لسانی جذباتی انضمام۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے قومی یکجہتی کے لیے جذباتی انضمام پر زور دیا تھا وہ کہتے ہیں کہ" جذباتی انضمام سے میرا مطلب ہے ہمارے ذہنوں اور دلوں کا انضمام، علیحدگی کے احساس کو دبانا"۔ اس طرح جذباتی انضمام لوگوں کے درمیان کچھ مشترکہ مقاصد یا نظریات کا اشتراک کرنے اور انہیں اعلی مقام دینے کا احساس ہے۔ یہ یگانگت کا احساس ہے جو ثقافتی اختلافات کے تمام گروہوں سے ماورا ہے اور مختلف مذاہب، ذاتوں اور لسانی برادریوں کو ایک کمپیکٹ میں ہم آہنگ کرتا ہے۔ ڈاکٹر سمپورنانند کی سربراہی میں جذباتی انضمام کمیٹی) مئی (1961 وضاحت کرتی ہے،" ہندوستانی ثقافت کا جامع ڈھانچہ اور مختلف ثقافتی موقف کو یکساں طور پر پسند اور احترام کرتے ہوئے اتحاد اور تنوع کو تیار کرنے کی ضرورت ہے جو ہندوستانی تہذیب کو تقویت دیتے ہیں"۔

15.4 قومی یکجہتی کی ضرورت(Need of National Integration)

ہندوستان متنوع ذاتوں، نسلوں، مذاہب، سیاست، زبانوں، ثقافتوں، عقائد، رسوم و رواج اور روایات کی سرزمین ہے۔ نیتجتاً ان اختلافات کی وجہ سے ہماری قوم کی سالمیت خطرے میں ہے۔ جذباتی انضمام کمیٹی کے الفاظ میں،" آج ہمارے سامنے سب سے مشکل مسائل میں سے ایک مذہبی، لسانی اور فرقہ وارانہ تنازعات پر قابو پا کر قومی ذہن کی تعمیر کرناہے جو ہمیں منتشر کرنے کا رجحان رکھتے ہیں"۔ جواہر لعل نہرو نے محسوس کیا کہ قومی انضمام ہندوستانی لوگوں کو ایک کرے گا اور ہندوستان کو" ایک ہی مضبوط قومی اکائی بنائے گا جس میں ہمارے تمام شاندار تنوع کو برقرار رکھا جائے گا"۔ ڈاکٹر کانگو Dr. Kanungoکے مطابق،" ہر ملک کو ہر وقت قومی یکجہتی کی ضرورت ہے لیکن ہندوستان کو اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے"۔ اس کا مطلب ہے کہ ملک کے تمام معاملات میں اتحاد کی ضرورت ہے۔ اتحاد کی ضرورت صرف جنگوں کے وقت ہی نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت اس کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ عوام کو ملک کے سماجی اور ثقافتی حالات سے آگاہی حاصل ہو، ملک میں پھیلی برائیوں کو ختم کیا جا سکے۔ درحقیقت کسی قوم کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کے شہریوں میں قوم پرستی کا جذبہ کس حد تک پیدا ہوتا ہے۔

قومی کردار کی نشوونما: موجودہ معاشرہ روحانی سے مادی دنیا کی طرف منتقل ہو رہا ہے جہاں قومی کردار کا فقدان ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں یہ سچ ہے کہ لوگ امیر بننے اور زندگی کو خوشگوار اور آرام دہ بنانے کے لیے مختصر راستے تلاش کرتے ہیں۔ انسان انفرادی اور سماجی زندگی میں اپنے اقدار کو بھولتا جارہا ہے۔ کرپشن عوام کی زندگی کا لازمی حصہ بن چکی ہےہم نے پیسے کے لیے اپنی ایمانداری بیچ دی ہے۔ ہم اپنی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لیے کسی بھی برے کام میں ملوث ہونے کے لیے تیار ہیں جو آزادی کے خلاف کام کر سکتی ہے۔ ایک وقت کی روزی کی خاطر جمہوری اقدار اور قومی مفادات کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر قوم کو طاقتور بنانے کے لیے بچوں میں قومی کردار کی تعمیر بہت ضروری ہے۔ قوم پرستی یا قومی یکجہتی کے احساس کی عدم موجودگی میں لوگوں میں قومی کردار تشکیل نہیں پا سکتا۔

بیرونی جارحیت سے بچاؤ: جنگ کے بادل دنیا کے کسی بھی حصے سے ہندوستان پر منڈلاسکتے ہیں۔ عالمگیریت اور لبرلائزیشن بین الاقوامی سطح پر تناؤ اور معاشی خطرات پیدا کرتی ہے۔ قومی یکجہتی ہندوستان کی بقا کے لیے بہت ضروری ہے خاص طور پر ایسے وقت میں جب ملک غیر ملکی جارحیت کے ساتھ ساتھ علاقائیت، فرقہ پرستی، لسانیت، نسل پرستی اور سیاسیات کی اندرونی مرکزی قوتوں کے دائمی خطرے میں ہے۔

تنوع میں اتحاد لائیں: قومی یکجہتی ہر ملک کے لیے اہم ہے لیکن یہ ہندوستان کے لیے خاص طور پر اہم ہے کیونکہ اس کی متنوع آبادی، خطوں کے درمیان وسیع فاصلے، مختلف آب و ہوا اور متنوع جسمانی خصوصیات ہیں۔جیسا کہ نتیا نند کانگو بتاتے

ہیں ہندوستان تیزی سے سماجی، سیاسی، اقتصادی اور تکنیکی تبدیلیوں سے گزر رہا ہے۔ ان تبدیلیوں کے ساتھ اور جدید دنیا میں اپنا مقام حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے اختلافات کے باوجود ایک متحد قوم کے طور پر اکٹھے ہوں۔

جمہوریت: قومی یکجہتی جمہوریت کی بنیاد ہے۔ درحقیقت ہمارا آزاد جمہوری ملک ہمارے ملک کے اتحاد اور طاقت پر منحصر ہے۔ ڈاکٹر .C.D دیشمکھ کہتے ہیں" قومی انضمام ہماری جمہوریت کی تکمیل کی شرط ہے"۔ بصورت دیگر ملک میں فسادی رجحانات سنگین نتائج کا باعث بن سکتے ہیں۔ اگر قوم پرستی یا قومی یکجہتی نہ ہو تو ہماری جمہوریت ختم اور زوال پذیر ہو جائے گی۔

موجودہ چیلنجوں کا سامنا: آج کی دنیا میں بڑھتے ہوئے سماجی، اقتصادی اور بیرونی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے قومی یکجہتی کی ضرورت ہے۔ ایک قوم تبھی مضبوط ہوتی ہے جب اس کے لوگ اپنے ملک کے لیے متحد اور پرعزم حوصلہ رکھتے ہوں۔ اس لیے قومی اتحاد کو کسی بھی قیمت پر برقرار رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایک بار جواہر لعل نہرو نے کہا تھا کہ" وہ وقت ضرور آ گیا ہے جب ہر ہندوستانی کو اپنے اندر جھانک کر خود سے پوچھنا چاہیے کہ وہ قوم کے ساتھ ہے یا کسی خاص گروہ کے ساتھ"۔ یہ ہمارے وقت کا چیلنج ہے کہ ہر مرد، عورت اور بچہ خود غرض قوتوں کی جارحیت کو پسپا کرنے کے لیے اپنے خول سے باہر نکل آئے۔

مندرجہ بالا نکات کے علاوہ قومی یکجہتی تنگ نظری پر قابو پانے ، باہمی سمجھ اور تحمل کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے، معیار زندگی میں بلندی، ملک کے دفاع کو مضبوط کرنے کے لیے، اندرونی امن پیدا کرنے، انحطاطی طاقتوں کو (Disintegrative Forces)کمزور بنانے کے لیے، ہماری معاشی ترقی کے لیے، سائنسی اور تکنیکی ترقی حاصل کرنے اور سماجی ترقی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔

15.5 قومی یکجہتی کے فائدے اور اس کی اہمیت

(Benefits and Importance of National Integration)

قومی یکجہتی کی وجہ سے کسی بھی مذہب، سماج یا ذات سے تعلق رکھنے والے افراد احساس کمتری کے شکار نہیں ہوتے۔ انہیں اپنے یا اپنے افراد کے تحفظ کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ اقلیتی طبقہ یا SC - ST سے جڑے افراد معاشی، تعلیمی یا سیاسی معاملات میں خود کو پچھڑا ہوا یا ستایا ہوا محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ دولت مند یا اکثریتی طبقہ والے انہیں تعاون فراہم کرکے ملک کی ترقی کی دھارا میں شامل کرتے ہیں۔ قومی یکجہتی کی وجہ سے کسی بھی بڑے نجی یا سرکاری اداروں میں ہر مذہب، ذات، نسل، علاقے کے لوگوں کو داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔ سرکاری اور نجی سیکٹروں میں بھی نوکریوں کے سلسلے میں کسی طرح کا تعصب نہیں برتا جاتا۔ قومی یکجہتی کی بنا پر ہی سرکاری رعایتیں عام عوام کو ملا کرتی ہیں۔

یکجہتی کے چند فائدے

- عوام میں اعتماد اور بھروسہ بڑھتا ہے۔

- عوام میں آزادی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور انہیں خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔
- لوگ بلا خوف و خطر ملک کی ترقی میں ساتھ دیتے ہیں۔
- طلبہ کی تعلیمی سرگرمیاں تیزی سے آگے بڑھتی ہیں۔
- سماجی طور پر پچھڑے افراد کو آگے بڑھنے کا موقع ملتا ہے۔
- علاقائی، صوبائی اور مرکزی سطح پر عوام میں اتحادو اتفاق دکھائی دیتا ہے۔
- ملک کی معاشی، اقتصادی اور تعلیمی حالت میں سدھار آتا ہے۔
- تشدد، فسادات اور ہنگامے وغیرہ پر کنٹرول ہوتا ہے۔
- لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ آپسی تفرقہ اور انتشار معدوم ہوتا ہے۔
- ملک کی معاشی و اقتصادی حالت میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔
- ملک میں خوشحالی آتی ہے۔
- تعلیمی اداروں کا فروغ ہوتا ہے۔
- امن و امان قائم ہوتاہے۔

قومی یکجہتی کی اہمیت

قومی یکجہتی کی اہمیت درج ذیل نکات کے ذریعے باآسانی سمجھی جاسکتی ہے۔

1۔ **ملک کے اندرونی نظام کی مضبوطی کے لیے:** کسی بھی قوم یا ملک کو اس وقت تک طاقتور نہیں مانا جاسکتا جب تک اس قوم کے افراد یا ملک کے باشندوں میں آپسی انتشار اور نفرت ہو۔ قوم کے افراد کے آپسی اتحاد ہی سے قوم طاقتور بنتی ہے۔ اسی طرح ملک کے باشندے آپسی بھائی چارہ اور یکجہتی سے ملک کو طاقتور بناتے ہیں۔ جب کسی بھی ملک کے لوگ آپس میں مذہب کے نام پر، علاقہ، ذات پات یادیگر معاملات میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں تو کوئی بھی کمزور طاقت ان پر حاوی ہوجاتی ہے۔ اسی لیے ملک کے اندرونی نظام کو شفاف بنانے اور مضبوط کرنے کے لیے قومی یکجہتی کا ہونا بہت ضروری ہے۔

2۔ **ملک کی تعمیر و ترقی اور پہچان:** ملک کی تعمیر و ترقی اور پہچان میں اس کے شہریوں کا بھی اہم کردار ہوتا ہے۔ نہ کہ کسی خاص مذہب کے ماننے والوں سے اس لیے ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ملک کے سبھی باشندے خواہ کسی بھی مذہب، علاقہ یا ذات سے تعلق رکھتے ہوں ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے آپس میں یکجہتی پیدا کریں اور متحد ہوکر ملک کو آگے بڑھائیں۔

3۔ **سبھی کو تعلیم حاصل کرنے کی آزادی:** قومی یکجہتی کی وجہ سے ہی یہ ممکن ہوپایا ہے کہ غریب و امیر سبھی طبقات کے طلبہ ایک ساتھ ایک کلاس میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں۔ تعلیم کے حصول سے ملک کا نام روشن ہوگا۔ غربت و افلاس ختم ہوگی اور لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں گیں۔

4۔ **ملک کی سا لمیت اور بقا:** ملک کی سا لمیت اور بقا کے لیے بھی قومی یکجہتی بہت ضروری ہے۔ جب تک افراد ملک میں محفوظ رہتے ہیں وہ ملک کی حفاظت کے لیے جان بھی دے دیتے ہیں۔ اگر انہیں تشدد یا فرقہ وارانہ فسادات کا سامنا کرنا پڑے یا حکومتی سطح پر جانب دارانہ رویہ برتا جائے تو ملک کے باشندوں میں بے چینی بڑھتی ہے اور ملک کی سا لمیت کو خطرہ لاحق ہونے لگتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں (Check your progress)

1۔ قومی یکجہتی کسے کہتے ہیں؟ بیان کیجیے۔
2۔ قومی یکجہتی کی دو تعریفات بیان کریں۔
3۔ جذباتی انضمام سے کیا مراد ہے؟
4۔ قومی یکجہتی کے لیے جذباتی انضمام کیوں اہم ہے تحریر کیجیے؟
5۔ قومی یکجہتی کی ضرورت پر نوٹ لکھیں۔
6۔ انحطاطی طاقتوں کو کمزور کرنے کے لیے کس جذبے کو پروان چڑھانا ضروری ہے؟ بیان کیجیے۔
7۔ قومی یکجہتی کی اہمیت و فائدے بیان کریں۔
8۔ قومی یکجہتی کا تعلیم پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے؟ واضح کیجیے۔

15.6 قومی یکجہتی کی راہ میں رکاوٹیں (Obstacles to National Integration)

ہندوستان کو اپنی آزادی کے بعد کئی مسائل کا سامنا ہے۔ قومی یکجہتی کا حصول ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس کے لیے وہ متعدد رکاوٹوں سے نبرد آزما رہی ہے جو کہ قومی یکجہتی کو نقصان پہنچاتی ہیں اور قومی ترقی کو متاثر کرتی ہیں۔ مندرجہ ذیل میں اختلافی اور علیحدگی پسند رجحانات جو ہماری سماجی اور اقتصادی ترقی اور قومی یکجہتی میں رکاوٹ ہیں وہ یہ ہیں ۔

صوبائیت، لسانیت، ذات پرستی، فرقہ واریت، طبقاتی عدم مساوات، سیاسی جماعتیں، بے روزگاری، معاشی تفاوت، سماجی تفاوت، سماجی احساس کی کمی، قیادت کا فقدان، قومی کردار کا فقدان، غیر ملکی زبانیں اور ناقص تعلیمی نظام۔

15.7 قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے تعلیم بطور آلہ

(Education as an Instrument for Developing National Integration)

ذات پات، فرقہ پرستی، طبقاتی، مذہب پرستی، صوبائیت، سیاسیت جیسے عوامل کی وجہ سے ہماری قوم کا اتحاد ایک بحران سے گزر رہا ہے، ہم اپنی قوم کی سالمیت کو پا نہیں سکتے۔ کسی قوم کا عروج و زوال اس بات پر منحصر ہے کہ اس کے شہریوں میں قوم پرستی کے جذبے کی کس حد تک نشوونما ہوتی ہے۔ اس لیے قوم پرستی کے جذبے کو ہر ممکن طریقے سے ہر فرد میں پروان چڑھانا اور مضبوط کرنا چاہیے۔ اس عظیم کام کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کا سب سے طاقتور اور موثر ذریعہ تعلیم ہے۔ عالمی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ اسپارٹا، جرمنی، اٹلی، روس، چین اور جاپان نے اپنی تعلیم کو اس طرح ڈھالا کہ وہ قومیں دنیا میں طاقتور ہوئیں۔ جدید دور میں، روس اور چین بچوں کے ذہنوں میں کمیونزم کو ابھارتے ہیں تاکہ وہ کمیونزم کے متحرک اور جنونی عقیدت مند بنیں۔

قومی یکجہتی کے لیے تعلیم کا مطلب ہے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے دلوں میں اپنے ملک کے لیے محبت اور عقیدت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے تعلیم کو ایک طاقتور ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا۔ Dr. K.L. Shrimali لکھتے ہیں "اگر ہم نے اپنی محنت سے حاصل کی گئی آزادی کو برقرار رکھنا ہے اور اسے تقویت دینا ہے تو قومی یکجہتی کا عمل جاری رہنا چاہیے اور اسے مضبوط کیا جانا چاہیے"۔ تعلیم ہی وہ واحد موثر عمل ہے، جس کے ذریعے ابتداء میں اتحاد کا بیج بویا جا سکتا ہے تاکہ ہم آہستہ آہستہ ان تمام رکاوٹوں کو دور کر سکیں جن سے ہماری قوم کے اتحاد کو خطرہ ہے۔ ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن کے الفاظ میں"قومی یکجہتی نہ تو اینٹ اور گارے سے بنائی جاسکتی ہے اور نہ ہی ہتھوڑے اور چھینی سے بلکہ یہ تو ایسا جذبہ ہے جو لوگوں کے دلوں اور دماغ میں خاموشی سے پنپتا ہے اور اسے صرف تعلیمی سرگرمیوں سے حاصل کیا جاسکتاہے"۔اس سلسلے میں پنڈت نہرو کا قول ہے" اگر ہندوستان کو مستقبل میں آزاد اور متحد رہنا ہے اور اپنی جمہوریت کو بچائے رکھنا ہے تو اسے اپنے تعلیمی نظام کے ذریعے لوگوں کو یکجہتی اور جمہوریت کی تربیت دینا چاہئے نہ کہ علاقائی مفادات اور تاناشاہی کی"۔ ان اقوال سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہم تعلیمی سرگرمیوں اور اس کے نصاب اور تدریسی طریقوں کو صحیح طریقے سے منظم کریں تو ہندوستان کے لوگوں کے اندر قومی یکجہتی کا جذبہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کوٹھاری کمیشن کے مطابق" لوگوں کے اندر ایسی عادتیں، طرز عمل اور کردار پیدا کرنا چاہئے جس سے ہندوستان کے اندر ایسے شہریوں کی نشو و نما ہو جو جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کریں اور اسے تمام اثرات کو زائل کرے جو قومی مفادات اور سیکولر سوچ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

قومی یکجہتی کے لیے تعلیم کے مقاصد

- بچے کی جذباتی طور پر مربوط شخصیت کو فروغ دیں۔
- طلباء میں ایثار اور برداشت کا جذبہ پیدا کریں۔

- طلباء کو تنوع میں اتحاد کی اہمیت کا احساس دلائیں۔
- طلباء کو یہ احساس دلائیں کہ ملک کی ترقی کے لیے ان کے فرائض اور ذمہ داریاں ہیں۔
- طلباء کو ہماری ثقافت کے مختلف پہلوؤں سے واقف کروائیں۔
- طلباء کو ان سرگرمیوں میں شامل ہونے کی ترغیب دیں جو قومی یکجہتی کو فروغ دیتے ہیں۔
- جمہوری اقدار جیسے مساوات، ہمدردی، ہمدردی کا احساس اور تبدیلی پر یقین پیدا کریں۔
- اپنے ملک کے تئیں محبت اور عقیدت کے جذبات کو ابھاریں۔
- ہمارے عظیم رہنماؤں کے بارے میں تعلیم دے کر حب الوطنی اور قوم پرستی کو فروغ دیں۔
- طلباء میں جمہوری شہریت اور قائدانہ خصوصیات پیدا کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ تعلیم کے ذریعے قومی یکجہتی کا فروغ کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ واضح کیجیے۔ ____________________ ____________________

15.8 قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے پروگرام

(Programme to promote National Integration)

ڈاکٹر رادھا کرشنن نے جذباتی اور قومی یکجہتی میں تعلیم کے کردار پر روشنی ڈالی۔ جذباتی انضمام کمیٹی (1961) کے الفاظ میں،' تعلیم جذباتی انضمام کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ تعلیم کا مقصد صرف علم فراہم کرنا نہیں ہونا چاہیے بلکہ طالب علم کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو بھی نشوونما دینا چاہیے۔ اسے نقطہ نظر کو وسیع کرنا چاہیے، یگانگت اور قوم پرستی کے جذبات اور قربانی اور رواداری کے جذبے کو فروغ دینا چاہیے تاکہ تنگ گروہی مفادات ملک کے وسیع تر مفادات میں ڈوب جائیں۔"

جذباتی انضمام کمیٹی اور اس کی سفارشات

حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے مئی 1961 میں ڈاکٹر سمپورنانند کی صدارت میں جذباتی انضمام پر کمیٹی کا تقرر کیا۔:

i. جذباتی عمل پر غور کرنے اور اسے فروغ دینے میں تعلیم کے کردار کا مطالعہ کرنا۔ قومی زندگی میں انضمام، اور ان رجحانات کے عمل کا جائزہ لینا جو ان کی ترقی کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

ii. اس طرح کے مطالعے کی روشنی میں نوجوانوں کے لیے بالعموم اور اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لیے خاص طور پر ان میں جذباتی انضمام کے عمل کو ابھارنے کے لیے مثبت تعلیمی پروگراموں کے بارے میں مشورہ دینا۔

تعلیمی کمیشن(66-1964)کی جذباتی اور قومی یکجہتی پر سفارشات

- معیاری تعلیم کی فراہمی
- کامن اسکول سسٹم کا تعارف
- کوئی پبلک اسکول نہیں کیونکہ وہ عدم مساوات کو جنم دیتے ہیں۔
- علاقائی زبانوں کو ذریعہ تعلیم کے طور پر اپنانا
- تین زبانوں کے فارمولے پر عمل کرنا

قومی تعلیمی پالیسی (1986) اور 1992 میں ترمیم کی گئی میں قومی یکجہتی پر شامل سفارشات:

- بنیادی نصاب کا تعارف
- پورے ملک میں یکساں تعلیمی (10+2+3) ڈھانچہ
- تعلیم میں برابری کے مواقع فراہم کرنا
- ملک کے تمام حصوں میں ہر سطح پر مناسب تعلیمی انتظامات فراہم کرنا
- سماجی اور قومی خدمت کو تعلیم کا لازمی حصہ بنانا

جذباتی اور قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے اٹھائے گئے اہم اقدامات:

- قومی یکجہتی کونسل کی تشکیل
- قومی یکجہتی کمیٹیوں کی تشکیل
- نصابی کتب کا سروے اور متعصب مواد کا خاتمہ
- قومی یکجہتی بین ریاستی طلباء-اساتذہ کیمپوں کا انعقاد
- قومی تقریبات اور رہنماؤں کی یوم پیدائش منانا
- اسکولوں میں کمیونٹی سنگنگ

15.9 بین الاقوامی مفاہمت کا مفہوم(Meaning of International Understanding)

بین الاقوامی مفاہمت اصل میں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات کو کہا جاتا ہے ۔ اسے امن کو برقرار رکھنے کے لیے انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ لیگ آف نیشنز کوونٹ کے آرٹیکل گیارہ میں بیان کیا گیا ہے۔تاہم، دوسری جنگ عظیم کے بعد، بین الاقوامی تفہیم کا مفہوم وسیع ہوا۔ اب اس میں نہ صرف حکومتوں کے درمیان بلکہ مختلف ممالک کے

لوگوں کے درمیان افہام و تفہیم بھی شامل ہے۔ مقصد ایسے حالات پیدا کرنا ہے جہاں تنازعات کو طاقت کے بجائے بات چیت اور سمجھوتہ کے ذریعے حل کیا جا سکے۔ آج، بین الاقوامی مفاہمت تمام لوگوں کے درمیان امن اور تعاون کو فروغ دینے کے بارے میں ہے۔ اس میں نہ صرف مسلح تنازعات بلکہ غربت، ناخواندگی، بھوک اور ناانصافی جیسے مسائل سے نمٹنا بھی شامل ہے۔ اس کا مقصد مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے پرامن طریقے سے ایک ساتھ رہنا اور سب کے لیے ایک بہتر دنیا کے لیے کام کرنا ہے۔

بین الاقوامی تفہیم کے اہم مقاصد یہ ہیں:

- ہر ایک کو ایک ایسے معاشرے میں ایک ساتھ رہنے کی ترغیب دینا جہاں ہر کسی کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جاتا ہے، چاہے ان کی قومیت، پس منظر، نسل یا مذہب کچھ بھی ہو۔
- لوگوں کو مشترکہ مقاصد کے لیے تعاون کرنے اور مل کر کام کرنے کی ترغیب دینا۔ اس میں مل کر منصوبے بنانا اور تعمیری کام کرنا شامل ہو سکتا ہے جس سے سب کو فائدہ ہو۔

بین الاقوامی افہام و تفہیم کا نتیجہ تعاون پر مبنی منصوبہ بندی اور مثبت اقدامات ہیں جو لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں۔

15.10 تعلیم برائے بین الاقوامی مفاہمت

(Education for International Understanding)

بین الاقوامی مفاہمت کے تصور کو سمجھنے کے لیے، آیئے اپنے آپ سے پوچھیں :اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے میں ہماری مدد کون کر سکتا ہے؟ کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بنیادی طور پر سیاست دانوں اور حکومتوں کا کام ہے کہ وہ ملکوں کے درمیان اچھے تعلقات استوار کریں اور امن کو فروغ دیں۔ تاہم، تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جنگ کو روکنے اور بین الاقوامی افہام و تفہیم کو فروغ دینے کی ان کی کوششیں اکثر ناکام رہی ہیں۔یہ کوششیں ناکام ہوئیں کیونکہ ان کی توجہ سیاسی اور اقتصادی معاہدوں پر تھی۔ان کے اپنے مفادات اور ترجیحات پر وسیع تر انسانی مفادات پر چھایے ہوے تھے۔ ان کی حکمت عملیوں کا انحصار غیر مستحکم سیاسی معاہدوں اور طاقت کے نازک توازن پر تھا۔

جنگ صرف فوج، سیاست یا پیسے کے بارے میں نہیں ہے۔ اگرچہ یہ غیر منصفانہ یا غیر معقول سماجی اور معاشی نظاموں سے متاثر ہو سکتا ہے، لیکن یہ بنیادی طور پر ایک نفسیاتی مسئلہ ہے - اور شاید ایک بیماری بھی۔ اس لیے ہمیں تعلیم کے ذریعے اس سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔تعلیم بین الاقوامی افہام و تفہیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ لوگوں کو مختلف ثقافتوں، نقطہ نظر، اور تعاون کی اہمیت کے بارے میں تعلیم دے کر، ہم تنازعات کو روکنے اور امن کو فروغ دینے میں مدد کر سکتے ہیں۔

بین الاقوامی افہام و تفہیم کو برقرار رکھنے کے لیے تعلیم ایک اہم ذریعہ ہوسکتی ہے۔اسکولوں میں بین الاقوامی تفہیم کی تعلیم دینا ممکن نہیں لیکن اسکول کے معمول کے کام کے ساتھ بین الاقوامی سمجھ کی تعلیم دی جاسکتی ہے۔ یہ ایک مکمل اور متوازن تعلیم کا نتیجہ ہوگا نہ کہ تعلیمی پروگرام میں کوئی الگ عنصر۔ یہ کچھ مہارتوں، دلچسپیوں اور رویوں کو تیار کرنے پر مشتمل ہوگا جو تمام اچھی تعلیم کے لیے بنیادی ہیں۔

بین الاقوامی تفہیم کی تعلیم کے ذریعے طلباء میں جو مہارتیں پیدا کی جاسکتی ہیں وہ ہیں اقوام متحدہ کے بارے میں پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت اور معلومات کے متعلقہ ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے نئے حالات کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت۔ بین الاقوامی تفہیم کی تعلیم مسائل پر غیر جذباتی اور معروضی طور پر بات کرنے کی صلاحیت اور اجنبیوں سے حکمت سے، متاثر کن اور اعتماد کے ساتھ رابطہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں بھی مدد کرسکتی ہے۔اسکولوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ بین الاقوامی تفہیم کے لیے تعلیم کو کیسے فروغ دے سکتے ہیں۔ اسکول کے پروگراموں کی دو اہم اقسام ہیں :نصابی اور ہم نصابی۔

نصابی پروگرام:

تاریخ، جغرافیہ، شہریت اور ادب جیسے مضامین میں، طلباء دنیا میں اپنے مقام کے بارے میں جان سکتے ہیں اور دوسرے ممالک اور ثقافتوں کے تئیں رواداری اور ہمدردی کے رویوں کو فروغ دے سکتے ہیں۔ یہ مضامین تنقیدی سوچ کی مہارتیں بھی سکھاتے ہیں، جیسے منطقی استدلال اور ٹھوس ثبوت، جو طلباء کو باشعور فیصلے کرنے میں مدد کرتے ہیں۔طالب علموں کے لیے یہ سیکھنا بھی ضروری ہے کہ مختلف ذرائع، جیسے پریس، ریڈیو، اور ٹیلی ویزن سے معلومات کو کس طرح نیویگیٹ کرنا ہے، اور متضاد پیغامات کے باوجود سچائی تلاش کرنا ہے۔موسیقی اور فن بین الاقوامی تفہیم کو فروغ دینے کے لیے بھی بہترین ہیں کیونکہ ان کی ایک عالمگیر رسائی ہے اور زبان یا ثقافتی فرق سے قطع نظر لوگوں کے دلوں کو چھو سکتی ہے۔مزید برآں، اقوام متحدہ اور اس کی ایجنسیوں جیسی تنظیموں کے وسائل قیمتی لٹریچر فراہم کرتے ہیں جو لوگوں کو بین الاقوامی سمجھ بوجھ کو فروغ دینے میں مدد کرسکتے ہیں۔

زائدو ہم نصابی سرگرمیاں:

یہ سرگرمیاں طلباء کے لیے رضاکارانہ طور پر شامل ہونے اور قدرتی طور پر بین الاقوامی تفہیم کو فروغ دینے کا ایک بہترین طریقہ پیش کرتی ہیں۔ اسکول کی اسمبلیاں، کلب، فیلڈ ٹرپ، نمائشیں، اور کھیلوں کی تقریبات جیسی چیزیں طلباء کو مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ بات چیت کرنے اور مشترکہ مقاصد کے لیے مل کر کام کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔

اسکول خاص اسمبلیوں یا لیکچرز کے ذریعے اقوام متحدہ کے دن یا انسانی حقوق کے دن جیسی اہم بین الاقوامی تقریبات بھی منا سکتے ہیں۔ بیرونی ممالک سے مقررین کو مدعو کرنا یا فرضی اسمبلیوں کا اہتمام کرنا جہاں طلباءخود مختلف ممالک کی نمائندگی کرتے ہیں عالمی مسائل کو سمجھنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

بین الثقافتی بیداری اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے بین الاقوامی موضوعات پر ڈرامائی پیشکش ، مقابلہ بازی، تحریری مقابلے اور عوامی تقریری مقابلے بھی منعقد کیے جا سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر، یہ ہم و زائد نصابی سرگرمیاں نہ صرف تفریحی اور دلفریب ہیں بلکہ بین الاقوامی افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لیے نفسیاتی اور تعلیمی لحاظ سے بھی فائدہ مند ہیں۔

یونیسکو کا کردار:

یونیسکو بین الاقوامی افہام و تفہیم کے لیے تعلیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وہ مختلف پروگراموں کا اہتمام کرتے ہیں جس کا مقصد سرحد پار لوگوں کے درمیان روابط کو مضبوط کرنا ہے۔ یونیسکو بین الاقوامی افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لیے مفید تدریسی مواد بھی تخلیق اور شیئر کرتا ہے۔

یونیسکو کے اقدامات میں سے ایک ایسوسی ایٹڈ اسکول پروجیکٹ ہے جو 1953 میں شروع ہوا تھا۔ اس پروجیکٹ کا مقصد بین الاقوامی افہام و تفہیم اور تعاون کے لیے تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ یہ بین الاقوامی تفہیم کے تئیں مثبت رویوں کو فروغ دینے کے لیے متعلقہ اسکولوں میں استعمال ہونے والے مختلف تعلیمی طریقوں، طریقوں اور مواد کے بارے میں قیمتی معلومات فراہم کرتا ہے۔

یونیسکو کی طرف سے بلائی گئی ماہرین کی کمیٹیوں نے تعلیم کے لیے آٹھ نظریات کا خاکہ پیش کیا ہے۔ پہلا آئیڈیل عالمی شہریت کے لیے لوگوں کو تعلیم دینے پر مرکوز ہے، جبکہ دوسرا بین الاقوامی تنظیموں میں تعاون کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ تیسرا آئیڈیل ان تنظیموں کی اہمیت پر زور دیتا ہے، اور چوتھا آئیڈیل ان کے پروگراموں کے لیے عوامی حمایت کا مطالبہ کرتا ہے۔ بقیہ نظریات باہمی انحصار، تنوع میں اتحاد، امن کی ذمہ داری، اور صحت مند سماجی رویوں کو فروغ دینے جیسے تصورات کو اجاگر کرتے ہیں۔ پہلے چار آئیڈیل بالغوں کے لیے زیادہ متعلقہ ہیں جب کہ بعد کے چار اسکول جانے والے طلبا کے لیے موزوں ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ جذباتی اور قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے اٹھائے گئے اہم اقدامات بیان کریں۔ 2۔ بین الاقوامی مفاہمت سے کیا مراد ہے؟ 3۔ بین الاقوامی مفاہمت کے فروغ میں تعلیم کے کردار پر نوٹ لکھیں؟

15.11 خلاصہ (Summary)

یہ اکائی قومی یکجہتی اور بین الاقوامی مفاہمت کے تصور کو واضح کرتی ہے اور اس کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ قومی یکجہتی کے معنی، تعریف، اور جذباتی انضمام کے تصورات کے ذریعے طلباء یہ سمجھتے ہیں کہ کس طرح ایک ملک کے تمام شہری ثقافتی، لسانی، مذہبی اور سماجی اختلافات کے باوجود متحد رہ سکتے ہیں۔ اس اکائی میں قومی یکجہتی کی ضرورت اور اس کے فوائد بیان کیے گئے ہیں، نیز ان رکاوٹوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو یکجہتی کے فروغ میں حائل ہو سکتی ہیں۔ تعلیم کو ایک مؤثر ذریعہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو قومی یکجہتی کے فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے، اور اس کے لیے مختلف تعلیمی پروگرام اور اقدامات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

بین الاقوامی مفاہمت کے تصور اور تعلیم کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے، تاکہ طلباء نہ صرف اپنے ملک میں یکجہتی قائم رکھیں بلکہ عالمی سطح پر تعاون اور ہم آہنگی کے اصول بھی سمجھ سکیں۔ اکائی کے اختتام پر طلباء کو خلاصہ، اکتسابی نتائج، فرہنگ، نمونہ امتحانی سوالات، اور تجویز کردہ مطالعہ کے وسائل فراہم کیے گئے ہیں، جو علم کی تکمیل اور عملی استعمال میں مددگار ہیں۔ یہ اکائی طلباء میں قومی شعور، اجتماعی ہم آہنگی، اور بین الاقوامی تعاون کے احساسات کو فروغ دینے کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔

15.12 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- قوم سے مراد لوگوں کے درمیان مشترکہ شناخت کا احساس ہے جس کے نتیجے میں مختلف عوامل جیسے عام نزول، زبان، علاقہ، سیاسی وجود، رسوم و رواج اور مذہب۔
- ریاست ایک سیاسی اکائی ہے جس کے چار ضروری اجزاء ہیں -آبادی، علاقہ، حکومت اور خودمختاری۔
- بیسویں صدی میں سیاسیات ادانوں کے درمیان نیشنلزم ایک شعلہ بیان موضوع رہا ہے۔
- قومی یکجہتی سے مراد کسی قوم کے شہریوں کے درمیان مشترکہ شناخت کے بارے میں آگاہی ہے۔
- ثقافتی اتحاد، ملک کا آئین، علاقائی تسلسل، مشترکہ اقتصادی مسائل، آرٹ، ادب، قومی تہوار، قومی پرچم، قومی ترانہ اور قومی نشان قومی یکجہتی کو فروغ دیتے ہیں۔
- قومی انضمام ہندوستان میں ایک طویل مدتی عمل ہے اور ہمیں اس عمل کو آگے بڑھانے کے لیے ہر لمحہ قدم اٹھانے ہوں گے۔
- حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے مئی 1961 میں ڈاکٹر سمپورنانند کی صدارت میں جذباتی انضمام پر کمیٹی کا تقرر کیا۔
- یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ اسکول اور کالج کے نصاب کو ایک سیکولر ریاست کی ضروریات کے مطابق دوبارہ ترتیب دیا جانا چاہیے۔

- نصاب میں ہم نصابی سرگرمیوں کی جگہ کو بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے ایک متوازن اور اچھی طرح سے ایڈجسٹ شخصیت کی نشوونما میں مدد ملتی ہے۔
- مرکزی وزارت تعلیم کو ایسی پالیسیوں کے نفاذ میں پیش رفت کو دیکھنے کے لیے مرکز میں مناسب مشینری قائم کرنی چاہیے، اور متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ساتھ مشاورت کے ساتھ، ایسی پالیسیوں کو لاگو کرنے کے لیے درکار کوئی اور اقدامات تجویز کرے۔
- بامعنی قومی یکجہتی کے حصول کے لیے، تعلیم کو شہری اشرافیہ اور دیہی لوگوں کے درمیان مناسب ربط قائم کرنا چاہیے۔
- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اپنے جمہوری طرز عمل اور طرز فکر کے ذریعے قومی یکجہتی کی مثالی مثالیں قائم کریں۔
- طلباء میں عقلی سوچ کا رویہ پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے۔
- تمام برادریوں سے تعلق رکھنے والے عظیم افراد کے حب الوطنی کے کارناموں کی مناسب وضاحت کی جانی چاہیے۔
- یہ زیادہ اہم ہے کہ قائدین، خاص طور پر سیاسی اور مذہبی، جو قومی زندگی میں رجحان ساز ہیں، کو چھوٹی چھوٹی باتوں سے اوپر اٹھ کر اپنے روزمرہ کے اعمال کے ذریعے قومی یکجہتی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنی چاہئیں۔
- ہندوستانی ثقافت ایک جامع مسئلہ ہے کیونکہ مختلف ریاستوں کی زبان میں فرق، علاقائیت، ذات پرستی، مختلف اقدار کے نظام اور مذہبی فرق جیسے عوامل۔
- جامع ثقافت یا تکثیری ہندوستانی سماج کے احساس کو ایک آلہ کے طور پر تعلیم کے ذریعے مربوط کیا جا سکتا ہے۔
- بین الاقوامی تفہیم کے لیے تعلیم بھی یونیسکو کا ایک اہم کام ہے۔ درحقیقت، یونیسکو کی جانب سے مختلف پروگرام ترتیب دیے گئے ہیں جو سرحدوں کے پار لوگوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بنانے میں مدد کرتے ہیں۔

15.13 فرہنگ (Glossary)

- **قوم:** اس سے مراد لوگوں میں شناخت کا مشترکہ احساس ہے، جو اکثر، زبان، علاقہ، سیاست، رسم و رواج، روایات اور مذہب جیسے عوامل سے پیدا ہوتا ہے۔
- **ریاست:** ایک سیاسی اکائی جس کی آبادی، علاقہ، حکومت اور خودمختاری ہوتی ہے۔
- **قوم پرستی:** 20ویں صدی میں سیاسیات کے اسکالرز کے درمیان ایک انتہائی زیر بحث موضوع، جو اپنی قوم کے تئیں وفاداری اور فخر کے مضبوط جذبات کا حوالہ دیتا ہے۔

- **قومی یکجہتی:** کسی ملک کے اندر مختلف زبانوں، رسم و رواج، ذات، نسل، مذاہب، پیشہ اور عقیدے کے ماننے والوں کے درمیان آپسی ہم رشتگی، میل جول اور بنا کسی خوف و خطرے کے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرنا قومی یکجہتی کہلاتا ہے۔
- **جذباتی انضمام:** اس کا مطلب ہے کہ تمام شہریوں کے خیالات اور احساسات کا اتحاد ۔ جذباتی انضمام تب ہوتا ہے جب کسی ملک میں ہر شخص اپنے خیالات اور احساسات کے ذریعے ایکدوسرے سے جڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔
- **ہم نصابی سرگرمیاں:** ایک متوازن شخصیت کے لیے ضروری سمجھی جانے والی ان سرگرمیاں جنہیں اسکول اور کالج کے نصاب میں اہمیت دی جانی چاہیے۔
- **بین الاقوامی مفاہمت:** بین الاقوامی مفاہمت اصل میں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات کو کہا جاتا ہے ۔ اسے امن کو برقرار رکھنے کے لیے انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے

15.14 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ قومی یکجہتی سے مراد ہے۔

a) ہم کا جذبہ
b) یکسانیت کا جذبہ
c) مل جل کر زندگی بسر کرنے کا طریقہ
d) یہ سبھی

2۔ قومی یکجہتی کی ضرورت ہے۔

a) معاشی ترقی کے لیے
b) معیارِ زندگی میں بلندی کے لیے
c) دونوں کے لیے
d) ان میں کسی کے لیے بھی نہیں

3۔ قومی یکجہتی کے فائدے ہیں............

a) عوام میں اعتماد اور بھروسہ بڑھتا ہے
b) عوام میں آزادی کا جذبہ اور خوشیاں ملتی ہیں
c) لوگ بلا خوف و خطر ملک کی ترقی میں ساتھ رہتے ہیں
d) یہ سبھی

4۔ قومی یکجہتی کے لیے چلائے جانے والے پروگرام............

a) معاشی مساوات
b) صنعت کاری میں فروغ
c) سماجی مساوات کے ذریعے
d) یہ تمام

5۔ "قومی یکجہتی نہ تو اینٹ اور گارے سے بنائی جا سکتی ہے اور نہ ہی ہتھوڑے اور چھینی سے بلکہ یہ تو ایک ایسا جذبہ ہے جو لوگوں کے دلوں اور دماغ میں خاموشی سے بنتا ہے اور اسے صرف تعلیمی سرگرمیوں سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔"
کس کا قول ہے؟

a) پنڈت نہرو b) گاندھی جی c) ڈاکٹر رادھا کرشنن d) ابوالکلام آزاد

6۔ قومی یکجہتی کا__________مطلب ہے۔

7۔ __________نے کہا تھا کہ ہندوستان ایک خوبصورت دلہن ہے ہندو اور مسلمان اس کی دو آنکھیں ہیں۔

8۔ حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے__________ میں ڈاکٹر سمپورنانند کی صدارت میں جذباتی انضمام پر کمیٹی کا تقرر کیا۔

9۔ __________پروجیکٹ کا مقصد بین الاقوامی افہام و تفہیم اور تعاون کے لیے تعلیم کو فروغ دینا ہے۔

10۔ ایسوسی ایٹڈ اسکول پروجیکٹ__________ میں شروع ہوا تھا۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ قومی یکجہتی کا تصور اور اس کے مقاصد بیان کیجیے۔

2۔ قومی یکجہتی کی ضرورت و اہمیت بیان کیجیے۔

3۔ قومی یکجہتی کے فروغ میں تعلیم کے کردار کی وضاحت کیجیے۔

4۔ قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے پروگرام میں معاشی مساوات سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

5۔ قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے آپ کیا اقدامات اٹھائیں گے؟

6۔ نصاب میں قومی یکجہتی کے انضمام کے تصور پر اظہار خیال کیجئے۔

7۔ تعلیم کے ذریعے قومی یکجہتی اور عالمی اتحاد پر نوٹ تحریر کیجئے

8۔ عدم مساوات کے خاتمہ میں قومی یکجہتی کے کردار کو واضح کریں

9۔ جواہر لال نہرو کے قول" قومی یکجہتی سے مراد دلوں اور ذہنوں کی یکجہتی ہے اور علیحدگی کے جذبے کو دبانا ہے "کی اپنے لفظوں میں وضاحت کیجئے۔

10۔ قوم پرستی سے کیا مراد ہے واضح کیجئے

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ قومی یکجہتی سے کیا سمجھتے ہیں؟ اس کے معنی و مفہوم بتاتے ہوئے اس کی اہمیت و افادیت بیان کیجیے۔

2۔ قومی یکجہتی کے فروغ میں تعلیم کا کیا کردار ہے؟ قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے اپنائے جانے والے طریقہ کار کی وضاحت کیجیے۔

3۔ قومی یکجہتی کو فروغ دینے والے کون کون سے پروگرام ہیں؟ ان میں ہر ایک کا جائزہ لیجیے۔

جوابی کلید:

1۔ یہ سبھی	2۔ دونوں کے لیے
3۔ یہ سبھی	4۔ یہ سبھی
5۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن	6۔ قومی اتحاد
7۔ سر سید احمد	8۔ مئی 1961
9۔ ایسوسی ایٹڈ اسکول پروجیکٹ	10۔ 1953

15.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1- Aggarwal, J.C., 2008. Reading in Foundation and Process of Education. New Delhi: Vikas Publishing House Pvt. Ltd.

2- Arulsamy S.(2014), Philosophical and Sociological Perspectives on Education, Hyderabad, Neelkamal.

3- Biswal, R.N., 2005.Philosophy of Education. New Delhi: Dominant Publishers and Distributors.

4- Brameld, Theodore, 1956.Towards a Reconstructed Philosophy of Education. New York: Dryden Press, Inc.

5- Brubacher, J. S., 1969. Modern Philosophy of Education. New Delhi: McGraw Hill.

6- Dash, B.N. & Ghanta R. (2006), 'Foundations of Education', Hyderabad: Neelkamal Publications Pvt. Ltd.

7- Jamal, Sajid & Raheem, Abdul (2012), 'Ubharte Huwe Hindustani samaj me Taleem', New Delhi: Shipra Publication.

8- Khaleel, Ibrahim Mohammed (2012), 'Foundation of Education', Hyderabad: Deccan Traders Educational Publishers.

9- Ottaway, A.K.C. 1953.Education and Society. London: Routledge and Kegan Paul.

10- Ramesh G. () Philosophical Foundation of Education, Hyderabad, Neelkamal Publication

11- Shukla, S. and Krishna Kumar (eds) 1985. Sociological Perspectives in Education. Delhi: Chanakaya Publication.

اکائی 16۔ تعلیم امن اور سماجی بحران

(Peace Education and Social Crises)*

16.0 تمہید (Introduction)

16.1 مقاصد (Objectives)

16.2 تعلیم امن کا مفہوم (Meaning of Peace Education)

16.2.1 تعلیم امن کی تعریف (Definition of Peace Education)

16.2.2 تعلیم امن کا تصور (Concept of Peace Education)

16.3 تعلیم امن کی وسعت (Scope of Peace Education)

16.4 تعلیم امن کے اغراض ومقاصد (Aims and Objectives of Peace Education)

16.5 اسکول میں تعلیم امن (Education for Peace in School)

16.6 سماجی بحران اور اس کا نظم ونسق (Social Crisis and its Management)

16.6.1 سماجی بحران: تعریف (Social Crisis: Definition)

16.6.2 سماجی بحران کے اقسام (Types of Social Crisis)

16.7 سماجی بحران کے انتظام کا آغاز (The Beginning of Social Crisis Management)

16.7.1 بحرانی انتظام کے مقاصد (Objectives of Social Crisis Management)

16.8 سماجی بحران کو ختم کرنے کے طریقے (Ways to End the Social Crisis)

16.8.1 بحرانی انتظام کا ماڈل (Crisis Management Model)

16.9 خلاصہ (Summary)

16.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

16.11 فرہنگ (Glossary)

16.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

16.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

---

* Dr. Rubeena, Assistant Professor, Dept. of Education & Training, MANUU

16.0 تمہید(Introduction)

We have chosen the way of non-violence simply because we think it's politically better for the country in the long run to establish that you can bring about change without the use of arms.

-Aung San Suu Kyi

امن کا تصور کثیر جہتی ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مطلب ایک ایسی صورتحال ہے جہاں کوئی تنازعہ، خلل یا دشمنی نہ ہو۔ اسے ایک غیر متشدد طرز زندگی، سکون اور ہم آہنگی کی حالت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ امن کا مطلب دوسروں کے ساتھ اچھے تعلقات کا ہونا بھی ہو سکتا ہے، جہاں ہر کوئی ایک دوسرے کا احترام کرتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ منصفانہ سلوک کرتا ہے۔ اس کا تعلق کسی فرد کے اپنے ذہنی سکون اور خوشی کے احساس سے بھی ہے۔ اس کی تعریف کے بارے میں کوئی اتفاق نہیں ہے اور مختلف طریقوں سے اس کی تعریف کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر گاندھی جی کے نزدیک اس کا تعلق سچائی اور عدم تشدد سے ہے۔' امن 'کی اس حالت کو حاصل کرنے کے لیے، خاص طور پر موجودہ تنازعات سے متاثرہ دنیا میں، یہ بڑے پیمانے پر تسلیم کیا جا رہا ہے کہ تعلیم امنا یک لازمی پہلو ہے جو انسانیت کو تشدد سے دور رہنے اور ایک ہم آہنگ معاشرے/دنیا میں رہنے کے لیے رہنمائی کرے گا۔ اسے' امن 'کے مطالعہ اور انسانی معاشرے میں امن کی حالت لانے کے لیے وقف ایک فکری ادارہ 'کے طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم امن صرف ایک تصور ہی نہیں ہے جو تعلیمی نصاب تک محدود ہے۔ یہ سماجی انصاف کے حصول، اخلاقی حقوق اور فرائض کے مطابق زندگی گزارنے اور تمام مخلوقات سے اپنے تعلق کو تسلیم کرنے کا ذریعہ ہے۔ تعلیم امنا یک بہتر دنیا کی امید کے امکانات کا پلیٹ فارم بن گئی۔

16.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ:

- تعلیم امن کا تصور اور مفہوم بیان کرسکیں۔
- تعلیم امن کی اہمیت بتاسکیں۔
- تعلیم امن کے قیام میں اسکولی سرگرمیوں کی فہرست تیار کرسکیں۔
- تعلیم اور امن کے رشتہ کی وضاحت کر سکیں۔
- تعلیم اور امن کے مقاصد واضح کرسکیں۔
- اسکول میں امن قائم کرنے کے طریقے بتا سکیں۔
- سماجی بحران کی وضاحت کرسکیں۔

- سماجی بحران کے نظم و نسق کے مقاصد پر روشنی ڈال سکیں۔
- سماجی بحران ختم کرنے کے طریقوں کی نشاندہی کر سکیں۔

16.2 تعلیم امن کا مفہوم (Meaning of Peace Education)

کسی بھی تعلیم کا سب سے اعلیٰ ترین مقصد امن کو فروغ دینا ہے اور یہ ایک ضروری قدر ہے جسے ہر فرد میں فروغ دیا جانا چاہیے۔ والدین اپنے بچوں کے پہلے استاد ہوتے ہیں اور ان سے بچے بہت کچھ سیکھتے ہیں بشمول پرامن رہنے کا طریقہ ۔گھر میں پروان چڑھنے والا امن کا ماحول بچے اسکول تک لے جاتے ہیں جہاں بچےاس کے بارے میں مزید سیکھتے ہیں۔

امن ایک وسیع تصور ہے جس کے عملی اور روحانی مفہوم ہیں۔ اس سے مراد اندرونی سکون کی حالت یا تنازعہ کے خاتمہ ہے ۔"امن وہی ہے جو آپ سوچتے ہیں یا چاہتے ہیں کہ ایسا ہو۔ امن کا مطلب تصادم یا تشدد کی عدم موجودگی اور معاشرے میں ہم آہنگی، سمجھوتہ، سلامتی اور افہام و تفہیم ہے ۔

تعلیم امن انصاف، عدم مساوات اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے تنازعات اور تشدد کو ختم کرنے کی منصوبہ بند حکمت عملی ہے اسے مناسب تدریسی و اکتسابی حکمت عملی کے ذریعے تنازعات اور تشدد کو کم کرنے کے طریقوں اور مناسب ذرائع کو نافذ کر کے ذمہ دار عالمی شہری تیار کرنا جو دنیا میں امن پھیلائیں۔ لہذا امن کی تعلیم، تعلیم کا ایک اہم ہدف ہے۔

16.2.1 تعلیم امن کی تعریف (Definition of the Peace Education)

تعلیم امن کے لیے کوئی عالمی طور پر قبول شدہ تعریف نہیں ہے۔ مختلف تصورات اور نقطہ نظر کی بنیاد پر بہت سی تعریفیں دستیاب ہیں۔ نامور ماہرین تعلیم نے جو تعریفیں پیش کی ہیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

ویبسٹر Webster نے امن کی تعریف" سکون یا سکون کی حالت، خلفشار یا اشتعال انگیزی سے آزادی، پرسکون آرام "کے طور پر کی ہے۔

مندرجہ بالا تعریف سے اس بات پر اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ رواداری، افہام و تفہیم، ہمدردی، تعاون اور انفرادی اختلافات کے احترام جیسے عناصر کی عدم موجودگی میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ کوئی بھی حکمت عملی یا تعلیمی نظام افراد کے درمیان مذکورہ بالا صفات کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے اسے تعلیم امنکہا جا سکتا ہے۔

البرٹ آئن سٹائن کے بقول" امن محض جنگ کی عدم موجودگی نہیں ہے بلکہ انصاف، قانون، نظم و نسق کی موجودگی ہے۔ مختصراً، حکومت کی موجودگی ہے۔

فریئر (2006) Freire کے مطابق" تعلیم امن ایک ایسا طریقہ کار ہے جو تشددی ثقافت سے امن کی ثقافت میں احساس" ذمہ داری "کے ذریعہ بدلنے کا ایک طریقہ کار ہے۔

"تعلیم امن عالمی اور قومی سے لے کر مقامی اور ذاتی حد تک تنازعات اور تشدد کے مسائل کا جواب دینے کی ایک کوشش ہے۔ یہ زیادہ منصفانہ اور پائیدار مستقبل بنانے کے طریقوں کی تلاش سے متعلق ہے۔(Laing.R.D. (1978

جان ڈیوی کے مطابق" تعلیم امن فعال شہریت پر مبنی ہے طلبا کو جمہوریت میں پرعزم حصہ لینے کے لیے تیار کرنا، مسائل کو پیش کرنے اور مسائل کے حل کی تعلیم کے ذریعے، اور ہمارے معاشروں میں تبدیلی کے عمل کے عزم پر مبنی ہے۔"

تعلیم امن سے مراد رویے میں تبدیلیاں لانے کے لیے ضروری علم، ہنر، رویوں اور اقدار کو فروغ دینے کا عمل ہے جو بچوں، نوجوانوں اور بڑوں کو کھلے اور ساختی دونوں طرح سے تنازعات اور تشدد کو روکنے کے قابل بنائے گا۔ تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کرنا؛ اور امن کے لیے سازگار حالات پیدا کرنے کے لیے، خواہ انفرادی، باہمی، بین گروپ، قومی یا بین الاقوامی سطح پر، ہو)- یونیسیف، تعلیم امن کا مطلب امن کے بارے میں سیکھنا اور امن کے لیے سیکھنا ہے۔

ان تعریفوں سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ تعلیم امن افراد میں اعلیٰ انسانی اقدار کو ابھارتی ہے۔ مزید،" تعلیم امن کی تعریفیں "ظاہر کرتی ہیں کہ اس کا مقصد افراد کی مجموعی ترقی ہے اور ان کے ذہنوں میں ابدی اقدار کو بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔

16.2.2 تعلیم امن کا تصور(Concept of Peace Education)

تعلیم امن ایک ایسا عمل ہے جو افراد کو ضروری علم، ہنر، رویوں اور اقدار سے آراستہ کرنے کے لیے تیار کیا گیا ہے جو انہیں تشدد اور ناانصافی کی صورتوں کو مؤثر طریقے سے حل کرنے اور ان کو کم کرنے کے قابل بناتا ہے، اور کمیونٹیز اور معاشروں میں امن کی ثقافت کو فروغ دیتا ہے۔ تعلیم امن کے حامی، ایان ہیرس Ian Harris اور اور جان سائنوٹ John Synottکے مطابق، اس میں تعلیمی تعاملات یا" تعلیمی مقابلوں "کا ایک سلسلہ شامل ہے۔ ان مقابلوں کا مقصد امن کے لیے افراد کی فطری خواہش کو بروئے کار لانا، تنازعات کے عدم تشدد کے حل کے لیے حکمت عملی فراہم کرنا، اور سماجی ناانصافیوں اور عدم مساوات کو برقرار رکھنے اور ان کی توثیق کرنے والے ساختی ڈھانچے کے تنقیدی تجزیہ کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تعلیم امن سیکھنے والوں کو ان آلات کے ساتھ بااختیار بنانے کی کوشش کرتی ہے جو زیادہ ہم آہنگی اور مساوی دنیا کی تخلیق میں فعال شراکت کے لیے درکار ہیں۔

جیمز پیج James Page کا خیال ہے کہ تعلیم امن میں کئی اہم پہلوؤں کو شامل کرنا چاہیے:

- لوگوں کو ہمیشہ امن کو ترجیح دینے اور اس ترجیح میں فرحت محسوس کرنے کی ترغیب دینا۔

- افراد کی مدد کرنا کہ وہ امن کے فروغ میں اپنی شراکت کی صلاحیت پر اعتماد محسوس کریں۔
- جنگ اور سماجی ناانصافی کے مضر اثرات کے بارے میں تعلیم۔
- منصفانہ اور پرامن سماجی نظام کی اہمیت کے بارے میں تعلیم دینا، اور اس طرح کے نظام کو برقرار رکھنے یا بنانے کے لیے کام کرنا۔
- طلباء کو دنیا سے محبت رکھنے اور امن سے بھرے مستقبل کا تصور کرنے کی ترغیب دینا۔
- طلباء کا خیال رکھنا اور انہیں دوسروں کا بھی خیال رکھنے کی ترغیب دینا۔

لہٰذا، جیمز پیج James Page کے مطابق تعلیم امن صرف تنازعات سے بچنے کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ ایک ذہنیت اور طرز عمل کو فعال طور پر فروغ دینے کے بارے میں بھی ہے جو امن اور انصاف کو فروغ دیتے ہیں۔

16.3 تعلیم امن کی وسعت (Scope of Peace Education)

تعلیم امن کا مقصد طلباء کو جدید دنیا میں رواداری اور خیر سگالی کو سمجھنے کے لیے درکار طریقہ کار اور صلاحیتوں سے آگاہ کرنے میں مدد کرنا ہے۔ تعلیم کے ذریعے انسانی ترقی کو فروغ دینے کے لیے مختلف قسم کی تدریسی روایات، تعلیمی نظریات ، اور عالمی اکتسابی اقدامات کو تعلیم امنمیں یکجا کیا جاتا ہے۔ طلباء کی مجموعی فلاح و بہبود کو فروغ دینا، انصاف اور منصفانہ سلوک کے لیے لڑنا، اور اساتذہ اور طلباء دونوں میں ذاتی اور سماجی ذمہ داری کی حوصلہ افزائی کرنا یہ سب تعلیم امن کے عمل سے ممکن ہے۔

16.4 تعلیم امن کے اغراض و مقاصد

(Aims and objectives of Peace Education)

تعلیم امن کا مقصد شاید ہیگ اپیل برائے امن Hague Appeal for peace میں سب سے بہتر خلاصہ کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امن اس وقت حاصل کیا جائے گا جب دنیا کے شہری:

- عالمی مسائل کو سمجھیں۔
- تنازعات کو تعمیری طریقے سے حل کرنے کی مہارت حاصل کریں۔
- انسانی حقوق، صنفی اور نسلی مساوات کے بین الاقوامی معیارات کو جانیں اور ان کے مطابق زندگی گزاریں۔
- ثقافتی تنوع کی تعریف کریں۔
- زمین کی سالمیت کا احترام کریں۔

1994 میں جنیوا میں منعقدہ تعلیم پر بین الاقوامی کانفرنس کے 44 ویں اجلاس کے اعلامیے میں تعلیم امن کے درج ذیل مقاصد درج کیے گئے ہیں۔

- ہر فرد میں آفاقی اقدار کا احساس پیدا کرنا۔
- شہریوں کو مشکل اور غیر یقینی حالات سے نمٹنے کے لیے تیار کرنا اور انھیں ذاتی خود مختاری اور ذمہ داری کے لیے تیار کرنا ۔
- فرد کو تعلیم دینا اور ان اقدار کو پہچاننے اور قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا جو افراد کے تنوع میں موجود ہیں۔
- افراد اور لوگوں کے درمیان امن، دوستی اور یکجہتی کو مضبوط کرنا۔
- افراد میں عدم تشدد کے تنازعات کے حل کی صلاحیت پیدا کرنا۔
- باخبر انتخاب کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا، اپنے فیصلوں اور اعمال کی بنیاد نہ صرف موجودہ حالات کے تجزیہ اور افراد کے درمیان ترجیحی مستقبل کے وژن پر ہو۔
- شہریوں کو ثقافتی ورثے کا احترام، ماحولیات اور سماجی ہم آہنگی کی حفاظت کرنا سکھانا۔
- ایک متوازن اور طویل مدتی ترقی کے تناظر میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر یکجہتی کے احساس اور مساوات کے احساس کے مطابق شہریوں کو پروان چڑھانا۔

لہذا، تعلیم امن کا مقصد مختلف موضوعات پر ہے۔ امن اور تعلیم تہذیب کے الگ الگ پہلوؤں میں ہیں۔ تعلیم کے بغیر کوئی بھی تہذیب حقیقی معنوں میں ترقی یافتہ نہیں ہے اور کوئی بھی نظام تعلیم اس وقت تک صحیح معنوں میں مہذب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ امن کے عالمگیر اصولوں پر مبنی نہ ہو۔

تعلیم امن درج ذیل مقاصد کے ساتھ رسمی اور غیر رسمی اسکول نظم میں پڑھائی جا سکتی ہے۔

- دنیا کو ایک بہتر اور مناسب جائے انسانی بنانے کے لیے تبدیلیوں کو فروغ دینا۔
- طالب علموں کو بھرپور زندگی جینے کی کوشش کے لیے اقدار اور مہارتوں کو فروغ دینا۔
- طلباء کو امن کا ایک بھرپور وژن تیار کرنے میں مدد کرنے کے لیے ایک مرئی عالمی معاشرے کے لیے کام کرنا۔
- مسائل سے نمٹنے کے لیے تعمیری رویہ پیدا کرنا تاکہ تنازعات کو کم سے کم اور ختم کیا جا سکے۔
- ایک حالت کے طور پر اور مثبت انسانی تعلقات کے فروغ کے لیے ایک فعال عمل کے طور پر امن کو تلاش کرنا۔

لہٰذا، تعلیم امن دراصل بقائے باہمی اور مجموعی طرز زندگی کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کا مطالبہ ہے۔ تعلیم امن کا اطلاق تعلیمی نظام میں ہر سطح پر تمام نصاب کے مواد پر ہوتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے مساوی مواقع کو فروغ دینے کے مقصد سے تمام سیکھنے والوں بشمول مہاجرین اور مہاجر بچوں، تمام سماجی شعبوں سے تعلق رکھنے والے بچے اور معذور افراد تک تعلیم امن کو فروغ دیا جانا چاہیے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)

1۔ تعلیم امن کیا ہے؟

2۔ تعلیم امن کی کوئی دو تعریفات بیان کریں۔

3۔ تعلیم امن کے مقاصد تحریر کریں۔

16.5 اسکول میں تعلیم امن(Education for Peace in School)

تعلیم امن طلباء کو اپنی زندگی سمجھنے، تنازعات کو ختم کرنے، سماج کو بدلنے اور پوری دنیا میں امن قائم کرنے میں مدد کرتی ہے۔ تعلیم امن تعلیمی شعبے کا ایک اہم حصہ ہے جسے کلاس روم میں مثبت طریقے سے پڑھایا جاتا ہے اس کے علاوہ کھیل کا میدان اور سماج میں بھی پر امن طریقے سے اس کی نشو و نما کے لیئے راستے ہموار کیے جاتے ہیں۔ بچوں میں تعلیم امن کو ترقی دینے یا بڑھانے کے حسب ذیل مقاصد ہیں:

- مسائل کو حل کرنے اور جھگڑے کو مثبت طریقے سے سلجھانے میں مدد کرنا۔
- احساس، نقطہ نظر اور غصہ کو قابو میں رکھنے میں اہم رول ادا کرنا۔
- دوسروں کے احساس اور نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد کرنا۔
- دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے میں رہنمائی کرنا۔
- آزادانہ طریقے سے سوچنے اور تنقیدی نقطہ نظر سے وابستہ کرنا۔
- ذمہ دارانہ طریقے سے حصہ لے کر فیصلہ لینے کے لائق بنانا۔

تعلیم امن سے کردار یا رویہ میں تبدیلی

(Change in Behaviour/Attitude through Peace Education)

- تعلیم امن کی وجہ سے کردار یا رویے میں بھی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔
- یہ دوسروں کے متعلق سوچنے اور مدد کرنے کی خواہش کو ابھارتی ہے۔
- اس کی وجہ سے ایمانداری اور انصاف کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔
- دوسروں کی تہذیب، مذہب اور زندگی گزارنے کے طرز کو احترام کی نگاہ سے دیکھنے اوران کی عزت کرنے کا سبق دیتی ہے۔

- یہ تحمل (Tolerance) اور ہمدردی (Compassion) بھی پیدا کرتی ہیں۔

تعلیم امن سے علم میں اضافہ(Increasing Knowledge through Peace Education)

- تعلیم امن سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔
- مسائل اور جھگڑوں کو کیسے اور کس طرح سے حل کیا جاسکتا ہے اس کے بارے میں وسیع تر بنیادوں پر سوچنے میں مدد کرتی ہے۔
- اقدار کو قائم رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔
- انسانی حقوق اور ذمہ داری کو نبھانے کا حل تلاش کرتی ہے۔
- یہ علاقائیLocal ، قومی National اور بین الاقوامی International ، تنظیم Organisation کے رول اور اثرات کو پر امن طریقے سے آگے بڑھانے اور مشکلات کو حل کرنے کے راستے تجویز کرتی ہے۔

کمرہ جماعت میں" امن "کو ترقی یا بڑھاوا دینے کے طریقے

(Methods to Promote Peace in the Classroom)

کمرہ جماعت میں" امن "کو ترقی یا بڑھاوا دینے کے حسب ذیل طریقے ہیں:

کمرہ جماعت میں سب سے پہلے طلبہ سے لفظ" امن "کی تعریف کریں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ" امن "سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ جوکچھ جواب دیں گے اس کے بعد آپ) استاد" (امن "کی تعریف کرتے ہوئے کہیں گے کہ" امن "ہر جگہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ کمرہ جماعت ہو یا اس کے باہر۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ کلاس کو "Peace Zone" قرار دیجیے۔ اس کے بعد سال کے شروع ہی میں اپنے ضوابط (Rules)کسی ایک مقام پر چپکا دیجیے جہاں سے ہر کوئی دیکھ سکے۔

اداکاری (Role Play) کے ذریعے مختلف قسم کے مسائل اور جھگڑے شناخت کر کے ان پر بحث و مباحثہ اور Discussionکرکے حل کرایا جاسکتا ہے اور پر امن راستے نکالے جاسکتے ہیں۔

اسکول میں کسی طرح کا Function کرانا ہو یا سالانہ پروگرام کرنا ہو جیسے Musical, Poetry Recitation یادیگر پروگرام ہوں ان کا موضوع "Peace" انتخاب کریں۔ یہ بچوں کے لیے ایک چیلنج ہوگا کہ لفظ" امن "کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی کہانی، گانے اور دوسرے Items کو پیش کریں۔ اس کے علاوہ" امن "کی موجودگی میں Picturing اور Drawingجیسے پروگرام کراسکتے ہیں۔

آپ بچوں کے سامنے ان کے والدین یا کسی استاد سے فضول کی باتیں نہ کریں۔ دوسروں کی عزت کریں۔ استاد کے لیے یہ زیادہ ضروری ہے کہ وہ کیا کہے، کیونکہ طالب علم کے ذہن میں بار بار سنی گئی بات زیادہ گردش کرتی ہے۔

اسکول یا گھر میں خصوصی پروگراموں کا اہتمام کریں۔ اس میں خوشی کا پروگرام یا غم کا موقع ہوسکتا ہے اور ہر کوئی پر امن طریقے سے منصوبہ بندی(Plannig) سجاوٹ(Decorating) اور منانے(Celebrating) کے کام ایک دوسرے سے Share کرسکتے ہیں۔

جب تاریخ، جغرافیہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پوری دنیا کے مختلف رسوم Custom اور روایات Tradition کا علم ہوتا ہے۔

بچے مختلف طرح کے Pet Materials اور پیڑ پودے Plants وغیرہ اپنے ماحول(Environment) کو دیکھتے ہوئے ان سب کا استعمال کرتے ہیں۔

تعلیم امن کے فروغ میں اسکولی سرگرمیاں(School Activities in Promoting Peace Education)

طلبا کو رواداری کو فروغ دینے کی تربیت دی جائے۔ طلبا میں آپسی بات چیت کے ذریعے ترسیلی مہارت کو فروغ دیا جائے۔ طلبا میں اچھے رویے اور آپسی بھائی چارگی کو بڑھاوا دیا جائے۔ بچوں کو NCC, NSS اور اسکاؤٹ(Scout) اور گائیڈ (Guide) جیسی سماجی تنظیموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لیے اسکول کے اساتذہ پہل کریں۔ کیونکہ ان تنظیموں اور ایسے مواد کے ذریعے سماج میں امن بھائی چارگی جیسی مشقوں اور دوسری سماجی خدمات کو فروغ دیا جاتا ہے جس سے سماج میں امن اور بھائی چارگی کو بڑھاوا ملتا ہے۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
صحیح یا غلط کا نشان لگائیے۔
1۔ تعلیم امن دوسروں کے احساس اور نقطہء نظر کو سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔ ( )
2۔ تعلیم امن سے بے ایمانی اور ناانصافی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ ( )
3۔ امن صرف کمرۂ جماعت میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ ( )
4۔ تعلیم امن ہمیں دوسروں کی عزت کرنا نہیں سکھاتی ہے۔ ( )
5۔ NSS جیسی تنظیموں کے ذریعے سماج میں امن اور بھائی چارگی کو بڑھاوا نہیں ملتا ہے۔ ( )

16.6 سماجی بحران اور اس کا نظم و نسق(Social Crisis and its Management)

سماجی بحران(Social Crisis)

سماجی بحران سے مراد ایسی صورتحال ہے جو کسی فرد کی سماجی زندگی میں خلل ڈالتی ہے یا نقصان پہنچاتی ہے۔ اس میں کساد بازاری(Recession) ، جنگیں(War) اوردہشت گردی (Terrorism) وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔ یہ سب اہم عناصر ہیں جو" سماجی بحران "کے ذمہ دار ہیں۔بحران عام طور پر کوئی بھی ایسا واقعہ ہے جو ایک غیر مستحکم اور خطرناک

صورتحال پیدا کرتا ہے جو افراد، گروہوں، برادریوں، یا پورے معاشرے کو متاثر کرتا ہے۔ یہ واقعات اکثر سیکورٹی، اقتصادیات، سیاست، معاشرے یا ماحول میں منفی تبدیلیوں کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں، خاص طور پر جب وہ اچانک اور معمولی انتباہ کے ساتھ رونما ہوتے ہیں۔ آسان الفاظ میں یہ ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے" ایک آزمائشی وقت "یا ایک ہنگامی واقعہ"۔

16.6.1 سماجی بحران: تعریف(Social Crisis: Definition)

اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام یو این ڈی پی United Nations Development Programme (کے مطابق ایک سماجی بحران کو ایک ایسی صورت حال کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے جہاں" موجودہ سماجی انتظامات غیر مستحکم ہو گئے ہیں اور سماجی تنظیم اور کنٹرول کے روایتی نمونے ٹوٹ گئے ہیں، جس سے افراد یا گروہ ایسے معاشرے میں منتقل ہو رہے ہیں جس کا وہ تجربہ کرتے ہیں۔ ناقابل فہم یا دشمنی کے طور پر۔UNDP) "،(1994 ۔

"prevailing social arrangements have become unstable and traditional patterns of social organization and control break down, rendering individuals or groups adrift in a society which they experience as indecipherable or hostile." (UNDP, 1994).

سماجیات کے ماہر چارلس پیرو Charles Perrow سماجی بحران کو" نظام میں ایک خلل ڈالنے والا عمل "کے طور پر بیان کرتے ہیں جو نظام کو اپنے بنیادی کام کو انجام دینے سے روکتا ہے۔"یہ تعریف سماجی بحرانوں کی نظامی نوعیت پر زور دیتی ہے اور یہ کہ وہ معاشروں کے معمول کے کام کو کیسے روکتے ہیں۔

"A disruptive process in a system which prevents the system from performing its primary function."

یہ تعریفیں سماجی بحرانوں کی پیچیدگی اور کثیر جہتی کے بارے میں بصیرت پیش کرتی ہیں، اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ وہ کس طرح سماجی ڈھانچے، اصولوں اور اداروں میں خلل ڈالتے ہیں، ساتھ ہی وہ چیلنجز بھی جو وہ افراد اور کمیونٹیز کو لاحق ہیں۔

16.6.2 سماجی بحران کے اقسام(Types of Social Crisis)

سماجی بحران معاشرہ کے کام کاج، استحکام اور فلاح و بہبود کو متاثر کرتا ہے۔ یہ بحران معاشی بدحالی، سیاسی بدامنی، ماحولیاتی آفات، یا ثقافتی تنازعات جیسے مختلف عوامل سے جنم لے سکتے ہیں۔ سماجی بحران اکثر معاشرے کے اندر بنیادی مسائل

کو اجاگر کرتے ہیں اور اگر مناسب طریقے سے توجہ نہ دی جائے تو وسیع پیمانے پر عدم اطمینان، بدامنی، اور بعض اوقات تشدد کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔ سماجی بحران کے حسب ذیل اقسام ہیں:

اقتصادی بحران: اس قسم کا بحران اس وقت ہوتا ہے جب معیشت میں شدید مندی ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں بے روزگاری کی بلند شرح، افراط زر، غربت اور مجموعی اقتصادی عدم استحکام ہوتا ہے۔ معاشی بحران مالیاتی منڈی کے کریش، کساد بازاری، یا معاشی بدانتظامی جیسے عوامل کے نتیجے میں ہو سکتا ہے۔

سیاسی بحران: سیاسی بحران معاشرے کے سیاسی نظام کے اندر تنازعات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں حکومتی بدعنوانی، متنازع انتخابات، آمریت، یا قانون کی حکمرانی میں خرابیاں شامل ہو سکتی ہیں۔ سیاسی بحران اکثر احتجاج، شہری بدامنی، یا یہاں تک کہ حکومت کی تبدیلیوں کا باعث بنتے ہیں۔

ماحولیاتی بحران: ماحولیاتی بحران قدرتی ماحول کے انحطاط کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے موسمیاتی تبدیلی، جنگلات کی کٹائی، آلودگی، یا قدرتی آفات جیسے سمندری طوفان اور جنگل کی آگ۔ یہ بحران ماحولیاتی نظام، انسانی صحت اور معاش کے لیے خطرہ ہیں، اور اکثر ان کے اثرات کو کم کرنے کے لیے فوری کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

سماجی انصاف کا بحران: سماجی انصاف کا بحران اس وقت ابھرتا ہے جب معاشرے میں عدم مساوات، امتیازی سلوک یا ناانصافی کا وسیع تصور موجود ہو۔ اس میں نسلی عدم مساوات، صنفی امتیاز، صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم تک رسائی سے متعلق مسائل شامل ہو سکتے ہیں۔ سماجی انصاف کے بحران اکثر سماجی تحریکوں کو جنم دیتے ہیں جو تبدیلی اور اصلاحات کی وکالت کرتے ہیں۔

صحت کا بحران: صحت کا بحران متعدی بیماریوں، وبائی امراض یا صحت عامہ کی ہنگامی صورتحال کے پھیلاؤ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بحران صحت کی دیکھ بھال کے نظام کو مغلوب کر سکتے ہیں، جانی نقصان کا باعث بن سکتے ہیں، اور سماجی اور اقتصادی سرگرمیوں میں خلل ڈال سکتے ہیں۔ مثالوں میں COVID-19 کی وبا یا ایبولا Ebola یا زیکاZika جیسی بیماریوں کا پھیلنا شامل ہے۔

انسانی بحران: انسانی بحران ایسے حالات کا نتیجہ ہے جہاں جنگ، تنازعہ، قحط، یا نقل مکانی جیسے عوامل کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگ اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ ان بحرانوں میں اکثر متاثرہ آبادیوں کو خوراک، پناہ گاہ اور طبی دیکھ بھال فراہم کرنے کے لیے بین الاقوامی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔

ثقافتی بحران: ثقافتی بحران اس وقت ہوتا ہے جب معاشرے میں کوئی اہم ہلچل یا ثقافتی شناخت کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ عالمگیریت، تیز رفتار سماجی تبدیلی، یا ثقافتی سامراج جیسے عوامل سے ہو سکتا ہے۔ ثقافتی بحران روایتی اقدار، طرز عمل، یا زبانوں کے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں، جس سے معاشرتی بگاڑ اور تنازعہ پیدا ہو سکتا ہے۔

سماجی بحرانوں سے نمٹنے کے لیے اکثر حکومتوں، کمیونٹیز، این جی اوز اور بین الاقوامی تنظیموں کی جانب سے بنیادی مسائل کو حل کرنے، ان کے اثرات کو کم کرنے اور پائیدار ترقی اور سماجی استحکام کے لیے طویل مدتی حل کے لیے کام کرنے کے لیے مربوط کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

16.7 سماجی بحران کے انتظام کا آغاز

(The Beginning of Social Crisis Management)

بحرانی انتظام کو سب سے پہلے "Jhonson" نے1982 ء میں شروع کیا تھا جب Chicago میں سات لوگ مارے گئے تھے۔ اس وقت ملک میں Tyhenal Capsuler اور Diary Milk فری کی گئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ" بحران " کے اثرات ملک میں کم ہوگئے اور لوگ ترقی کی طرف دوبارہ گامزن ہوگئے۔

16.7.1 بحرانی انتظام کے مقاصد(Objectives of Social Crisis Management)

بحرانی انتظام کے حسب ذیل مقاصد ہیں:

1۔ بحرانی انتظام کے مقاصد" بحران "کے مسائل کو جلد سے جلد حل کرنا ہے۔ تنظیموں اور NGO کی مدد سے جتنا جلد ہو سکے اس سے نجات حاصل کرنی چاہئے اور اپنے معاشرے سے اسے باہر نکال پھینکنا چاہئے۔ یا بالواسطہ بحران کی جڑ تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے جو تنظیم کی ترقی (Progess) ختم یا برباد کرتا ہے۔

2۔ بحرانی انتظام ہر اس چیز کو قابو(Control) کرتا ہے جو خوشحالی (Prosperity) کے راستے میں حائل ہوتی ہیں۔

3۔ بحرانی انتظام تنظیم کے لیے تمام دستیاب وسائل کو بہترین طریقے سے استعمال کے راستے دکھاتا ہے۔

16.8 سماجی بحران کو ختم کرنے کے طریقے(Ways to end the Social Crisis)

ایمانداری(Honesty): بحرانی انتظام میں سب سے پہلے لیڈر کو ایماندار ہونا چاہئے۔ اگر لیڈر ایماندار نہ ہو یا وہ مستحکم دماغ نہ رکھتا ہو تو بحرانی انتظام کے مقاصد پورے نہیں ہوں گے۔

وسیع النظری(Broadmindness): لیڈر کے اندر یہ خاصیت ہونی چاہئے کہ وہ ایک گہری یا دوراندیش نگاہ رکھتا ہو۔ بحران کے متعلق صحیح فیصلہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

صلاحیت(Competency): Competency کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے کہ بغیر صلاحیت کے لیڈر" بحران "کو ختم نہیں کرسکے گا۔

تاعمر اکتساب(Life Long Learning): لیڈر کو چاہئے کہ وہ وقت پر زندگی کے بہت ساری چیزوں کا مطالعہ کرے۔ کبھی بھی حالات یکساں نہیں رہتے بلکہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لیے ضرورت کے مطابق Demand کی بھی تبدیلی ضروری ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ حالات کے مطابق تبدیلی لانی چاہئے جس کے لیے لیڈر کا Life Long Learning حاصل کرنا ضروری ہے۔

گہرا مشاہدہ / چھان بین(Inspection): زندگی کے ہر شعبے کا علم ہونا ضروری ہے خواہ وہ کسی بھی علاقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کے لیے لیڈر کو چاہئے کہ وہ گہرائی سے مشاہدہ (Observation) کرتا رہے اور سماجی بحران کو دور کرے۔

بھروسہ اور اعتماد پیدا کرنا: بھروسہ اور اعتماد کے ذریعہ بھی سماجی بحران کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ فرد یا انسان اپنی ذاتی کاوشوں اور لگن سے دوسرے افراد کا بھروسہ حاصل کرے تاکہ علاقے اور اطراف کے لوگوں میں اسے عزت و شہرت اور بھروسہ حاصل ہو۔سماجی بحران کے حل کا یہ بہتر طریقہ ہے۔ گاؤں اور شہروں کے بعض علاقوں میں یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ کسی بھی لڑائی جھگڑے یا پنچایتی معاملوں میں جو موثر شخصیات ہوتی ہیں، عوام کا جن پر اعتماد ہوتا ہے وہ ان کی باتوں پر بہت زیادہ یقین رکھتے ہیں۔ایسے لوگ جو قابل بھروسہ اور اعتماد کے قابل ہوں خواہ اُن کا تعلق کسی بھی مذہب یا ذات سے ہو سبھی طبقے کے افراد ان کی باتوں کو سنتے ہیں اور سماجی بحران کو ختم کرنے کے لیے ایسی شخصیات کی ضرورت ہوتی ہے۔

16.8.1 بحرانی انتظام کا ماڈل(Crisis Management Model)

کسی بحران کو کامیابی کے ساتھ سنبھالنے کے لیے اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ بحران کے پیش آنے سے پہلے ہی اس سے کیسے نمٹا جائے۔

کسی بھی بحران کے انتظام کے تین مراحل ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

1۔ آنے والی مصیبت یا خطرے کے اشارے کی تشخیص۔
2۔ مناسب تبدیلی کی حکمت عملی کا انتخاب کرنا۔
3۔ تبدیلی کے عمل کا نفاذ اور اس کی نگرانی کرنا۔

تشخیص کا مرحلہ: اس مرحلے میں ابتدائی انتباہی علامات یا خطرے کے اشاروں کی نشاندہی کرنا شامل ہے جو بحران کے ممکنہ آغاز کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کے لیے اندرونی اور بیرونی عوامل کے گہرے مشاہدے، تجزیہ اور نگرانی کی ضرورت ہے جو بحران کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس کا مقصد مسائل کا جلد از جلد پتہ لگانا ہے تاکہ ان کے اثرات کو روکنے یا کم کرنے کے لیے فعال اقدامات کیے جا سکیں۔

تبدیلی کی حکمت عملی کا انتخاب: اس مرحلے میں ایک بار بحران کی شناخت ہو جانے کے بعد، تنظیموں یا افراد کو بحران سے مؤثر طریقے سے نمٹنے کے لیے مناسب تبدیلی کی حکمت عملی کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اس میں مختلف آپشنز کا جائزہ لینا، ان کی فزیبلٹی اور ممکنہ نتائج پر غور کرنا، اور بحران سے نکلنے اور استحکام کی بحالی کے لیے موزوں ترین طریقہ کا انتخاب کرنا شامل ہے۔

نفاذ اور نگرانی: تبدیلی کی حکمت عملی کا انتخاب کرنے کے بعد، اگلے مرحلے میں منصوبہ بند تبدیلیوں کو نافذ کرنا اور ان کی پیش رفت اور تاثیر کی مسلسل نگرانی کرنا شامل ہے۔ اس میں وسائل مختص کرنا، اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ بات چیت کرنا، اور بدلتے ہوئے حالات کی بنیاد پر ضرورت کے مطابق حکمت عملیوں کو اپنانا شامل ہے۔ باقاعدگی سے نگرانی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ بحران کے انتظام کی کوششیں صحیح سمت پر رہیں اور مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

یہ تینوں مراحل اجتماعی طور پر بحران کے انتظام کے لیے ایک منظم انداز تشکیل دیتے ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کریں(Check your progress)
1۔ سماجی بحران سے کیا مراد ہے؟ 2۔ سماجی بحران کی اقسام بیان کیجیے؟ 3۔ سماجی بحران کے انتظام اور مقاصد پر روشنی ڈالیے۔ 4۔ سماجی بحران کو ختم کرنے کے طریقے بیان کیجیے۔

16.9 خلاصہ (Summary)

اس اکائی میں تعلیم امن اور سماجی بحران کے انتظام پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ امن ایک کثیر جہتی تصور ہے جس میں نہ صرف تنازعات اور تشدد کی غیر موجودگی شامل ہے بلکہ دوسروں کے ساتھ ہم آہنگی، انصاف، رواداری، ہمدردی اور تعاون کے اصول بھی شامل ہیں۔ تعلیم امن طلباء کو ضروری علم، ہنر، رویے اور اقدار فراہم کرتی ہے تاکہ وہ تشدد اور ناانصافی کے مسائل کو پرامن طریقے سے حل کر سکیں اور معاشرتی ہم آہنگی قائم کریں۔

تعلیم امن کا مقصد نہ صرف تعلیمی نصاب میں امن کی تعلیم دینا ہے بلکہ یہ سماجی انصاف، انسانی حقوق، اخلاقی اقدار اور عالمی شہری ہونے کے شعور کو فروغ دینے کا ذریعہ بھی ہے۔ اسکول میں امن کو فروغ دینے کے لیے مختلف سرگرمیاں، جیسے رول پلے، پینٹنگ، کلاس

روم میں "Peace Zone" ،اور NCC/NSS/Scout/Guide جیسی تنظیموں میں شمولیت، طلباء میں رواداری، احترام، تعاون اور ذمہ داری کے جذبات پیدا کرتی ہیں۔

سماجی بحران ایک ایسی صورتحال ہے جو افراد، گروہوں یا پوری کمیونٹی کی فلاح و بہبود، استحکام اور معمول کے کام کو متاثر کرتی ہے۔ اس کے مختلف اقسام ہیں، جیسے اقتصادی، سیاسی، ماحولیاتی، صحت، انسانی اور ثقافتی بحران۔ بحران کے مؤثر انتظام کے لیے ضروری ہے کہ لیڈر ایماندار، وسیع النظر، قابل اور زندگی بھر سیکھنے والا ہو، اور سماجی حالات کا گہرا مشاہدہ کرے۔

بحران کے انتظام کے تین اہم مراحل ہیں: خطرے یا بحران کی ابتدائی تشخیص، مناسب تبدیلی کی حکمت عملی کا انتخاب اور حکمت عملی کا نفاذ اور نگرانی۔

مجموعی طور پر، یہ اکائی امن کے فروغ، سماجی بحران کی پیچیدگی، اور اس کے مؤثر انتظام کے طریقوں کی جامع سمجھ فراہم کرتی ہے، تاکہ طلباء نہ صرف فرد کے طور پر پرامن رہیں بلکہ معاشرے میں بھی امن قائم کرنے میں فعال کردار ادا کریں۔

16.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء:

- امن کی اہمیت اور انسانی اقدار کی وضاحت کر سکیں گے۔
- تشدد اور ناانصافی کی مثالیں پہچان کر ان کے خاتمے کے لیے اقدامات کر سکیں گے۔
- علم، ہنر، رویے اور اقدار کا استعمال کرتے ہوئے پرامن رویہ اختیار کر سکیں گے۔
- عالمی مسائل، انسانی حقوق، صنفی و نسلی مساوات، اور ثقافتی تنوع کی وضاحت اور احترام کر سکیں گے۔
- دوسروں کی مدد، ایمانداری، احترام، تحمل اور ہمدردی کے مظاہرے کر سکیں گے۔
- اسکول میں امن کو فروغ دینے والے پروگراموں میں فعال طور پر حصہ لے سکیں گے اور سماجی تنظیموں میں شمولیت اختیار کر سکیں گے۔
- سماجی بحران کی اقسام اور اثرات کی شناخت کر کے مسائل کے پرامن حل اور پائیدار ترقی کے لیے عملی اقدامات کر سکیں گے۔

16.11 فرہنگ (Glossary)

- تعلیم امن: تعلیم امن کو عام طور پر" امن کے بارے میں تعلیم "اور" امن کے لیے تعلیم "کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔
- سماجی بحران: ایسا بحران ہے جو ایک سماجی زندگی کو منفی طور پر تبدیل کر دیتا ہے۔

- اقتصادی بحران:معیشت میں شدید مندی اور بے روزگاری کی بلند شرح، افراط زر، غربت اور اقتصادی عدم استحکام کا سبب بنتا ہے۔
- سیاسی بحران:سیاسی نظام کے اندر تنازعات اور حکومتی بدعنوانی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔
- ماحولیاتی بحران:قدرتی آفات اور ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جیسے موسمیاتی تبدیلی، آلودگی، اور جنگلات کی کٹائی۔
- سماجی انصاف کا بحران:عدم مساوات، امتیازی سلوک اور ناانصافی کی بنیادوں پر پیدا ہوتا ہے۔
- صحت کابحران:متعدی بیماریوں اور وبائی امراض کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جیسےCOVID-19 ، ایبولا، اور زیکا۔
- انسانی بحران:جنگ، تنازعہ، قحط، یا نقل مکانی جیسے عوامل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔
- ثقافتی بحران:ثقافتی شناخت کا نقصان یا ثقافتی سامراج کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

16.12 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ تعلیم امنکا بنیادی مقصد کیا ہے؟

a) تنازعات اور تشدد کو فروغ دینا
b) امن اور ہم آہنگی کی اقدار کو فروغ دینا
c) امتیازی سلوک اور عدم مساوات کی حوصلہ افزائی کرنا
d) افراتفری اور بدامنی پیدا کرنا

2۔ ویبسٹر کے مطابق، امن کا مطلب کیا ہے؟

a) افراتفری اور بدامنی
b) تنازعہ یا ایجی ٹیشن سے آزادی
c) امتیازی سلوک اور عدم مساوات
d) تشدد کو فروغ دینا

3۔ تعلیم امنکا مقصد تنازعات اور تشدد کے حوالے سے کیا حاصل کرنا ہے؟

a) حل کے لیے تنازعات کو بڑھانا
b) امن کے لیے تنازعات کو نظر انداز کریں
c) تنازعات کو مؤثر طریقے سے حل کریں اور تشدد کو کم کریں
d) سماجی تبدیلی کے لیے ایندھن کے تنازعات

4۔ ایان ہیرس اور جان سنوٹ کے مطابق، تعلیم امنمیں کیا شامل ہے؟

a) تقسیم اور دشمنی کو فروغ دینا
b) جہالت اور عدم برداشت کی حوصلہ افزائی کرنا
c) تعلیمی تعاملات کے ذریعے امن کی ثقافت کو فروغ دینا
d) تشدد اور امتیازی سلوک کی وکالت کرنا

5۔ Hague Appeal for Peace کی منشور میں تعلیم امنکا مقصد کیا ہے؟

a) عالمی مسائل کی سمجھ
b) تنازعات کے تعمیری طریقوں سے حل
c) زمین کی سالمیت کا احترام
d) یہ تمام

6۔ 1994 میں جنیوا میں منعقدہ تعلیم پر بین الاقوامی کانفرنس کے اعلامیہ میں تعلیم امنکے مقاصد کتنے درج کئے گئے؟

a) 5 | b) 7 | c) 6 | d) 8

7۔ تعلیم امنرویوں کی تبدیلیوں میں کس طرح تعاون کرتی ہے؟

a) رواداری اور ہمدردی کو فروغ دے کر
b) بے ایمانی اور ناانصافی کی حوصلہ افزائی کرکے
c) دوسروں پر برتری کے احساس کو فروغ دینے سے
d) ہمدردی اور افہام و تفہیم کی حوصلہ شکنی کرکے

8۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کے مطابق سماجی بحران کی تعریف کیا ہے؟

a) ایسی صورتحال جہاں سماجی تنظیم کے روایتی نمونے مستحکم رہیں
b) ایسی صورت حال جہاں مروجہ سماجی انتظامات مستحکم ہو جاتے ہیں
c) ایسی صورت حال جہاں مروجہ سماجی انتظامات غیر مستحکم ہو جاتے ہیں اور سماجی تنظیم کے روایتی نمونے ٹوٹ جاتے ہیں
d) ایسی صورتحال جہاں افراد سماجی ہم آہنگی کا تجربہ کرتے ہیں۔

9۔ چارلس پیرو کے مطابق سماجی بحران کی تعریف

a) نظام کے اندر استحکام کی صورتحال
b) نظام کو اس کے بنیادی کام کو انجام دینے سے روکنے والی خلل کی صورت حال
c) ایسی صورت حال جہاں نظام بغیر کسی رکاوٹ کے آسانی سے کام کرتا ہے
d) ایسی صورت حال جہاں افراد کسی نظام کے اندر اطمینان کا تجربہ کرتے ہیں۔

10۔ اقتصادی بحران کیا ہے؟

a) اعلیٰ روزگار کی شرح اور معاشی استحکام
b) معاشی خوشحالی اور غربت کی کم شرح
c) شدید معاشی کساد بازاری، افراط زر، اور مجموعی معاشی عدم استحکام
d) مستحکم مالیاتی منڈیاں اور کم افراط زر کی شرح

11۔ بحرانی انتظام کے مقاصد ان میں سے کیا نہیں ہیں؟

a) ایمانداری | b) وسیع انظری | c) صلاحیت | d) بے ایمانی

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ تعلیمِ امن سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

2۔ تعلیم امن کی ضرورت واہمیت پر نوٹ لکھیے۔

3۔ تعلیمِ امن کے فروغ میں اسکولی سرگرمیوں کی فہرست تیار کیجیے۔

4۔ سماجی بحران کی تعریف کیا ہے؟

5۔ بحران کے انتظام کے مقاصد بیان کیجیے۔

6۔ سماجی بحران کو ختم کرنے کے کیا طریقہ کار ہو سکتے ہیں؟ مختصراً بیان کیجیے۔

7۔ سماجی بحران کے اقسام کیا ہیں اور ان کی وضاحت کیجیے۔

8۔ اقتصادی بحران کے عوامل کونسے ہیں ؟

9۔ انصاف کے بحران کی وجوہات اور ان کا حل کیا ہو سکتا ہے؟

10۔ ماحولیاتی بحران سے کیا مراد ہے اور اس کے نتائج پر غور کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ تعلیم امنکی ضرورت اور اہمیت پر تبادلہ خیال کریں۔

2۔ بحثیت معلم آپ مادیت پسند ی کے دور میں امن کیسے قائم کریں گے۔

3۔ سماجی بحران اور اس کے اقسام کی وضاحت کریں۔

4۔ سماجی بحران پر قابو پانے کے طریقے لکھیں۔

جوابی کلید

1۔ امن اور ہم آہنگی کی اقدار کو فروغ دینا	2۔ تنازعہ یا ایجی ٹیشن سے آزادی
3۔ تنازعات کو مؤثر طریقے سے حل کریں اور تشدد کو کم کریں۔	4۔ تعلیمی تعاملات کے ذریعے امن کی ثقافت کو فروغ دینا
5۔ یہ تمام	6۔ 8

7۔ رواداری اور ہمدردی کو فروغ دے کر۔	8۔ ایسی صورت حال جہاں مروجہ سماجی انتظامات غیر مستحکم ہو جاتے ہیں اور سماجی تنظیم کے روایتی نمونے ٹوٹ جاتے ہیں۔
9۔ نظام کو اس کے بنیادی کام کو انجام دینے سے روکنے والی خلل کی صورت حال	10۔ شدید معاشی کساد بازاری، افراط زر، اور مجموعی معاشی عدم استحکام ۔
11۔ بے ایمانی	12۔

16.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Reading Materials)

1۔ Aggarwal, J.C., 2008. Reading in Foundation and Process of Education. New Delhi: Vikas Publishing House Pvt. Ltd.

2۔ Arulsamy S.(2014), Philosophical and Sociological Perspectives on Education, Hyderabad, Neelkamal.

3۔ Biswal, R.N., 2005.Philosophy of Education. New Delhi: Dominant Publishers and Distributors.

4۔ Brameld, Theodore, 1956.Towards a Reconstructed Philosophy of Education. New York: Dryden Press, Inc.

5۔ Brubacher, J. S., 1969. Modern Philosophy of Education. New Delhi: McGraw Hill.

6۔ Dash, B.N. & Ghanta R. (2006), 'Foundations of Education', Hyderabad: Neelkamal Publications Pvt. Ltd.

7۔ Jamal, Sajid & Raheem, Abdul (2012), 'Ubharte Huwe Hindustani samaj me Taleem', New Delhi: Shipra Publication.

8۔ Khaleel, Ibrahim Mohammed (2012), 'Foundation of Education', Hyderabad: Deccan Traders Educational Publishers.

9۔ Ottaway, A.K.C. 1953.Education and Society. London: Routledge and Kegan Paul.

10۔ Perrow, C. (2007). The Next Catastrophe: Reducing Our Vulnerabilities to Natural, Industrial, and Terrorist Disasters. Princeton University Press.

11- Ramesh G. () Philosophical Foundation of Education, Hyderabad, Neelkamal Publication

12- Shukla, S. and Krishna Kumar (eds) 1985. Sociological Perspectives in Education. Delhi: Chanakaya Publication.

13- Salomon, G., & Nevo, B. (2002). Peace education: The concept, principles, and practices around the world. Lawrence Earlbaum.

14- United Nations Development Programme (UNDP). (1994). Human Development Report 1994. Retrieved from http://hdr.undp.org/sites/default/files/reports/ HYPERLINK "http://hdr.undp.org/sites/default/files/reports/255/hdr_1994_en_complete_nostats.pdf"255 HYPERLINK "http://hdr.undp.org/sites/default/files/reports/255/hdr_1994_en_complete_nostats.pdf"/hdr_ HYPERLINK "http://hdr.undp.org/sites/default/files/reports/255/hdr_1994_en_complete_nostats.pdf"1994 HYPERLINK "http://hdr.undp.org/sites/default/files/reports/255/hdr_1994_en_complete_nostats.pdf"_en_complete_nostats.pdf

نمونہ امتحانی پرچہ

تعلیم کی سماجی بنیادیں

جملہ نشانات 70 | وقت : 3 گھنٹہ

ہدایت

یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔حصہ اول، حصہ دوم، اور حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیےلفظوں کی تعداد اشارۃً ہے۔تمام حصوں کے جواب لازمی ہے۔

۱۔حصہ اول میں دس لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات ہے۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے ۔ ہر سوال کے لیے ایک نمبر مختص ہے۔

۲۔حصہ دوم میں 8 سوالات ہیں۔اس میں سے کوئی 5 کے جواب ہی لازمی ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دوسو الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔ ہر سوال کے لیے6 نمبر مختص ہے۔

۳۔حصہ سوم میں 5 سوالات ہیں۔اس میں سے کوئی 3 کے جواب ہی لازمی ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے۔ ہر سوال کے لیے10 نمبر مختص ہے۔

سوال۔ا **حصہ اول**

(i) یہ کس نے کہا کہ سماجیات سماجی تعلقات کا ترتیب وار مطالعہ ہے۔سماجی تعلقات کے جال کو ہی ہم سماج کہتے ہیں۔

(1) روسو (2) گڈنس (3) میکس ویبر (4) میکائیور اور پیج

(ii) سماجیات ایک............سائنس ہے۔

(1) طبعیاتی (2) اطلاقی (3) سماجی (4) تفریدی

(iii) لفظ ثقافت (Culture) اپنے مفہوم کے لحاظ سے ایک۔۔۔۔۔۔لفظ ہے۔

(a) جامع (Comprehensive) (b) محدود (Limited)

(c) اختلافی (Controvertial) (d) ان میں سے کوئی نہیں

(iv) سرمایہ داری کس کی ضد ہے؟

a) جمہوریت b) مطلق العنانیت

c) سیکولرازم d) سوشلزم

(v) اقلیتوں کے تعلیمی حق کو آئین کی کن دفعات میں تسلیم کیا گیا ہے؟

a) 29 اور 30 b) 39 اور 40

(vi) ہر سماج کی اپنی مخصوص۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتی ہے۔

(vii) ''سماجی تہذیبی اور طبقہ بندی سماج کے اعلیٰ اور ادنیٰ تر اکائیوں کی افقی تقسیم ہے۔'' کس نے کہا ہے؟

1) R W Murry 2) Lundberg 3) Melvin N. Tumin 4) Spencer

(viii) سماجی ربط واتصال کتنے طرح کے ہوتے ہیں؟

1) چار 2) دو 3) تین 4) پانچ

(ix) سماجی ربط واتصال کو فروغ دینے میں کن وسائل کا اہم کردار ہوتا ہے۔

1) گھریا خاندان 2) اسکول اورادارہ 3) سماج ومعاشرہ 4) ان میں سے سبھی

(x) قومی یکجہتی کے فائدے ہیں............

1. عوام میں اعتماد اور بھروسہ بڑھتا ہے۔ 2. عوام میں آزادی کا جذبہ اور خوشیاں ملتی ہیں۔

3. لوگ بلاخوف وخطر ملک کی ترقی میں ساتھ رہتے ہیں۔ 4. یہ سبھی

حصہ دوم

مختصر جوابی سوالات

2۔ سماجیات کی وسعت کو بیان کیجیے

3۔ قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے آپ کیا اقدامات اٹھائیں گے؟

4۔ تعلیمِ امن کے فروغ میں اسکولی سرگرمیوں کی فہرست تیار کیجیے

5۔ سماجی تبدیلی کے ذمہ دار کوئی دو عوامل بتایئے؟

6۔ کثرت میں وحدت (Unity in Diversity) پر مختصر نوٹ لکھیے۔

7۔ عالمگیریت کے اس دور میں ہندوستانی ثقافت کو درپیش خطرات کون سے ہیں؟

8۔ اقلیتوں کی تعلیم کے بارے میں آئین ہند میں کیا کہا گیا ہے؟

9۔ سماجی بحران کو ختم کرنے کے کیا طریقہ کار ہو سکتے ہیں؟ مختصراً بیان کیجیے۔

حصہ سوم

طویل جوابی سوالات

10۔ بچے کا سماجیانے کا عمل کیا ہے؟ بچوں کے مناسب سماجیانے کے عمل کے لیے اسکولوں اور اساتذہ کو کیا کام کرنے چاہیے؟

11۔ ثقافتی تکثیریت سے کیا مراد ہے؟ ہندوستان میں ثقافتی تکثیریت کو درپیش خطرات سے بحث کیجیے اور بتایئے کہ ان خطرات سے کس طرح نمٹا جا سکتا ہے؟

12۔ سماجی تغیر پزیدی سے کیا مراد ہے اور یہ کس نوعیت اور سمتوں (Directions) میں ہوتی ہے؟ وضاحت کریں۔

13۔ سوشلزم ایک سیاسی اور سماجی نظریہ ہے۔ مارکس اور گاندھی اس کے حامی مانے جاتے ہیں۔ دونوں کے خیالات کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کریں۔

14۔ تعلیمِ امن سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کے مقاصد کا تفصیلی جائزہ لیجیے۔

Notes/اہم نکات